ترقی اردو بورڈ کی کتاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اردو

در دو جلد

از

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبہ

محمود شیرانی (مرحوم)

نیشنل اکاڈمی

۹۔ انصاری مارکیٹ، دریا گنج، دہلی

اکتوبر ۱۹۷۳ء
کارتک ۱۸۹۵ء

MAJMUA-E-NAGHZ R

ترقیِ اردو بورڈ ایڈیشن ـــــ گیارہ سو

شعبۂ طباعت واشاعت ترقیِ اردو بورڈ
۱ ۔ شہباز حسین ـــــ پرنسپل پبلیکیشن آفیسر
۲ ۔ (ڈاکٹر) کے۔این سکسینہ ـــــ اسسٹنٹ ڈائریکٹر
۳ ۔ ابوالفیض سحر ـــــ اسسٹنٹ ڈائریکٹر

تقسیم کار : نیشنل اکاڈمی
۹۔ انصاری مارکیٹ ، دریاگنج ، دہلی ۶۔

قیمت : پچاس روپے

پروپرائٹر نیشنل اکاڈمی دہلی نے ترقیِ اردو بورڈ وزارتِ تعلیم و سماجی بہبود ،
سے ایگل آفسٹ پرنٹرز ، دریاگنج دہلی ۶ سے چھپواکر شایع کیا

پیش لفظ

حکومت ہند نے اردو زبان میں کتابیں تیار اور شایع کرنے کے لیے ترقی اردو بورڈ قائم کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹیوں، علمی انجمنوں، مصنفوں، مترجموں، استادوں اور ناشروں کے اشتراک و تعاون سے اردو میں سائنس کی کتابیں، بچوں کی ضرورت اور دلچسپی کی کتابیں اور یونیورسٹی کی کتابیں لکھوائی اور شایع کی جائیں اور ان موضوعات پر دوسری زبانوں کی مستند کتابوں کے ترجمے شایع کیے جائیں۔ اس اسکیم کے تحت چھ سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف کے مختلف مراحل میں ہیں۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو منسٹری آف ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر کی جانب سے نیشنل اکاڈمی دہلی کی وساطت سے شایع ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب طالب علموں، استادوں اور دوسرے تمام حلقوں میں پسند کی جائے گی اور ایک زبان کی حیثیت سے اردو کے فروغ اور ترقی میں دلچسپی

سلسل

(ڈاکٹر) نورالحسن

وزیر تعلیم، حکومتِ ہند

اکتوبر ۱۹۷۳ء
کارتک ۱۸۹۵

MAJMUA-E-NAGHZ
ترقیِ اردو بورڈ ایڈیشن ــــــ گیارہ سو

شعبۂ طباعت واشاعت ترقیِ اردو بورڈ
۱ - شہباز حسین ــــــ پرنسپل پبلیکیشن آفیسر
۲ - ڈ(ڈاکٹر) کے۔این سکسینہ ــــ اسسٹنٹ ڈائریکٹر
۳ - ابوالفیض سحر ــــــ اسسٹنٹ ڈائریکٹر

تقسیم کار : نیشنل اکاڈمی
۹۔ انصاری مارکیٹ ، دریاگنج ، دہلی ۱۱۰۰۰۶

قیمت : پچاس روپے

پروپرائٹر نیشنل اکاڈمی دہلی نے ترقیِ اردو بورڈ' وزارتِ تعلیم و سماجی بہبود ، حکومت ہند
سے ایگل آفسٹ پرنٹرز ، دریاگنج دہلی ۶ سے چھپواکر شائع کیا

پیش لفظ

SV02

حکومت ہند نے اُردو زبان میں کتابیں تیار اور شایع کرنے کے لیے ترقیِ اُردو بورڈ قائم کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹیوں، علمی انجمنوں، مصنفوں مترجموں، استادوں اور ناشروں کے اشتراک و تعاون سے اردو میں سائنس کی کتابیں، بچّوں کی ضرورت اور دلچسپی کی کتابیں اور یونیورسٹی کی کتابیں لکھوائی اور شایع کی جائیں اور ان موضوعات پر دوسری زبانوں کی مستند کتابوں کے ترجمے شایع کیے جائیں۔ اس اسکیم کے تحت چھ سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف کے مختلف مراحل میں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو منسٹری آف ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیر کے اہتمام میں نیشنل اکاڈمی دہلی کی وساطت سے شایع ہو رہی ہے۔ امیّد کی جاتی ہے کہ یہ کتاب طالب علموں، استادوں اور ان تمام حلقوں میں پسند کی جائے گی جنھیں ایک قومی زبان کی حیثیت سے اردو کے فروغ اور ترقی میں دلچسپی ہے۔

(نورُالحسن)

وزیرِ تعلیم، حکومتِ ہند

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد اوّل

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد دوم

حرف النون

دیباچۂ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرتے ہیں ہمیں کسی قسم کی معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظر عام پر آنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ جلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے۔ وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر APf I 18 ہے اور تقطیع $3\frac{1}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4} \times 8\frac{1}{4}$ تعداد اوراق ۲۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں۔ سیاہ اور سُرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسودوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے نظر ثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے۔ کئی مقام پر عین متن میں جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے[۱] ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظر ثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مُصنّف واقف نہیں ہے۔ اصل کتاب سے خارج کر کے تکملہ میں داخل کیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے۔ راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کرلی ہے کہ یہ نسخہ مصنّف کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے ٭

لف[1] :۔ میاں غلام مصطفےٰ تحریر کے کل تین شعر مصنف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے۔ جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا
(۲) دل کو دے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو اوس نے سیکھی ہے عجب مفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) جدا مجھ سے جب وہ دلآرام ہوگا اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا
(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنف کر سکتا ہے ٭

لف ۱۰۳ پر حسن سوم کے ذکر میں مصنف نے اولاً لکھا تھا۔

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے :

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود۔ دو بیت ازان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف ۱۳۷ پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی غیر از رنگین معاصر شاعر شاہ جلی المتخلص بہ ولی کہ وے مصرعہ اش بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علیٰ طور لا یخفی

[1] لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اوّل ۔ اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے ٭

علی ذوی الافہام مقتضی قوی تضمین است و ایں ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازیں مصرع برشعرے از اشعارش دست نیافتہ و از نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ' صاحب اشعار رنگین"

لیکن مسودہ پر نظرثانی کے وقت ولی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اُوپر تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی:

" رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دویمی صاحب اشعار رنگین"

ب ۱۵۲ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے:

" سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد' این مطلع ازوست

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا بل بے جگرداری دل

مصنف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا +

ب ۱۸۷ " سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے لا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا بل بے جگرداری دل

ب ۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

" اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کرلی:

" اگرچہ درہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہرشناس می نمائند"

ب ۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے:

" بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

" عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندربخش جراۃ صید دلہا باخلاق حسن می نماید"

لف ۲۱۶ ۔ غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے ۔
"گویند کہ از مال بہرۂ وافی دارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأُت است ۔ این سہ بیت از گفتہای اوست"
حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہوگئی
"گویند کہ از مال دنیا بہرۂ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی ۔ جوان خلیق خوش وضع یارباش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأُت است ، این سہ بیت از گفتہای اوست وکشیدن این سہ نالۂ موزون منسوب بدو"
لف ۲۲۰ ۔ فدا کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے ۔
"گویند کہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"
اس فقرہ کو کاٹ کر مصنف نے یوں بنا دیا
"گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ"
لف ۲۳۹ ۔ فیض کے تذکرہ کی عبارت
"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است ۔ در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"
اضافہ کے بعد یوں بن گئی
"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یارباش وخوش اختلاط نہایت آسودہ معاش و مستحکم الارتباط واقع شدہ است ، در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"
ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا
لف ۲۶۳ پر قبول کا ب ۲۶۴ پر فدر کا اور لف ۲۶۵ پر قرین خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا ۔
(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال و مآل و نام و نشانش اطلاع دست نداد بعضے گویند کہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ بہر حال این شعر از گفتہای

اوست ؎

دل یوں خیالِ زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن — تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "قدر تخلص عزیزے است کہ بر نام و نشانش ظفر نیافتہ ام۔ گویند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت، این مطلع وے بغایت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات — لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکروبے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم۔ این مطلع از وے است ؎

پیارے بے وفا یا با وفا ہو — غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہییں تھے چنانچہ مسودہ پر دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں لف ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) "قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر وے است ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن — تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "قدر تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد، اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات — لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا با وفا ہو — غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

"خدا داند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود۔ شعر خود را کافر پنگہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے:

"خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

لف ۳۵۲ پر وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا۔

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و ملازمان نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے — پر وہم شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہم کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب ہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد باختلاف بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہم - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو' تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

ف ۲۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - و ہو ہذا

"عزیزے از شعراے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطۂ رونق دہر — فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار — ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر:۔ بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر — تھے جو وہ کیسۂ مفلس ہوے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست — جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں ف ۳۹۶ پر درج کیا - چنانچہ:۔

"ہادی تخلص شاعرے است از شعراے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است" الیٰ آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ میں - اب جب ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسنے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است" وغیرہ

بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دوکس بمن رسیدہ - تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ وآن دیگر میر
جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است"

لف ۲۷۶ پر یکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"یکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ
انار اللہ برہانہ' - شعرش بروئیہ آن وقت است - این دو بیت او گفتہ قطعہ

لے گئے سب بے رحم بے کس کر گئے　　ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں دل
اب تو یکرو جیتا رہنے کا نہیں　　جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں دل

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے - جہاں عبارت اسطرح ہے:
لف ۲۹۷ "یکرو تخلص شاعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ
طاب اللہ ثراہ - شعرش بروئیہ آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع]
آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعرا کے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر - میر درد کے گیارہ -
سودا کے دس - میر سوز کے چار - فراق کے چار - فغاں کے دو - منیر اول کے تین اور یقین
کے سات شعر قلم زد کر دیے ہیں - لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید
کی گئی ہے - لف ۲۴۶ و ۲۶۲ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج
کئے ہیں - اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ دردسر کیوں
گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈھ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر
کر کتاب کو مجروح کرتا -

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت
آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے - میں صرف بعض کا ذکر کرتا
ہوں -

لف ۱۳۴ پر نصف سطر کی - لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی - ۲۹۹ پر تین سطروں کی - لف ۳۰۰
پر سولھا سطروں کی - لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی - ۳۳۷ پر تین سطروں کی اور ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے - لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے - کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کر دی گئی ہے - باقی کی بیاض بدستور قایم رہی +

مصنف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے - جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے - ردیف شین صاد غین - فا - کاف - میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں - جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے - مصنف نے ردیف کاف میں چودہ ردیف میم میں تراسی اور ردیف نون میں تیں شاعر گنائے ہیں - حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ ' بیاسی اور انتیس ہے +

میں انھی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حک و اصلاح - قطع و برید - حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں - اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنف کے قلم کا نوشتہ ہے +

نسخۂ ہذا مجکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے - اول تو مصنف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا - متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے - تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے - دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عائل ہے - متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے - چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا دار و مدار ناممکن تھا - اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی - مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی - ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ۳۱۲۳ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا - کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیجدیا - مگر کسقدر افسوس ہوا - جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ڈ. ا. کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں - تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے - ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا۔ کیونکہ سوای اس کے کہ ا۔ ا۔ کی اغلاط میں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا۔ البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے۔ یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے "ا۔ ا" اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں۔ میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہو گئی ہے وہ حصہ میں نے ا۔ ا سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو قلابین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے۔ بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے۔ دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں۔ اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے۔ البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے +

جب مجھے ا۔ ا اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہو گیا۔ اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا۔ کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں سوای املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آتی تھی۔ اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا۔ رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملتے گئے۔ اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنف کی منسوس املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا۔ تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے۔ ہم پر روشن ہو جائے۔ اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے۔ اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے۔ مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے۔ اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ نسخہ مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے۔ مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے۔ یای مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے۔ علیٰ ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(۱) کئی الفاظ میں مصنف کے ہاں متروک ہے مثلاً

جھونپڑا = جھوپڑا ص ۴۲/۱

پھینکے (فعل) = پھیکے ص ۳۱۶/۱

چکاچوندہ = چکاچودھا ص ۴۳/۱

ہنسنا = ہسنا ص ۵۱/۱، ص ۹۶/۱، ص ۳۲۲/۱، ص ۳۲۶/۱، ص ۳۱۹/۱، ص ۲۴۵/۱،

کھینچنا = کھیچنا ص ۱۰۶/۱، ص ۲۴۱/۱، ص ۲۵۰/۱، ص ۳۰۵/۱، ص ۳۲۸/۱، ص ۳۲۳/۱،

ہونٹوں = ہوٹوں ص ۳۱۱/۱

چھینٹا = چھیٹا ص ۲۰۲/۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص ۳۳۶/۱

جھمکوں = جھمکو ص ۳۷۳/۱

دونوں = دونو ص

منگانا = مگانا ص ۳۱۹/۱

مہنگا = مہگا ص ۲۵۸/۲

پہنچا = پہچا ص ۳۰۵/۱

پائینتی = پاینتی ص ۲۱۶/۲

نیند = نید ص ۶۵/۲

اوندھی = اودھی ص ۹/۲

سینکڑوں = سیکڑوں ص

آنگن = آگن ص —
نمانینگے = نمانے گے ص ۴۹/۱

پھسنا = پہسنا ص ۹۴/۱ ، ص ۲۸۱/۱
جانیں = جانے ص ۳۷/۱

سینکنا = سیکنا ص ۱۳۶/۱
جانینگے = جانے گے ص ۳۳۱/۱

دھواں = دھوا ص ۱۵۰/۱
ٹھونک = ٹھوک ص ۸۷/۱

(ب) کئی الفاظ ہیں موجود ہے

بھیجے = بیھیجے ص ۸۹/۱
چوموگے (خطابیہ) = چوموگے ص ۱۹۰/۱

جڑے ہوں = جڑیں ہوں ص ۳۳۸/۱
جاگینگے = جاگیں گیں ص ۳۰۷/۱

صدے = صدمیں ص ۴۱/۱
چلینگے = چلیں گیں ص —

نے (فاعلی) - نیں ص ۲۴۰/۱ ، ص ۳۴۵/۲

(ج) تقدیم و تاخیر نسخہ

یوں ہی = یوہیں ص ۲۴۵/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ، ص ۳۲۹/۱ ، ص ۲۸۰/۱
جوں ہی = جوہیں ص ۳۳۹/۱ ،

(۲) ہای مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا ص ۲۲/۱ ، ص ۴۸/۱ ، ص ۶۶/۱ ، ص ۵۴/۱ ، ص ۱۲۰/۱ ، ص ۲۴۳/۱ ، ص ۲۴۸/۱ ،
ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ، ص ۳۲۸/۱ ،

تڑپنا = تڑپھنا ص ۱۲۸/۱ ، ص ۲۴۹/۱ ، ص ۳۰۷/۱ ، ص ۱۱۰/۱ ، ص ۱۲۴/۱ ، ص ۲۵۷/۱ ، ص ۳۱۰/۱ ،

سچ = سچھ ص ۲۲/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱

سچ مچ = سچھ مچھ ص ۱۱۸/۲ ،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو ص ۳۲۰/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ، ص ۳۴۵

تجھکو = تجکو ص ۲۲/۱ ، ص ۳۲۱/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ،

مجھسے = مجسے ص ۲۲/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۵/۱ ، ص ۳۱۴/۱ ، ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۲۶/۱

تجھسے = تجھے ص ۳۱۳/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ،

اونگھ = اونگ ص ۸۶/۱ ،

سونگھ = سونگ ص ۸۶/۱ ،

پگھلانا = پگلانا ص ۲۴۸/۱ ،

ہاتھوں = ہاتوں ص ۳۱۸/۱ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص ۴۲/۱ ، ص ۵/۲ کمہاری = کھماری ص ۱۴۸/۱ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص ۳۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ،

اڑنا = اوڑنا ص ۵۳/۱ ،

اُدھر = اُودھر ص ۱۲۲/۱ ، ص ۱۲۳/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

اُٹھنا = اوٹھنا ص ۲۱/۱ ،

بہت = بہوت

اُن = اون ص ۳۴/۱ ، ص ۵۲/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۵۷/۱ ،

الجھنا = اولجھنا ص ۷۶/۱ ،

مڑگئی = موڑگئی ص ۸۹/۱ ،

اُسے = اوسے ص ۳۶/۱ ، ص ۵۸/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ،

چُکنا (مصدر) = چوکنا ص ۱۲۷/۱ ، ص ۳۳۳/۱ ،

منہ = مونہہ ص ۳۳/۱ ، ص ۱۰۸/۱ ، ص ۱۲۵/۱ ،

(۴) ی کا استعمال

(۱) اضافہ کی شکلیں

اِدھر = ایدھر ص ۵۰/۱ ، ص ۵۳/۱ ، ص ۶۳/۱ ، ص ۶۴/۱ ، ص ۲۴۳/۱ ، ص ۳۱۱/۱ ، ص ۳۱۲/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۲۲/۱ ، ص ۳۲۵/۱ ،

جدھر = جیدھر ص ۱۳۱/۱   ترا = تیرا ص ۴۷/۱

اک = ایک ص ۶۰/۱   مرا = میرا

کدھر = کیدھر ص ۲۴۵/۱

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دوانا ص ۶۸/۱ ، ص ۲۳/۱ ، ص ۳۰/۱ ،

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱ ،

(۵) الف کا استعمال

(ا) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستائے = ستاا ے ص ۶۹/۱ ،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص ۴۲/۱   وگرنہ = واگرنہ ص ۱۶۲/۱

(ج) حذف کی شکل

ہاتاپائی = ہتاپائی ص ۱۸۹/۱

سرانجام = سرنجام ص ۲/۱ ، ص ۳۱/۱ ، ص ۵۹/۱ ، ص ۸۴/۱

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص ۴۶/۱   پردہ = پردا ص ۲۴۲/۱

قہقہہ = قہقہا ص ۳۰۷/۱   سینہ = سینا ص ۳۳۱/۱

پیش خانہ = پیش خانا ص ۲۴۳/۱   دیوانہ = دوانا ص ۲۸۰/۱

بیچارہ = بچارا ص ۳۲۲/۱

(۶) سین

(ا) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص ۳۱۹/۱ ، ص ۳۳۲/۱ ، ص ۳۳۵/۱

اُس سے = اوسے ص ۴۸/۱ ، ص ۳۶/۱ ، ص ۳۱۶/۱ ، ص ۳۳۹/۱ ،

جس سے   جیسے ص ۵۵/۱ ، ص ۳۳/۱ ،

کس سے   " کیسے ص ۳۱/۱ ، ص ۳۳۵/۱ ،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علیحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً

اشارۃ بابشارۃ ص ۳۱/۱ ، خبرۃ ۔ فتوۃ ص ۵/۱ ، مبادرۃ ص ۹/۱ ، سعادۃ ص ۱۸/۱ ، لصارۃ ص ۳۵/۱

صورۃ ص ۳۹/۱ ، معاودۃ ص ۵۶/۱ ، حسرۃ ص ۵۸/۱ وغیرہ

(ب) ی جگہ درمیان میں ہو ۔ اسپر ہمزہ لگادی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال:۔

نہائت ص ۳/۱ ، گرائید ص ۶/۱ ، غائت ص ۹/۱ ، پوئند ۔ بلند پائگی ص ۱۱/۱ ، آئد ص ۲۱/۱ ،

بائد ، آئد ص ۳۸/۱ شائد ص ۵۷/۱ ، عنائتے ص ۶۹/۱

یہی حالت پائو کی ہے ۔ جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے یعنے پائو

ص ۲۰/۱ ، ص ۵۵/۱ ، ص ۶۷/۱ ،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :۔

صنائع بدائع ص ۸۶/۱ ، شوخ شنگ ص ۳/۱ ، افراط تفریطے ص ۲۷/۱ ، کلیلہ دمنہ ص ۱۶/۱ ،

نان حلوا ص ۸/۱ ،

(د) ۂ پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :۔

بمعقدہ ولا ۔ درجہ اعتبار ص ۱/۱ برشتہ نظم ص ۱۰/۱ رشتہ الفت ص ۲/۱ بخانہ خود ص ،

آراستہ کلک خود ص ۳۱/۱ شیشہ دل ص ۳۲/۱ قطرہ اشک ص ۴۵/۱ وغیرہ وغیرہ

(ہ) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :۔

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص ۶۶/۱	طپیگان = طپیدہ گان ص ۲۴۴/۱	محابا = مہابا ص ۸۳/۱ حاشیہ
بذلہ گو = بزلہ گو ص ۸/۱	اطعمہ = اطمعہ ص ۸/۱	گلزار = گلذار ص ۱۹۹/۱ حاشیہ
زیبا = ذیبا ص ۳۱/۱ ، ص ۲۲۵/۱	ذخیرہ = زخیرہ ص ۱۴/۱	رسیدگان = رسیدہ گان ص ۲۴۴/۱
محاورہ = مہاورہ ص ۱۱/۱ حاشیہ	زیب = ذیب ص ۱۶۹/۱ ، ص ۲۴۴/۱	

مُصنِّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔ اکثر تذکرہ نگار 'خان' کالفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ ان کے سربرآوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل غور بندی ہیں دوسرے سیّد فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلّے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ مصنّف کا بیان ہے کہ "بیزار و بیتہرک بر" (ص ۹۴ - جلد ۲ - مجموعۂ نغز) ' سید فاضل کے متعلق بختاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع و تقویٰ موصوفست و بہنی منکر و امر معروف مقید گردیدہ بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بصنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردید والحال در گجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہرگو بند عرف عبدالباری منافق و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف عمدۃ نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے۔

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف فتح علیخاں حسینی جو ایک شیخ باکمال ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے - انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل ۔۔۔ نہیں کوئی اس کے سوا آج کل

نہیں کوئی باقی رہا دوسرا ۔۔۔ شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا

حسب اور نسب کا مری دوستاں ۔۔۔ وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ 'خان' کا لفظ بھی ضم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور وراثتاً ان تک پہنچا ہے۔ یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔ انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں:

ہمیشہ اسے والد نامدار | کہ بادا بر و رحمتِ کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو | جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جانِ پدر | شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا بوجھ سب کا انہیں پیشوا | کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر بارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم | ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جا کر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر | جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار | مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انہیں سید احمد ابا حسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد | مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سید پاک و عالی تبار | نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن | بکنیت تھے کہتے انہیں با حسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو | گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت دثار | خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین | محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو مصنف نے اپنی اسی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کردیا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا - علی الصباح اٹھا - آٹا گوندھا - اس کا ایک پیڑا بنایا اور جا کر تنور میں لگوالیا - اور کھا پی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل ۔ کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل
غرض شام سے صبح تک میں بکد ۔ مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد
لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام ۔ علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام
پکا اوس کو تنور سے اور کھا ۔ میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا
مجھے بس کہ مقصود میاں علم تھا ۔ میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پیڑا
کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق ۔ بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخر الدین کی معیت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے - یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہو جانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پا کر سبق بھی پڑہ لیتے -

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں ۔ زیارت کو پیروں کی پھرتے دواں
سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور ۔ سدا ساتھ رہتا میں با صد سرور
جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے ۔ میں لیتا سبق پڑہ وہیں لطف سے
زیارات تھے مجکو مفت اے پسر ۔ میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا - نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں - مگر امیر الامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنف کے کفیل معاش تھے -

نجیب زماں تھا وہ خان زماں ۔ کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں
وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز ۔ کہ عہد اس کے میں با ہزاراں تمیز
ہوے لاکھا حافظ با وقار ۔ ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار
یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے ۔ ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

کہ نانا سے اسکے وہ صاحب کرم　　مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم
عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر　　کرے تھا تواضع قلیل و کثیر
یہ تھا حال بر اس کے حد مہرباں　　وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں
میں سد رمق کھاکے نانا کے ہاتھ　　شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں رہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آگئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیر الامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیر الامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیر الامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے۔ بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی +

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ ۱۱۶۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخر الدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور ۱۲۲۳ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا +

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخر الدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی ملقب بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز صفحہ ۱۰۱) - فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایتؔ کے تلمیذ ہیں +

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی - مولوی کریم الدین تاریخ شعرائے اردو میں لکھتے ہیں " علم طب خوب ان کو آتا تھا - علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۳۱۹) صاحب گلستان سخن انکو " حکیم کامل اور طبیب فاضل " کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے +

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی - ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا - مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے - امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرفؔ کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی - حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے - لیکن مشاعرہ میں ضرور شامل ہوا کرتے فرماتے ہیں : -

" در ایام دولت نواب معلےٰ القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت - قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر می شد " (صفحہ ۳۴۰/۱) ،

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے - حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے - چنانچہ کہتے ہیں :

" درزمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ یا قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد " (صفحہ ۱۸۹/۲)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے - ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں :

" قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ ازوے کسی رنجیدہ " (صفحہ ۳۱۷/۲)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنی سنہ ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے - اب ظاہر ہے کہ (۱۱۸۱ = ۴۰ - ۱۲۲۱) سنہ ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں +

نو عمری سے جو زلفِ سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا۔ مشاعروں میں ان کی حاضر باشی ضروری تھی۔ کثرتِ مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فنِ شعر کے ماہر تسلیم کر لئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشاؔ سے ان کا اور عظیم بیگ عظیمؔ کا بگاڑ ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلامت مزاج سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خود کسی معاملہ میں پہل کرتے البتہ انشا کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بد دماغی زیادہ تر اس ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصّہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشا کی طرف سے بعض ناجائز امور کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا میڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انھوں نے انشا سے خطاب کر کے کہا۔ عمزاد! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پہ بھی کان دھریے۔ صاحب مشاعرہ کو گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محبؔ اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرادی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے۔ معاملہ بخیر و خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی۔ اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ کا وہ مشہور مخمس ہے۔ جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے۔

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشا صفحہ ۸۲، ۸۶)

تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات ادھر ادھر سفر بھی کئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندرابن میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (صفحہ ۴۵) اس سے ان کا بندرابن پہنچنا ثابت ہے۔

منتؔ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منت ایک ہی گاڑی میں لکھنؤ پہنچے۔ میں واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے۔

"اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان دریک گردوں

تا بلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین در پا در اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آن میرمیلان سخنوری در بھان (نواح) توطن گزید" (ص۲۱۵)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی۔ نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے۔ جب شہزادہ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار شرقیہ کو چلے گئے۔ مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکاروں میں ہوگیا۔ آخر میں خانہ نشین ہوگئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی۔ اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بیحد عزت کرتے تھے۔ یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہوگئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا۔ اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص۲۱۶)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِیْهِ" وہ بھی شاعر ہیں۔ ان کا نام عزت اللہ عشق ہے۔ حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابو الظفر بہادر ظفر (ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارثاً سررشتۂ استادی این دودمان عالیشان وارد استشارہ می فرمایند" (ص۳۴۲)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشق کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو۔ بہرحال استاد ذوق سے پیشتر عشق ظفر کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے۔

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا۔ آخر الذکر کو ترک کرکے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا - فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہاںتک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے - نہایت مختصر ہے - لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے - خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق - میر فرید الدین - اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں - لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷)

(۲) احسن - احسن اللہ - حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۵۴)

(۳) اشرف - غلام اشرف - منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں - ساز سندر بین انکی ایجاد ہے - بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں - انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں - کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲)

(۴) افسوس - غفور بیگ - اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں - لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھالیا کرتے ہیں (ص ۶۶)

(۵) بیان - خواجہ احسن اللہ خاں - مصنف کے ساتھ بلا ناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳)

(۶) تنہا - ایک افغان زادہ تھا - عین عالم شباب میں انتقال کیا - اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۵)

(۷) حفیظ - حافظ محمد حفیظ - کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے - اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا - بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳)

(۸) راقم - غلام محمد ہفت قلم - مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں - مجموعۂ نغز کی تالیف سے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا - حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے - اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴)

(۹) شفیق - مظہر علیخاں - مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے - لیکن حکیم صاحب اور ان کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴)

(۱۰) نیاز - میاں نیاز احمد شاعر مشہور - حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۴۹۸)

(۱۱) سترور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجراڑہ میں واقع ہے - سادات کبرہ میں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سترور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہوگیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں معروف ہے (ص ۳۸۹ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر مشاقی اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرت مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہوچکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جاچکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۲ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کراماتِ پیرانِ پیر ختم کرچکے ہیں - جس میں پانچہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں +

کراماتِ پیران پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صدر یار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے +

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے - ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخ ادب کی ان مصنفات کا ذکر کرنا

ہوگا ۔ جو اس تذکرہ سے پیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے +

۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی ۔ ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات ۔ ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا ۔ ۱۱۸۰ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین میر حسن کا تذکرہ ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش ۔ ۱۱۹۶ھ میں گلزار ابراہیم ۔ ۱۲۰۸ھ میں تذکرۂ مصحفی ۔ گلشن ہند ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں ۔ مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک مبسوط اور ضخیم تالیف ہے ۔ لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں ۔ چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے ۔ اس لئے ان کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے +

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا ۔ اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافے کرتا رہا ۔ آخری تاریخ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے ۔ اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں +

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے +

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے ۔ یہ تالیف چھ سو ترانوے ریختہ نگاروں کے حالات اور آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے ۔ ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے ۔ اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے +

اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر مبنی معلوم ہوتا ہے ۔ ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے ۔ مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بُری ہے ۔ کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے ۔ حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے ۔ ہم ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بنا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں کا پرتو کس قدر ہے ۔ اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے ۔ حکیم صاحب ذکا اور سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں ۔ مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے۔ البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اسپرنگر جس کے پاس شفیق اور میر حسن کی مولفات کے سوا فہرست بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں۔ ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مد نظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے۔ مجموعۂ نغز کو تین سو بیس شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے۔ جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے۔ ادھر دتاسی نے اپنی تاریخ شعرای اُردو میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے۔ لیکن اس تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے۔ مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آب حیات کا ایک بڑا حصّہ اس تذکرہ سے ماخوذ ہے۔

یہ تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے۔ فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ و عاری کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات و کلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے۔ مصنّف دور سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے۔ چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے۔ شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے۔ اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق۔ قابلیت و استعداد اور جوہر کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے۔

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنّف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیّر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دوہرایا گیا ہے۔ گویا سرکار قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں۔ شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے!

"استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" ص ۶۸/۱ ، ص ۱۱۴/۱ ، ص ۲۸۶/۱

میرزا مظہر کے لئے: "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" ص ۱۳۳/۱ ، ص ۲۰/۱ ، ص ۲۵۳/۱

سودا کو: "سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا" ص ۳۰/۱، ص ۵۹/۱، ص ۱۰۶/۱، ص ۳۵۶/۱، ص ۳۵۷/۱

میر صاحب کو: "سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر" ص ۱۰۷/۱، ص ۱۹۵-۲/۱، ص ۳۴۶/۱، ص ۳۶۱/۱، ص ۳۶۶/۱

میر درد - "مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد" ص ۲۴/۱، ص ۱۲۶/۱، ص ۱۷۷/۱، ص ۳۶۷/۱ اور "سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر" ص ۲۷۷/۱، ص ۲۸۶/۱، ص ۲۴۰/۱، ص ۴۳۵/۱ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں ۔

میر سوز - "شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز" ص ۳۴/۱، ص ۸۰/۱، ص ۲۰۳/۱، ص ۲۶۹/۱ وغیرہ

ہدایت - "استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت" ص ۱۹/۲، ص ۲۴/۲، ص ۸۲/۲ وغیرہ

فراق - "دوستدار محب، سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق" ص ۱۲۶/۱، ص ۲۷۴/۱، ص ۳۵۴/۱، ص ۳۶۶/۱

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بار ور مانی جا سکتی ہے ۔ شعرا کی تاریخ وفات و حیات اگرچہ درج نہیں ہے ۔ تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا ۔

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں ۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے ۔ دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں لیکن راجا سے پرجا تک جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے ۔ ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چیٹک سے خالی نہیں ۔ مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال ۔ امرا و علما ۔ سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے ۔ مثلاً منیر صیقل گر ہے ۔ اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے ۔ محمد امان نثار معمار ہیں ۔ جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں ۔ یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اژدر نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مشاعرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا ۔ اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدشگمہ شگفتہ آہنگر ہے - خواجہ ہینگا شیدا علاقہ بند ہے - میر صادق علی صادق فیبان ہے - شنبھوناتھ عزیز مہاجن ہے - میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر - بدرالدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے - محمد ہاشم شائق خیاط ہے - اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے - محمد عارف رفوگر ہے - عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخرالدین کی سرتراشی کرتا ہے - شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے - مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے - غلام ناصر جراح ہے مقصود ایک سقہ ہے - جوش شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے - قرین ایک ٹھاکر ہے - اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے ؂

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں - ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش - ہزال ، لواج اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی اٹل (میر عبدالجلیل بلگرامی) - محمد عطا بانکہ - صاحبقران - شہوت وغیرہ - مؤخرالذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خان بہادر پھکڑ باجنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا - بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں - کوئی اوباش ہے - کوئی عیاش - ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے - یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافر کٹہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں - پنچھا - جھبنا - نکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں ؂

احمد نگر فرخ آباد - رامپور - لکھنؤ - عظیم آباد - مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں - لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دلی ہے - مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں - مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی - نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی - جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے - رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے بھاں امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے - وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلےٰ قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنو) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں - متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا - جرأت - مصحفی - رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیق شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان دہلی، پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا +

مرزا محمد تقی ترقی کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی +

مہدی علی خان عاشق کے ہاں بلا ناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا۔ یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا +

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیا کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا +

والاجناب بہادر بیگ خاں غالب تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں - شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا +

حمید الرحمٰن عرف میاں جان انیس - عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں آشفتہ - میر سجاد سجاد - میر مہدی شرف - مولوی قدرت اللہ قدرت - غلام ہمدانی مصحفی کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں +

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں - ان کی تمام عمر شعرا اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے - اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں - باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے - ان میں ایسے بھی ہونگے - جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک اختلاف و عداوت بھی ہوگی - لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے - تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے - یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے - کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطۂ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے - لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مدنظر رکھا گیا ہے، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

جرأت کے تذکرہ میں میر و جرأت کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میر کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان وے گذشت . . . . . . "

میر محب علی عالی کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سودا و . . . . محمد تقی میر

نا موزون الطبع میگفت و شاعری نمی دانست تا به دیگران خود چہ رسد ع
ہرکس بخیال خویش خبطے دارد"

آگے چلکر اُس کے ایک شعر پر اعتراض کرکے طنزیہ فرماتے ہیں کہ" زہے شعور دشمنی کہ شاعری این و دعوی آن . . . . . "

میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوانہ کے لئے کہتے ہیں " خوش میگوید اما دعوی شاعری خبلے در دماغش جاگیر گردیدہ"

سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف ' مجالس رنگین ' کے تذکرہ میں لکھا ہے " بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز . . . . بزعم خود دران دخل پر بجا کردہ . . . . با این ہمہ غیر از ین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ و سپاہانہ خواندہ است . . . . . "

مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے " شاعرے بود بسیار خوب ' اما نہایت بر خود غلط . . . . . "

انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے ۔شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی ۔ فخریے اور ہجویں لکھی گئیں ۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا ۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی ۔ ان کی سیرت و اخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی ۔لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تزلزل نہیں کیا ہے ۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول ۔شوخ اور ہنگامہ آرا تھے ۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنف کا رویہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کارفرما ہے ۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

" اما ازانکہ بے عیب ذات خداست تعالیٰ شانہ اعظم برہانہ ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد قاسم ناتمام باین مسکنت مالا کلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی راحیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد ' بنا بر مقتضای بشری اندکی شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدۂ لکھنؤ بمشاعرۂ مرشد

معظم الیہم بہ میان غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود وا گذاشتہ بہجوگوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و بمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک وسلاطین چہ رسد چہ برطراز د کہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطاے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند وپست نیست در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" صٓ۹۱

ان الفاظ پر یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے:۔

" اگرچہ گلہ گذاری خاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بمشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی روداد نبذے از ان شرح دادن مضائقہ ندارد"

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (صٓ۲-۸۶)

اور اسی مصرع پر یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے +

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہو کر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آئے۔ لکھتے ہیں:

"باوصفے کہ والد جدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرمایوند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور، و دیگر امور مستدعیہ مودت و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم ملایمت باطناب محل می کشد از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشمداشت پیش مے آید۔ ہے ہے غلط کردم و خطا کردم۔ جاے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ" (صٓ۲۴۳)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی - یار شتاب اور تلوار شتاب - شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے انوری نے دیا دیواں الٹ اے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن سن لیے ہو گیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے - اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشتاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے - چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے - اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا:

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں گر نہ خم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص ۴۰۸-۴۰۷)

لیکن مصنف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ نا قابل قبول ٹھہرتی ہے -

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میرؔ) سے بھی خفا ہیں - خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں - الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنے نخوت اور بد دماغی - یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے - آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں - ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں +

آبحیات اور مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولینا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے - یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے - جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے:

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی، کا قصہ ص ۹۳ آبحیات ' شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق ۔ تمھن پاکباز کا ذکر ص۹۷ ، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲ ، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲ ، آرزو کی بدیہہ شعر خوانی ص۱۲۳ ، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۴۲ ، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادر شاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۵۰ ، شاہ حاتم کے بیشتر اور اشرف علیخاں فغاں و یکرنگ کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۰ ، اسی تذکرہ سے منقول ہیں ۔

میرزا جان جاں مظہر کے واقعہ شہادت کے ذکر میں تو خود آب حیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں : " لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے ۔ اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی " ۔

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے : " عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا ۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا " (ص۱۴۴)

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے ۔ ان کی عبارت ہے : " ازانجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بوے ارزانی داشتہ بود ظلمے ناحق شناس در ایام متبرکۂ عاشورہ بہ تعصب مذہب بے حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نکرد مظہر ما طاعتے و رفت بخاک ۔۔۔ نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

بر بے گناہیش گواہی دہد بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلا معلی علیہم السلام والرضوان رسانید (ص۱۹۹/۲)

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں : " زعم بعضے آنکہ سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است مرزا در یائیست بیکران و میر نہریست عظیم الشان ۔ در معلومات قواعد میر را بر مرزا برتریت و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری " (ص۱۶۴/۱)

سودا کا لطیفہ قائم علی امیدوار کے ساتھ ص۱۷۰ ، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو میں ص۲۲۲ ۔ میر خاں کمترین کا حال حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جذبات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنف گل رعنا کا بیان ہے:۔

"آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبہ ہے" ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے" مگر جب اس کی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے" (گل رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے " سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بے دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے" (آبحیات ص۲۱۶-۲۱۷) اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے: " از نخوت و خود سریش چہ برنگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می فگارد بر شعر کسے گرہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرا نمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین بر زبانش رود (ص۲۳/۲)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے" ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں: " ولی شاعریست از شیطان مشہور تر" میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر دلی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آکر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں" (ص۱۴۰)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے: " در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان علی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہاے متعددۂ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ" (ص۲۳/۲)

"بنابہ نوشتن میر در تذکرۂ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی را کہ وے شاعریست از شیطان مشہور تر ہجو ہائے رکیکہ بواجبی نمود (ص ۱۴۳/۲)

"حقش بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است وسخن بر سخنش ابلیس منشی وشیطنت۔ پیر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع وبجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹۶/۲)

محمد امان نثار کے حالات اژدرنامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص ۲۱۸ ، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ : "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص ۲۳۶) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص ۲۳۷ مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹی کہہ لیا کرو (ص ۲۴۰) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوما چاٹی' کی جگہ 'چوما چاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۵۵/۲)۔ میر حسن کے حالات ص ۲۵۳ میر ماشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص ۲۵۹ ، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص ۲۶۲ - ص ۲۶۵) اور نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے ❖

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اوّلیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے ❖

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی، اور عزیزی محمد باقر سلمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصہ لیا ہے ❖

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے ❖

محمود شیرانی

مجموعهٔ لغز

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان فصاحت نشان که نظام جواهر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت وجلال وتبیان بلاغت انتظام[51] که انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلذار همیشه بهار حسن وجمال باشد حمد وثنای گویای است جل جلاله وعز نواله که بی وساطت کام وزبان هزاران هزار ناطقه را بامر کن گویا ساخت و بی یاوری لهاة و دندان سخن سنجان بی شمار را بفرمان یک سخن به تشریف نکته پردازی بنواخت متکلمی که بخطاب لن ترانی دیدار جویان ارنی گو را کلیم دار بصعقه ولا داد سخن گوی که بالقاء کلمه حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم برآورد فصاحت کلمات عزت آیاتش فصحای عرب را با وجود حرص بر معارضه عاجز ساخت[52] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغای بطحا و یثرب را با وصف کمال جد و کوشش بمقابله اقصر سوره از درجه اعتبار انداخته نکته سنجان جادو طراز را چه یارا که در جنبش دم بسخن سرائی زنند که ماهو بقول شاعر قلیلاً ما تومنون سحر پردازان مختلط بیان را چه روی سخن پیرا که در برابرش نفس از نکته پیرائی برآرند که ولا بقول کاهن قلیلاً ما تذکرون و جواهر زواهر صلوات زاکیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقی که چون زبان صداقت[53] بیان بدعوت خاص و عام برکشاد قفل قلوب قاسیه اکثری از اهل عالم به مفتاح همت درکشاد کاملی

---

۵۱ و ز. توامان ، ۵۲ و. ز. انداخته ، ۵۳ درفشان ز. و ،

که به لسان صداقت ترجمان انس وجان را بخوان ایمان صلا در داد - غشاوهٔ عیون پوشیده بیشترے
انصار ارباب دنیا بدست قدرة بباد فنا ورثه[1] داد - سخنش از سخن آرائی سخن آرایان امتیاز دارد بصدد
که ما علمناه الشعر وما ینبغی له - معاندان را به ظنون فاسده در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار
بس زبون که ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون مخالفان را بنا بر عدم سرانجام نبذے
از محاسن آن داغ کذب و افترا بر جبین که فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صادقین ولآلی باآب
ورق ۲ وبهاے دریاے مدح وثنا آرائی ودراری باصفوة وصفاے فلک منقبت وصفت پیرائی
فداے متکلمان کلمهٔ حق مظاہر اسرار ناطق مطلق ارکین بارگاه عرش اشتباه نبوت اساطین ایوان
گردون نشان فتوة معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطهار خیر الناطقین
که شکوه یکسر ستوده کتابیان بدیدهٔ حضور سراپا سرور ایشان ناپیدا و گم که ندع ابناءنا وابناءکم
و ذات ستوده صفات هریکے ازینها مطرحے است مر انوار طهارت و پاکی را که انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا واصحاب کبار سید المتکلمین که آن یکے افضل
نوع بشر بعد انبیا و مشرف بشرف ثانویهٔ حضرت خیر الورا قاله الله الملک الجبار ثانی اثنین اذهما
فی الغار و آن دیگرے مستعد نبوت اسود و احمر که لوکان بعدی نبیاً لکان عمر کافی بکفایت
دینِ[2] ختم النبیین که حسبک الله ومن اتبعک من المومنین عزیزے از ایشان سر دفتر اصحاب
بیعة الرضوان قلب خدا را گاهش[3] بتعلق قلع و قمع کفرهٔ فجره که اذ یبایعونک تحت الشجرة دفر
تمیزے از آن اہل ہنر ہارون حضرت خیر البشر مختار کار سرکار جناب مصطفیٰ انت منی بمنزلة
هارون من موسی جوانمردان دریا دل را ہادی و رہنموں که یؤتون الزکوٰة وهم راکعون موالی
اعالی منزلتش را دوست ذو المنن بحکم وال من والاه اعادی ایادی کوتهش را حق دشمن بفحوائے
عاد من عاداه مصابیح مسلک قویم دین و شموع طریق مستقیم یقین[4] غیرهم کلهم که اصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم -
اما بعد میگوید بندهٔ ضعیف نحیف دریوزه گر طلاب جهان خوشه چین خرمن سخنوران مصطفوی

---

[1] برداد ۱۰ ۲ [2] دین متین ۱۰ ۲ [3] خداگاهش، در هردو نسخه، [4] تعین ۱۰ ۲،

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابوالقاسم
امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[1] بہ میر قدرت منر قادری عفی اللہ عنہ وعن والدیہ و احسن
الیہما و الیہ کہ این بزہ کار نامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ دراے شوخ شنگ آشفتہ راے بے
رنگ و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سرلبسر خودی خیرہ سر بے خبر پریشان برون خراب
اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہر دانی و قاصی از بدو تکون شعور و ابتداے تیسر دریافت امور[2]
با وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ شوق سخن سازی و ذوق نظم آرائی
در سر داشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے
از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مال[3] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار ریختہ
گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنا بر رفیق ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب
مالیق اقدام بر این امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ روزے میمنت افروزے باشارۃ بشارۃ ملہم غیبی کہ بروش ورق ۳
ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی والاتمام
من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد با وصف تشتت بال و تفرقہ حال کر ہمت
بہ سر انجام مکنون خاطر[4] قدیم و انصرام مافی الضمیر دیرینہ بربست و بدستیاری قلم جواہر رقم و پامردی
کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی این گلستان بے خس و خار شروع رفت
اما بناء علی ماضی اتفاق تسوید این حدقہ دانش و حدیقہ بینش بسیار کم شد و مدت کمث[5] این
جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت نہائت بطول کشید گاہے حسب
الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیان بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین نجما نجما ملبس
بلباس فاخرہ تحریر و ردا پوش کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از جزودان فراموشی بیرون کشیدہ شاہدان
مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک محلے بحلی ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم
تا رفتہ رفتہ در سنہ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب
حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و شدہ شدہ بروز سعید عید الفطر بذکرہ[6]

---

[1] المشہر ا۔ و، [2] آمور ا۔ و، [3] مال ا۔ و [4] خاطر و انصرام ا۔ و، [5] بحث ا۔ و،
[6] دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

متضمن گردیده به اختتام گرائید و هرگاه از نظر عنایت اثر بعضے از راست طبعان نصفت شعار و خردمندان دانش کردار که راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی و دانش پژوهی آن معادن ذکا جبلی گذشت و پسند خاطر دریا مقاطر و مرغوب طبیعت اشفاق طویت ایشان گشت ازانجمله سخن آرای فصاحت نشان نکته پیرای بلاغت توامان سحر بیان جادو طراز شیرین زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نهاد دشمنی دشمن مودت بنیاد والا منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاه سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدهٔ صاحب دلان محسود اهل حسد الملقب به میرغالب علیخاں المتخلص به سید میر میدان هنروری و سخن آرائی المخاطب به خطاب مستطاب سیدالشعرائی به دو تاریخ گزیده که یکے را از ال که سالم است و مادهٔ وے مجموعهٔ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را که بحسن تعمیه که لفظ بو را از بوستان سخن بآئین بهیں و روش گزیں تخرجه فرموده در قطعهٔ فارسی که از عنایات بے غایات خود ایں هیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکه عیب را جیب هنر دارد و نقصان را دوست کمال پندارد از هرچه تمامتر ستوده برشته نظم کشیده درخورده ورق۴

رُباعی

سید قاسم کلام نغزش همه مغز — شخص سخنش را نه گزند پا لغز
چوں تذکرهٔ ریخته فرمود رقم — سید تاریخ گفت مجموعهٔ نغز
۱۲۲۱

قطعه

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم — خدیو کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صورت و معنی — چراغ بزم هنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرهٔ شاعران ریخته گو — که شهد معنی شیرینش ریخت نشان سخن
ز بوستان و گلستاں حکایتے باقیست — حضور رونق ایں باغ بیخزان سخن
به سید آں گل باغ قسیم نار و جناں — که هست قاسم هر نعمتے ز خوان سخن
خطاب کرد که آیا کدام سال است این — که یافت است[۱] در و نظم ایں جهان سخن

۱؎ ثبت ۱.۱،

جواب داد کہ گل میکند بر او سالش   سخنوری کہ برد بو ز بوستان سخن

و دوست یکرنگ سراپا ہوش و فرہنگ سخن سنج عالی نطرۃ نکتہ طراز صاحب خبرۃ فصاحت بیان معانی آفرین بلاغت نشان مضامین آگین خلاق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف خوش فکر پارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب نطانت انتساب دریا دل فتوۃ توامان المسمی بہ ثنا اللہ خان سراپا اتحاد و وفاق المتخلص بہ **فراق** بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرجان **مجموعۂ انتخاب** مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سر بد **باغ گل معنی** ظفر یافتہ

قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ایں تذکرہ   ابوالقاسم استاد عالی جناب
فراق از سر جان بتاریخ آں   خرد گفت **مجموعۂ انتخاب**

۱۲ ۲۱

قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم   روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنے
ہو غنچہ نمط سر بگریبان تفکر   ہاتف سے کیا تب میں سراغ گل معنے
دی اونے ندا یہ کہ سر بد کو قلم کر   تاریخ میں پھر دیکھ تو **باغ گل معنی**

و برخودار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنوری دری فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقویٰ سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سر ہمہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموز بے زبانی صاحب درد دردرس اہل دل مسیحا نفس محبت قران عزت نشان فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ **عشق** مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مد عمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دران بہ تعمیۂ روی دیدہ دری باغ و بہار است انشا نمودہ وہو ہذا

قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف   فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار
خدیو ملک فصاحت سر آمد شعرا   خدایگان بلاغت طبیب حلم شعار

امیر نطق و بیان خسرو سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار

صفا منش ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت نپٹ ہیں خوش کردار ورق ۵

یہ طبع عالی ہیں انکی بھری ہے رنگینی — کہ عندلیب زر گل کرے ہے جس پہ نثار

بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار

کہ منصفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال[1] سے کرتے ہیں یاں سبھی اقرار

کمال اونکے رقم مجھسے ہو سکیں کیونکر — زمور وصف سلیماں نمی شود زنہار

ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار

غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کلک گوہر بار

لکھا وہ تذکرۂ ریختہ برنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حد بیکار

ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار

پھر اونے اوسگھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار

تو اس حدیقۂ معنیٰ کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار

کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ عشق باغ و بہار

۱۱ ۲۱

تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سربسر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چندے اشعار ایناں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر فاتر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتاد[2] ناچار ہمال رطب یا یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

[1] حال ۱۰۱، [2] افتادہ ۱۰۱،

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[1] بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بہ یک جا فراہم آوردن ہم تخلصان صاحب شعور انسب دیدہ ازاں کمتر تکلف گزیدہ اما نام نامی شاہ عالم پناہ جم جاہ و اسم سامی آں گردوں کلاہ انجم سپاہ سرِ دفتر جملہ و پیشروے ہمہ گردانید و الآن نستعین بالمعبود و نشرع فی المقصود واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۔

مقدمہ

دربیان بدو ظہور شعرای ذوفنون و ابتدائے بروز کلام موزون و تبیان برخے [از بزرگی] سخن آرائی وبلند پایگی [نکتہ] پیرائی و ذکر نبذے از احترام اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن ۔

پوشیدہ نماند کہ حوادث آباد این خاکدان جاے است کہ راہ و رسم جہانیاں بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[2] است کہ بہ انقضاء اندک زمان و درگذشتن قلیلے از اوان متغیر گردد السنۂ اہل دوران از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غبرا زبانے[3] دارد و ہر قطعۂ از قطعات زمین بیانے پس بہر زبانے[4] کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ پابند شعر نامند مگر آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گویندہ بداں شعر مراد ندارد و ازینجاست کہ کلام اللہ تعالے شانہ مانند لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا و کل حزب بما لدیھم فرحون و ثانی اثنین اذ ھما فی الغار و مایلایہا وسخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ولا خیر الا خیر الآخرہ فاغفر للانصار والمہاجرہ و ماینا سبہا را شعر نگویند۔ ورق ۶

وگویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیر گشتہ آنست کہ ابوالبشر

---

[1] ا۔و میں یہ عاطفہ نہیں ہے [2] معانی [3] زبانے و۔ا [4] ہر ا۔ا

علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام بزبان اعجاز نشان بزبانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ ویرا برادرش قابیل کہ اول من سن القتل درشان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے بسیار حسین و بس صاحب جمال و توام قابیل و بروے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنوئے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام اکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام و رواج تمام داشت و در زمان سعادت توامان حضرت خیرالبریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیت حسان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعراے اسلام است [و موید بتائید دعاے حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللھم ایدہ بروح القدس] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بنیان گلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خودہی نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التحیات اکملہا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخواں شعر تو از تیر گزندہ تر است در دلہاے ایشاں

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلاے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقت الحال

اما شعر فارسی پیش از ظہور ملت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوستہ لاکن در افواہ افتادہ اول کسے کہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گوئیند کہ وے محبوبہ داشت شیریں شمائل نیکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

ؔ۵۱ مذکورہ ا۔ ۱ ؔ۵۲ گوبندوسے ۱۔ ۱

بحسن خطاب بر جواب مبادرت می نمود روزے بہرام شیرے را در بیشۂ بہر دو گوش گرفته پیش کشیده برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں تہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یله

ازانکه ہر سخن بہرام را دلآرام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چه داری و در مقابل ایں در بے بہا چه نقد سره می آری دلارام بدیہه [برزبان گوہر] فشاں گذرانید ع ورق،

نام بہرام ترا و پدرت بو جبله

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و بحکما عرض داد تا در قانون نظم بند کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل که بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممتنع گشته مندرس شده باشد و در ایام دولت بنی امیه و خلفاے عباسیه شعر عربی خاصه قصائد بدرجۂ اعلیٰ مروج و شائع گشت اما شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکه یعقوب لیث صفار [حقوق] دیرینۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہیں پورش که جوز می باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیرزاده ناامید بنشست بعد لحۂ بحرکت تہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنه امیر بر سرش ایستاده تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود که ایں از جنس شعری نماید که دل میربا ید ابودلف[1] و بنت الکعب ہرگاه به تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج ویرا در یافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش بہم رسانیده بیتے قرار داده بیتے دیگر گفته گفتند که ایں چار مصرع را رباعی میتواں

---

[1] دولتشاه کے ہاں "ابودلف عجلی و ابن الکعب" ہے ۔ صت۳ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براؤن '

گفت ازاں پس علما و فضلاے دیراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع
سخن [اشتغال] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیان[۵۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار
بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالےٰ عنہ سرآمد شعراے عجم گشت اما غزل
کسے نمیگفت و ایں درِ بے بہا برشتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا دراوان خجستہ نشان آمالکان
پیش خرام دل پاکان یعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستاں سراے
گلزار ہمیشہ بہار سرائر لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [رہ نوردان] مسلک اللہ [صورت
زہد] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہرورد
گیہان خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن
ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و از اینجا است کہ وے را روح اللہ
روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند اما شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع
گاہے از طبع در ریز طیبت[۵۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت بادشاہ کشور عرفان و معرفت
نازل منازل عز و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردول اقتدار مضمار خدا
آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن ورق ۸
سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید
بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب
بہ ترک اللہ مظہر تام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ
تعالےٰ اسرارہم ہم ریختہ [و] اشعار [متعددہ] علی اختلاف الروایتین از قدوہ متغزلان علیہ
الرحمۃ والغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمۃ ستار العیوبی بظہور پیوستہ اما گفتن سخن از ہر در
و تدوین دیوان مروف یکسر از شاعرستان جلے المتخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد
آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکھنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ہم شاہ
مبارک] آبرو و غیر آں نیکخو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

---

۵۱ ساسانیاں چاہیے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے۔ ۵۲ محبت ؎

به نکته پیراے ہنر گستر مرزا جان جان مظہر رسید ولی علیہ الرحمۃ این زبان را بخراط کشید ا آ
[سرآمد سخن سنجان] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ
میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیہم الرحمۃ من اللہ السمیع البصیر انچہ گفتند ع
چہ گویم نمی توان گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشاں صورت بست و نقش [سخن پرور و فصاحت طراز از تنگ و
دوایاں درست نشست و] طریقے کہ بزمان ما بظہور رسیدہ و بمعاملہ موسوم گردیدہ [بالکل
بعضے [بزبان] نسواں سخن گویند و دریں سرزمیں رخش ہمت می پویند انچہ ہست ہست،
ومخفی نماند کہ منجملۂ بزرگیہاے سخن طرازی و بلند پائیہاے نکتہ پردازی [قطع
نظر ازاں کہ ان من الشعر لحکمہ درشان سخن خوب وارد شدہ] آنست کہ قبل از ظہور
نور دین متین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت و ارتقا
بمعارج بلاغت از اعاظم فخرہاے عرب و اعالی افتخارہاے بطحا و یثرب بود چنانچہ
قصۂ تعلیق سبعۂ معلقہ بر در بیت الحرام زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [بعد
افشاے] خیر الکلام و عاجز آمدن [فصحا] از معارضۂ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا
از مقابلہ کوتہ ترین آیات آسمانی اظہر من الشمس الظہیرہ و اشہر من قصص شہیرہ است و بر
راے دانش آراے ارباب خبرۃ و دیدۂ بینش گزیدہ اصحاب بصیرۃ ظاہر و ہویدا است کہ
زیادہ ازیں بزرگی سخن آرائی [و برتر ازیں بلند پائگی] نکتہ پیرائی چہ خواہد بود کہ شکنندہ
وے کلام ھذا و قدر شکن آن سخن رب الورا است جل جلالہ و عم نوالہ و معہذا ارکین
قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفےٰ علیہ من الصلوٰۃ ازکاہا و من التحیات
اوفاہا مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشتہ و بیشترے از اشعار دربای معرفت
بار از زبان کرامت بیان قبلۂ [اہل] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان
الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زہرا

سلہ رسیا لورا ۱۰۰۹

ورق ۹ امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ
بمنصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف الٰہی و مشحون اسرار فیض ہاے نامتناہی
بداں حضرت منسوب گردیدہ و سیدۂ نساء عالم و عالمیاں بلکہ خواتین جہان و جہانیان
ذریعۂ مجرمان امت شفیعۂ عاصیان قاصرہمت بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام
اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [نبوۃ] انتساب انشاد فرمودہ
و اکثرے از علماے دین و عرفاے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [علما و رئیس]
شافعی [بن ادریس] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ و مثل صاحب دو زبان پیشواے انس و جان
امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ
تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی و سخن آرائی اشتغال نمودہ
دانا و آگاہ باشید کہ [عزت] و احترام شعرا و عنایت جائزہ و صلہ بایشاں از اکابر دین
و دنیا و سرکردگان این جہان و عقبےٰ بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ ہزاراں
ہزار مرتبہ از بیداری مافائق و بہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت ایاب [صلوۃ
اللہ علیہ و سلامہ] بعطاے چادر سر افتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی الفور
از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود باعجاز نبوی نجات یافتہ و صاحب قصیدۂ بانت
سعاد بسعادۃ اصلاح آنحضرت کہ بجاے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستسعد گردیدہ و چادر
مبارک در جائزہ یافتہ بمآرب دنیوی و اخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم
آنسرور بمدینہ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کناں
استقبال نمودہ آن جناب بعد فرود آمدن بسراے ابو ایوب[ؓ] انصاری رضی اللہ عنہ و ارضاہ
بعنایت حصۂ از رہ آورد عزیزان آں کنیزان انصار را بخشیدہ بانعام قراضۂ زر از جیب
خاص ہریک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور و شجاعت نہنگ
دریاے پر دلی و شہامت رکن رکین دین متین اصل اصول شرع مبین صورۃ [بطش]

سلہ ابوالغرب ۱۰۰۱

جبار معنے اشداء علی الکفار فاروق اعظم [امدل] منظم قاطع فارین اہل نفاق قالع
قلاع فارس[۱] و عراق فاتح روم و شام پشت پناہ اسلامیان و اسلام امیر المومنین شمائل
المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و ادعناه غازی گرزون عمامہ مجاہد کذاب
یمامہ غازیان شام را سرسپاه المخاطب بہ سیف اللہ بصف شکنی کفرهٔ فجره یکتا و وحید
خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ شاعرے را بصلۂ فراوان و جایزۂ شایگان خوشدل
و شادان گردانید اگرچہ از حضور پُرنور خلافت و پیشگاه عالی جاه امارة بدین اسراف و
کشادہ دستی مخاطب و معاتب گردیده و در زمان شقاوة بنیان ہشام بن عبدالملک بن مروان ورق ۱۰
علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ و برکاتہ از فیض مدحت طرازی و برکت منقبت
سازی جناب امامت انتساب شاه ملائک خدم و شاهزادهٔ کروبیان حشم مقتدای
صلحاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیه صاحب مقامات
سنیہ [دین و دنیا پناه] ابن رسول اللہ قبلۂ امت خیر الانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی
نسب سجاد لقب مورد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع
المجرمین زین العابدین امام الحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما
و کرم اللہ وجوہہما با آنکہ [ذخیرهٔ اخروی اندوخت] بحصول گلگونۂ جائزه [نما] یاں چہرهٔ
مقاصد دنیوی ہم افروخت و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چوں ہشام بدسر انجام
بنا بر ازدحام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید و ازاں [روخائب وخاسر]
برگردید [جاے بنشست] کہ خاص و عام از پیش روے وے میگذشت بیک ناگاه بعزم
تقبیل حجر [پیشواے ہر] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چہارم سلام اللہ علیہ
و رضی اللہ عنہ آں سرزمین را بفرقدوم کرامت لزوم خود رشک باغ جنان و محسود روضه
رضوان میکند و بمجرد استماع طرقوا گوئی [موالی] آں دیں پناه و بہ محض متعدد گشتن بدیدار
فرحت آثار آں والا دستگاه خلق اللہ تعالے بحرمت لائق و پسندیده راه میدهد و بعزت

---

۱ ا.د. میں فارس وعراق مرقوم نہیں ۔ ۲ تمامہ ۔

هرچه تمامتر پیش می آید تا شاهزاده خود را آسوده و فارغ البال بمقصد می رساند و به
تقبیل حجر فائز میگردد بمشاهدهٔ این حال و بمعائنه این جاه و جلال سرے از
سران بے سرو پایان شام که گرداگرد هشام حلقه زده نطاق بندگی آں جبار نابکار
بر میان جان بسته نشسته بودند متفحص حال خیریت مآل شاه عالی مقام غلمان غلام
میگردد هشام بدانجام به تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینهٔ دیرینه بحکم ختم
الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة دیده را نادیده انگاشته و
شنیده را ناشنیده پنداشته دیدهٔ و دانسته بر جوابش ملتفت نمیگردد از اتفاقات
حسنه فرزدق عالی تبار ع

که بادا برو رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود درضمن قصیدهٔ که بمدح امام صاحب فتوة و منقبت اهل بیت نبوة
[بدیهه] میگوید بجواب آں شوم شامی سرمایهٔ بدنامی مبادرة میجوید و مورد تحسین
حاضران و موقع آفرین هاے خویش و بیگانگان میشود و بامر نفس اماره هشام زشتی فرجام
بزندان خانهٔ وے محبوس میگردد و بعد اندک فرصت باعانت عنایت اهل ملت رسالت
نجات یافته بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش
احوال دوازده هزار درم بصله مدح طرازی و جائزه منقبت سازی بوے میرسد و وے ورق ۱۱
معروض میدارد که این همه مدح سرائی و جمله منقبت پیرائی براے ذخیرهٔ[1] اندوزی اخروی
است حطام دنیوی منظور نظر دوربین این کمینهٔ غلام اهل بیت نبی السلام نیست فرمان
واجب الاذعان آں والا نژاد عالی نهاد بانی مبانی مرسومات آباے کرام محی سنن اجداد
ذوی الاحترام عز صدور می یابد که ما اهل بیت نبوت هرچه بهرکس انعام میکنیم باز
پس نمی گیریم فرزدق با وصف درک سعادة اخروی به قبض زر تسلیم نموده به نعمت
دنیوی هم میرسد بالجمله در ایام سالف عظمت این فن و تعظیم اهل سخن بدرجهٔ اعلیٰ بود

[1] زخیره در هردو نسخه

زہر یکے از ملوک وسلاطین و اغنیا صاحب تمکین انعام و تکریم ایں طائفہ را فرض عین پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلداریہاے شعرا و کام روائیہاے ایشاں بمرتبہ [قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت و بخانہاے اولاد طلحہ کہ بطنے است از ایشان وارد گشت ایشاں تدومش را غنیمت شمردہ ماحضرے لائق پیش کشیدند[1] و شرط اعزاز و اکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے بواجبی رسیدند مشار الیہ دلخوش شدہ بمدح شاں بیتے چند انشاد نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند [گزیدہ باسہ] غلام چوپان کار دیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر خواہی فرمود اصمعی چوں بمجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصال ایشان رطب اللسان گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ ایں چنیں [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و از بساط خلافت مجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشاں پرداخت و بمناصب مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[2]] با اصمعی درمیخوردند میگفتند کہ [ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام خجستہ فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [شبل] الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا و شعراے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن علاء کرمانی کہ یکے از صنادید کرمان و وزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر بصلۂ آں بوے رساند و ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نباید انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می باید و خزانہ من بداں وفا نمی نمائد ایں خود بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلیبان ایں بوستان باید دید کہ بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذوالفقار خاں مبرور یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود و شاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ برباد داد و باستدعاے

---

[1] برکشیدند ا۔ ا،   [2] اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے۔ ا۔ ا۔ میں اسدیاں بنایا گیا ہے +

فیلبان فیل بوے بخشیدہ بادبہشت بہ کلبۂ خود رسید

و[51] در شعرا عجم استاد رودکی را امیر نصر[52] الدین سامانی صلۂ کتاب مستطاب

کلیلہ دمنہ ہشتاد ہزار درم نقرہ بخشیدہ ـ امیر عنصری بعہد نصفت مہد سلطان ورق ۱۲

محمود سبکتگین انار اللہ برہانہ بمرتبۂ امارت رسیدہ ـ سلطان جلال الدین سلجوقی

امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[53] ـ حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاہ

طاب اللہ ثراہ فیضی فیاضی را پایۂ امارت عنایت فرمود[54]

تا از آنکہ ایں فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصہ میرزا حسین و میر علی

شیر نوائی علیہم الرحمت والغفران بدست جاہلاں افتاد ہجوم عامیان مرتبۂ ایں فرقہ را

شکست فاحش داد ع

ہر چیز کہ بسیار شود خوار شود

بہر حال در آنوقت خود گذشت آنچہ گذشت کہ الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زندہ گویم مردہ در گور

از حال ایں زمان چہ برطرازم و از قال و مقال ایں دوراں چہ برنگارم کہ دریں ماتم

خامہ سینہ چاک نمودہ جامہ سیاہ میکند و کاغذ جگر پارہ فرمودہ شکن بر پیشانی می افگند

بہر سو کہ می نگرم شاعرے می بینم و بہر [طرف] کہ گوش فرا میکنم زمزمۂ شعر می شنوم

و طرفہ اینست کہ با ہمہ نا اہلیش[55] ہر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را ہمسر بلکہ

برتر از دانایان ایں فن می شمرد بیت

زہرۂ مردی نہ و با شیر مرداں در مصاف

رتبۂ کاہے نہ و در جلوہ با سرو سہی

و معہذا قدردانی ہم بدرجۂ رسیدہ کہ اگر استاد رودکی ہشتاد ہزار کلیلہ دمنہ بر

---

[51] واز ا.و   [52] نصیر الدین ا.و ـ نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی سنہ۳۰۱ھ و سنہ۳۳۱ھ سے مراد ہے ـ

[53] نمودہ ا.و   [54] فرمودہ ا.و   [55] نااہلیان ہر یکے ا.و

روے کار آورد پشیزے در جائزہ نیابد و خاقانی [شروانی اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیمانہ بگوناگوں صنائع بدائع در مدح کسے سرنجام دہد والے[1] در صلۂ آں بدو درمے بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہر کیف اللہ بس و باقی ہوس +

حرف الالف

درطی ایں حرف ذکر شصت سخن گو ست کس از ایشاں آرام تخلص میکنند و دو کس آشفتہ و چار عزیزیہ احمد متخلص اند وسہ بہ احسن و دو کس را ارمان تخلص است و [دو] را اصغر و دو شخص را افسوس تخلص اختیار افتادہ و دو را اکبر و دو بزرگ امیر تخلص گزیدہ اند وسہ امین اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعرائے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہائے شاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ

یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[2] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[3] بیگ و یک قطعہ دوبیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ ورق ۱۳

آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فردارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طراز ندہ سریر گورگانی فرازندہ دیہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفہ

---

[1] درمے ا۔ا [2] است ا۔ا میں درج نہیں [3] ا۔ا۔ میں عظیم مرقوم نہیں

الرحمن ابوالمظفر جلال الدین محمد شاه عالم بادشاه غازی است خلد الله ملکه
وسلطانه و افاض علی العالمین بره و احسانه از انجا که حسب و نسب آن خاقان
گیتی ستان اظهر من شمس الضحیٰ و روشن تر از آفتاب نصف النهار است
شبدیز تیز قلم بقایل رقم را از ان جولانگاه منعطف ساخته بمضمار تسطیر شمهٔ از
اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچه
اقدام بر ... امر خطیر خالی از بلاهت و عاری از نادانی نیست ع

که وصف سلیمان نه آید ز مور

اما نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادة مطلقاً ازاں پہلوتہی کردن شومی
و بے سعادتی است - مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و
امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بہبودش موجب صلاح و فلاح جہان
و جہانیان خاطر ملکوت ماثرش پیوسته مصروف احوال رعایا ضمیر ہدایت تنویرش
ہمیشه مشغول پرداخت برایا زبدهٔ احیان ہمایونش برضا جوئی حضرت احدیت
موصوف خلاصهٔ اوقات مبارکش به پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے
از اوان شبا روزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدین شغل شریف که
عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریخته سنکرة بود خواد
بجا کا صرف می شود درین ہنگام عشرة آغاز فرحت انجام شطرے از نکته سنجان
شیرین زبان و بعضے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف
میگرد[۱]ند و بحکم ارفع اعلےٰ اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در
دیوان خاص به وقت معینه سعادت اندوز خدمت گشته [۲ نه] در ... سر ... شد
اشعار آبدار سامعه افروز آں خدیو ہفت کشوری شوند و از کلک جواہر سلک
آں شہسوار عرصه شاہنشہی دیوان فارسی و ریخته مکمل و مردف مشتمل بر قصائد و ورق ۱۴

---

۱ میگردد د.ا. ۲ نسخۂ اصل میں 'نہ' ہے

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصہ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلم بیت و یک عدد از آں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لولوء لولوء ایست لالا و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کاک خود تیمنا و تبرکا منظم می سازد والسلام لجنا بہ دام ملکہ ؎

آ ت جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پر
ہوتا ہے منہ رقیب کا کیسا لال دیکھئے

منہ کرے کس وجہ دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے
بید مجنوں تک میں مجاے ای لیلے منش
باغ میں چلیے اگر تیری کمر کے سامنے
تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھیگی دھونی تیرے در کے سامنے

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کار فرماے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا
خوب سا سید ھا بنے گا دیکھ اے سرو چمن
اوس کی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

ؔ۵ پھر ا۔۱۔ ؔ۵۲ طرح ا۔۱۔ ؔ۵۳ اوس ا۔۱۔

جلگیا پروانہ جسدم رشتہ الفت کے ساتھ
خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا

طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی
اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا

اپنی قسمت میں ازل سے تھی لکھی سرگشتگی
گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا

واہ وا رحمت ہے مجکو اور اوسکو آفریں
راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا

دستگیری بھی نہ کی تونے کہ جوں نقش قدم
خاک میں میں تیری خاطر اے توانائی ملا

سرکشی اے چرخ مت کر دیکھ پیش آفتاب
خاک میں ساری یہ دیگا تیری خودرائی ملا

تصور ترا جسکو اے یار ہوگا
اوسے [غیر سے] کب سروکار ہوگا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات میں ہم سے خفا ہوگئے لو اور سنو

آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھو گے دل
اوس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

صنم کے نازنیں پاؤں میں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی
مکھڑے پہ اوسکے صدقے ہی جاتی ہے چاندنی[۱]

آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

---

[۱] نسخہ ۱۰۱ ۰ میں اشعار بالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں ۔

و از مشاهیر شعرای عهد آسوده مهد حضرت فردوس آرامگاه انار الله برهانه ورق ۱۵
و از معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب
رواج آن وقت بیشتر بایهام گوئی صرف [همت] می نمود - وجود الفاظ منکره
و عدم مبالات تنلی الفاظ و جواز قافیهٔ سین و صاد و امثال آن در کلامش و
و کذالک در اشعار معاصرانش زیاده برین است که به تحریر در آمد - اما در
شاعری این بزرگان علی تفاوت المراتب هیچ شک و شبه نیست - رواج یا فن
امرے در عهدے که مرغوب الطبع اہل عهد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعشقون[1] مذاهب

با میر مکھن پاکباز فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سرخوش داشته چنانچه
در بعضے از اشعار خود باظهار آن همت گماشته بالجمله اشعاریکه آن مرحوم بیاد
زمانه در داد بست و دو شعر از آں درینجا ثبت افتاد منه عفی الله عنه ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہو

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے بھرتا ہے پیالا خاک کا

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

کنجی اسکی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاسے[3] کا

کہوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جاں کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

---

۱ یعقون و. و. ۲ تباہی د. و. ۳ مانی سیری،

مجلس رنداں میں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کون چاہیگا [گھر بسے] تجکو مجسے خانہ خراب کی سی طرح

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندہ کر

مکھن میاں غضب ہیں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے[1] ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

یارو خدمتگار خاں خوجونکے بیچ ہے تو مشتثنا ولیکن منقطع

سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

---

[1] کہیں ا۔ ا۔

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہوبے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے　　کہاں ہے کسطرح کی ہے کدہر ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

اب دین ہوا زمانہ سازی　　آفاق[1] تمام دہریا ہے

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

شور ہے اوسکی اشکباری کا　　آبرو چشم تر قیامت ہے[2]

ورق ۱۶ سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ　　کہے کیونکر نہ مجسے چشم پوشی

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے　　دینے کے تیں شہادت انگشت آہ بس ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا　　ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[1] آگاہی ۱.و. [2] ہے و.و.

آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جادو طرازان سحربیان واستادان نکتہ دان خاک[1] پاک ہندوستان وصاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم و حلم آراستہ بزیور دانش و بینش پیراستہ ۔ باوصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود ۔ بر کتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور داشت کہ درس شرح [مطالع] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ دراں اوان مروج بود میداد اما چوں طبع نقادش بیشتر میل بہ شعر داشت بہ شاعری نام برآورد ۔ دیوانے در جواب بابا فغانی و دیوان دیگر در جواب کمال خجند بہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از ممر حسد بالنفس الامر ازو حسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان حکم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت و کتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور ظاہر است و ہویدا ۔ پیداست کہ انصاف و تامل امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر دیگر نسخہ پر[2] از الہام گوئی میاں آبرو و سرآمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سودا و مملکت سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر منجملہ فیض اندوزان آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمثابۂ کہ علماء اہل حق راو امت برکاتہم عیاں امام ہمام قبلہ انام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگوئند اگر شعرائے ہندی زبان را عیال خان آرزو گوئند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

[1] ا۔ و۔ میں 'خاک پاک' درج نہیں ۔ [2] سخن پرداز ا۔ و۔ ۔

یکدو بیت از طبع عالیش سری زد بہرکیف ہفت شعر و یک بند خمسہ از زادہا ے طبعش در[1] اینجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملک دل غارۃ کیا کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

تجھ زلف میں لٹک نہ رہے ہے دل توکیا کرے
بیکار رہے اٹک نہ رہے دل توکیا کرے

رکھے ہے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

ورق ۱۷ از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مرزا محمد رفیع سودا ایں بیت را در تذکرۂ خود بایں طور ثبت فرمودہ ؎

اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے آئینہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

حکائت

روزے در مجلس مشاعرہ کہ در خانۂ خان موصوف انعقادی یافت میرزا محمد رفیع

---

[1] اینجا۔

سودا غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساختہ بر خواندن آں [بہ شدّ و مدّ
تمام ہمت گماشت] اتفاقاً احدے از حضار مجلس [براں نرسیدیا] از خوف مترجم کہ
[بہ ادنے[1]] سبب بے محابا بہجو ہر کس میپرداخت سکوت [ورزید] خان تحسین بلیغ فرمود
و در اثناء توصیف [بدیہتہً] بر زبان روشن بیان [جاری نمود کہ] ؎

شعر سودا حدیث قدسی ہے ‏ ‏ لکھ رکھیں چاہئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار برخاستہ[2] بر سینۂ خان چسپید و سخن بمزاح وطیبت کشید ۔

دیگر

روزے جوانے سر[اپا] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لاابالیانہ از پیش
او درگذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [سحر
بیان] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہو کے بڑے آدمی ہوے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سوؔدا نقل میکند مولوی ہدائت اللہ
ندرؔۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ و من آں قصیدہ را [خمسہ] نمودہ [ہجوش] کردہ
ام مطلع آن را خان آرزو تضمین فرمودہ و آن [اینست] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ ‏ ‏ کب کہا ہیں قتل کر مضموں کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سن کے میرا ریختہ ‏ ‏ خون معنی تا رفیع باد پیما ریختہ
آبروے ریختہ از جوشش سودا ریختہ

---

[1] ا ۔ ا ۔ میں ' چارہ ' ہے ‌+ ‏ ‏ [2] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ‌+

آرام

تخلص سہ کس [بمن] رسیدہ

اوّل۔ رائے پریم ناتھ کھتری بیشکارتن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [اقتدار] در تیر اندازی مہارت تمام و در خوش نویسی دسترس تمام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ بروبہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ہیچکس] در عہدش بہ پختگی و خوبی قلمش [نمی رسید] و عالمے ازو استفادہ میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار دریں ہر دو کار عالی مقدار صرف کردہ قلم ہائے واسطی و وصلیہ ہائے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہائے لاہوری ولیبہائے گجراتی و سوائے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذہ تکلیف می کرد در انشاپردازی ہم وستے داشت در آخر ہائے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشرور والفساد رو داد در [مومن] آباد برندابن کہ از معابد مقربہ ہنود است سکونت ورزید وہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [سر سبز و] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نمودہ و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [تخمیناً] تدوین فرمود۔ و ایں دو[۱] بیت ازاں کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر برکشیدہ ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا — دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

کون غمخواری کرے آرام کی — ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[۲]

ورق ۱۸

۱؎ ا۔ا۔ میں لفظ "دو" پر قلم کھینچ دیا گیا ہے +

۲؎ ا۔ا۔ میں یہ شعر داخل نہیں ہے +

آرام (۲)

دوم

خیر اللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیرگران آنجا با پسر سمرو فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں و المتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد در عین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [برداد] خداش رحمت کناد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ تا وکھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق سے جھٹکتا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہوائے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

(آرام ۳)

سوم

لکھمن لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں][له] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشاء اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی بانواع المعاصی چار شعر ازاں درینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

[له] د قرابتیان ۱۰۹

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان چشم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جس روش تر کر ٹھہرتے ہیں
ے سلک در دنداں کی ایسی آبداری ہے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
مینا سے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

آزاد

تخلص جوانے است امی بہ رام سکھ مسمی کہ آزادانہ بتوکل اوقات بسر میکرد و باوصف عد[م البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود وثوق این فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرۂ مہدی عیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرانجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [و این] مطلع از وے است ؎

ورق ۱۹ آندنوں پیارے تیرا طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسم اور ہے

---

[1] ا۔ ا۔ اب یہ، وزن بھی اسی کا متقاضی ہے۔

[آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سیّد کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دوکس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے دست بہم نداده انشا اللہ تعالےٰ در سلک شعر[اکہ در تکملہ مذکور خواہد شد] ــــــــــ برشتۂ تحریر خواہم کشید ویکے ازیناں [میرزین العابدین المعروف] بہ میر نواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گویند کہ وے از سادات گجرات [ونہائت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل وحاضرجواب [حکائت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود [عزیزے ستایش خان بدرجہ] اعلےٰ[1] رسانید اصلح الدین خاں تبسم کنان [برزباں راندکہ] ع

[آرزو خوبست امّا ایں قدر ہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میرزین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میر موسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ و شخص پسندیدہ بود بہرکس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار دارد[2] [وایں سہ بیت] از آں اینجا ثبت افتاده ؎

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے بندوں پہ ظلم [کرتے ہیں]　　ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

---

[1] رساند　　[2] داده ۰۱۰۱.

بات کہنے میں [ذبح کرتے] ہیں ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

آشفتہ

تخلص دو کس [میدانم]

اوّل

عظیم الدین خان عرف بھورےخاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے ازو خوب سرانجام می یافت و بفصاحت می نگاشت و طرح مراختہ بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہاے اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ می نمود بعد یک چند کہ [بصحبت اہل دل در پیوست] و از بند حرص و آز دنیا وا رست بجذبۂ [محبت و اشارۃ بابشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے از مجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین روح اللہ روحہ وبحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] صبر و استقامت پیراستہ بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلےٰ و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و تو] جہ موجہ بزھد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائتہ] للتخلص [مضمون زلف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [شاہ محمدی مایل رسیدہ بالجملہ بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے در سلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم] منہ سلمہ ربہ سہ

سہ خدیہ ۱۰۱

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

ہائے رے نازکی شیشۂ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں ورق ۴۰
شکل آئینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

سر رشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
زنار نہ ٹوٹے [گاتا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

آفت [ہے قیامت ہے بھبوکا ہے پری ہے]
[عالم سے نرالی یہ تری] جلوہ گری ہے

[کل جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے]

[پائوں] کو توڑ جو بیٹھے [ترے در] ائے آگے
[سر دیا یار پر اک گام نہ سر کے آگے]

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ہم] ہوئے مقابل وہ [منہ کو پھیر بیٹھے]

نت خون عاشقوں سے سر دار گرم ہے [جبتک جہاں ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق جی سرد] ہو چکا یہ تن زار گرم ہے

کل بعد عُمر بزم میں کراوس کی مینے راہ
[فن سے] کہیں سے داو سے حیلے سے گھات سے
پوُچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصّے سے داستاں سے حکائت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طمانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ادب سے] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

لے جواب ۱۰۱۰

از تبیان است کمال جودش برتبہ بود کہ اگر حاتم طائی را ریزہ چین خوان نوالش خواند بجا است و علوے ہمت بدرجہ داشت کہ اگر قارون سبطی را گداے تنگ چشم و ربارش نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیض بخشش میل سخن می کرد و بامزہ می گفت ایں بست و یک بیت از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر
دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
[ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا]

کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصف سے یہ توجان
یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ساقیا مے سے چھکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

شکل اوس کی کسی صورت سے جو دکھلاے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہاے ہمیں
بن بلاے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] اوسے آئی کہ نہ بلواے ہمیں
فائدہ کیا ہے نصیحت [سے پھرے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھاے ہمیں

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے
ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے

تیرے کو [چے میں نقش پا کی طرح
ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]

[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے

ایک دن میں نے یار سے یہ کہا
اتنو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے بولا کہ سُن لے اے آصف یہی کہہ کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

یوں دل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی] نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

[یہ] اشک [چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[پھبا ہے رُخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ہمیشہ [گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے ورق ۲۲

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے عمارت بناتے چلے جائیے

آفاق

تخلص میر فریدالدین است وے یکے از بزرگ زادہاے نیک نہاد و انہ [اقرباے]

لہ مونہہ ۱۰۱۔

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [سالکان راہ ہدی] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیر و] مولدش [نیز آن جنت نظیر] است و این میر فرید الدین جوانے است بسلہ متین نہایت رنگین [سراپا] محبت سربسر [مودت] جسم فتوۃ جان [مروۃ] دوستدارِ بے [ریو] و رنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہائے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گو ست غزل طرحی چنانکہ بانئ انصرام میداد شاگرد رشید [محب سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [المعاصی خیلے] باخلاص [پیش می] آمد و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می گزراند دل مودت منزل بسیار از بسیار جویاے دیدار فرحت آثار وے است جامع المتفرقین جل شانہ [حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیت و یک شعر از زادہ ہاے طبع آں عالی [فطرۃ رقمزدۂ] کلک محبت سلک می سازد منہ سلمہ ربہ ـه

میں ہاتھ [جو زلفوں] کو جو لے سے لگا بیٹھا
بل کھا کے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا

تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو
وہ راحت جاں میرے پہلو میں جو آ بیٹھا

صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے
اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم
اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم

اوس گل سے مل کے [بیوینگے] جام شراب ہم
[نالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

ـه یس ۱۰۰

اٹھگر پہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر — پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری — ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشے [میں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل — جے مرد وہی جو رہے ہشیار نشے میں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے] — آتا ہے [ادھر پھر وہی میخوار] نشے میں

ساقیا ساغر مے [جلد پلانا ہم] کو — وہ مجلس ہے کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مرداں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا — تیرے [قاصد میں] ہات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب] — واچھڑ[ے اس] بات کے صدقے

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گا ہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی لیے بے دید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دو چار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورۃ
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

ورق ۲۲

خون دل بلبل ہے[1] ہے تو شبنم اسے دھومت	چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ دامان کی لالی
کیوں کر نہ پڑیں جان مجھے جان کے لالے	دیکھی ہے [ترے] اوس لب خنداں کی لالی
وہ سرخ[2] تماشا [ترے] رخسار ہیں گلرو	[لالے کی بھی] ان پر سے تو قرباں کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے	آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

آفریں

تخلص جوانے است صاحب شعور از بزر [گزادہاے] سہارنپور محبت التیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [در خوبی اخلاق وحسن] معاشر [ة دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے دارد وہ] شعر از گفتہاے وے درا ینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ] غنچہ دہن	ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
نجا [چمن میں] تو اے [آفریں کر جوں] غنچہ	لبوں پر اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں

[با] ت ہے کچھ [گردش ایام و] بنیاد چمن

پڑیں ہیں لاکھ گر [ہ] اپنے دلمیں غیر سے تم | [آ] ہو ہو جب [گرہ] زلف باز کرنے [کو]

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے | حسرۃ رہی یہ آہ کہ آئے چلے گئے

---

[1] دونوں نسخوں میں 'خون دل بلبل ہے شبنم اسے تو دھومت' [2] شوخ تماشا ۱۰۱۰

شب تجھ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم ۔ جوں شمع جل کے[1] اشک بہائے چلے گئے

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے ۔ فرقت کے چند عذر میں اٹھائے چلے گئے
اہل نظر کی آنکھ میں یہ قصہ ہائے دہر ۔ سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے
جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار ۔ ہم ساغر شراب ہیں آ[ئے] چلے گئے

بس میں کر اپنے بتاں باتیں بناتے ہیں تجھے[2] ۔ نظروں [میں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے
این شعر در سہ بحر خواندہ میشو[د فلیتامل]

آگاہ

تخلص [دو] ریختہ گو بدریافت رسیدہ [یک] کس از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے ازانہا مردے است [ہریانی] مسمی بہ حسن علی کہ بالفعل در[3] سلک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [انسلاک وارد بسیار] صاحب شعور و پختہ کارست گاہے بنا بر [موزونی] طبع بریختہ میل[4] میکند [این] دو شعر از وست ؎

ہاں تیغ کھینچ [اے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہ گار گرم ہے
[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گرم] ہے

---

[1] جل کر ا۔ ۱۔ [2] بس میں کر اپنے ہی بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے ا۔ ۱۔ [3] بہ ا۔ ۱۔ [4] میں بریختہ میگند ا۔ ۱۔

اٹل

تخلص میر عبدالجلیل مرحوم است وے از سادات [زیدیہ] بالگرامی الاصل [از] اولاد امجاد سید ابوالفرح [واسطی] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبۂ فضیلت بسیار با متانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان ازو یادگار است [وا] سطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و باخبر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش ورق ۴۴
و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکہاے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ ویر اتفاقے می ماند و ریختہ ہم بطور مشار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے بطریق طنز گفتہ ؎

جب سنا دہوم دہام یاروں کا — جھوپڑے میں دبک[۲] [رہا] بڑ چود

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنا بر تفنن از زٹلہاے وے رقمزدہ کلک سوانح [سلک] می شود [منہ] عفی عنہ ؎

ڈاڑی نبود لایق آں [بانکہ کہ چھوا است] — ایں جالہ [کمڑ ہمہ ہیچ است و تھڑوا است]
[بہ] چہرۂ من [بہ خم نکالے] مونچہیں — در دیدۂ بانکہا چو [ڈانک] بچھو است

دو بند ترجیع بند

اوّل

منم آں بانکہ دلیر اچل — کزمن افتاد درجہاں کھل بل
کرد موجود بہر من تقدیر — کتی از برق و دگلہ از بادل
بہر ورزش بگیرم [ا ر] سحنہ — خشک گردد چو [ریت] گنگا [جل]

۱؎ زبان ۱۰۰۱ ۲؎ رہا دبک

بامن از[صدق دل نکت پہوناں] عرض کردند کاے ادھوت اُٹل
[در ہمہ] بانکہا [امام تونی] لشکر آرائے دھوم دہام تونئ

دوم

نعرۂ من چو رعد [گرہ] کڑکد سینۂ شیرتا جگر تڑکد
بر فلک شب نمی طپد انجم دل [گردوں] زسہم من دہڑکد
کنگرونکو لگے [چکا چودھا] بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سچ] مارا اگر [بہ بیسند بھیم] در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکہا امام تونئ] لشکر آرای دہوم دھام تونئ

اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمۃ والغفران اند از بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں برنمی آید و از نیکذاتی شاں چہ [برطرازد] کہ خامہ باوجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آید خیلے خلیق [ومتواضع] و رقیق القلب و صاحب درد بزیور حلم آراستہ و بحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۃ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع واصول [حاوی منقول ومعقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمۃ والرضوان است اگرچہ [دست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ اما در] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق و ہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضائے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زد تا [بگفتار] وکردار دیگر چہ رسد و بعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ درحین ذکر خیر

وے [رحمۃ اللہ] از چشم گوہرفشان شاں اشک دردآلود حسرۃ [اندود] دریا دریا [نبارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [زیبا] دہ تر از آنکہ درحوصلۂ تقریر و [تحریر] گنجد لطف و عنائت [مبذول] می داشتند

حکائت

ورق ۲۵ روزے در آفتاب [قوس قریب دو ساعتہ نجومی] روز برآمدہ بحمامے کہ ساختۂ جناب ایشاں و مانند دل پر درد شاں ہمیشہ گرم می بود میروم اتفاقاً میاں نور [رنگ] کلاوۃ کہ سرآمد سرود سرایاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکنند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مسند ارشاد برخواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و بروبروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [معاودۃ] می نمایند ع

زہے حسن اخلاق مردان دیں

بہرحال شعر ایشاں نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار برداشتۃ [اند] بآئینے کہ [خود فنا درذات] ستودہ صفات [برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر اوشان است دیوانے [مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوی خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ایں بزرگوار است پنجاہ و [سہ] از ریختہاے طبع وقاد شاں دریں نامہ اندراج یافتۃ [لجنابہ] رحمہ اللہ تعالےٰ سہ

دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے   آپ پر کچھ [نہ جی میں] لائیگا

ہو جائینگے جور اوسکے معلوم   داغوں کو مرے شمار کرنا

رحمت سے کے حضور بیگنا ہی   مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے   شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا   بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکائت   کرم مہربانی توجہ عنائت

بالفرض ایک دو دن لیت ولعل میں کاٹے   انصاف کیجے آخر گذریگی یوں کہاں تک

وائے غفلت کہ ایک ہی دم میں   میں کہیں اور کاروان کہیں

کردیا کچھ سے کچھ ترے غم نے   اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے   پر اثر کی ہمیں توآس نہیں]

یہ حال بھی آثر کا غنیمت ہی جانیے   جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں   پر بُرا کرتا ہے وہ مجھسے ملا کرتا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں   ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں]   [کہ یہ] آپس میں دو نور ہتے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا   ورنہ [یو]ں باز رہوں تیری ملاقات سے میں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے   دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام   یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھسے] اثر کیا سو کیا   کیا کہوں مہربان اپنا ہے

اثر کا حال بھلا تک تو کچھ [سُنا] ہوتا   ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اسے [یاس]   [ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت   کچھ خوب نہیں حنا کی لالی   ورق ۲۶

یار غصہ تری بلا کھاوے   کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے   گو مجھے بات کرنہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن   رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے   دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

---

۵ صرف ۱.۱.

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا　　دشمنی پر تو پیار آتا ہے

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے　　اثرؔ ہیں تو میں وہ بھی حیران ہیں

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں　　اب آن بنی [اثرؔ] خدا سے

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس　　گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ[1]　　زور[آ]وری مجھ سے ناتواں سے

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی　　واہ کیا خوب زندگانی کی

کس نے توڑا ہے اسطرح دل　　ٹکڑا ٹکڑا جدا جدا ہے

حقیقت جب کھلی دل پر ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق وے باتیں تر[نگیں] تھیں جوانی کی

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا　　عیار نے زلف ہی اوڑھا دی

پایا نہ کہیں نشان اپنا　　ہمنے ہر چند جستجو کی

---

[1] آہ ۱۰۱۔

گرہم ہی ہم ہیں آہ تو ھـم ہم کبھو نہوں ورتوہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں رہے ہے

بیدرد تو کیوں کے رہ سکیے گا یہ [حضر]ت درد کا اثر ہے

زیست میری جو دیکھے وہ نہ کہے کہ وجود محال مشکل ہے

تیرے کوچے میں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

مرگیا پربتوں سے کچھ نہ بنی اب اثر کی خدا سے خوب بنی

تارے تو نبڑ گئے شب ہجر داغ اپنے مگر شمار کیجے

حالت مت پوچھ اب اثر کی کچھ بات رہی نہیں خبر کی

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

رُباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثر بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثر
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا مجھ کو بن جو [کھوں] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثر

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں کیا اوسے کہیں یہ اوسکے ہی چیتے ہیں
مونہ بھی تو اثر نہیں ہے کچھ کہنے کو کیا خاک کہیں مرنہ گئے جیتے ہیں

سلہ کوچے ن۔و۔

دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری
ہردم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں [شمع سحر]
روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

ورق ۷۷

دیگر

احوال تباہ کو دکھاؤں ہیں کیسے
افسانۂ درد] دل سناؤں میں کیسے
تو دیکھ نہ دیکھ سن نہ سن جان نہ جان
رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کیسے

احمد

احمد تخلص پنج کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس ازاں[۱] در تکملہ انسب[۲] دیدہ و چارتن را در اینجا برشتہ تحریر کشیدہ

اوّل

جوانے ست رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشۂ خجستہ فرجام احمد بیگ نام پیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترکش نمودہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر جو[۳] بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں[۴] گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

۱؎ را از ایشان و۔ ۱۔ ۲؎ مناسب ۱۔ و۔
۳؎ قافیہ کے لئے 'جو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھنا ہوگا۔ چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہُوا؛
۴؎ دونوں نسخوں میں 'منانے گے' مرقوم ہے +

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں [پکڑی] [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر مغاں] باغ جنت [میں بھی] ہو نگے شجر تاک تلے

احمد دوم)

دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب حلم] فصاحت بیان] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ صاحب حیا [و پرفتوۃ] اصلش پنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعرائے ایران وارد و بہر دو زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد ایں چار بیت از ریختہائے طبع اوست ؎

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادھر دیکھ

نے مجکو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آ گلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نا رسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

احمد (۲)

سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ سپاگہری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجاں بخش سپرد ایں دوازدہ شعر از زادہائے[1] طبع آنمرحوم است ؎

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زورا وری کر کے
دیا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

[1] ازگفتہاے ۱.۱.

آمد کو سُن بہار کی صیاد کسطرح　　جاتی رہی قفس کے تئیں چھیڑ عندلیب

باد [صبا قسم] ہے تجھے روی گل کی [آج]　　کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہر دم آج　　کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

تن کو [جلائے یا کہ تو آنسو بہائے] شمع　　[بنتی] یہاں نہیں [تجھے بن سر کٹائے] شمع
دل [بہ گیا تو کیا ہے کہ تیرے نیاز کو　　کچھ ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھا کے] داغ آہستہ آہستہ　　کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں خمیازوں سے یہ مخمور اے ساقی　　خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے]　　وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوئے　　جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوئے]

[ہم ہیں شکستہ حال سرانجام راہ سے　　یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں چلے]

چہارم

احمد

نوجوانے است سعادۃ التیام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] در سر دارد

سلہ اصل نسخہ میں میکدے ہے

و دریں شغل شریف ایام بسر می آرد از اولاد بعضے از [متوسلان] شاہ حسین [واعظ] است
مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ و زاد قدرہ وبنابر توغل کہ در
[حفظ قرآن] شریف دارد کم کم سخن میگوید ایں ہفت شعر از گفتہاے اوست ؎

آکے ناحق ہمیں ستایا کیوں — پھر سنے سرسے دل جلایا کیوں
ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں
کیا غضب [ہے] کہ تو نے احمد کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجھکو — ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجھکو
آہ کچھ پہلے ہی دن اوسنے دکھا کر آنکھیں — [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجھکو
دل خراشی سے نہیں چین مجھے اے احمد — ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجھکو

دوستی تم سے ہم سدا کرتے — جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم ۔ نوشتن یک کس از انہا بہ تکملہ النسب انگاشتہ [سہ کس را در]
اینجا می نگارم

اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو و مبارک آغاز [فرخندہ فرجام محمد احسن اللہ [نام گویند
کہ] مردے بود نرم دل [وبروبہ] آنوقت [بہا] بیہام گوئی مائل ایں [از ولیست] ؎

یہی مضمون خط [ہے] احسن اللہ — کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے
لام نستعلیق کا ہے اوس بت خوشخط کی زلف — ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

دوم

مرزا حسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سرآمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعرگوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر ہا تلمذ مرزا مذکور برگزید و قوفے دریں فن بہم رسانیده و در [جرگہ] شعراے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید و [ہیژ]ده شعر از طبع زادش دریںجا بہ تحریر رسید منہ عفی[1] اللہ عنہ ـــ

ادا[2] سحر [صباے جو] گوشہ نقاب کا ۔ دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا ۔ بگڑ کے بولے کہ چل بے ادھر نظر نہ لگا

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا ۔ کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا
شام[3] سے صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں ۔ سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]
لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی ۔ جسکے گھر جاکے تو اے خانہ بر انداز رہا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن ۔ ترے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل ۔ جو غنچہ[3] یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

[کل جو] اوس شوخ نے سنمکھ ہو لڑائیں آنکھیں ۔ برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں آنکھیں
[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈ اپنی نہ کیجو نرگس ۔ آنکھیں کھل جائینگی جب اونے دکھائیں آنکھیں
کل عجب طرح سے تڑپے تھا ترے کوچے میں ۔ دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے ۔ مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

---

[1] عفی عنہ ا۔ا۔ [2] کی ا۔ا۔ [3] جوں ا۔ا۔

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹہرے [فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹہرے

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکتا] جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی

[نہ ملتا] اور سے میں تو اگر ملتا نہ غیروں سے جو تونے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی

[جو] تونے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [تو ہی منصف ہو] [کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی

نہ دونگا دل کسی دلبر کو پہر بھر عمر اے احسنؔ طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی

پہنچی جس وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی سدہ رہی مجکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی

تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے بات بھی ٹہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

سیوم

[جو] اسنے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ ایست [نیکوسیر] پاکیزہ [مخبر] کہ دست بیعت بلاست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند] داوہ مشق سخن از خوشہ چین سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچمدان سراپا نقصان میکرد وشعر گرم میگفت اما شوقش سرِ رشد بار قاصہ زنے سرخوش داشت بد] حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ع

اسکی گلی میں احسنؔ نت چوری چوری جانا یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احسن (۳)

احسان

تخلص دوکس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را درایں جا نگاشتم وآں حافظ [عبد الرحمن سلمہ اللہ المنان است درابتدا] رحمن تخلص می کرد [وشعر فارسی] ہم میگوئد وے جوانے است متین باتمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سر بسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن وبیشترے ازنیاگانش] فقہ دان پدرش بہ پیش امامی حضور والا عز امتیاز داشت و بورع وتقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش درسلک ورق ۲۹

شعرائے پائے تخت منسلک است شیریں زبان و خوش فکر واقع شدہ کلامش حلاوت دارد بیت و [صفت] شعر از گفتہائش مرقوم قلم حقائق رقم گشت منہ سلمہ ربہ سے

ہو کے شاگرد لکھا خط ہیں ہے بھائی مجھکو
قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجھکو

کھول دو کان جرس کے کہ رکھے چونچ کو بند
خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجھکو

کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب
آستان شہ جیلاں کی گدائی مجھکو

صورت و صوت و رہ خانہ کبھو تو نے صنم
نہ دکھائی [نہ سنائی نہ بتائی] مجھکو

اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہووے نصیب
نوشہ تاک تمہیں آبلہ پائی [مجھکو]

یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود
وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا

لگا [ئی تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے دلا
اگر تو دختر رز سے [بھلا] نہیں رہتا

جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو
کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا

کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس
نہیں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]

تعمیر عمارۃ ہو [ذرا] عمر کی [جتنے]
اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا

نہ ہند میں دل بیتاب نے تتار [میں] جا
تو تار باندھے ہوئے زلف تابدار میں جا

سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ
کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا

ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے
دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار جی چکا

چہرے پر آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا
داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا

سن رکھا اوس خاک میں عاشق کے ملانیوالے
عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [ہلا] نیوالے

سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے پھپولے ہیہات
یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے

خواب میں بھی مجھے اس دو [لت] بیدار کیساتھ
بخت کم بخت نہیں آہ سلانے والے

کہدے عیسیٰ سے کوئی [دِلی] و [ہ] جا ہے حضرات
[چھو کرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدہ و دل
ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے

سلہ ای ۱۰۹ ۔

انکی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان [پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

جو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

میں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا جم جم تو جی کہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود] جب تجھے ہم سے کسو بے سر و پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

یاد وہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب جاں بلب اس غم سے ہوں میں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا اوسے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا محتسب خم کے دیت میں دے مجھے جام شراب

احقر

تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [مراہقہ] بزیارۂ نجف اشرف و کربلاء معلے زادہما اللہ شرفا و تعظیما وغیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودۃ نمود شاگرد میرحسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر وبے نظیر است ایں دو بیت ازوست ؎

بزم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا] اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا
کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا] یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

؎ آیا ۱۰۱۔

اختر

تخلص سیدزادہ ایست [خوبی] التیام میر اکبر علی نام وے از سکنہ سہرند و تبانندہ میاں قلندر بخش جرأۃ است [آتش بازی] خوب میسازد و شعر ہم بسیار گرم از طبعش می تراود ایں ہشت بیت از گفتہلئے اوست ؎

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا — عجب یہ شاخ گل ہے جسمیں [اشکل] گل ثمر نکلا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم — نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم
کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹکھیلی دیکھ — کچھ عجب حال سے [تھا کبک دری] کا عالم
لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے — کیا کہوں اوسکی میں بیدادگری کا عالم

کوئی جتا دے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں — کہ [آشنا نہیں دکھ دینے] آشنا کے تئیں

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے — تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھہ اور ہم پر لیگئے

کچھہ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے اندنوں — تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا اوسے ٹک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

---

۵۸ کچھہ دینا ۱۰۱ +

[ارمان]

تخلص دو کس میدانم

اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند است این سہ شعر از وے است ؎

دلا تو بستر غم پر جو یوں گرا ہے ہے　　بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

تا سر بالیں اوسے آنا قیامت شاق ہے　　یہ [دل] بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

فرصت ہو کچھ [جنوں سے تو سودا] خرید لے　　کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

دوم

ارمان دوم

[امیرے از] امراے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر [اسد علیخان] تمنّا دارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار و محبت اساس و [آدم] شناس است ایں شش بیت[۵] از گفتہاے اوست ؎

نہ بہلا تو مجھے مینا میں آب ارغوانی بھر　　شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر

لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوش سے] میری　　کہ یوں آنکھوں میں آئے اشک ناب ارغوانی بھر

خجالت سے چمن میں گل ہوے غرقاب شبنم میں　　عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر

کہاں ساما[ن ہے یہ رنگ پاشی کا کہ بھرتا ہے]　　فلک کاندھے پہ رکھ مشک سحاب ارغوانی بھر

[ہوے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے　　رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر

لہو کے گھونٹ پیتا ہوں میں اوس بزم میں ارماں　　رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

ورق ۲۱

۵ شعر ۱۰۹

اسعد

تخلص درۃ التاج سلطنت لولوۂ لالاے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع بہ بارش شعر ریختہ تراوش میکند ایں شعر [جناب[2] ایشان] است ؎

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اسد

تخلص دو کس بمن رسید ذکر یکے از ایشاں بہ تکملہ افق پنداشت و یکے را در اینجا نوشتن مناسب انگاشت و آں میر امانی مرحوم است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیبت[3] بیان خلیق و یار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا] نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشاں برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید و از ہمانجا سفر آخرۃ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آما] مرزا محمد رفیع[4] سودا بود سی و نہ بیت از [زادہا ے طبعش در اینجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ؎

پی کر شراب دُرد تہ جام دے گیا	وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا
آیا جو میکشی کو چمن میں وہ بادہ نوش	ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ	سب عشق کا وہ ہم کو سر انجام دے گیا

[1] حسن بخت ۱۰۱ [2] از جناب ۱۰۱ [3] طیبت ۱۰۱ [4] رفیع السودا ۱۰۱

کل لڑ گیا کہ اور پہ عاشق ہے تو اسد　　آیا ہے [جب وہ یاں تو] ایک الزام دے گیا

تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم　　[آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا

جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم　　[خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا

کس رات تجھے ڈھونڈ[ھنے] مہتاب نہ نکلا　　کس روز تیرے در کو نہ خورشید نے جھانکا

عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید وسے　　یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا

فرحت کہاں ہے یارب اس دور میں جو دیکھا　　جام شراب تک بھی چشم پہ آب نکلا

ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل　　گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا

یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر　　تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا

دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا　　دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا

تھا کسو بد عہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج　　رات آپ ہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا

رقیب مونہہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پابوس　　یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا

[یہ دَوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] سر تا سر　　مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا

ٹک تو نے [ہی گرم کی بغل رات]　　ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات

دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح　　دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات

[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر　　مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر

اوس مہروش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے　　دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر

مت دیجو اپنے مصحف رخسار کی قسم　　[رکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پر

شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست

ظالم کبھو تو آکے اسد کی بھی لے خبر　　مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجواں دریغ

[نے خشت میکدہ نہ سبو اور نہ خم ہوا　　برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]

آنکھ تک آ ٹھٹک رہا ہے دل　　کسو کی راہ تک رہا ہے دل　　N

لہ اپنے ۱۰۱

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے — مہماں ہیں آج شب کی شب اس انجمن میں ہم
چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات — واللہ کو خیال زلف کا تیری اگر کروں
بزم بتاں ہو جام ہو خلوة ہو پھر تو میں — کافر ہوں وہاں اگر جو خدا کا بھی ڈر کروں ورق ۳۲
جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف — میں اپنے آج یار اسد کو خبر کروں
کبھو تو پھر نظر آ جا کہ تیرے وعدے پر — رکھا ہے جان کو میں تھام تھام آنکھوں میں
مست چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان — گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان
اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر — ہمیں جو غیر بولے اسے بیحساب جان
لے سلطنت بھی روتے ہی رہتے ہیں دیکھلے — گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو
تیری جو اسد چھت سے لگی رہتی ہیں آنکھیں — [دیکھا ہے] مگر تو نے لب بام کسی کو
زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی — مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر مات ہو گئی
اسد اس جفا پر بتوں کی وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی
[ناگنی زلف کی رہتی نہیں بن] جان لئے — کیا ہی بپھرے ہے [بلا اف] ترا کاٹا نہ جیے
پس قید میں گر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ — جو چاہے [اسد کر پہ نہ کر] چاہ کسو کی
[ہوں میں] قربان ہر بہانے کے — خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے]
کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر بر — ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے
بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسد — اتفاقات ہیں زمانے کے

اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بیترام نام از رفقائے پسر شمرو فرنگی مشق سخن از [محمد نصیر الدین] نصیر میکرد گویند کہ [بغایتے] پر زور بود کہ دم [جادہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہر چند فیلبان نہیب میکرد فیل بجہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ایں شعر او واست ــ

شمع فانوس میں [در پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باھر

اشرف

تخلص دو کس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیم از معاصران شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر [ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا یہ مصرع ولی دل کو ہے دلچسپ [دیکھا ہے وہ دریا کو] ایس دیدہ تر میں

بہر حال یکے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است سلمہ ربہ و مدعمرہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالے مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بیزار حافظ قرآن نیکو کردار چند سی پارہ بہ تہجد میخواند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میماند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی ہم رسانیدہ ہمانا کہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکسے تعلم گزیدہ خط نسخ طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں] میکند خیال دٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [یں] نمودہ سازے ایجاد کردہ وبہ [سندر بیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظرم میگذرانید اما چوں لاابالی مزاج افتادہ آنثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و پیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد ممتاز علیہما الرحمتہ ایں [نہ] شعر از گفتہاے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتاد ہ

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پردے] میں آہ تو نے گو منہ کو چھپایا ہے مجھے معلوم ہوا

۱ کذا در ہر دو نسخہ ۲ تعلیم ا۔ا ۳ ہم موزوں ۴ کر ا۔ا

[وسبدم یہ آنکھ اشک ترسے اب] خالی نہیں — چشم ہے یارب یہ جھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے نداے دل تو اس سے بچکے چل — جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں — چاہئے تبرید کو خسار شتر میرے تئیں]
جفا کا شکوہ ایدہر سے پیارے وفا کا وعدہ اودہر سے پیارے
کبھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ایدہر ہمارے اودہر تمہارے
انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں میں — نہ ان کو غم ہے کبھو ہر زماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید — خالی دل کرنیکو ٹک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی — آگے اب اندھیرے ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھہ کائنات سے — ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

وزن ۲۳

اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گویند کہ وے از پیرزادہاے سہرند و از معاصران شیخ ظہور الدین حاتم وبسیار متوکل ومشغول بحق بود ازاں کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این دو شعر طبع [زاد] وے است خداش رحمت کناد ے

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکر اوس کے چوٹ — ہر ایک گردباد ہے مجنوں کو دہول [کوٹ]
بتاں جو غیر[۲] کی باتیں ہمیں سناتے ہیں — کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اصغر

تخلص دوکس میدانم

۱؎ کیونکر ا۔ ۱ — ۲؎ ہجر ا۔ ا۔

(اصغر ۱)

اوّل

[بزرگے] از پیران وہے [مشہور] مستقر الخلافہ اکبرآباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا کہ میر امجد علی نام دا[شت] و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قادر]ی رحمہ اللہ [کہ از] اولاد امجاد حضرت ذوالسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم بودند یافتہ گاہے از طبعش شعر ریختہ ہم ریختہ این بیت از وے است ؎

تیغ کو [کھینچ کر با ڈرا تے] ہو — کام عاشق کا کیا ہے مرجانا

(اصغر ۲)

دوم

مردے از [خاندان] شان [جلی المسمی بہ میر] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مردف وارد] دعوے شاعری در کاخ دماغش [خیلے] جا گرفتہ و بمعلمی ایام بسر میبرد این دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

ہوا ہے مانگ میں دل [گم] کہو میں ڈھونڈھوں کدہر — کہ آدھی رات او دہر ہے اور آدھی رات ایدہر

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اظہر

بظاے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین وے خلف صدق میاں غلام حسین سروری وشاگرد میر فرزند علی موزوں و مرد معلمی پیشہ [نیک][1] اندیشہ است خلیق و خوشگو و نیک اختلاط و پاکیزہ خو است از چندے ویرا زمانہ[2] بنواح کالپی افگندہ خدا اش خوش دارا[د][3] پدر والا قدرش کہ فارسی گو ... از تلامذہ [نظام خاں] بنیجر[4] و مرد ... و بزرگ ... است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلمی بسر میکند مختصر کلام این مطلع ... [بخاطر ماندہ] ؎

---

[1] ونیک ا.و.' ورق ب ۳' '
[2] زمانہ ویرا ا.و. ورق ایضاً ' '
[3] دارد ا.و. ورق ایضاً ' '
[4] معجز ا.و. ورق ایضاً ' '

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپش دل　　دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است وے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیر الدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک این سودا کردہ [و] بہ تحصیل علوم متعارفہ [تا حال] در خدمت مولانا محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والانژاد [حبر] محقق مدقق جامع فروع و اصول حاوی علوم معقول معدن عرفان مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [و بحلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد این پنج شعر از وے است ۵

بے حجابانہ لب بام پہ آ رشک قمر　　روبرو چاند مہتاب ترے پانی ہے　ورق ۳۴

مضمون ہے معلوم اوسکے مہر [مہری ہے]　　جب اوسنے ..... کا غذ کشمیر پہ لکھا

راز ... سے نہاں رکھتے ہیں ہم　　شمع آسا ... زیر زبان رکھتے ہیں ہم

... پہ کیونکر نہووے گلکاری　　کہ آج بر میں ہے اوسکے لباس [پھلکاری]

... دام کم ہے جوشن فولاد سے　　[ہے] اسیری میں ... صید کو صیاد سے

افسوس

... معلوم من است

... از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش داروغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر ... مظفر خان بود اصلش از قصبہ نارنول است درین فن ... تلمذ بہ میر حمید علی ... دلکش است یازدہ شعر از گفتہائے وے بقلم در آمدہ او راست ۵

... اوس سوار کا پہنچا　　غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

... ... کے گجرے سے　　ٹپکنے لاگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

... و ... ۵ دونوں نسخوں میں ... ہے +

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں — دیکھ لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں

پوچھے ہے کیا لگا ہے اگر سر میں درد ہے — اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے

کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن — بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں

بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں — چپکے بیٹھے ہوے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں

ہسکر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھہ بغیر — روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھہ بغیر

کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہتا قاصد — بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں

کیا تو نے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھ — آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے

موںہہ تو [دکھلاے ذرا] گو نہ ملاقات کرے — ہمکو سو وصل ہیں جو ہسکے وہ [اک بات] کرے

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوے مرجانے کو — [وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

دوم
افسوس ۲

[مغل] زاے سعادۃ لزوم [اعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش وتبارش در قوم] مغول توران بہ ماہیگیر اشتہار دارند اما نہ ماہی گیر اند جماعہ مرد لشکری سپاہی [پیشہ کہ] ہمیشہ بہ سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکر گردی [بمرتبہ] عالی [مولع سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب د[لت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و درحین غیبوبۃ آں اوستاد والا نژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق وایں ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید از چندے برحمت حق پیوستہ خداش مغفرت کند کہ غفور بود ایں دہ شعر از طبع زاد اوست ورق ۳۵
منہ عفی عنہ ۵

موںہہ دکھا کر بت عیار چھپانا کیا تھا — تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا

گرچکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی — زلف گر تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا

یار در بر ہے خدا خیر کرے — خانہ بے در ہے خدا خیر کرے

کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا — زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا

وحشت وشور جنوں نالۂ شب آہ سحر — دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

۵۱ مغل ۱۰ و۔ ورق ۷۶ ا + ۵۲ گو ۱۰ و۔ ورق ۷۶ ا +

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے　　کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے

پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیارے　　نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے

[موتیہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسدم]　　بیکلوں کا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر

شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے　　جھنکائے [ہے] اپنی زنجیر پا زمیں پہ

گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ　　مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

افسر

تخلص غلام اشرف است نیاگانش چودھرائی [ڈ] گاوخانہ سرکار والا بودند شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوید این [سہ] شعر از گفتہاے اوست ـ

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پہ　　آتا ہے اسے رشک ترے روے حسیں پہ

معلوم نہیں کیا ہے نہ خاک تماشا　　نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر

چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو　　آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

اکبر

تخلص دوکس میدانم

اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشدزادہ جہان وجہانیان جوان بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بودنیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۂ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد این [ہشت بیت]

از زادہائے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہتا ہوں تجھے آ کے مسیحائی کر — ایک دم تو کبھو آ اس دل بیمار کے پاس
کیا کیا جفا جو سہے یار کے لئے — ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے
کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا — ہوں نیم جاں میں اس بت عیار کے لئے
اوّل تو آ کے میرے کیا دل میں جا کرے ہے — من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے
اے مرغ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ — صیاد فصل گل میں کب در کو وا کرے ہے
خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی ادس [ابن] — تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے
طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر — دیکھ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے
کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں — سلسلہ زنجیر کا [اب پھر] کے میں برپا کروں

دوم

شخصے از عوام ہیچو نام وے در سلک نقیبان حضور پرنور منسلک بود شاگرد او ستاد ورق ۳۶
اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است شوخی طبعش بدرجہ ایست کہ در خواندن اشعار
اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویداست گویند کہ ایں
دو شعر از وے است ؎

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں — کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا
ہے بر میں مرے یار کے کیا جامہ پھبن کا — جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا
جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں — یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا
ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا لگڑتے ہیں — یہ کافر خوبرو جس وقت تن تن کر اکڑتے ہیں
یہ جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب دیکھا ہے[1] — گئے پر حسن کے ایک ایک کے یہ پانو پڑتے ہیں
خدا چاہے سو ہووے اب ہمارے حق میں اے اکبر — صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں
چھیڑا جو ٹک [اسے] تو بگڑ کر کہا کہ [واہ] — تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو بات کو
نقد جاں پر کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی — آپ کا اے مہرباں چاہئے اگر سو بار جی

[1] 'ہے' ا۔ و۔ ورق ۹، ب'

سینے میں دل کہاں ہے تو اسکو مت ٹٹولے — پیارے بجائے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایک دن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر — آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشن‌ضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی وحسن خلق جناب ایشان نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آید و بزرگ منشی ونیک ذاتی حضرت شان نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دو زبان] از عہدۂ تحریر آں بر آید در حین حیات والد بزرگوار وعم والا تبار بسیار آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند و بہ تعیش وتنعم میگذرانیدند بعد رحلت ایں بزرگاں بدار الجنان چناں بر جادہ اجداد امجاد راست ومستقیم رفتہ اند کہ یاد از اں رہ روان طریق طریقت میدہند با وصفے کہ در زمان سالف تا بسر حد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین والبرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان شان رفتہ کہ حالا مارا پا شکستہ ومردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا را کار بستہ پا شکستہ منتظر موت الفقراء را حسنہ نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان عنائے کہ وارند از تسطیر عشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز وقاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشان حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد یازدہ بیت از زادہائے طبع وقاد شان برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

میں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا — تجھسے بد قول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں] — آہ کس مکھڑے سے دوچار ہوا
چھوڑ تا کب ہوں اب میں یہ دامن — تیری خاطر پہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اسے تو — لگ چلا بہت یار غار ہوا
اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا — بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

رُباعی

دیر وحرم اور کفر [و دین ہم میں] ہیں | یار و اغیار و مہر وکیں ہم میں ہیں
جنکو ہم آلمؔ پوچھتے ہیں عنم تم ہو | وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم میں ہیں

دیگر

کیا کہیے آلمؔ ایک [گھڑی چین] نہیں | آیا نظر اب کہ جیتے جی چین نہیں
میں تو بے چین ہوں ہی پر تحفگی یہ | [بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں ورق ۲۷

دیگر

سودا کب تھا اسے یہ کب تھی وحشت | بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلمؔ سا آزاد | آکر پھنس جاے یوں خدا کی قدرت

الہام

تخلص درویشے است نیک سرانجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد وسخن بعضے از نومشقاں باصلاح میرسانند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی وریا بغائت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگویند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم رنجش ہمت می پوئد ایں دو بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے | ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

امید

تخلص دوکس بمن رسیدہ یکے در تکملہ خواہد شد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں وے مردے بود از ایران زمین محبت آگیں نیک خو معاصر خان آرزو دیوان فارسی وے شہرۂ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع و خلیق و یار باش و عمدہ معاش بود با ہر کس بخوبی پیش می آمد و بغائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً بزبان اردو وے معلیٰ سخن از وے سر میزد بیت از وے کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ۵

یار گھر جاتا ہے یار دکیا کروں ہائے گھر جاتا ہے یار دکیا کروں
یار بن گھر میں عجب صحبت ہے در و دیوار سے اب صحبت ہے

[امیر]

تخلص دوکس می شناسم

اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا مید هو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں بنا بر شہرۂ تامہ محتاج عبارۃ آرائی و سخن [پیرا] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ اش چہ برطرازم کہ [باں] جاہ و حشمت با حاد الناس چہ سلوک جوانمردانہ می نمودند و باں شوکت و مکنت بہر کس چہ در د خورد بزرگانہ می فرمودند در ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وارستہ

ـــہ زندگی ۱۰۱۰ ورق ۸۲ ۱۰

راچہ ضرورکہ تعظیم عظیم امیرے بجا آوردہ زیر مسند نشینیم و مثل ما بے سر و پا راچہ احتیاج کہ بے
ہیچ تکریم تخیم این وزیرے سرانجام دادہ پائیں نشینی گزینم گاہے کہ ایں سخن بآں نیکوکردار والاتبار
رسید [گر نزولن] مسند موقوف نمودہ فرمود کہ تشریف شریف ارزانی دارند کہ منؔ ہم باشما بر فرش
چاندنی خواہم نشست قاسم ہیچمدان سراپا نقصان درعین حضور ایں محفل سرور ہ زا د مذکور را
ہرچہ تمامتر پیش کشید تا مشار الیہ شرط خدمت بجا آوردہ خود چا بالش شوکت پیش کشید
بمبالغۂ بسیار و قال و مقال بیشمار [ہما نرور] برمسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمرہ در مجلس
مشاعرہ بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء اللہ خان انشا [و] برکت اللہ خان برکت و مشتاق علی
خاں مشتاق[۲] شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [سراپا] وفاق حکیم [ثناء اللہ خاں
فراق] وایں خوشہ چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروبن [بمقتضاے بشریت بخلاف] عنوان
بزرگی بزرگاں [بے ہیچ] خوش نبودند و [مانند] میوہ [بیش] رس پیش رسیدہ مانند گل ورق ۳۸
سر سبد دراں بزم رنگیں بصدر مجلس می نشستند ما ہا جائیکہ می یافتیم می نشستیم و ہرچہ اکثر نشستیم
ہرچہ بودیم بودیم نواب ستودہ القاب ہر اختلاطے کہ می نمود بہ پائیں شینان مینمود و ہر توجہے
کہ میفرمود باینہا می فرمود در ایام متبرکہ صیام کہ براے سخن سنجان اسلام [سفرہ] امیرانہ
می کشید و نظر بر کرم کریمانہ [اش بمذاق] شعراے ہند و نثراد شیرینی قسم اعلیٰ می رسید
برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ کہ دراں روزہا محض جہت استفادہ
سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں دریں ایام خجستہ آغاز فرخندہ انجام
بنا بر خواندن خیر الکلام در تراویح [نمیرفت] بمبالغہ تمام ہنگام افطار یاد فرمودہ گونہ گونہ عنائت
دربارۂ او مبذول داشتہ نوع نوع اطعمہ و اشربہ و فواکہ خشک و تر بدست حق پرست خود
لطف می فرمودند و آنچہ بزرگی و سرداری راکار بستہ در اصلاح آں سخن سنجان بختہ مغز
وایں بے بضاعتان طبع موزون و اطفال نائرہ [فساد] بوقلمون با نحاء گوناگون ...
ازاں بطریق اجمال در جائگاہ خود سمت گذارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالیٰ
پاے عنائت] و روے توجہ جناب ایشاں درمیان نمی بود وایں سخن [...

---

۲ کاف بیانیہ ا۔ ا میں نہیں۔ ورق ۸۲ ب ، ۵۲ ا۔ ا میں 'بہ' قلمزد کر دیگئی

تا آخر کار عقل درست رہ نمونی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار[بدشواری]میکشید و[نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ نادرو] تیر تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشان [پسندیدہ] منصفان این فن بلا قیل و قال و شعر فہمی[آن فصاحت بیان] بے شائبہ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زادہائے طبع وقاد ایشان برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ

کل جو[ہمنے منھچے] کے ساتھ سیر و ... کی — لڑکھڑا [یا تھا ہی] پالیکن[خدا نے]خیر کی
یاس و غم و آرزو و آمیں [بھی سب چیز ہے] — بن بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے
داغ جگر ہے کیا کہیں اون کی جہاں ہیں یاد — آتے ہیں دوست اپنے زبیں رفتگاں میں یاد
دوری کی اختیار فراموش کار نے — ... دیک چھوڑا اپنے دل ناتواں میں یاد
ہیں تری دید کیلئے یہ چشم ... — [یہاں] تک تو تنگ ر[ہی] ہے تری مژہاں میں یاد
دے بوسہ دل لیا ہے [فراموش] کرکے آج — مدت سے میرے اوس کے تو ہے درمیاں میں یاد
اس درد دل میں ہچکی جو آنے لگی امیر — شاید ہوئی [تمہاری عدم] رفتگا ں] میں یاد

... رنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل — بوسہ کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل
حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پر — ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل
شاید کہ [سیل اشک] نے اوسکو بہا دیا — سینے میں اب تو خاک نہ پایا سراغ دل
ورق ۲۹
دو ہمدم اک جا ہوں تو پست و بلند چرخ — دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل
اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر — خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

امیر دوم

دوم

نواب محمد یار خان بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ - گویند کہ اصلش از قوم جٹ ... داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بحلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

برداشت و بعضے گویند کہ دست از غلامان پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہرکیف چوں مشیت ازلی براں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارۃ رساند بتائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالاگرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس[آرا] مگاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بروے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بذات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلوہ ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قائم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ بدولت سراے خود [منعقد می] ساخت و بہ[1] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی نرد محبت بہرکس می باخت بہرحال[2] در عہد خود [داد مردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید ساسنے] تیرے آگیا ہوگا!

اُس تنکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ — [کیوں نہو] سوے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

جنس طاعت سے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر — مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

تیرے گھر جانے سے [یاں] اپنا تو گھر جاتا ہے — اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی تیرے چہرے کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبد الرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادۃ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخر الدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں معجز بود بشعرش[3] چہ فارسی و چہ ریختہ

[1] 'بہ' ا۔ و میں نہیں، [2] کیف ا۔ و۔ ورق ۸۶ ب، [3] شعرش ا۔ و۔ ورق ۸۶ ب *

در آخرہا فصاحت، بختگی بسیار افزود غرض کہ مردے بود وارستہ مزاج سر بسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت، و اکثر بند کار و تکرار علوم رسمیہ ہمت می گماشت بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپاے طلباے جہان است خیلے مہربان بود این شش بیت از آن آں مغفور این سراپا قصور در اینجا ثبت [نمود] ؎

بسمل مجھے بچھوڑ [یا اے یار] دیکھنا ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا

پھرتے ہیں [جسے ڈھونڈھتے سب شیخ] و برہمن امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا

جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں ساقیا جلد خبر لے کہ چلا جاتا ہوں

مت ہم آغوشی کو آنا میری لے سیل سرشک اپنی ہی موج ہیں میں آپ بہا جاتا ہوں

ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں

ورق ۱۰۰ جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

امین

تخلص چہار کس این کس می شناسد یکے از انہا بہ تکملہ خواہد نگاشت، و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

اوّل

امین ۱۱۱ امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرور اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خواست درجرگۂ خواصان معین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثراہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

ازکیفیت میست ایں بیت از وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پاؤں کی آواز سے ہے — جو صداے پایں اوسکی سو طرح کا ناز ہے

دوم

مرزا محمد اسمعیل کہ [در ابتدا] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ ایست بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ راے مستحکم ارتباط سبزہ شعر از زادہاے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا — [کیا] جانیۓ بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا — کہیں خط کھو دیا یا اوسکو لیجا کر دیا پہنچا

نزاکت پر تنک اوس [دست نگاریں] کی نظر کر [تا] — [کہ گجرے] سے گلوں کے ہاے جسکا مر گیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم ایں معنی را در بحر دیگر بہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [اما ایں بابا رنگے افزودہ]

تصدق پنجتن کا ہے یہی اب آرزو دل کی — یہ مشت خاک [اپنی کی بھی] نجف تک یخدا [پہنچا]

نیاں اپنی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے شب و روز — یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [کسی کا]

[اپنی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — مکھڑا نظر آجاۓ لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی — خدا جانے کہ بوۓ زلف توکسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے — کہاں پائی میاں اوس زرد رو نے ایسی بینائی

تجھہ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے — جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن — جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہدا دیکھ ہے امین بے باک — کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا غضب تیری آن ہے پیارے — میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سرو کب تیری دھج کو پہنچے ہے — تو بڑا نوجوان ہے پیارے

ـــــــــــــــ

لہ بیت و . و . ورق ۸۸ ب

(دائیں ۳)

سوم

میر محمد امین شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گوئند. وے سیدزادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخرہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہمانجا رحل اقامت انداخت العلیب عند اللہ تعالےٰ شانہ این دو بیت از وست ے

کیوں شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ | رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] بہ رنگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے | تھا جب سے کہ تو مایل جنگ پر طاؤس

انسان[۱]

تخلص اسد یار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [در عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر ہر یہ آں وقت موزوں می نمود این پنج شعر از وے است ے

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا لپکا ہے | مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھی ٹک جھلک بھی آپکے [تن بیچ اندھوں نے] | اگرچہ [ہر بن موسے بدن] سارا شبکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز | بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک شرعی ڈرکا ہے
(ورق ۴۱) جو چار وں [بید] ہیں تو پانچواں ہے بید یہ احمق | [قرآں] میں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں | نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

۱؎ انسان و ۰ و ۰ ورق ۹۰ ا +

انیس

تخلص شفیق سراپا جان اسمی بہ حمید الرحمن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمن المخاطب بامیر الدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع با وقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیورہ[1] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد پیراستہ جولانگاہ فتوۃ و جوانمردی را شہسوار تیز آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ محسن الملک شاہ نواز خان بہادر مستقیم جنگ یک چند ایں را سے فرحت آمامے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت و ہمگی شعرائے دار الخلافہ بحدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [باخت] مختصر کلام ایں بست و شش بیت از کلام خوبی انتظام وے در ایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

ساتھ تھیں حسرۃ و درد و الم اے جان تھا ۔۔۔ جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا

درد دل سوز جگر کاہش تن کاوش جاں ۔۔۔ حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا

ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سو اوسکو] دیکھہ کر ۔۔۔ وائے رے حسرۃ[2] گئے کیا دست و پا سب اسکے پھول

[بلبل] بنا تو پاس [مرے] آشیاں نہیں ۔۔۔ کم برق سے [مرا دم] آتش فشاں نہیں

کیوں لب پہ دود آہ ہے او شعلہ خو بھلا ۔۔۔ گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں

حیرۃ ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار ۔۔۔ جلوہ طراز حسن بہ تیرا کہاں نہیں

چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کب گالی نہیں] ۔۔۔ جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں

خریدار دل کوئی ایسا گر ہووے تو میں جانو ۔۔۔ یہ سودا [لے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں] جانو

جب تک نہ دم سرد بھروں دل کو نہ ہو چین ۔۔۔ کیا نیند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو

ٹھہرا ہے انیس آنے کا کل اوسے تو وعدہ ۔۔۔ اندیشہ یہی آج سے کل دیکھئے کیا ہو

[1] بزیور عقل خداداد آراستہ بزیور دانش حق امداد پیراستہ ۹۰۱۰ ورق ۹۰ ب + [2] حسرۃ ۹۰۱۰ ورق ۹۲ ا۔

ہوگیا[اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا   بار بار اے زلف خوباں مت لپٹ شانے کیساتھ

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر   جوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی جکو کہیں   اب تک نو زخم سینہ افگار گرم ہے
رکھنا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں   ہر قطرہ سرشک شرر بار گرم ہے
آ مان رحم اپنی جوانی پہ کر انیس   مت جا وہاں کہ تجھ پہ وہ خونخوار گرم ہے

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے   آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ تبخالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر   آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
بل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس   اوس گلی میں رہتے ہیں دو چار متوالے پڑے

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے   درد دل کہنا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
وار پر ہے واروں پر اسکے ترک چشم سے   غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

آہ یہ کس کی یادگاری ہے   آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے   تم رُکے جاتے ہو[ا] تک جا چکے ہم جان سے
قہر ہے [سج دھج] ستم اس چال کا انداز ہے   [قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے   آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھونا جان دیکھ بس نہ بن انجان   آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں   دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے (ورق ۴۲)

انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیر خاں بہادر [پسر] نواب بقاء اللہ خاں برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر المخاطب بہ عالم خان است امّا از معتمدان بدریافت رسیدہ کہ ایں تخلص نواب عمدۃ الملک امیر خاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [بہرکیف ایں] یک شعر از صاحب ایں تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزاد ہم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیاد ہم

انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلمہ ربہ آباؤ اجداد ایشاں از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز ومحترم ماندہ درعہد دولت امیر الامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں با دو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و بامروۃ وفتوۃ بود گوئند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیژدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمٰن درہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است ودر فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز مانا ست] و این طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہرگونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد و مثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پڑوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والا تبار در بلدہ لکھنؤ گفتہ که مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی بستر گل پہ کروٹ   جنبش باد بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنا بر بضاعتے که از علوم شریفه دارد کلامش صحت نظام است شعر فارسی ہم میگوید و الفاظ عربی فراہم آوردہ موزوں [مینواند] کرد مثنوی شیر برنج [در جواب] نان [حلوای] بہاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و بامزہ گفته ذائقه [روح ابواسحق اطعمه (کذا)] را حلاوۂ بے اندازہ بخشیدہ مختصر کلام وے مردیست ظریف الطبع بذله گو لطیفه سنج کشادہ رو ہوشیار یار باش [صحبت] دار خوش معاش باکثرے از صفات حمیدہ آراسته و با بیشترے از اخلاق پسندیدہ پیراسته امّا ازانکه بے عیب ذات خداست تعالٰی شانه اعظم برہانه ماہ تمام بایں رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ برجگر دارد و قاسم ناتمام بایں مسکنت مالاکلام و آراسته معاشی واقعه نویسی را حیله ساخته [بعیب] چینی آں بدر ورق ۴۳
منیر سپہر شرافت می پردازد بنا بر مقتضاے بشری اندکے شوخ طبع و ہنگامه آرا و خود بیں واقع شدہ در بلدہ لکھنؤ بمشاعرہ مرشد زادہ معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی که شاعرے است مسکیں نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ که کار از گفتگوے رکیک که شایانِ شان ہنرمندان نبود و اگذشته بہجو گوئی کشید بلکه آنچه زبان زد احاد الناس است و مجلس عامیاں نسزد تا به محفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چه رسد چه بر طراز[د] که [حیا به تحریر]ش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان که سراپا سہو و نسیان است خطائے رفت رفت کلام بشر کلام اللّٰه [تعالٰی] نیست که بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست
در ید بیضا ہمه انگشتہا یکدست نیست

اگرچه گله گذاری خاصه [بعد] صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست امّا چوں کار بواقعه نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجراے که بمشاعرہ امین الدوله معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد [نبذی] ازاں شرح دادن مضائقه

ندارد

حکائت

ازانجاکه رویه سرداری و داب اخلاق پروری بزرگان است مرزا صاحب معصوف
درمشاعره خود باهرکس سلوک و مدارا پیش می آمدند و از شیخ هر متنفسے که شعر ترمی تراوید
به تقاضاے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و [به] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان
فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشه چین خرمن شعراے بلاغت نشان اعنی
قاسم هیچمدان سراپا نقصان هرچه تمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج
فصاحت آما میر انشاء اللہ خان انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت اللہ خان برکت و
نیک سخن بالاتفاق مشتاق علیخان مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد
که [غیر] این بزرگان احدے مورد تحسین و آفرین گردد و الحق که استادگان پاے تخت
سلطانی را تفوق حاشیه نشینان بساط غربت و مسکنت کے خوش می آمد [و] این
بزرگان خاصه میر انشاء اللہ خان سلمه الرحمٰن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم که فی
الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نهائت بر خود غلط چنانچه درجا بگاه خود رقم زده
کلک واقعه سلک خواهد شد انشاء اللہ تعالے سخت بے مزه و ناخوش می بودند و
براے تهجین و تذلیل بهر[۱] یکے از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت ورق ۴۴
و بنابر غرورے که درسر داشت [لاابالیانه] بفکر مضمون و معانی افتاده درعین شناوری
بحر رجز غوطه خورده به بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکه روبروے محبان و دوستان
بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء اللہ خان مرحوم که دوست و محسن مرزاے مغفور بود برخواند
نقضا را میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [حریفانه] تحسین بلیغ نموده مکرر بگوش
هوش شنوده یاد گرفته بافواه یاران انداخت و درعین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نموده مرزا را

---

[۱] هر یکے ؛ و. و. ورق ۹۶ ب ٭

باز ساخت و دراں وقت بوسے نسبت آنچہ رسید و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں اجزا [مخمسے] در ہجو پیر مشار الیہ و در جواب ایں لغزش گفتہ اند مشتے کہ بعد جنگ یاد آید بر کلہ خویش باید زد چند بند ازاں مخمس [درجائے گنجایش] ان شاء اللہ تعالے ثبت خواہد افتاد قصہ مختصر ازاں پس مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں میکرد بے آنکہ بگوش ایں ہیچمدان نرساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن بحضور کس چہ رسد و نمی گفت کہ [بابا] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ نا خوشی صاحبان بمرتبۂ رسید کہ در ہر غزل فخر خود و اہانت ماہا بہ رمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ تازی را التیام دادہ موزوں می نمودند گاہے غزلیات صناعی انشاد می فرمودند ناچار چوں کار پیش نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے از ایشاں سرزد کہ شائستۂ ہیچ عامی صاحب عرض[۵۱] نبود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلے اقدس حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں بیچارگاں در مجمع عام شعرا وغیرہا بر اشعار آبدار حضور پر نور بے [محابا][۵۲] بہ قاہ قاہ می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیۂ [حلم] و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا بستن ہیچ دقیقہ در سعی ہتک آبروے ہمزبانان از ایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ نوازند از مردیدہ وری و ذرہ پروری بر عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور والا ازیں باز بمجلس سخنوراں نخواہند للہ در قائل ؎

> تواضع کند ہوشمند گزیں ۔۔۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ایشاں باز معروض داشتند کہ ما ہجو ایں بے ادباں خواہیم کرد حکم ارفع اعلے عز صدور یافت کہ زنہار ازیں خیال محال درگزرند ایں آواز گنبد است ہرچہ خواہند گفت خواہند شنود قضارا دستار بندے از دستار بنداں دربار دربار کہ خدایش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

۵۱ غرض ا۔ ۱۰۱۔ ورق ۹۸ ب ۔

۵۲ اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے ۔

ورق ۴۵ قصداً بایں احقر ملاقات کردہ خندان و کشادہ پیشانی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا سرور بود پرسیدش کہ خیر بود یا شر گفت شر بود اما بانصاف پادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل گشت ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

و آنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ما بحکم اذا اضطر وانی الامور فاستعینوا باصحاب القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین قطب الحرمین غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم در روح ارواحہم استعانت جستہ باہم استشارہ بمیان آوردہ آنچہ در جواب صاحبان اشعار عربی و غیرہ رطب و یابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بہ پاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ بعضے در کمین گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان بہ بزم سخن طرازاں حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد و ثالث [بالخیر] بود بسبب قرب و جوار بر ایں گفتار و کردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ ایں فتنہ کہ سر بہ بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلیٰ کوشید و قبل از وقوع واقعہ[1] بنواب معلی القاب رسانید و ایں بزرگاں بغرور خود سری بمجلس رسیدہ بروئے کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مد تمام [برخواند] کہ در وے خود را بحر بیکراں و دیگراں راسیل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم ترکیف تنزیل حضرت وہاب و گفتہ حریفاں را الفیل ما الفیل مسیلمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب و شیخ ولی اللہ محب الاحباب برمز و کنایہ ہرچند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند لاجرم بنا بر [فرد] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شاں بمایاں[2] مخاطب شدہ بکشادہ روئی می گفتند معلوم صاحبان است کہ ایں فخر شاعرانہ است ہرکس کہ گوید گوید مضائقہ ندارد [فلانے] چنیں گفتہ و فلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

۱ اصل نسخہ میں 'واقع' درج ہے۔ ۲ نمایاں ہوا۔

دوبالا می شد و زبانہ می زد و باین آب پاشیہا فرو نمی نشست خاموش نشستہ پیچ و تاب میخوردم تا دورہ سخن بمن رسید بہ میر صاحب تدبیر غافل از تقدیر قدیر خطاب نمودہ معروض داشتم اندکے گوش دارند ایں سید بیچارہ کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافتہ الفیل ما الفیل خود میخواند ساعیان اطفاء نائرہ فساد چوں درحین خواندن شعرائے دیگر بگوش ہوش ایں سخن سنجاں [صراحۃ] صورۃ حال رسانیدہ بودند بمجرد خطاب ایں احقر یقین خاطر عاطر ایشاں و نواب عالی بیان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاش للہ کہ ایں ہیچمدان سراپا نقصان ہجو کنے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پرداز و بے اختیار نواب کامیاب
ورق ۴۶ بزرگی را کار بستہ با [ایں] صاحبان و محب مہربان از جائے خود [جستہ] بجائے ما ہا رسیدہ ببجوئیہا [فرمود] ایں بزرگاں خصوصاً میر معز الیہ کار بست بزرگی گشتہ ببزرگی بزرگاں پیش آمدہ بسینۂ ہر یک چسپیدہ داد بزرگ منشی و [خوش] خلقی دادہ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

و قسمہائے مغلظہ [یاد] فرمودہ کہ مارا بریں بے روشیہا بے پروائیہائے مرزا آوردہ و بس کہ بر اشعار ما سر ہم نمی جنبانند و خود را از ہمہ بالا دست می پندارد و القصہ قصۂ دور و دراز است اجمال ہم بطول بکشید [تتمہ] ایں است کہ مرزا در اثنائے قال و مقال [بدیہہ] بر زبان آورد کہ با من [در عرض] احوال خود شعر استاد خود را ہمیں زماں تضمین کردہ ام و بدیہہ برخواند ؎[1]

عظیم اب گو ہمیشہ سے ہے یہ شعر کہنا شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کئی سخن باز کھنڈ گویوں میں ہو نہو اعتبار اپنا
جنھوں کی نظروں میں ہم سبک تھے دیا[2] اونھیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

---

[1] نمایاں ۱.۱ ، ورق ۱۰۰ ب ۔ [2] اونھوں ۱.۰ و ۰ ۱۰۲ ب ۲

نزد شیخ ولی اللہ محب ،ر [حین ذکر] بادشاہ جہجاہ کہ درمیان آمدہ بود بسیار بموقع ایں قطعہ انشا[د] کرد

قطعہ

مجلس میں جھگڑا چاہئے جھگڑا شعرا کا
اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہنچے یہ قضا با
اکبر تئیں[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے

بہر کیف ع
درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از راستی نباید گذشت دحق نتواند پوشید - میر موصوف شاعرے است زبردست وسخن سنجے سست قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع دراں [بکار] بردہ و بعضے اشعار [بے نقط] و برخے نقط دار و نیز بے بصنعت قلب و مانند آنہا در دیوان وے ثبت افتادہ ہمگی پنجاہ و ہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں جایگاہ تحریر یافت حسنہ سلمہ رابطہ ے

شمیم کاکل مشکیں سے ہیں جو اونگ گیا
تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا
لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک انکھیلیوں والا
ہہو کا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ
ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

خلد بریں کی جنتی ہیں حوریں ان سے کہدو پردے ہو
نالہ چڑھے ہے اپنا فلک پر پردے کے لوگو پردے ہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہانگیر کے آگے ۱۰۱۰ - ۱۰۲ ب ٭

گل [کھانے کو کل] میں نے [جو چھلے کو] کیا گرم
بولے کہ چہ خوش واچھڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

بیٹھ [ہے] بادلوں کی [طنبورہ] رعد باجا
جب وہ بت فرنگی [اکر][1] بہل میں بیٹھا!

ان کے دو مجھسے کبوتر کے جو جوڑے اڑ گئے
تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[نیلے] ڈورے پانو میں کیوں باندھتے ہو جان من
کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی
بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی اٹھیئے خم ٹھوک کر
ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

رہتے ہیں برنگ بو کوچے میں رگ گل کے
لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

جی سے میں اپنی جان کے صدقے
یعنی اس نوجوان کے صدقے

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں
جب کھل کھلا کے ہنس دو [وہ ہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے
وے گوری گوری رانیں جسنے دبائیاں [ہوں]
جسنے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں
لازم ہے یہ کہ منہ پر اون سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو بھرتا ہو وہ مشوش
اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے
نظروں میں جس کی اوسکے مکھڑے کی چھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے
جن انگلیوں نے بغلیں وے گدگدائیاں ہوں — ورق ۴۷

---

[1] اصل نسخہ میں 'اکر' مرقوم ہے +

گر آپ [ردپ] ہم سے باتوں میں ٹک کڑے ہوں — سو ور گڑے جھگڑے تفنپے قصے جھٹ اوٹھ کھڑے ہوں
نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے — کیبنی نگہ کے مارے جس جا کہیں گڑے ہوں
ٹپکا پڑے ہے جوبن اُس روئے آتشیں پر — قطرے عرق کے [یوں] ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں
ہے [ظلم[1]] اس پری پر ہم غش نہ ہوویں جس کے — جھمکے بُندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

جاڑے میں کیا مزہ ہووے تو سمٹ رہے ہوں — اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں
تب سیر دیکھیے کوئی اوس دم لڑائیوں کی — کھینچے ہوں وے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں — سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں
[او تیرے شراب تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے — جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا — ایسے بھی لوگ شائد دنیا کے بیچ کم ہوں
ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب — ہم سے قدیمی بندے شائستۂ ستم ہوں
کیا دخل لکھہ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں — مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے نبیڑا کیجیے — بس خدا کے واسطے مجکو نہ چھیڑا کیجیے

گل کھلا جب [او رہی] تب کہتی یوں بلبل گئی — دیکھیے اب آ گئے کیا [ہو] بندھی مٹھی کھل گئی

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا — مثل ہے رہے نام اللہ کا

گر نازنیں کہے سے بُرا مانتے ہو تم — میری طرف تو دیکھیے میں نازنیں سہی

جب ابر گھم گیا تو شرارے نکل پڑے — [اکبار] آسماں کے ستارے نکل پڑے

[1] اصل نسخہ میں 'قالم' ہے ٭

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ پھبن نکلے — سچ و ہم اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
افشاں کا وہ عالم ہے اوں چاند سے مکھڑے پر — جوں وقت سحر انشاؔ سورج کی کرن نکلے

فقیروں ساتھ یہ تعظیم لیجے [خرچ] کم کیجے — نہ اٹھیے مرشد اللہ بیٹھیے وا ناکرم کیجے

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے — اور دھم سے آنکھوں مرے صاحب سلام ہے

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح — کم نہیں شور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر — بولا کہ یہاں نہیں چل مجھی بھون کے اندر ورق ۴۸

دل کو رکھ کر پنجہ مژگان تر پر [بیٹھیے] — یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر [بیٹھیے]

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشاؔ — غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا — بیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہنا پائی ہوئی یہاں تک تو — ان کی انگلی کی مڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں ابتک کیا کسو نے مس
مفت جل جائے گا پرے بھی سرک — ارے میں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں | تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس
نکلے دس بوسے، ارے، ہاں نہ سہی | ہم کو سپیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات | آٹھ نو دس ہوے بس اتنا بس

رباعی

لی چپکے سے جب کہ میں نے اسکے چٹکی | بولا کہ پڑے جان پہ تیرے ہیٹکی
پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا | بس چل بے ہیں تجھسے آشنائی کٹ کی

دیگر

بتخانے ہیں کیا بھرے سے ہے مٹکی مٹکی | نت شیخ و برہمن سے یہ چھٹکی پھٹکی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر | یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

انور

تخلص جوانے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مردے خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خو ست نیا کانش بدار وغگی عدالت العالیہ عز امتیاز داشتند خودش نیز موافق زمانہ بہ تعین و تشخص ایام بسر می برد میگویند کہ شاگردی ایران زادے نمودہ ام و بہر دو زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ ایں بیست و یک بیت بر رشتہ تحریر کشیدہ منہ سلمہ ربہ ؎

پا [تے] نہیں ہیں وقت ہم اپنا فراغ کا | کرتے علاج جسمیں کلیجے کے داغ کا

ہمکو معلوم ہوئی آپ کی چاہ آخر کار
نہوا تم سے مہاں جان نباہ آخر کار

چلے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو
تم آئے تھے کیا مُنہ دکھانے کی خاطر

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر
[بت] پرستی میں کھلا دلپہ یہ عرفان کہ بس

نہیں لخت جگر سر مژگاں
ثمر نخل انتظار ہے یہ

اشک اس جا ہے آہ گردوں پر
اس نشیب و فراز کو دیکھو

ورق ۴۹

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ میں
جوں شمع آہ دود نہیں اس چراغ میں

انتظاری میں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا
مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

پوچھا نہ تونے درد جدائی کو ایک بار
اے ماہرو [مہینے] میں کیا چند سال میں

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں
اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

ساقی سرخم مغبچۂ سیم بدن ہے
جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی پیر و جواں کا
ظالم ترے مکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

---

۱ اصل نسخہ میں مبد، ۲ یا ۱۔۱۔۰

روبروآئینہ رو کے کیوں نہ میں دلگیر ہوں   حیرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

پاٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے   چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
ایک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے   خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

ایسی جاں بخش ہوا موسم گل میں آئی   قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

دل لیگیا تو سینے سے انکو خبر نہیں   شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

مر چلے [ضعف] ناتوانی سے   کام پیری سے نے جوانی سے

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس   ایک شب ایسی دکھائی ہے تری آن کہ بس

ہوجائے کچھ تو تشنگی دل مری فرو   ساقی اگر بٹھائے خم مے کے متصل

شب تصور اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر   پردہ آنکھوں کا مری دامان گلچیں ہو گیا

اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میرغلام محی الدین[نام] - وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

ا؎ ہمکو ۱۰۱۔

کہ ایں بزرگ از پر و ردہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما نجیب زادہ قریشی الاصل واللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یتہ] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود۔ شعر فارسی بسیار بمتانتہ میگفت وگاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سر میزد و علی اختلاف الروایتین سہر[نما]ی الاصل یا دہلوی المولد بود۔ در آخرہا [بضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا[ح] برحمت حق پیوست بہر کیف نہ بیت از طبع زادش بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار ہیٹے فصل بہار ہو نہ ہو ‌ ‌ ‌ میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو
کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا ‌ ‌ ‌ آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

رکھتی ہے گلستاں کو [جوں] باد سحر تازہ ‌ ‌ ‌ ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ ورق ۵۰
رونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نپٹ خنداں ‌ ‌ ‌ اے درد ترا ہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے ‌ ‌ ‌ بیتاب ہو[۱]ئیں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ
تب اونے کہی مجھسے وہ بات کہ سنتے ہی ‌ ‌ ‌ خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے ‌ ‌ ‌ مضمون کی تھی جسکے ہر ایک سطر تازہ
ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے ‌ ‌ ‌ جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ
یعنے کہ او[۲]سے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

۱؎ ہو و.و.
۲؎ ہوں

اوباش

تخلص شیخ امیر الزمان بجنوری است وے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ
با مزہ میگوید این چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رُخ اوس بے حجاب کا　　پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

بار مجھسے وہ مہ جبیں نہ ہوا　　میری خواہش پر آسماں نہ پھرا
ہو گئے پیر انتظار میں ہم　　تو بھی اوباش وہ جواں نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھسا گئے
ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

ایمان

تخلص شیر محمد خاں حیدر آبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہائے ممالک جنوبیہ
و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیت و سہ بیت از
زادہ ہائے طبعش بعرض تحریر در آمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم
ہر اک موے مژہ روشن برنگ شمع واژوں ہو
روا ہے کون سے مذہب میں کہہ [اے] چرخ نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھسے کچھ ہوتے ہی شرماتا ہے وہ　　ہاتھ تک لگتے ہی میرا پاؤں پھیلاتا ہے وہ
ہاتھ میں چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے　　دام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

واہ رے رفتار جوں موج گہر　　دیکھ کر حیرت سے دریا تھم گئے

غنچگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں　　چھپ گیا رنگ تبسم گل خنداں کے تلے

گلابی لے[۱] کے اے ساقی شراب ارغوانی بھر　　پیالا[لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر
تیرا دربردہ[ہنسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے　　اٹھی[پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر
[تلک] ایک مژگاں جھپک دوں تو جہاں گلزار ہو جائے　　مرے آگے نہ اتنا دم سحاب ارغوانی بھر
غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ　　یہی اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر
ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی　　پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر
عجب ایماں ہیں شیرازہ بند اوراق گل یکجا
تو اپنی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

جو داغ ہے دل کا سو ہر رنگ پر طاؤس　　ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس　　ورق ۵۱
ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ　　مژگاں ہیں[۲] ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس
تک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو　　گلزار فدا میں[ہے] ہر رنگ پر طاؤس
ہے مرہم[زنگار] کا دشمن دل پر داغ　　یہاں شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
صد وزبنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے　　اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
نیرنگی گلشن کو میں ایماں جو دیکھا　　آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

۱؎ بسکہ　　۲؎ ہے تری

بحمد اللہ کہ مجھ تک صبحدم پیک صبا پہنچا	نوید دولت دیدار کو لیتا ہوا پہنچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت	سرسبز ہوا تجھسے گلستان وزارت
گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے	دیکھا نہیں تجسا گل خندان وزارت
ایمانؔ کی یہ حق میں دعا ہے ترے وزرات	اے موجب شادابی بستان وزارت

[طوبیٰ] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے
تا حشر ہو یا رب ترا دامان وزارت

[ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نام [م] وے نیز از ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہائے] آں دیار وسید والانبار است کلامش خالی از کیفیت نیست بآئین شیر محمد خاں ایمانؔ وے نیز قصیدہ در مد[ح نواب وزیر] گفتہ ایں شش شعر ازاں کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت	ہے ذات مقدس تری شایان وزارت
رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو	وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت
چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر]	اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت
للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں	لاریب ہے تو رستم دستان وزارت
روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں	شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت

صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما
ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

لہ ہے

حرف الموحدہ

درتحت ایں حرف ذکر سی و دو سخن گو کہ دو کس ازاں پروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دو شخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را بیتاب و دو کس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در ایں حرف بالذات و بالاستقلال بہ تحریر در آمدہ[۱] و یک شعر شاعر شان [جلی] التخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض اندراج یافتہ

باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون ساما نوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش درست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و بغایتہ مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ وسلام گفتن بیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوئد شاگرد برادر مہین خود است ایں مطلع از وے است سلمہ [دیہ] ؎

جو رِ بتاں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سب ہے جگر پاش پاش ہے

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ مکھن میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری وکبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

[۱] دونوں نسخوں میں یہاں ایک سطر کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

ورق ۵۵

فردوس آرامگاه انار اللہ [برہانہ] د مانند اسم [سامی] خودمرد صاحب کمال وشیفتۂ وجد وحال بود جنبش در سماع باصول ایقاعات ومقامات غنار [غیر] از سلسلہ ایشان کمتر بسماع رسیدہ جمے غفیر از اہالی و موالی شہر نسبت ارادہ بوے داشتند و ایں مکھن میاں نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار خلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز ذہن] صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبرو را با وے سرخوش بود درسطے [ذکر] نام نامیش ایماے بداں رفتہ فتذکر مختصر کلام وے را دیوانے بود مملو انواع سخن سہ ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار حک گردیدہ در ایں زمان بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

ببر علی

تخلص ببر علی شاہ است وے درویشے است کہ سیزدہم و بست ونہم ہر ماہ مجلس سماع بخانہ خود منعقد می سازد و ہرگونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [نخود بریاں] بطریق تبرک بخش میکند و بہ دلجوئی ہرکس میرا [سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ محمدی مائل است اما در طریق ریختہ [گوئی] بخواہش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ غزل تخلص موزوں نمی شود ہرچہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش کہ بمن رسیدہ نہ شعر چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست ؎

خاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

سمجھ [لے سبے خدا کا] نام بہتر نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دُنیا کے تو آغاز پر دل نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو نور ہے اس کو آفتاب سے فیض

کس قدر ہے مزاج عالی واہ اللہ اللہ رے شوخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک کفر و اسلام سے نہیں واقف

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جدا برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

اس کماں ابرو کے ہم تیر نگہ کے آگے بے دھڑک اپنے کر اس دل کو ہدف بیٹھ گئے

بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است کہ از تجارۃ پارچہ اوقات بسر میکند ایں دو بیت از گفتہائے اوست ؎

تیرا در چھوڑ کر صاحب نجاوینگے نہ جاوینگے اسی [دہلیز] کے بندے کہاوینگے کہاوینگے

کہوں ہوں جس سے میں اُن کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آویں گے نہ آویں گے

برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را در اینجا برشتہ تعظیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میان شاہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [ایں چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھہ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجہہ بن مجھے آرام نہیں ہے
ہووے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہیں باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے
کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہوا میں — افسوس کہ ساقی [و می و جا] م نہیں ہے
ورق ۴۲ [اے برق] دل اپنا نہ جلا یاد میں اوس کی — کچھہ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے

برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ التیام میاں شرف الدین نام وے مرد وارستہ[۱] شاگرد بھورے خاں آشفتہ جدید[۲] الشوق جدید المشق است ایں شعرا و گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھہ اُونے شکستہ حال ہمیں

برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمن است. وے جوانے است خوش طبع شیریں

۱؎ ہی ا۔ ۱۔   ۲؎ "داہیں"   ۳؎ از شاگرد ا۔ ۱۔
۴؎ جدید المشق جدید الشوق ا۔ ۱۔

زبان [پا] کیزہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نیک زندگانی متخلق باخلاق حمیدہ متصف [بہ اوصاف] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع دراثت انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بیشتر عاشقانہ [و کلامش] اکثر جوانانہ [بہرہ] دانی از علوم متعارفہ دارد تا مقدور ہمت بہ تعظیم [و] توقیر اہل علم و ہنر می گمارد مو[طن]ش خیر بنیاد خیرآباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است در سرکار یکے از سران فرنگ با فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [بعزتما] م و امتیاز تام متعلق است و باہل شہر بخوبی ہرچہ تمامتر پیش می آئد و جوہر علم و سیادت خود [ظاہر می] نمائد بہرکیف [ہفدہ بیت] از زادہائے طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

ہر [گل ز] خم میں نکلے ہے اب انداز چمن　　سیر [کو] تو بھی نکل حسانہ بر انداز چمن

شہر [یک] جلے کے [جب] آکے تم ہمارے ہوئے
جو مدعی [تھے] ہمارے [و]ہ سب تمہارے ہوئے

حریف [چھیڑے] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [پیچ و تاب] اٹھاتے ہیں من کو مارے ہوئے

ہیں یو[نہی] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا منہ پسارے ہوئے

ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوئے

بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آگئے بالوں کی [تیں] سنوارے ہوئے

لپٹ کے روئے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں[۱] جی
نہ تم ہمارے ہوئے اور نہ ہم تمہارے ہوئے

---

[۱] ہاں جی ۲۰۱ و

بندہ باز دیتے تھے بزم طرب میں برکت کو
آج کل سے تو کچھ مہربان ہمارے ہوے

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جاوے — ایک ہی دم [کیلئے] پاس جو بیٹھلائے کوئی
بام پر اپنے جو ہوتا ہے کبھو جلوہ نما — [بس] یہ دل چاہے ہے آجی میں سما جائے کوئی
گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی نہیں — [دل میں و] ھڑکا یہی رہتا ہے نہ [بھڑکائے] کوئی
میرے اور اُس کے کنایہ یہی رہتا ہے سدا — ہم نہیں چاہتے ہیں کس لیئے شرمائے [کوئی]
سُن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے ناداں — چاہ کہتے ہیں کسے یہ مجھے بتلائے کوئی
واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ — کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آجائے کوئی
[پاکے] برکت کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام — میری دیوار کے نیچے کہو مت آ[ے] کوئی
[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں — با[تیں گھر والوں کی] اپنے مجھے سنوائے کوئی

پروانہ

تخلص دو کس بوضوح پیوستہ

اوّل

پرواتہ اول
[علی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [است] قلندر مشرب وارستہ مزاج بینوایانہ [یا]م
ورق ۵۴ بسری برد و از خوردن مسکرات مبالات ندارد گویند کہ بر سرائر ضمائر اطلاعے دارد
الغیب عند اللہ تعالے شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است این دوبیت او گفتہ لہ

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پر وپیکان دوست

لہ و این دوبیت از واست ا. ۱. ۹.

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام میں کر [لیجئے] دیوان درست

دوم

پروانہ دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوینت۔ وے مردیست خلیق نیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نیک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرب[1] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [تلمذ] سخن سنج [بے نظیر] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [بدر] منیر استفادہ فرمود و در آخرہا از ہمہ وارستہ بمیاں غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

کھا [تیغ] نگہ جھٹ ترے گھائل کو غش آیا — گویا کہ دم نزع میں بسمل کو غش آیا
کیا کہیئے ہمدم کہ اُسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر [دل کو غش] آیا

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی — زعفرانی رنگ جو تھا اُس پہ لالی آگئی

نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر — شگفتگی سے (ترا) غنچہ وہاں نہ رہا

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [تجھسے کوئی کب تک] وفا داری [کرے]

بسمل

تخلص دوکس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[1] سرب،

بسمل ۱۰۱

اوّل

مولوی محمدی صاحب ملقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ [حضرت ایشاں حبرے] بودند محقق و نحلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون شرعیہ [نصیبے] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ ور ہمیشہ درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوٰۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحا[ح می دا]ادند و شروح سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۂ انتساب شاں طلبہ متعددہ استفادہ میکردند و از یاران خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ بآں استاد کل دارند و خاکپائے طلاب جہاں اعنی قاسم، ہیچمداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملتہ والدین تفتازانی است رحمتہ اللہ علیہ از خدمت سراپا برکت ایشاں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل المتین] کہ متنے است بس متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ والہ عن الصلوات [اکملہا] ومن [التحیات] [افضلہا] و دروے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ دروے جداو[ل] ابواب اقسام سبعہ بر [وش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ والغفران در شرح شمسیہ و شرح مطالع [بر] اے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پذیرفتہ والحق کہ ایں کتاب با روح و راح بدرجہ اعلیٰ برتر از مراح الارواح است کہ دروے مطالب شافیہ [شیخ ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں رسائل چند جہت تعلیم میا[ں] الہیٰ بخش سلمہ اللہ تعالیٰ کہ باوے سرخوش [داشتند] تالیف و تصنیف فرمودہ اند مومی الیہ اگرچہ در ابتدا بے پروا [ئی ہا کردہ] اما در آ[خرہا بحکم]

کششے کہ عشق دارد نگذاردت بد[یں سال] ؎ مدق ۵۵

سلہ عنم ۱۰۱. سلہ بسیار ۱۰۱.

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشان پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکہ بزرگاں خاصہ [جناب] ایشاں [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ بر اقران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہین مرتبہ ایں مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشاں میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب ایں [والا] تبار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آں عالی قدر قدر ایں دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چندرا میراث پنداشتہ برباد دادند بہر کیف ہفت عدد از درہائے آبدار آں دریائے بے کراں علم و فضل بطریق تبرک و تیمن سمت ارقام پذیرفتہ بجناب[2] نور اللہ مرقدہ ؎

تری گالیاں میں بہت کھا چکا | مزا عشق کا خوب میں پا چکا
ذرا اب تو کھل کر مل اے مہرباں | بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا
پھر اب پانونکو [کیوں لگائی] حنا | قیامت تو سر پر مرے لا چکا
ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید] | بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا
عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں | یہ دل ہاتھہ سے بیتمل اب جا چکا

ہوتے ہی [دہ سلسلہ] مو رو برو ۔ بندہ گیا جوں شانہ مرا [مو بمو]

اس لب کی سدا یاد میں پنجے ہیں مژہ کے ۔ نہیں اشک یہ تسبیح عقیق جگری ہے

دوم

مرزا بہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان زا از تلامذہ سرآمد شعرائے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں "گاہ گاہ" کے بعد "کہ" ہے جسکو ا۔ د میں قلمزد کر دیاگیا ہے [2] اند و۔ د [3] ایں جناب والا ا۔ و

آما مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [بہ] اندیشہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلامش مرغوب و الفت انگیز است چہار بیت از وے کہ بمن دست داد درا ینجا ثبت افتاد اور است ؎

نہوتا گر کسو سے آ[شنا] دل — تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں — رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل — ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

اکثرے ایں غزل را بہ عبدالحی تاباںؔ نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحال[1] ؎
طرز سخن کو میرے کہتا ہے سن وفا سے — آتی ہے بوے الفت بسمل ترے سخن سے

بشیر

تخلص میر بشارة [علی] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داش[ت تقدیر قدیر] تعالے شانہ و [یرا بمرشد آباد] انداخت در اثناء مراجعت بو [طن مالوف بہ ہیضہ] راہی ملک بقا گشت خداش مغفرة کناد کہ جوان نیک نہاد [شرافت بنیاد] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت ایں دو [بیت] از وے است ؎

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں — دیکھتے ہیں تجھے حسرة سے پرے بیٹھے ہیں! درق۵۰

شائد دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے — کھنچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

---

[1] ا۔ا۔ میں عبارت ہذا شعر 'طرز سخن کو میرے' الخ کے بعد درج ہے'

بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبرآبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ، اشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہرِ[۱] دو زبان اگرچہ گرم گفتار است اما میلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوید بہجو ہرکس بے محابا (کذا) مبادرہ می جوید با سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] بہجو ایشان پرداختہ سزائے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بواجبی درکنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا بہجو ہرکس بے ہیچ خیلے دلیر بودہ و از دست میر با ایں ہمہ قابلیت عنان جوہر [قابل شنا] سی [کبرو] خود سریش در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامین قدما میگردد اما بخاطر درست فکر خوشگو شیریں گفتار معانی جو است پنجاہ و یک بیت از نتائج فکر درستش مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ او راست ؎

ان آنکھوں کا نت گریہ دستور تھا ۔۔۔ دو آبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ] ۔۔۔ جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ
اب جنوں مین قدم سے ترے اک آن کے بیچ ۔۔۔ [پڑ گئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

کھب گئی چشم میں جب سے کمر یار کی طرح ۔۔۔ رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح
تو وہ یوسف ہے کہ دنرات خریداروں کی ۔۔۔ آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

[۱] اگرچہ بہر دو زبان ۱۰۱.

گردوں پہ گیا دور میں اوس لب کے [مسیحا]   یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار   [سار]ے بدن میں یہ زباں ہے عزیز

آئینہ دیکھ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں   اس پریزاد پہ میں غش ہوں بقاؔ واہ رے میں

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں [خرا]بے میں   ٹکڑے جو مرے دل کے بستے ہیں دو آبے میں

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں   سودے نے پھر کیا ہے خلل سادماغ میں

مجھ سے کبتک اس دل صدچاک کا [پیوند] ہو   اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

نہ دے ز[خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو   کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہووے حلق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر   چواوے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ   تھا باغ چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑا اس د[ل غمگین] کو   کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [اب شانہ]
دیوے جو بقاؔ [بوسہ] وہ شوخ دم آخر   تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

رشک گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ   تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ و بہار آئینہ
حیرت حسن نے اُس شوخ کے مارا ہے جسے   اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب   ابتو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ ورق ۵۷

لہ پارے ۱۰۱.

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں — کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

قسم معصوم دشت کربلا کی یہ وہ دورا ہے — بقا [اگر مانگیے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

کیا کریں سینہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں — داغ سے داغ ہیں کچھ اپنے گریباں کے تلے

جلوہ ٹک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے — مول لے کر تیرے اس سرو کو آزاد کرے

عشق میں بوئے کبریائی ہے — عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے [آہ] — تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے — یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

دل سے وہ نگا [ہ] بیشتر گزری — پر شکر [کہ] جی کی خیر گزری

دل سے [نکلے کہیں] پابوسی قاتل کی ہوس — کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا — جوہر برش شمشیر سپاہی جانے

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں — محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے — عشق میں بو ہے کبریائی کی

[2] تیر ۱۰۹. [3] اصل نسخہ میں "کے" +

یاد میں تڑپے ہے [یکس] ابروے خمدار کی　　آج کچھہ ناخن بدل ہے آہ اس [بیمار] کی

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے　　گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

رُخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے　　خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے واکرے　　ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا　　دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں　　داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہرچند　　در پے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے　　مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

دیگر

گو قتل کیا بقا کو خوباں　　تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق　　[جا] سنے دو [اب] اسپہ خاک ڈالو

دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میر نے تو ترا مضمون دو آبے کا لیا　　پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دینی ہو

یا خدا میر کی آنکھوں [کو دوآبہ] کرے   [اور] بینی یہ بہا اوسکے کہ تر بینی ہو

دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر]   اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیواں پکارتے پھریے   ہر گلی کوچے کا م شا عر کا

دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

ورق ۵۵

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا   فن سخن میں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقاب ہجووں کی ریسماں سے   دونوں کو باندہ باہم میں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش بتمامہا[۱] بطول می کشید بر تسطیر یک بیت اکتفا در آمد[۲]، زبانی میر بگوید ؎

واہ واہے [کیتکے] تم زور ہو   پھر ادھر آوے سو کاندو چو رہو

رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک   ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کر کے بھی آرام نہ دیں   پھر شیشۂ ساعت میں بھریں اوسکی خاک

دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے   اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
چشم اسکی بقا آرام نہووے تو نہ ہو   اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

۱؎ بجملہ ، تطول کشید ، ۲؎ در زید ۱.۱.

پنچھا

تخلص [شخصے است که در [عہد آسوده] مہد حضرت فردوس آرامگاه طا[ب] الله ثراه بحضرت دہلی بشاعری نام بر آورده بود گاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پنچھا بعضے گویند که مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزه اعتقاد بود و بعضے بر آنند که مسلمان بود وے [مخنث] وضع [بے بہبود مانا به] شکل ہنود والغیب عند الله تعالے شانہ بہرکیف شعرش باکیفیت است و بسیار با [مز]ه و خوب میگوید این سه بیت از وے است

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د] وری ہے یہ
ہرگره میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

نسب[ت کردن] این شعر به گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل وقلت تفحص است این ہیچمدان سر[ا پا نقصان] در بیاضے قدیم [محرره سنون] سابقه از [تولد گنا بیگم] مطالعه فرموده و برائے العین مشاہده نموده

[ہرچند کہا] دل کو اونے نه [کہا] مانا
پھر دیکھا تو بیجا ہے دیوانے کا سمجھانا

چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجھ لب کا
دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

بہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از خدمت سراپا برکت [حبر] صاحب دل مولوی محمدی بسمل عفی الله عنه استفاده علوم رسمیه می کرد

و در ایام سالف به تعلیم فرزند ارجمند سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصۂ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظله وسلمه ربه متعین [بود] مرد شگفته پیشانی خوش اختلاط است اما گونه از خلط اسوٗ[۵۱] در سر دارد و خیال خام همه دانی بکاخ دماغش جا گرفته گویند که در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و [کد بیشمار[۵۲] مانع آمده] ترکش گرفتم این پنج شعر حسب اظهارش که گفته خود میگویند ثبت افتاده منه سلمه ربه ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے مونهه سے قمر بھی — ہے [مشک] تری بو[۵۳] سے خجل سنبل تر بھی
[تنہا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا — جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]
[اس] آب و ہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت — ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی
کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو — اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گزر بھی
بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرعہ سودا — آئی ہے [سحر ہونے] کو اب تو کہیں مر بھی

بھید

به ہائے خفی که [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر میراں] مخاطب به سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں سفیر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خاں] مرحوم است خوش میگوید و این دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے — [اشک قمری سے] گلستان میں طوفاں گزرے
بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں — ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

بہادر

تخلص و [وکس میدانم]

---

۵۱ 'سودا' د.و ۵۲ 'وکوشش مانع آمده' نسخۂ اصل، ۵۳ مو د.و،

بہادر(۱)

اوّل

بہادر سنگھ نام کایتھ از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [بہ قصبہ بریلی] رحل اقامت افگندہ ہمانجا توطن گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [سنجان] عالم شیخ ظہور الدین حاتم وارد این دو بیت از وے است ؎

ورق ۹۵

[ملا دلا نظر آتا] ہے کچھ گل رخسار رہا ہے [کس کے] گلے کا تو ہار ساری رات
ایدھر تو مسکی ہے چولی اودھر کھلے ہیں بند نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات

بہادر(۲)

دوم

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیا رام[1] وے مردے [عیاش] وارستہ معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [می] شود ریختی با زبان نسواں ہم می گوید بہر [کیف] این [چار] بیت از وے است ؎

یاد میں تیری یہاں تک ہے [دیا] ہو گئی خشک چشم نم کی تری
وا دریغا ھزار واویلا حال سے میرے ایسی بیخبری

این دو شعر از [ر] یختی ہائے وے است ؎

جن دنوں [تمنے] محبت کا دیا تھا پیغام مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب
[تو تو میں] بخت جلی [آتی نہ تم پاس] کبھو خیر اللہ کو [تھا یہ] بھی دکھانا صاحب

بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفے کہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

---

[1] دیا رام پنڈت و ۰ و ۰

ایرانیاں و [موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [کہ] کم کسے را خاصہ از ہندیاں دست دادہ باشد چنانچہ از کتاب مستطاب [بہار عجم] کہ تصنیف آں جوہر قابل است والحق کہ کتابے است بس بلند مرتبہ [بر اہل انصاف] ہویداست و [از انکہ] بدستش آفتے رسیدہ بود خان آرزو ویرا بر ستم یکدست خطاب میفرمود بہرکیف [ا[1]] ز قوم ستارہ بود و ستارہ[2] قبیلہ ایست از قبائل کھتریاں و از اینجاست کہ [بعضے] از قلت تفحص ویرا زرگر پسر دانند کہ ستارہ بلغۃ ہندی زرگر [است] [و بر تقدیر] صدق [ایں مقال] عجب [چیست] کہ عنایت [الٰہی] وابستہ [حسب و نسب] نیست [ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء در اشعار] فارسی بخان [آرزو] استشارہ می نمود و گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں [میکرد] ایں مطلع از وے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[کہیں] تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

بیدل

تخلص مرزا عبدالقادر مغفور مبرور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی المو [لد کہ در] صغر سن بخاک پاک ہندوستان حفظہ اللہ تعالےٰ عن نوائب آخر الزمان افتادہ شعر فارسی بمتانت و استواری و نزاکت و پختہ کاری میگوید [قادر] ہرگونہ سخن است اگرچہ برخے از [زباندانان] ایران زمیں و شطرے از ہندی نژادان معانی آفر [ین پائے انصاف از دائرہ] منصفی بیروں کشیدہ [در پوستینش] می افتند اگر شاعران ایران [را] کسے گوید کہ پنج بیت غزل بلکہ چار [مصرع] رباعی بزبان اردوے معلی

---

[1] از قوم او ستارہ بود د۔و [2] ستارہ د۔ا۔

بگوئید با وصف عمر بسر بردن در ہندوستان جنت نشان [درست] سرانجام نتوانستند داد [تا بندوین] دواوین متعدده [ضخیمہ] ازاں قادر سخن باں [بختگی و] متانت بزبان ایشان انصرام یافتہ [چہ رسد] زہے انصاف دشمنی بر مردے کہ از وے قریب صد ہزار بیت رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [بسنجیدگی] تمام بر صفحہ روزگار یاد [گار] است بخطاے [محاورۂ] کہ جاے چند اتفاق افتاد خوردہ گیر [ند مختصر کلام] از دواوین وے یکے دوازدہ ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ہفت] ہزاری [و دیگرے پنج ہزاری و] علی ہذا القیاس و چند دیوان رباعیات مردف دارد گویند [کہ] در [ہجو ریش زاہداں] مراثی چند [صد] رباعی گفتہ و بیروں ازیں ہمہ [در بحور دراز] دیوانے بزرگ از وے بتد [وین] رسیدہ [و صحائف] دیگر چون چار عنصر و رقعات بیدل و غیرہا در نثر برشتہ تحریر کشیدہ القصہ شاعری [دوں مر] تبہ [بیدل است کہ] صاحب دل بود وارستہ نہادہ بہ نہائت وارستگی و بے پرو [ائی] ایام بسر می برد و خلقے کثیر از انفاس شریفہ اش بہرہ وانی [می] اندوخت کہ پشت بدنیا و عقبی [رو] برسول و خدا نشستہ بود ورق ۶۰ در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمدہ معاش و ملازمان امارۃ تلاش شاہزادہ [معظم محمد] اعظم شاہ بہادر طاب ثراہ منسلک بود

حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راہ بنواب معلے القاب [قطب] الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر کہ با ایشاں تعارف قدیمی داشت [در] خورد نواب معز [الیہ] بنا بر تغیر وضع کہ قلندرانہ ریش و بروت و ابرو تراشیدہ میداشت و جاے دستار کاہے پرکالہ سوسی بر سری بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [بہ] سلام علیک سبقت نہ جست پس ازانکہ [بنواب] مغفور بودن مرزاے مبرور ثبوت پیوست بزرگی را کار بستہ بکلبہ اش تشریف ارزانی داشتہ و گلہ [بواجبی] بنیاد نہادہ آخر کار در پالکی خود جا دادہ بدولت سراے خود آوردہ دو سہ روز صحبت [مستوفی] داشتہ در حین رخصت موازی سہ لک روپیہ را نقد و جنس [تو] اضع نمود مرزا بلحاظ استغ

لہ اصل نسخہ میں "محاورہ" ہے۔

کریمانہ [نواب بالفعل] قبول کرد [؎] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت رد ساخت و دانشمندانہ [گفت] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش ایں ہمہ نعمت کجا و [از جناب] نواب کدام کس امانت دار تر کہ بوے سپارم و بیروں ازانکہ مردم [فقیر انگاشتہ محتاج] الیہ میرسانند موردہ زری کہ از میراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مہاجن] خود دارم ایں ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خداست عند الحاجت گرفتہ بخرچ ضرور خود خواہم آورد ۔

دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و سفا] کی مشہور بود و بہ بد خوئی و ستیزہ روئی معروف رو [زے] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شما ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [دل کسے نمی خراشم]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ریختہ ہم] از طبع وقادش ریختہ ایں دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم میں
اوس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
بیدل کے آستاں پر جب عشق آ [پکارا]
پردے سے [یار بولا] بیدل کہاں ہے ہم میں

بیدار

تخلص شاہ محمد [ی] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبر آباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [داشت] در فارسی نسبت [تلمذ] بردے

؎ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے ۔ جو نسخہ د۔ ۱ میں بھی موجود نہیں ۔

[ایران] زا خوبی التیام مرتضی قلیخان نام المتصف بخلت [و وفاق] المتخلص به [فرا] ق
وارد و اشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ تاز مرد خواجہ میردرد گذرانیدہ
و باصلاح استاد اکثرے از سخن پردازان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت
ارادۃ بشاہ عبدالستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب علام الغیوب بود ورق ۶۱
جل جلالہ و عم نوالہ داشت در آخرہا استکساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین
عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی و مولاء جمیع المومنین مولانا
محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش
بلباس فقراء و درویشان آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ
خو فرشتہ کردار مدتے در سرائے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ
خلقے را ہدایت راہ مولےٰ فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست غفر اللہ لہ و لسائر
المومنین شعرش بسیار با کیفیت و پختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ
و استخوان بندی آں بدرجۂ اعلےٰ دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالاں
خیلے می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان لطف و عنائت باز ہرچہ تمامتر مبذول
میفرمود از فرمودہائے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ہم خاک بھی ہوگئے پر اب تک جی سے نہ ترے غبار نکلا

[صبح] ہوتے ہی ہوا مجھسے جدا وہ مہرو [روز گویا مرا] ے [حق] میں شب دیجور ہوا

اُونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا تونے اے آہ کچھ اثر نہ کیا
رات تو ہو چکی پہ تونے دل قصۂ زلف مختصر نہ کیا

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نور دیدہ گاں کا تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

ترے [رخسار] و قد و چشم کے ہیں عاشق زار — گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا — جاتے بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کس کے دل سوزاں کی خاک — گرد باد دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے — اس لب رنگیں پہ جوش حسن سے تبخالہ تھا

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں — ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو — سریر آرائے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

چاہتا ہوں میں تمہیں اس پہ جو چاہو سو کرو — ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

حیف اے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت — اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

کیا کیا بیداد تو نے ہے غضب — ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا — غنچے کا ہوا دل خوں پستی پہ سخن[۵] آیا

آئینے کو تو مونہہ دکھاتے ہو — کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا — دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

---

[۵] سخن ۱۰۱۔

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا   پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گز]رے   چھوڑتا اب بھی نہیں دست، گریباں میرا

بہار آئی تڑوانے پھر لگے زنجیر دیوانے   ہوا شور جنوں [برپا] اہا ہا ہا، اہا ہا ہا

عمر وعدوں ہی میں گنوائیے گا   آئیے گا بھی یا نہ آئیے گا

آپ میں دیکھ اوسے میں رہ نہ سکا   ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکا

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب   آملو پھر درنگ کیا ہے اب   ورق ۶۲

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت   ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ   کیا کروں بیدار اس [بیمار] ی دل کا علاج

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر   جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد   حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

دل کو ہے سخت انتظار جواب   کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

حال سن سن کے رو دیا میرا   کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبی کی شاخ کاٹیے لے کر قلمتراش | تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے | جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل | روشن دم صبا سے ہوا یہ چراغ [دل]
گلریز جلوہ تا کہ ہو نہ نو بہار حسن | خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

قتل تو کرتا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک اب | دیکھ لیویں تیری صورت پھر کرائے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک | [ہر چند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجھسے بھی بھلا اتنا کہ یہ میں بھی سنو (کذا) | بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم | ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستاں [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوے بتاں ہیں ورنہ ہم | کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

وبال جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدار | دلیل اسکی ہے روشن میان[1] محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے | ایک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمۂ عزیز تجھ کو ہوا اے چشم یار حیف | برباد و پائمال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھ تو کیا ہے عجب[2] رنگیں ہوا | سبزے مے کالی گھٹا اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک | برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
نقط قصہ ہی ہے فن طبیعی اور [الہی] میں | جو علم[3] معرفت چاہے تو رہ یاد الہی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے | عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزوے خوشدلی بیدار گردوں سے | مے راحت جو چاہے سو کہاں مینا ے [خالی] ہیں — اس جام

---

۱ بیان ا۔و۔ ۲ غضب ا۔و۔ ۳ حکم ا۔و۔

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل میں یاں آینہ خانے کی طرح　　آپ ہی آتے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں

دیات ہاتھ میں ان نوخطوں کے نسخہ [دل]　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدة] میں　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار یوں ہوا تارک　　ایسی کیا بات آ گئی جی میں
جانیں مشتاقوں کی لب پر آئیاں　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　نہیں جائے سخن کچھہ اس سخن میں
نے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　حیراں ہوں اس میں لے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے چرا کہتے ہیں　　کچھہ (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانئے نہ کہتے ہیں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھہ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　جان جاتی ہے ادھر آپ ادھر جاتے ہیں
شہید دست رنگین بتاں ہوں　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاویں پر　　نوبہار دل پر داغ اگر دکھلاؤں
دل ہے بیتاب چشم ہے بیخواب　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھہ بغل خالی　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھہ اوس کو　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　پر ہم سے ٹک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہا [نے] آیا　　دیکھو اے بزم نشینان ہنر پروانہ
دیکھ اون گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

ورق ۶۲

شکوۂ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی نہ کرو ‌ گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ

زلف اُس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جاے ‌ سحر و شام ہم دستا و گریباں ہو جاے

نذر میں اُس شہ خوباں کے کروں کیا بیدار ‌ دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے

سیا تو ہے پہ[۵۱] کوئی دم میں پھر گریباں کا ‌ نہ جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے

جل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار ‌ آگ تیرے عشق کی شمع دل ہر سنگ ہے

میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے ‌ خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے

بیدار کھینچے زلف اودھر اور چشم یار اودھر ‌ حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں ہے

یہ پیچ و تاب تو کچھ بے سبب نہیں بیدار ‌ [دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو ماں جا دیجے

او سے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا[ؤں] دستہ نرگس [مزا]ر مجنوں پر ‌ جو دیکھوں آج میں روئے نگار آنکھو[ں سے]

صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے ‌ کہ تیری بو سے جا [گلشن میں] پھولونکو بساتی ہے

ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گل کے ‌ کہ ہے غرور[۵۲] نزاکت دما[غ میں] گل کے

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجئے گا ‌ ایک ملنے کو نہ کم کیجئے گا

جی میں ہے آج بجائے مکتوب ‌ یہی بیت اوسکو رقم کیجئے گا

مہربانی سے پھر اے بندہ نواز ‌ کہیئے[۵۳] کس روز کرم کیجئے گا

ورق ۶۴

بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خان سلمہ الرحمن است و[ے] دراصل از خطہ [دلپذیر] کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران و مرید [سعید]

---

۵۱ یہ ۱۰۱ ۵۲ غرور و نزاکت ۱۰۱ ۵۳ کبھی ۱۰۱

قدوة العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنه الله بحبوحة الجنان است در آخرہا قدرے تحصیل علم صرف و نحو ہم نمودہ و بہ خاکپاے طلباے جہاں اعنی قاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیشتر بلکہ بلا ناغہ میفرمود مخلص سخن خواجہ احسن الدین خاں[۱] بیان شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی بہ چنگ[۲] نامہ داد شاعری دادہ [ہمیشہ بعمد]گی و خوبی ایام بسر کردہ از چندے بہ حیدرآباد در سرکار ناظم[۳] آں بلاد ملازم[۴] بود مدتے است [کہ از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بہر جا کہ باشد خدایش خوش دارد[۵] و این[۶] بیست و دو بیت از نتائج طبع اوست ؎

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا   جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا
قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا   تڑپھتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا
[بیا]ں ان تیرے کوچے[۷] سے [چلتا] رہیگا   مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہوئی[۸] سخت خطا کی کہ ترا یار ہوا   آہ میں دیدہ [و دا]نستہ گرفتار ہوا
کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی   بس ادھر چشم سے چھوٹا کہ ادھر پار ہوا

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف   مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف
میں بھی کوئی آدمی ہوں جس سے شرماتے ہو تم   دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]
یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں   مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو
کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تونے بھی اوس سے   ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

---

[۱] احسن الدین خان ا۔و۔ لیکن آگے جا کر نسخۂ اصل میں بھی احسن الدین خان مرقوم ہے۔ [۲] چپک نامہ ا۔و۔
[۳] نازم ا۔و۔ [۴] ملازم ا۔و۔ [۵] دارد ا۔و۔ [۶] بہرکیف این بیست ا۔و۔
[۷] کوچے ا۔و۔ [۸] بھی میاں کوئی ؛

ہم رکھنا تیری زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

رخصت ہے عقل و ہوش کو چلے ہے جہاں سے
اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مر[ے] تم الٹ پلٹ
آ[یا] ہے گر پسند تو اے مہرباں رہے

خدا کرے آ خفا ہو کے جی نکل جاوے
کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف مونہہ پہ آیا ہو
خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل[۱] جاوے

چشم کرم کسو ہی سے اپنے تئیں نہیں رہی
رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں
شام سے لے کے صبح تک وو ہی نہیں نہیں رہی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے
یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے
ایں شعر را بعضے بجواب عماد الملک نسبۃ کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ
جا کہو کوے یار میں کوئی
مر گیا انتظار میں کوئی

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں مونہہ سے بول لے
اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جسطرح کٹا روز گزر جاوے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے
آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

۱؎ نکل جاوے د۔ ا

بیخود

ورق ۵۶

تخلص لالہ نرائن داس است وے مردے است متصدی پیشہ نیک اندیشہ از مہاجنان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از شاگردان استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت و از نظر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیدہ و گاہ گاہ بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخواند و استفادہ میکرد حاصل کہ ایں جوان صاحب زبان سخندان خندان شیریں زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است ایں شش بیت از وے [است] سہ

سرشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا
بنا ہے یا الٰہی کیا دل بے تاب آتش کا

چمن میں آگ موج رنگ گل نے [جب سے دی] تجھ بن
نظر آتا ہے ہر ایک گل ہمیں گرداب آتش کا

[مے گلگوں کو چشم کم] سے تو مت دیکھ اے بلبل
بنایا ہے یہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا

مری [آنکھوں سے د] یکھے سیل اشک گرم کو آکر
نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے
مرے اس منقل دل میں دبے ہیں [کیا غضب] انگر

سگے ہیں اور بھی اے لعل کے ٹکڑوں کے مت پہنو
بدخشاں میں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب انگر

بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی بہ عبدالرشید وے در قصبہ شکارپور بعلمی ایام بسر می برد و بطور آں نواح گاہ گاہ [زمزمہ طرازی] می شود مرد نیک بخت و صلاح شنیدہ

شدہ این سہ شعر از وے است ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرے لگا رہتا تھا ‏ ‏ ‏ اب تو عمر رفت سے بس میری ہے [وہ] بیزار ہوا

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل ‏ ‏ ‏ تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام نہیں پر

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو ‏ ‏ ‏ دل تم کو دے چکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو نہائت با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند این پنج شعر از وے است ؎

میں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق میں ‏ ‏ ‏ مردماں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا
جس طرف پھرتا رہا یارو وہ رشکِ آفتاب ‏ ‏ ‏ جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑدی اسنے نقاب ‏ ‏ ‏ ایک نہ ایک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

[کیوں] نہ پرکالۂ آتش کہوں تجہ کو اے شوخ ‏ ‏ ‏ سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجکو
اوس کے میں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ ‏ ‏ ‏ ہمدمو دیجو کفن کرکے حنائی مجکو

بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام، وے از سادات

لہ از وے است ۱۰۱۰ ۔ ‏ ‏ ‏ کلہ نواب سید ۱۰۱۰

رضوی و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است در طبابت ہم دستے وارد و در نواح قصبہ کول کہ موطن ویست علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد ایں چار بیت از خوش گفتہا ے اوست ؎

ہمکو لیل و نہار سے مارا گردش روزگار سے مارا
دادخواہوں سے گھر گئے رستے اُس کا [جس] کو [جے] سے گزارا ہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار میں گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار میں
بیتاب کوئی کھول کے دیکھے تو اب تلک آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار میں

بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدایر دی خاں ظریف کہ پیشتر ہمیں تخلص متخلص بود می شناسم سہ کس را از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و ورق ۹۶

اوّل بیتاب (۱)

ازاں دو کس کہ درا ینجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد خوش اعتقاد سالک مسلک ملک العلام شاہ محمد اسمٰعیل نام از شاگردان مصطفٰے خاں یکرنگ اما بنا بر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است ایں دو بیت او راست ؎

تڑپھہ کر مر گئی بلبل قفس میں پڑی تھی ہاے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

دوم بیتاب (۲)

عزیزے شیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و بہ شعر گوئیش بسیار

سلہ شعرا ۹۰۱۔

متانت بنیاد است [این] مطلع از[۵۱]راست ؎

جی کیوں کہ بچے جب کہ جلا وے جگر آتش　　سب [بستی] کو ڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

بیکس

تخلص دو کس معلوم ایں کس است

اوّل

بیکس اول

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیا کا] نش از ایران زمین بود ند شعر فارسی [۵۲]بسیار میگویند و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پوئند این رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجہ گشتہ رباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ماشاء اللہ　　سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن میں جو دیکھا نہیں اتنے ہیں پوچ　　لا حول و لا قوۃ الا باللہ

دوم

بیکس دوم

میاں امام بخش مر[حو]م وے مردے بود متواضع مسکیں نہاد بسیار خلیق [۵۳]نہا نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بر شاہ راہ واقع است بدو تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف و [موزونی] بحر نداشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [برتفر]یح طبایع تکلیف سخن بوے می کروند [۵۴]بے تحاشا میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [ورزیدہ] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خداش بیامرزد بہرکیف این دو بیت از[۵۵]آں مرحوم مغفور است ؎

ہو چکے دو ہی مولوی نامی　　مولوی روم و مولوی جامی

---

[۵۱] ازو است ۱.۰ [۵۲] بیشتر [۵۳] دنہایت و.۰ [۵۴] بے محابا ۱.۰ [۵۵] ازاں مرحوم و.۰

این فیض سخن است کہ گاہ گاہ بروے طاری میشد اما اصل ردیہ وے این است ؎

لڈو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خریدہوں
جب چہارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

ہیجان

تخلص دو شخص این شخص می شناسد تحریر یکے [از انہا] در تکملہ انسب پنداشت ویکے را در اینجا بنگاشت و آں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [در دریبہ شیرینی] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمیناً کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [تخلص خود گشت از] قبیل این دو بیت شعر می گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر — جب کبھی آہ ہماری میں اثر ہووے گا

ہیجان میں جان تنگ بھی د[ی] پر — میرا نہوا وہ شوخ دلبر

پیام

تخلص شرف الدین علیخاں اکبرآبادی است وے از [ممتازان] زمان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت بر صفحۂ روزگار از و یادگار است خان آرزو و علی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیاناً تفنناً للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائج طبع عالی ا[وست] ۔ ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بت خوشخط کی زلف | ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے
بات منصور کی فضولی ہے | ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

ورق ۶۲

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے | کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا | ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

مصرع دوم از شعر اول ازان شاعر مشان جلی التخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد اوگوید ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ] | کام عشاق کا تمام کیا

حرف الفوقانی

درذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دوکس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا و سہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مر] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ ۔

تاباں

تخلص [جوانے است زیبا نازک] اندام عبدالحی نام وے از شعراے طبقہ ثالثہ وعاشق پیشہ معشوق مزاج بود گوئند [کہ خوبا]ن جہاں طریق دلبری وشیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

---

۵ ؎ "ذیبا" درہر دو نسخہ

بود میگفت کہ آخر ہاے روز امردان شیریں ادا و سادہ رویان ملاحت [آما] درخانۂ وے بزرد [ز] بود آراستہ و پیراستہ می شدند وحسب الطلب امراے قزلباش در محافہا نشستہ بشب مہمان می رفتند از شومی ایں چنیں کردارہاے ناہنجار بحضرت دہلی رسید آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا القصہ وے جوانے بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سر برآوردہ افسوس کہ درعین عنفوان شباب ، ریحان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دستخوش صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود و خوبی چشم و ابرویش یکتا ، و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمۃ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش ثبت فرمودہ در رشتہ سلک شاگردان خود کشیدہ اما دراصل شاگرد محمد علی حشمت است کہ با وے سرخوش داشت و ممکن کہ از نظر ہردو صاحبان عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ اشعار آبدارش بیشتر برزبان خاص و عام جاری است و خالی از کیفیت رعنائی و عاری از چاشنی دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

جفا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مرا [سے سر پہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر مژ[گاں سے ہے] دلکو الفت
جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا
میرے غریب[1] دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھودی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجکو یوں لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہوتے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی مرے اشک کا گر جوشش رہے گا
تو شمع صفت جسم بھی [پانی ہو بہے گا]

غنچے [لہو] میں سب نظر آتے ہیں سر[2] بسر
اُس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

اوس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ
حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

---

[1] عزیز و۰ و۰ [2] تر بتر و۰ و۰

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا — اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا
سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام — جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا
[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے — اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا — ورق ۶۸
گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو — حق تعالے کرے جیتا رہے تاباں میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت — یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت
کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں — جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت
آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی — اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے — اب کے ہوا ہے مجھسے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح

[لے د] لگی خبر چشم مرے یار کی کیونکر — بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں — ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں] اتیں]

سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں — ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں
کیوں تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم — بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن

ہوتا تمہارے عشق میں کیوں دردسر مجھے — یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی — نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی
ہمارے اس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں — پڑی ہے دھوم تاباں اسطرح گویا بسنت آئی

رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی — یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی
دانا ہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباں — باقی باللہ اور سب کچھ فانی

۱؎ این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد و زبان زد عالمست کہ از آن عبدالحی تابان است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (منہ)

تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مردِ نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمٰن حسان است ایں شعر وے گفتہ ؎

تشنہ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں ہے زباں اپنی نکالی بام سے خیرِ لب آکر اس نے

تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

اوّل

تجلی (۱)

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بار تاشے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخرہا بعرب [سرائے] سکونت [ورزید] بہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیرش بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ ایں سی و ہفت بیت از شیریں کلامیہاے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا
اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے ہیں تیری نگاہ کا اک[۲] تار بندہ گیا ہے مرے دل سے آہ کا

نشے میں آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا گراہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

لہ مردے است د.ا. ۲ یکبار د.ا.

ورق ۱۹

ہمیں سرمۂ چشم نے اوسکے مارا   کفن سرمہ گوں کیجو یار و ہمارا

کاہیکو درد دل اول تو میاں ہوتا ہے   اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے
وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ   میں تو حاضر ہوں کنو کیوں ہو میاں ہوتا ہے
طرب کا رنگ رخ گل پہ آشکار آیا   کلی سی کھل گئی جو ہیں وہ گلعذار آیا
یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] نے[۱]   کفن میں کھول دیں آنکھیں سنا جو یار آیا
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی   ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث   وہ بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

بو ریا کی بوریاے فقر سے میرے گئی   آبنامے سے پہر دیر اک عمر جب دھویا کیا
کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں   بند اس پنجرے میں مجکو جان کر گویا کیا
ہاے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل   کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا
کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھاتی کا مری   ٹک گلے لگ کر تجلی گل نمط بو یا کیا

ہاے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح   لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا

آنکھ دکھتی [ہے[۲]] تو عاشق کے لگا گال سے خوب
زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے   ہوگئے[۳] پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ
جب چلا ہیں اشک مکھڑے پر بہا کہنے لگے   چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا ساون کے بیچ
ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے   لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیچلا دامن کے بیچ
صبح آسوز و گداز عشق کی خلوۃ میں دیکھ   شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

روئیے اتنا فلک تک پہنچے اوج موج اشک   ماہ بھی ترپتا[۴] پھرے پانی میں ماہی کی طرح

---

۱ ہی ا۰ ا۰ ۔ ۲ دے ا۰ ا۰ ۔ ۳ میں ا۰ ا۰ ۔ ۴ تڑپا ،

دل خفا مجھ سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک
دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

افسوس مژہ بال پریدن نہیں ورنہ جوں مرغ نگہ اڑ کے ملیں یار سے آنکھیں
وہ گل مری آنکھوں نہیں ہے جن آنکھوں نہیں گل ہو مسرور ہوں وے کیا گل گلزار سے آنکھیں
سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم دو جام ملے خانۂ خمار سے آنکھیں
[یہ موج] سم سرما ہے نہ شرما کہ رکھوں گرم اس تیری گل آتش رخسار سے آنکھیں
[بے مہر] ان ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ سینکا[1] کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں
اتمام عبارۃ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض عاشق کے [ترے لگ چلیں] طومار سے آنکھیں
وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی برسر نہویں جلوۂ دیدار سے آنکھیں

ورق ۵

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں کہنے لگے بٹھا دو اسے آفتاب میں

بڑے افسوس میں ہو کھو کے[2] تم ہاتھوں کی نوگریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی دل سے سو کریاں

چمکتے ہیں در دنداں مرے رونے پہ ہنستا ہے اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر مینہ برستا ہے

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی
یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، چھڑی ٹوٹی

۱ے سینکا ا۰ا۰ ۲ے کھوکے ا۰ا۰

مے پیوہی گے تجلی ورنہ یارشی ہوچکی — دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہو چکی
ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے — پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

دوم

تجلی(۲)

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد درحیدرآباد [بسیار نیک خصلت] خوش [منش نہایت] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعراز وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک — پھیلا رہے ہیں سرو سب جوئبار ہاتھ
غنچے کی طرح خون جگر پیویں غم میں ہم — پونہچا [وسے] یوں حنا ترے پاتک نگار [ہاتھ]

تجمل

تخلص عزیزے[۱] است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئند[۲] مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [خوبی] نژاد است ؎ ایں سہ بیت او راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں[۳] عیش زندگانی کے — وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے
کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں — یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [کہانی] کے
سمجھنا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا — کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

تحیر

تخلص میاں غلام مصطفےٰ سلمہ اللہ تعالےٰ خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ الیست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وے کہ عالی

---

۱ بازی و.ا. ۲ "وہیں" اصل نسخہ میں ' ۳ می گوینہ و.ا. ۴ اٹھے ا.و.

است متبحر اظہر من شمس الضحیٰ ست و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیہ ونقلیہ خاصہ حدیث و تاریخ و اسماء الرجال روشن تراز آفتاب نصف النہار و عم والا تبارش کہ خدا ایشش[1] سلامت با کرامت دارد [حبرے] است محقق و فہلے است مدقق کریم ابن الکریم برجادہ شریعت مستقیم طراز چار بالش افادہ و ارشاد مربع نشین مسند رشد و رشاد عالمے از انفاس شریفہ اش مستفید خلقے از اخلاق کریمۂ وے سعادۃ یاب و سعید مختصر کلام در توصیف ایں ارکان دین متین فضولی است لہذا ازاں وادی عناں شبدیز خامہ واقع نگار را انعطاف میدہم و خلاصہ احوال میاں غلام مصطفے [می] نویسیم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچہ خود ہم خالی از اخلاق وگرم جوشی نہ اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاہ گاہ ریختہ می گویند و باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسانند بہرکیف ایں سہ بیت از گفتہاے ایشاں است ؎ ورق ۱۰۷

عید کے دن مجھے کہنے یہ ہر اک یار لگا ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا

جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا اجل کا اسی وقت [پیغا]م ہوگا

فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی آمد[آ]مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمدہ معاش با جاہ و ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش درد آلود و رنگین فکرش بغائت خوب و دلنشین گویند کہ در فیض آباد طرح مراختہ بخانہ می انداخت و بہرکس بزرگانہ می ساخت ایں [شاہزدہ] بیت از زادہ ہاے طبع رساے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [جلے] ہم

---

[1] خدا ایشش ا۔ ۱۔

توئے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے — جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست — آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے

اے ترقی بات جی کی جی میں رکھ — منہ سے نکلی اور پرائی ہو چکی

کون سا گل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا

کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] — پرتوا سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے

قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو — حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے

جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھتی ہے پھر وہیں — خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے

یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت — اسلیئے میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے

جرم کچھ ٹھہرا لے قاتل پھر مجھے تو قتل کر — بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے

جھانکتے ہیں چشم بیمار اس کی جب دکھلائی دی — میں نے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے

دیکھیئے اب [کس] مسلماں کو کریگا قتل تو — آج غصہ بے طرح کا فرتری چتون پہ ہے

دست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم — آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے

تونے ایک دن بھی نہ دیکھا [چڑھ] کر اپنے بام پر — روز اس کوچے میں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے

ہے ترقی میرے اس سینے میں وہ آتش نہاں — طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

تسکین

تخلص دو کس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت شاگرد میر قمرالدین منت کہ بمیدان مشق سخن سازی می

شناخت و [سعادۃ] علی نام داشت ایں دو بیت از وست ؎

حال اگر کہیئے [تو ہم سے] وہ غنم رکتا ہے — اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے

کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں — خود بخود یاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے

ورق ۲۷، تسکین دوم

دوم

گنگا داس پنڈت وے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوئد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے — جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی — جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

کیا غم ہے ہمیں تسکیں آفات زمانے سے — اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال رائے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ ایں ٹیکارام نہائت خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہرد و زبان سخن میگوئد در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمود و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود ایں شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا — ہو جائے شق جگر رگ ابر بہار کا

آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں — کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

جسم ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب — بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

میرا ہی جگر ہے یہ کہ میں سینہ سپر ہوں　　رستم تو جڑھے اوس بت بے پیر کے مونہہ پر

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے　　فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

میاں جو کچھ تری [سج] دھج میں مرزائی [نکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں میں یہ رعنائی نکلتی] ہے

تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام وے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نیکوؔ است خوش فکر معلوم میشود ایں شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل پر رہے　　ہاتھ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پھر دل پہ رہے

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں　　جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آکے وہ بت آج　　اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رلا دے گی　　بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ　　جوں اٹھاویں کسی بدمست کو [میخا] نے سے

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر سر بیمار پر تیرے　　ہمیں آ[تا ہے] رونا اب تو [حال] زار پر [تیرے]

سلہ مسکور ۱۰۱۰

تعشق

تخلص نونہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [بوستان] نجابت سر برآوردہ اعنی برخوردار کامگار سعادۃ نشان اقبال توامان مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مدعمرہ وزاد قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذولسانین امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا[نی] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالے اسرار [ہم کہ ولہ] استکساب علوم عقلیہ [و] شغف استحصال فنون نقلیہ در سر دارد شب و روز دامن بر زدہ لبعی ہرچہ تمامتر در تحصیل پیش نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار ورق ۴۳ ستودہ کردار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ کہ نسبت خویشی بوے دارد میگذارد او سبحانہ جل شانہ و یرا بمراد دل و عمر طبعی رسانا د بحق النبی و آلہ الامجاد بیت

دعا از من آمین ز کرو بیاں　　اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیست و یک شعر از زادہاے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ

یہاں کام ہی آخر تھا تا خیر اگر ہوتی　　صد [آفریں] اے قاصد کیا زود [شتا] ب آیا

خواب راحت میں [رہے حیف] تو اے لیلے اوش　　خاک اڑاتا پھرے جنگل میں یہ [مجنوں] تیرا

سا[منے] دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون　　بارے کہہ ا [تو] ہوا خوش د[ل محزوں تیرا]

[کہیئے] تو مری جان یہی شرط وفا ہے　　بیکل رہوں میں آپ کریں [غیر کے جا] خواب

اس درد جدائی نے رو [لایا] سمجھے یا [رو]　　تھا وصل میں [ہنسنا] مجھے یا چین سے تھا خواب

بعد مدت لائے ہیں تشریف ابکی [با] ر آپ　　جانے دیتا ہوں کوئی میں [کیجے سو] تکرار آپ

واہ جی کیا ہی [نشے] میں آج ہیں سرشار آپ — بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سوسو] بار آپ
حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے — کہہ چکے [ا]پنی طرف سے آگے ہیں مختار آپ
[مت] ستاو اور شک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ — ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا بیما] ۔ آپ

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ایدھر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجے
تجکو لے جائیے وہاں یا اوسے [لے] آئیے یاں
میں تو حیراں ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجے

تیری کچھ چال ڈھا[ل سر]اور رواں — جی کو بے اختیار بھاتی ہے
خواب میں تجکو دیکھئے کیونکر — تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
آتش ہجر کا ہو منہ کالا — مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے
جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں — ارے فرقت تو کیا دہراتی ہے
عشق سے دو بدو ہو میرے سوا — کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے — تیر[ے بن] سخت بیقراری ہے
ناصحو جاؤ مغز مت کھا[ؤ] — عشق کیا امرا[ختیار ی] ہے
چشم [بددور] میرے اشکوں میں — موتیوں کی سی [آبدار ی] ہے

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے — عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[1] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلیٰ مانند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی بمعنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری با جرۂ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر] گوئی چہ فارسی و چہ ریختہ در سر دارد این چار بیت[2] از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے | تب سے جہاں [میں] مو[ت] کا بازار گرم ہے

ورق ۴۷

کا[م و زبان ولب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے | کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے

ہماری طرف بھی ہووے اشارہ جان من گا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دن رات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[3]میدانم یکے را ازانہا انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم و دو کس را در اینجا بحیطہ تحریر می آرم

---

[1] مریدان ۱.۰.۱. [2] شعر ۱.۰.۱ [3] گوی ۱.۰.۱.

تمنا اوّل

اول

عباس علیخا [ن] وے جوانے است مغل زادہ سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میرود این مطلع از ویست

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

تمنا دوم

دوم

محمد [ا] سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد] پسر ہمزلف ا [حسن اللہ] خان [بیان] در سرکار [گردوں اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزا جہا] ں دارشاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسا] نیدہ بود بعد شنقار شدن آں شاہ [باز] بلند [پرواز اوج] حشمت وجاہ بیاوری بخت بلند و مدد طالع ا [ر] جمند مختار [کار سرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی عا] حب شد اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سیزدہ [بیت] از [راست] ۵

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آئیاں ہمنے بھی [انکو ایک] کی سو سو سنا [ئیاں]

گرم نظارہ تھا اوس چہرہ گلگوں پہ رقیب [ایسے کم بخت کی د] کھنے [بھی] نہ آ [ئیں] آنکھیں
دست قدرۃ [کو بھی] تھا عالم حیرۃ پیدا تیری تصویر سی جب مونہہ پہ بنائیں آنکھیں
سچ کہہ تو کبھی تجکو بھی آرام کچھ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے میں نے لگائیں آنکھیں

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح تو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

[قضا] وعشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

---

۵ صبح تو مرے آکر گلے ۱۰ ۱۰

ترٹ [پہہ رہا] ہے [کوئی] خستہ جاں ریں کے تلے
اوٹھے ہے زلزلہ جو ہرزماں زمیں کے تلے
رہیں [کرایہ کی جاگہ ہیں] کب تلک اے دل
ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

تم [اگر] اوٹھ نراب یہاں سے گئے
یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند [ہوے]
کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوے کروبیوں کے بہرے کان
چرخ پر نالے اس [فغا]ں سے گئے
جس سے [اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے
وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

اب اپنی یہ [صورت] ہے کہ [جوں] بلبل تصویر
طاقت نہیں [پرواز کی اور پاس] چمن ہے
[ایں شعر در مرض] موت دو [سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

تمکین

[تخلص دو کس می شناسم]

اوّ[ل]

تمکین اول

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گویند] کہ ہمیشہ با [صلاح] دین [مسرور] واز علایق دنیا نفور بود [گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] ایں مطلع ازو [بیت] خداش بیامرزد سہ
حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجکو دیوانہ کیا تجکو پریزاد کیا

لہ رہبے ۱۰۱.

تمکین دوم

دوم

بخت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [المتخلص بہ فدا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا [فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا] ک پاک شاہجہاں آبا [د] صانہا اللہ عن الشر والفساد است وا [شعا] ر خود [از نظر پدر والا قدر] خود گز [رانید] ہ ایں سہ بیت او راست ؎

ورق ۵۷

مشتاق قدمبوس ہے ہر خار بیاباں — لائی ہے دلا تیری یہ شوریدہ سری رنگ

جب سے کا فر وہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں — ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

نہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھوں میں — تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [میں]

[تنہا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

اول

محمد عیسےٰ وے مردے است کہ نیا گانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ تنہا] رات کو — [پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تم کے بیوجہ تڑپتے نہیں [بسمل] تیرے — آ [ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں

خاک میں دلکو ملا کہتے ہو [قیمت] کیا دوں — چیز اگر [لیتے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر[سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری] میں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

آئے تو [سہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے کتنا ہی کہا وہ کسی عنوان نہ ٹھہرے

دوم

تہنا (۲)

شیخ [عوض] علی وے شخصے [است سپاہی منش وا] لا نژاد خوش نویس ظریف نہاد این سہ بیت او [راست] ہ

کیا بلا پھونکے ہے سوز عشق سینے [میں مرے] آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنایت] کی خدا جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے

تھا یہی پیغام وقت نزع تنہا [یار سے] اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

سیوم

تنہا (۳)

افغان [پسرے بود] نورسیدہ و سبز[ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ این مسکین صاحب گفتار د [لنشین نہائت حلیم] وبغائت [سلیم] سعادۃ [ا] لتیام سعد اللہ خاں نام بنا بر تاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ وشعر خود گاہے از نظر این بے بضاعت گزرانیدہ و گاہے بسمع دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برچیدہ بساط ہستی بر چید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد این چار[۳] شعر از وے است ہ

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہار[۴]ی ہو

دم بدم پیارے ترے عاشق کا عالم اور ہے دیکھ لے دیکھے تو اسکو[۵] وہ کوئی دم اور [ہے]

---

[۱] رہ ا.ا. [۲] پہونکے ا.ا. [۳] سہ شعر ا.ا. اصل نسخہ میں چار شعروں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں مرقوم نہیں۔ اصل میں پہلے سہ ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر 'چار' بنایا گیا [۴] کہاری ا.ا.
[۵] اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے۔ ا.ا. میں 'اسکے' رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت 'اسکو' چاہتا ہے +

مت کوئی ہوئے گریباں گیر قاتل کا مرے قتل کا اپنے نہیں [ہے غم] مجھے غم [اور ہے]
دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم یار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

حرف المثلثہ

[در انشاے] ذکر این حرف اسامی [ہفت] کس کہ [خیال شاعری در] سر دار [ند اندراج] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی و سہ شعر است

ثابت

تخلص سہ کس بمن [رسیدہ]

اول

ثابت (۱) مرشد [زادۂ زمان و زمانیان] اعنی عمان شاہی راہے [بہادر] مرزا معز الدین بہادر [دوم] فرزند ارجمند زینت بخش تاج و تخت مرزا احسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ موصوف و باخلا[ق] پسندیدہ معروف آند و ریختہ بامزہ میگویند این بیست و یک بیت ورق ۶ از ریختہاے طبع عالی جناب ایشان است ؎

[ہاتھ] میں [پہنچی] عجب بازو پہ بھج بند غضب سر پہ تعویذ [پری] پا [ؤ] ں میں تصویر کڑا

دل کو تو لے کے مرے مفت [ہوا ہے بدنام اب میں] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

کیا چال میں [چھل بل ہے] غضب آہ مرا دل تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا
دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل ترا[ہی نگا]ہیں ہمنے بھی تاڑیاں ہیں　　پھر قتل پر ہمارے تونے کٹار [باندھا]
[اس رشک]سے یہ میرا د[ل خوں میں لوٹتا ہے　　فتراک سے جو ظالم تونے [شکا]ر [باندھا]
رنگ حنا [نہیں ہے بے] اشک ہے خون ثابت　　بہتان کیا [یہ تجھ پر میں اے نگار باندھا]

[د]ست جنوں [کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل　　[دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہوگیا

جگر میں درد ہے آنکھو[ں سے [ا]شک آتے ہیں　　[تڑپھ سے] پھوٹ گیا شاید آبلہ دل کا

شب وعدے پر[۱] اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا　　[بے تابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا
کسطرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے　　اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے پر افسوس　　وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

[خوبر]و تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب　　[رخ پری[۲] کا کل] دہوا با[لا] بلا[ئے رفتار خو[ب]
[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا　　واہجی ہم کیوں نہ دینگے واچھڑے بسیار خوب

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے دامن وصل کاتب سے　　قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]
نہ پہنچا [ہاتھ گر] داماں تک اوسکے تو پھر ہم بھی　　گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

دست گل خوردہ مرا کل دیکھ یوں کہنے لگے　　خوب [پھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں
واہ رے دست جنوں اللہ رے تیری دستبرد　　نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں[۳]
اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں　　مت [بھگو] پانی سے [میر]ی طفل ابتر [آ]ستیں

۱؎ یہ ۱۰۱ ۔ ۲؎ نسخۂ اصل میں اس موقعہ پر عبارت میں گنجلک ہے اور 'رخ پری' کے بجائے 'لے کنخت کے' مرقوم ہے ۳؎ یہ ۱۰۱ ۔

قیامت قد وہوا آنکھیں پڑی [ا] خ [بچانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے]

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [مری آنکھوں] سے [نکلے] ہیں
[کدھر] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

ثابت (۲)

دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [وے انر] شاگردان مرزا بھچو بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں صنع علم استادی [می ا] فر [اشت] شعرا [یں] ہر دو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ٥

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ہوا] [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ میں دن رات پڑا جلتا ہے آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

[مصرع] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] دن ہوں میں
سکاں نہ سپہر کا دل [خون] کروں [ہوں میں]

ثابت (۳)

سیوم

[مرد] ے [سعادت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [خان وے] از سکنۂ [بلدۂ لکھنؤ و از تلامذۂ] میاں [جعفر] علی [حسرت] بود گویند کہ مرد خوشخو نیک دل [کشادہ روبجدا] مشتغل بود ایں مطلع اوراست ٥

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف پر [دیکھتے نہیں کبھو اے یار اس طرف]

ورق ۷۷

ثاقب

تخلص دو کس می شناسم

ثاقب (۱)

اول

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خواز شاگردان شاہ مبارک آبرو این [دو] شعر از ان آں مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا — کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا
مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم — کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

ثاقب (۲)

دوم

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام این سہ شعر از ان آں مغفور است ؎

ثاقب کی نعش اوپر قاتل [نے آکے] پوچھا — یہ کو[ن مرا] گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہیئے — اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہیئے
اک نگہ ترچھی سی تی دیتی اہوتا [ہے بن عالم دونیم] — تجکو کا [ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہیئے

ثروة

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ تکیت [رائے] در لکھنؤ متعلق بود کلا [مش] درد آلود می نماند این دو شعر از و است ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے — ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے
نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے — بستر درد پہ ترپھے [ہیں] عجب حالت ہے

ثنا

تخلص سید زادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

لہ اصل نسخہ میں ''ہے''

عظیم آباد است گاه گاه فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر]فت خوش فکر و صاحب [طبـ]یعت معلو[م] میشود ایں شعر از [و]است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملہ آنہا د و شخص جرأۃ تخلص میکنند و] دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جواں و مجموع [اشعار] . . . .

. . . . کہ من جملۂ آنہا . . . . رباعی واقع شدہ

[جان]

[تخلص جان عالم[1]] خان است[2] وے خلف الصدق نواب متور خاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفر خاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز [مرحوم] میرسانید نثر خوب می نویسد و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر] کیف ایں [چہار] شعر از [زاد ہا]ے طبع اوست ؎

---

[1] نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے ۔ ا ۔ میں ' جانعالم ' ہے لیکن خمخانۂ جاوید میں (ص۲۲۳ جلد دوم) جان عالم ہے '

چھوڑ عارض د[ل نے گھیرا] زلف مشکیں [ظلم کو] [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو پہنچے شام کو

لگا خوبان نو [خط سے یہ ملنے گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] د[ل] نے

[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ [راہ] کی دور از اثر سدا رہی [ہٹ] تیری آہ کی]

بیٹھا ہوں یار آنکھوں [میں آنسو بھرے ہوئے] جوں تابداں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

جذب

تخلص سید زادہ [الیست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان باحلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش وبسیار [عیب] پوش نہایت [مہذب و] بغایت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند وبطور خود پاکیزہ [میگوید] ایں پنج بیت از و است[1]

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے یہاں مری جان [کی صفائی] ہے

اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے

چشم تر تو نے [ہی] ڈبویا ہے آہ یہ کیسی آشنائی ہے ورق ۸۷

یہاں ہوے ہم تو جاں بحق تسلیم وہاں ابھی عشق آزمائی ہے

جذب چل دیکھ آستانۂ یار ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

جراح

تخلص غلام [نا] صر پسر حافظ ر[مضا]نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الہی

---

[1] از خمخانۂ جاوید جلد دوم ص[illegible] و.و. میں 'آہ' [2] از خمخانۂ جاوید اور و.و. میں 'تپ'

تعلے [شانہ بہ تلمذ مر] جع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ دارد و] درکار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیراست و از فن شریف طبابت ہم نصیبے اندو [ختہ] وایں غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یاب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوئد ایں شعر وے گفتہ ؎

اکدم نہیں ہے اوس بتِ خورشید [رو] کو چین پھرنے میں [جیسے] کوکب سیار گرم ہے

جرأت

تخلص دو کس می شنا [سم]

اول

عزیزے است [شیریں کلام قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیداست و مہارت وے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے دست دارد و ستار خوب می [نو] از دنیا کانش بدربانی دربار دربار سر افتخار [بآسماں] می سو دند اصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] انگندہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [در] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنا بر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو]ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحاے آنجا نیست و نجے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر ویرا در ایں فن شریف بے مثل و عدیل پندارند

حکائت

گوئند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی انعقاد می یافت با بسیا [ر]ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بحدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

ے رسید غزلہا خواند' ا. ا.

گشت کہ شیدن] شعر مشکل شد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود قلندر بخش جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود شد میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواساکرد چوں ابرامش دراین امر از حد در گذشت گفت کہ ہرگاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گوئم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخو] اقوامان وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہر کیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سرآمد شعر[اے] بلدۂ لکھنؤ رقمزدہ کلک واقعہ سلک میگردد ؎

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا   کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

---

۴۹۲ رتبہ گل بازی کا دلاکا سش تو پاتا   ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے   ہو گیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جائیگا   کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے ہاے وہ   ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرا جائیگا
مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو   جب کہیں تو مر مٹے کا تب یہ جھگڑا جائیگا
مت بلاؤ بزم میں جرأۃ کو ہے آتش زباں   آگ سی سینے میں سب کے آکے بھڑکا جائیگا

دل پر لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا   جب [یا] د آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے   مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ   کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو — قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا
[ازرہ] طعن یہ کہتا ہے وہ نادان ہم کو — دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا
کیا اوس گھر میں چرچا جسنے میری آہ و زاری کا — الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا
یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا — چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا [یا] ہوا
غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کھلا — کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا
کچھ مونہہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا — حرف سخاوت آہ زمانے سے اُٹھ گیا
داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا — شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا — کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا
یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت — ساتھ اپنے جو کھلاتے تھے انہیں خاک نے کھایا

ورق ۸۰ تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ — جیسے بیٹھے خفقانی کوئی زندان کے بیچ
غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس — بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی — تب ہنس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ
دن ہجر کا جب دوپہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال — جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال
لوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجلا کے کہے — واروں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

وہ سوختۂ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر — ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے جوں برق جان پر ہیں — گا ہے زمین پر ہیں گہ آسمان پر ہیں
گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اُس آرزو میں — کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پر ہیں

قدم ہیں ناتواں، جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں — تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں

جو تم ہنسنے ہنسانے کیلئے اب قہر چنچل ہو — تو پھر رونے رولانیکو سناجی میں بھی طوفاں ہوں

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں — جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
ترے مریض کے ملنے تھے جو کہ تلوے آہ — وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں
یہ دل میں کس کی سمائی ہے اچپلاہٹ آہ — کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں
زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت — یہ شعر کہتے نہیں زہر ہم اگلتے ہیں

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں] ہیں — جنہوں کے بس میں ہوں ہیں [وہ پرا]ئے بس میں ہیں
لخت دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار میں — پٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار میں
لختِ دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں — دیکھیئے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں — ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں ورق ۸۱
جو دیکھا تو سوائے اشک جوشاں شکل فوارہ — نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو — پہلوے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

اب نشاں [ر]ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو — ہاے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

وہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو — جسکا دل دے کے کوئی منع کرے آنے کو
یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال — بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مرجانے کو
سنبوٹک اوبت بیداد گر اللہ نے آہ — کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو
ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا — پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس — وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے — غضب چتون ستم مکھڑا بدن سانچے میں [ڈھالا ہے]

[وہ رنگ] جو کندن سا ہے اوس کا ہوں دوانا — پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی
پہنے ہوے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہرا] — گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی
بجلی ہے تلے ابر کے یا جھمکے ہے جرأت — اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے — ہوے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے — ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے
اینتو بازار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار — بیچتا ہے تو ادھر آ ارے او دل والے

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے — کل نہیں پڑتی کسو کروٹ کسو پہلو مجھے

نہیں ہلتے ہیں پہروں دست و پا یہ ناتوانی ہے — سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے
اٹھا ابر سیہ جوں قصد آنے کا کیا اونے — کروں کیا فکر کس کا یہ بلائے آسمانی ہے

خموشی کی ہماری جا بجا اب قصہ خوانی ہے — برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھتے گلی سے اوسکی گو ٹھکرا ئے جاتے ہیں — غرض بہتر توانائی سے اپنی ناتوانی ہے

دل جو اب مجھ سے دور بھاگے ہے — اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

جگر پہ تیغ و سناں کا لگے تو گھاؤ لگے — نہ دل کا پر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار — تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے ورق ۸۲

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور — ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

کہنہ مشاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے — اس لیئے سوجھے ہے جرات کے تئیں بات نئی

دیکھ مجکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے — یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے — ادہر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کرکے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے — میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ دلجو نکل آئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی — ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
مونہہ دیکھو چاند کا کہ وہ [نقشہ] ترا سا لاسے — صورت خدا نے [اوسکو] [بھی] اک گول مول دی

قلق یہ اوس بت کافر کی ہے جدائی سے — کہ آ [ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم خدائی سے

یوں وہ آنکھوں میں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی — پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی
گرد ہالہ اختروں کو دیکھ روتا ہوں کہ یوں — موتیا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی
جان بلب کوے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا — مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی
جرأۃ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے — پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا — وہ جو سمند ناز کو چمکائے جائے ہے
جرأۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ — جوں شمع سوز عشق مجھے کھائے جائے ہے

ودلنے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں — یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

قاتل نہ مجسے موڑیو موںہہ وقت قتل تو — ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے — سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے
ہائے کہتا ہے وہ اب جسکے لئے ہوں بدحال — حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے مجھے — گہہ اٹھاتا ہے تو پھر گاہ بٹھاتا ہے [مجھے]
یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجکو — کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے
ورق ۸۲ صحبت اب یار میں اور مجھہ میں [ہے جوں] شعلہ و خس — جوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے
آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک — جو خریدار [خرم] یدے سو جلاتا ہے مجھے
بارے کچھہ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر — اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
موںہہ مرے گھر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ — کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جراُت
تک ہساتا ہے تو پھر خوب رولاتا ہے مجھے

اوس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے
جو خواب میں بھی آے تو مونہہ ڈھاپ کر آوے
جو مجھسے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت د[یا دل]
ہو جائیں ابھی مجھسے جو وہ مفت بر آوے

دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہوے
داغ سے زخم ہوے زخم سے ناسور ہوے
منہ چڑھیں کیوں نہ مرے وار مژہ پر چڑھ کر
اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہوے
درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار
شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوے
اپنے خدمت[] سے جو معذ[ور] رکھا اے جراُت
یاں تلک روے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہوے

[خبرا]وسکو نہیں کرتا کوئی
کہ میاں مفت سے مرتا کوئی
آہیں مت بھر اوسے[ہم] لوتے ہیں
اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی
اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیا[ل]
خواب میں آوے نظر تا کوئی

رکھیو یارب تو [پھنسا] دل [کی] گرفتاری میں
موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں

اے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی
ہے یہ دل بیمارِ چشم نیم خواب نرگسی
یاد میں ان نرگسی آنکھوں کے گر[تا] سو[رچشم]
بہہ چلے میرا تو پھر جاری ہو آب نرگسی

تہ افلاک کیا آہ و فغاں کیجے یہ خطرہ ہے
نہ آندھی میں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے پرانے سے
بکا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے
یکایک آ گئی ایسی خرابی کسکے جانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے تم یہاں کے آ[نے] سے
وگرنہ[1] دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے

---

[1] دونوں نسخوں میں " وا گرنہ " ہے ۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جانا سبے منکا
گردن کی غضب ہے ہیت بے باک کی ڈوری

[جو ر]اہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم   اے خنجر تصور ترے قربان گئے ہم

قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات   جراءت کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا[نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر   جو با[ت] نہ تھی ماننے کی وہ مان گئے ہم!

ناطاقت اب ہو[ا ہے] یہ [تیر] امریض عشق   بستر سے ٹک ہلے ہے تو لگتا ہے کانپنے

جبکہ [ہمسا] یہ میں سنتے ہیں تمہیں آئے ہوئے   کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے ورق ۸۴
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا   آ[ج لو]گ اسکو لئے جاتے ہیں کفنائے ہوئے

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہ یوں ہیں وہ نخل   اٹھتے ہیں شعلے پہ شعلے جنکے برگ و بار [سے

مہ رخ ما[ر] کا وسکے جہاں [ہوئے] کر تو جیسے   لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم کو ہر بار] اگر سازش   تو موتی باغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

جوش سودا جبکہ تیرے و[ح]شیوں کے سر چڑھا   شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
رو کے دل خالی کیا بس ہمنے جوں مینا سے مے   بھر کے غیر[و]ں کو دیے جب تمنے پیمانے کئی

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھائے تو عاشق   کٹے [حلقو]م سے سو بار بسم اللہ [بو]ل اٹھے

دل وحشی کو [خواہش ہے تمہارے] در پہ آنیکی — دوانا [ہے ولیکن] بات کہتا ہے ٹھکانے کی

قتل سے کب قاتلانِ [فتنہ گر] خالی ہوے — بھر [گیا شہر خموشاں گھر] کے گھر خالی ہوے
یاد [ہیں] سا[قی] [کی جرأۃ ساغر مے کی طرح — [تو] گہ ہوے لبریز گا ہے] چشم تر خالی ہوے

عشاق [کریں گر طلب] مے [تو] کہے وہ — [کم بخت یہ ہیں حلق] کے دربان [ہما] رے

تم نے تو [دل] لیکے کی مجھسے خموشی اختیار — جا بساؤں میں بھی [اب] شہر [خموشاں] تو سہی

[کچھ] لگاوٹ کا [سبب اور] نہیں [پر] جرأۃ — یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا ئے رکھیے]

بتان سنگدل کی چاہ کا وہ نا[م لے] حق ہے — کہ پہلے [جو کوئی چھاتی بنالے اپنی پتھر کی]

جب اوس کافر کی پچھلی [آ] شنائی یاد آتی ہے — [فلک کو دیکھتے ہیں ہم خدائی یاد آتی ہے]

[کیا نین غم عشق کہو] ں اسکے [عوض آہ — کیوں رکھ نہ دیا سینے میں زنبور کسی نے]
[عیاری] تو دیکھو نہ ملانے کے لئے آنکھ — دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے

جلدی سے کرلے چرخ سحر ورنہ کہونگا — کالک ترے مونہہ کو شب ہجراں نے لگائی
پنہاں [نہوں] کیوں لعل و گہر سنگ و صدف میں — چٹ دونو کو تیرے درد [ندا] ں نے [لگا] ئی

[آتا] ہے دم صبح وہ گھر جاؤنگا[1] یارب — اب دفتر ایا[م سے یہ] لفظ سحر جاے

---

[1] جاویگا ۱۔د۔

[گرچہ وصل] یار ہے پر مجی کو اپنے کل کہاں　　ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ آج ہے سو کل کہاں]

[کبھو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو　　میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

دن رات ہرزہ گرد نہو طو[رکیا] ہے یہ　　سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

پیار کی چتوں [مر]ی آنکھ اوسکی [شرما]ئی ہوئی　　کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر]سوائی ہوئی

شب نہ آئی [نیند اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا　　[بیکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

ہوئے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں　　حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا ہی [سے ظاہر]　　یہ چاہ نہ سمجھیو نہانی
دیکھو تو ذر[ا] بچش[م] تحقیق　　[کیا مد نظر ہے پاسبانی
تھا سایۂ مصطفےٰ جو معدوم　　ہشیار تھی اسکی رمز پانی
گزرا جو خیال یہ نبی کو　　تو آئی صدا یہی کہ جانی
با سایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانی]

دیگر

آ[ئی نظر] جو ایک مرقع میں نا[تو] اں　　[مجنو]ں سے [بھی] فزوں کسی بیما[ر کی شبیہ
تو ہنس کے مجھسے کہنے لگے چتونوں] میں وہ　　لو [تم] بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی [شبیہ]

سلہ دل و ۰۱۰

[ایسے بیدردوں کے مجھکو دام میں] لایا ہے چرخ
کہ [ئی تو کہتا ہے] اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدردیوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

دیگر

ورق ۱۵ کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج — کہ مول آپ نے خرکئی دو دعارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ موزہ سے تو [کچھہ نہ بولے پر] — نکاہیں [بولیں] کہ کہتے ہو کیا تمہارے لئے

رباعی

مختاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ — کہتے ہیں جسے نوکری ہے بیخ ارنڈ
مرزائی دلائی ہے سو دستہ سمجھیے ورنہ — [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] وینگے ٹھنڈ

دیگر

بیوجہ نہ بجھیو یہ پڑنے اولے — [انگریز بڑا بول جو ناحق بولے]
تو فوج ملائک نے فلک سے جراۃ — مارے گوروں کو گوڑے گوڑے گولے

دوم

جراۃ دوم مرزا [مغل] فرزند ارجمند عبدالباقی خان ابن حمیدالدین خان نبیرہ وے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہایت خوشدل و شیرین گفتار۔ ازحضور پرنور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی بجوار رحمت [حق پیوستہ] نسبت تلمذ بہ سرآمد شعر [ا] ے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا دارد این] شش بیت از گفتہاے [اوست] ـه
بھلا تو مجھسے [تو یہہ کیا ہوا تجھے اے دل] — جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آج پریشاں ہے حال سنبل کا ۔۔۔ چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا

کیوں نہو دیں جان و دل سے ہم نثار آئینہ ۔۔۔ عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہمکنار آئینہ
روبرو ہوتے ہی مفتوں کرلیا اس شوخ کو ۔۔۔ دیکھیو ٹک غور سے جرات تو کار آئینہ

جوں برگ گل جھڑیں ہیں گلشن میں زیر گلبن ۔۔۔ لخت جگر پڑے ہیں یوں آس پاس میرے
غیروں کا گر میں شکوہ یارو کروں عبث ہے ۔۔۔ سو دشمنوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے

جعفر

[تخلص دو کس میدانم]

[اول]

[میر جعفر] مرحوم المعروف بہ جعفر [زٹلی] وے مردے بود از سادات نارنول طبع رسا داشت] اما بغیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہرچند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فردوسی طوسی نخواہم شد زٹل میگویم تا ممتاز عالم باشم [یک چند] در سرکار دولت مدار [شا]ہزادہ معظم محمد [اعظم] شاہ بہادر بجرگہ خواصان خاص عز امتیاز داشت زٹلیاتش تا الیوم برصفحۂ روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است این دو بیت کہ پسند خاطر فاتر افتاد ثبت یافت ؎

کنکر لگا دیوار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے ۔۔۔ خطرا پڑا آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے ۔۔۔ چلنا بڑے بازار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

دوم

جعفر دوم

جعفر علیخاں مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر انتعاشش در] عہد آسودہ

۱؎ کنکر ۔ ۱۔ ۲؎ بڑے ۔ ۱۔

مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ ایں مطلع وے [مشہور است] ؎

[چمکتے دانت دیکھے] یار کے مسی لگانے میں — جڑے ہیں ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے [میں]

جعفری[۱]

تخلص دو ریختہ گو باین احقر رسیدہ [تحریر] یکے [از] ان ہر دو بہ تکملہ مناسب دیدہ] و دیگرے را [ادرینجا بہ تسطیر رسـ] وے میر [باقر] علی [پسرو] م [میر قمر] الدین منت برادر کوچک میر نظا] م الدین ممنون [جوانے] بحلیہ [حلم] و ادب آراستہ و بز[یور] خلق و صلاح پیراستہ است] مشق سخن از برادر بزرگ خود میکند ایں پانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سرانجام ہوگا — تو مر کر بھی] کا ہے کو آرام [ہوگا]
کہیں جمع گر ہوگیا [درد دل کا] — تو ایک روز چرخ [سیہ فام ہوگا]
[جو] وہ روئے تاباں [یہ کھولیگا ز] لفیں — [تو خورشید پنہاں] نہ شام ہوگا

ورق ۸۶ [سینے میں] زخم جوں جوں ہو [تے] ہیں روز افزوں — ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا
اس نالہ رسا کی دیکھو درازدستی — کب دامن مسیحا یہ جا کے چھو نہ آیا
یہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے — تو آتش سقر کا گویا نمونہ آیا
آئے جو یاد ہم کو یا] ران بادہ پیما — ایک جرعہ مے کا لب تک بس [تا گلو نہ] آیا

[جب نگہ] سے وہ نگہ کر [کے] مقابل رہ گیا — کچھ نہ بن آیا مگر میں تھام کر دل رہ گیا
اس گلے تک [رجا] پہنچنے کی ہوس پر داغ دل] — پھول بن کر تجھ میں اے گل کی حمائل رہ گیا

---

[۱] جعفر د۔ و۔

سب مٹے [نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] — داغ الفت ایک زیب[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیس صحرا گرد کو — بھول کر ناقہ کید ھر لیلیٰ کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع[2]] اے خسرو کا نام — میرے چھاتی کیلئے ہے ایک یہ سل رہ گیا
بے حجاب آنکھوں سے گر اوٹھے [توہم] وہ [ایک] ہیں — جعفری حک [پر] دہ ہستی ہی حائل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ — ناخدا ترس تو کہیے ہیں تو تلوار نہ] کھینچ
تو ہے گر عرش پہ نالا [بھی نہیں] تجھسے [کم] — آپکو دور ہیں اے آہ شرر] بار نہ کھینچ

جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازاں انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و دیگرا [ے
جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال[3] الدین حسین کمال ایں] مطلع از واست ؎
جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر — دشت کو اوٹھ چلیئے [دامن جھاڑ] کر

جنون

تخلص سہ کس می [شنا] سم

اول

جنون اول

محمد [قمرالاسلام کہ از بزرگ زادہ ہا ے مشا] ہجہاں آباد صانہا [اللہ عن الشر والفساد]
و از شاگردا [ن میر] نظام ا [لدین ممنون است شوق] تازہ [بدیں] فن شریف بہم رسا [نیدہ]

---

[1] 'زیب' اصل نسخہ میں [2] مرگ ا۔ا۔ [3] شاہ کمال الدین ا۔ا۔

اما] کم کم میگویند ایں مطلع از [واست ؎]

اوٹھی جو شرم تو دونو ہی دل ملے نکلے — بجز حجاب [میا]ں کچھ نہ فاصلے نکلے

جنون دوم

دوم

شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی گویند کہ وے درویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب] کمال مردمان آں دیار از صحبت ایں بزرگوار فیض اندوز و وے بنا بر میل طبیعت گاہ گاہ بریختہ گوئی فیروز [است دو] شعر کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا وے مجکو بے خبری رہی
پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے شیشے [ہی] میں پری رہی
تری [چشم مست] سے ساقیا جنوں ایسا مست تو ہو گیا
کہ مے دو آتشہ طا[ق پر] جو دھر[ی تھی وو ہیں دھری] رہی

جنون سوم

سیوم

جوانے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد] در کتابت خوانی ایام محرم الحرام سلیقہ دارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [زمانہ اش] بسیار شکستہ خداش صلا[ح] و [فلاح] بخشد مشق سخن از میر امانی اسد می کرد بعد رحلت آں مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست ایں چار شعر از ان است] ؎

[اس خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ — [ہے] ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو بیتنگ سرخ]

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں — ہو گئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہ تھا لامکاں — عشق نے تیرے [کیا بے بال] و پر میرے تئیں

یار سے کہیو یہ قاصد کہ [جو] آتا ہے تو آ　　ہم نہ جائیں [چلے] دنیا سے یہ ارمان رہے

[چندا]

تخلص [رقاصہ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] یند کہ وے در حیدر آباد بہ نہائت [ترفہ و] تنعم ایام [بسر می آرد قریب] پنج صد کس از [سپاہی و شا] گرد [پیشہ وغیرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہا می ربا] ید [اما سرش] بہر کس [فرو نمی] آید شعرائے دون [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مدحش چیزے میگو [یند بجا ئزا] ت نمایاں بہرہ [اندوز می شو] ند بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] و از ناوک بازی و سناں کاری مژگاں در گذشتہ بہ تیر اندازی و نیزہ بازی میداں می پردازد غرض کہ نہائت ہوشمند است و بغائت پختہ کار و نادرہ عصر است و عجوبۂ [روز] گارد [یوا] نے مرد [ف] مشتمل بیشترے از انواع سخن دارد [و] عروسانِ فکر خود از نظر [شیر] محمد خان [ایمان میگذارد] این دو بیت از وے] کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

اخلاق سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا　　پر آپ کو] غلط کچھ اب تک[۲] گمان ہیگا
یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو　　[پر کیا کروں کہ تیرا رو در میان] ہیگا

ورق ۸۸

جولان

تخلص دو کس میدانم

اول

جولان اول

شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خان نام وے در ممالک جنوبیہ بعمدگی

[۱] ”یہ“ دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے خمخانۂ جاوید سے (ص۲۴۳ جلد دوم) نقل ہوا [۲] ”ایک“ در نسخۂ اصل

ایام بسر می [نمائد] و با [ہر] کس بآدمیت وحسن سلوک پیش می آمد این چار [ده] بیت از وے
است ؎

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں] — رکھا کیا چشم [میں مردم نے آب ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطلع رنگیں] — دہن [میں] اوسکے تو لعلِ خوش آب ارغوانی بھر
ترے بسمل کی اے ظالم نگہ گر تشنہ کامی کو — [نہ آوے کبھو] نگہ [آ]ب چشم سحاب ارغوانی بھر

اب [ا] یسی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر] — کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا [نی بھر]
[تر] ے مکھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیارے] — یہی ٹھا [نی ہے] اب دلمیں نہ دیکھوں زندگانی بھر
تری صورت ہے کیا کھینچے] جو تو اوس [شوخ] کی صورت — ہمارے [روبرو] ہر [گز] تو [ایسا دم نہ ما] نی بھر
نیام مخملی درکار کیا ہے [اے میاں] تجھ کو — مرے لو [ہو سے تیغ آبدا] ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر چھٹے [ہر سو] گل و [گلز] ار خنداں سے — صرا [حی میں تو اب ساقی] شرابِ ارغوانی بھر

جلوہ گر داغ جگر دیکھ برنگ پرِ طاؤس — [آ] تش غم [سے جلا] نقش فرنگِ پرِ طاؤس
گل ہی کھا کھا کے بنا سینہ مرا رشک چمن زار — روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

درتمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا [ل] — سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جاکے میں صحن چمن میں یک بیک دیکھوں تو کیا — [عا] رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی اپنی چشم مخمور [ی پہ] مست — [لالۂ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر میں تھا [صد برگ کے — اودے جوڑے پر تھا] نافرمان کے حسن کمال

دوم — جولان دوم

بہادر علی شاہ شاہ [جہاں آ] بادی کہ در علم تیر [اندا] زی در ایام خود علم بود این مطلع

---

۵۱ نظر ۱. و. ۵۲ بی ۱. ۱. ۰. ۵۳ 'بہادر علی شاہ' ۱. ۱. وخمخانۂ جاوید ص۲۹۵ جلد دوم

ازواست ؎

کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے
اے ہم صفیرو چھوڑ گئے ہو[کد]ھر مجھے

جوش

تخلص رحمو است وے شخصے بود عامی از شاگر[دان] مرزا فدوی بعد رحلتش میگفت که] از میان [غلام ہمدا]نی مصحفی توسل جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن و گپ زدن ہرچہ تما]م متراز[حسب] و نسب خود خبر میداد در ایام ہولی مقلدانہ آزا[دہ] شدہ بکو[چہ] و بازار غزل خوان میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آمد خدا داند زمانہ اش [بہ کجا] انداخت بہرکیف ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

در[یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو[کا] ہے
بے درد تو کیا جانے کیا ر[نگ کسو کا] ہے

ظرف پر[اپنے نظر کر تو] ابھی لڑکا ہے
مونہہ صراحی سے نہ او دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھہ بن کیا کیا [نہ ا]لم گزرا
بولا کہ ابے تیرا [روتے ہی] جنم [گزرا]

جوہری

تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہریان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ورق ۸۸
کہ تازہ] شوق شعرگوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق والخلق است ایں سہ

ك م ۱۰۱

بیت او راست ؎

ہو نال کا کل دل ناداں سمجھ کر — کافر کو ذرا دیجیو ایمان سمجھ کر !
اے دیدۂ پرخوں سر دامن ہو گل افشاں — تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجھ کر !
اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو — دامن میں رکھوں ہوں در غلطان سمجھ کر

جوان

تخلص دو کس [میشناسم]

اول

جوان اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہاں آبادی کہ از چندے رخت اقامت بہ لکھنؤ کشیدہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عز امتیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] ایں شش بیت از اوست ؎

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا[ک کے] اوپر
[رشیدانے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے اوپر

ساتھ ہر یک کے اوسے شوق ہے اب کشتی کا — اے جواں تو بھی تو اوس [فتنۂ دوراں] سے لپٹ

یہ اندنوں جو [ہمسے اتنی] رکھائیاں ہیں — شاید کسی نے باتیں کچھ کچھ سجھائیاں ہیں !

[نقاب] الٹ کے جو شب کو وہ مہ لقا نکلے — تو [چاند] ندشرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے
جو دیکھے گرد گرگوش اُن کا جان دے ہمدم — بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ٹک آہ جگر خراش سے　　ہوک اٹھے ہے دمبدم دل میں عجب قماش سے

دوم

جوان دوم

جوانے است نیک نہاد خدا یاد شیریں کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلاقال و قیل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از سواد بود اندکے بہرہ دارد و از مسائل دینیہ لابدیہ گونہ باخبر خیال طبابت ہم در سر دارد و گاہ گاہ استفادہ ایں فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ می سازد و شعر ہم گاہے موزوں می نماید از نظرش میگزراند موطن وے حضرت دہلی است و پیشہ اش معلم گری ایں چار بیت از طبع زاد وے اوست سلمہ ربہ و مدعمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر
[بر] ب کعبہ پھر و ہیں جڑوں گا لات چھاتی پر

تو بہت ہوگا پشیماں ہاتھ اوسکے گر لگا　　[فکر] میں تیری دلا پھرتا ہے بازی گر لگا

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب]　　یا] رو یہ رہ گئے [ہیں] مسلمان آج کل

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد شکر　　عشق نے اپنی طرف راہ بتائی [مجکو]

جہاندار

ورق ۸۹ تخلص مہین پور خلافت شاہزا [د] ہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف بہ مرزا جواں بخت[لہ] است از انجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ انفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنان کمیت قلم حقائق [رقم] را ازان جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

لہ جواں بخت بہادر ۱.۱.

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولاں مید ہم از شیریں گفتاری ہائے جناب ایشاں ایں نہ شعر کہ بمن رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لجنابہ انار اللہ برھانہ

دیت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے　　غرض چپ رہیئے اور آنکھوں سے [اپنی] خوں بہا لیجے

مرگس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا　　آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

چھوڑا ملاپ یار کا اغیار کے لیئے　　ترک شمیم گل ہیں کیا خار کے لئے

ترے عشق کے جب سے پالے پڑے ہیں　　ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی　　پر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی
قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے　　وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [نہ] گئی
دل سوزاں کی جہاندار مرے تا بہ فلک　　کون سی آہ تھی جو مشعل ہوائی نہ گئی

کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے　　بخت ناساز نے پھر آج بھٹایا تنہا

ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا　　تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں

جھمن لال

کائتھ وے از قدیم الایام از سکنہ حضرت دہلی است نیاکانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معلی القا[ب] امیر الامر[ا] ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ شرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ در اشعار فارسی و ریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بیشتر غزلیات و مقطعات در مدح امرا ذو بحرین گفتہ و قدح بعضے بملا[حظہ] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ید] و در مدح برخے چناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سر ہر مصرع نام ممدوح بہ آید و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقط و برخے نقطہ دار سرانجام دادہ و صنائع دیگر مانند قلب و ترصیع و امثال اینہا در شعرش بسیار است و کتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با ایں ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار نا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راجہ بہرپو[را] جہ اجیت سنگھ بہادر ہرچند از تہ دل میخواستند کہ افلاسش بفلاح مبدل گردد میسر نشد ماشاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن بسیار وارستہ مزاج و سادہ لوح واقع شدہ و نہایت مسکین نہاد و غربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہرکیف ورق ۹۰

ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ٥

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا] اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

اشک ہوتے ہی [تو لد اسقدر رسو]ا ہوا یہ تو [لڑ]کا حضرت مجنوں کا بھی بابا ہوا

ق

یہاں مختار جو باجاہ آیا برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی نے شاہ حاجی وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب راے بہ گاو تکیہ رکھے ہے لالا گلاب راے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر بھرواد[٥٢]ے کف میں لوٹی لالا گلاب راے

---

٥ ترجیع ا۔ا۔ ٥٢ بھردیے ا۔ا۔

بلبل لڑیں ہیں محل سرا[او] سکے میں مدام کیا لال بیٹا نانے یہ پالا گلا[ب] راے

مانگے جو ایک[1] موتی کا دانہ تو اوسکو پھر دیتے ہیں ایک سو ہیکی ما[لا گلاب] راے

شاباش اوسکی ماکو جو ایسا[جنا ہے پوت]

جیوے وہ[ا]وسکا کھیلنے والا گلاب راے

جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتانِ نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش بیکس عفی اللہ عنہ شعر میگفت از آنجا کہ فیض سخن است گاہے شعر موزون و خوب از و سرمیزد ایں دو شعر از وے است ؎

بھلے کام سے جس کی گردن موڑی تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی

پتنگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا وہ دیکھو اوسکی نکلی اڑی ہے اڑی

جینا بیگم صاحبہ

ایشاں دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اند گاہ گاہ بنا بر موزونی طبع فکر شعر میکنند ایں سہ بیت از ایشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسۂ نرگس میں جوں[شبنم]رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے تمہارے[ملنے کا نت انتظار]رہتا ہے

---

[1] کوئی ۱۰۱

حرف الحاء المهمله

در ذیل این حرف ذکر بیست و هشت سخن سنج که دو کس ازاں جمله حزین تخلص میکند و سه حسن و دو مرد به حسرة متخلص اند و دو[1] به حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتاده و دو را حیران و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج یا [فته] و مجموع اشعار که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته [. . . . . . .] شعر است که من جمله آں [. . .] رباعی واقع شده و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعر[ض وتقر] یباً مرقوم گشته

حاتم

تخلص بزرگے است به شیخ ظهور الدین موسوم و بزرگیش بهر کس معلوم [به] شاعری مشهور عالم المعروف به شاه حاتم وے از سکنۂ شاهجهان آباد صانها الله عن الشر والفساد بود در اوایل حال به سپاهگری ایام بسر می برد و در آخرها بهدائت سعادة ازلی و ره نمونی مشیت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیرباد گفته [مشت] خاک خود بدامان اهل دل بر بست و بریاضات درویشانه در پیوست در ایامے که بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدة الملک امیر خان بهادر عفی الله عنه ملازم بود و ارتکاب منهیات بدرجه اعلیٰ می نمود گاه گاه به تکیۂ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیه صلوٰت مبداء النفوس و العقول میرفت و میر مغفور که فقیر آزاد متشرع و درویش خدا یاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاه محمد امین سهروردی که عقب دیوار پائین قا [ضی حمید] الدین ناگوری قدس الله تعالےٰ اسرارهما مجردانه خفته است بود درمیخورد تا رفته [ر] فته اراده ارادة بدلش جا گرفت و بعد اظهار ما فی الضمیر عز قبول پذیرفت اما حسب ظاهر مامور معروفات و ممنوع از منهیات نگشت در عرض پنج شش ماه به عطاے

ورق ۹۱

[1] "و دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتاده و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافته" ا. ا. ص۱۰۳

تسبیح و مصلی و کلام الله و خرقه و (ماینا سبها) بے آنکه مکلف بعمل شرائع گردد بمرور و تدریج سرفراز
گشت در آخر ہمہ وقتے که [بر] ان استغفارے که از اوراد خاصه حضرات سهروردی بود ر[د] رح
الله تعالے ارواحهم باو رسید و بخواندن آن مامور گرد[ید] بمجرد خواندن حالتے بو[ے دست]
داد که در [حین میل مباشرة زنا] حرکتے از قوی شهوانی در خود نمی یافت و هنگام اراده شرب
مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا] م تهوع وقتے دست میداد تا بالمره حرف عمل
منهیات از صفحه خاطر عاطرش حک گردید و به صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بهرحال بسیار
آزادانه زندگی می نمود و خیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخرهاے روز مدام به تکیه شاه تسلیم که بر
شاه راه راج گهاٹ زیر دیوار قلعه مبارک واقع است تشریف ارزانی میداشت و بخلاف
و[ضع] آزا[د] ان نیمه می پوشید و بسیار با [نظافت] و طهارة [می] زیست و گرد مسکرات نمی[1]
گشت و بصوم و صلو[ة و سا] ئر شرعیات سخت مقید بود اما دستار چه آزادانه بر کلاه می بست و
دچو[بک] باریک و رومال که شعار آزادان است [باخویش] میداشت بالجمله درویشے بود
نیک دین صاحب یقین و شاعرے بود با نمکین از طبقهٔ دومین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم
مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد که دیوان زاده اش نام کرده و آن هم پنج هزار بیت
تخمیناً خو[اه]د بود [بطر]ز طبقهٔ سیومیں ازو یادگار است و شعر فارسی هم میگفت تلامذه بسیار داشت
در دیباچه دیوان نام [چهل] و پنج کس از [شاگردا]ن خود برشته تحریر کشیده سرآمد شعراے فصاحت
آما مرزا محمد رفیع سودا هم دران [س]لک منسلک است از انصاف گستریش چه بهطرازم
[استاد] سراپا درائت هدائت الله خان هدا[یت] عفی الله عنه می فرمودند که بارها از زبان
نصفت بیان آن استاد دوران شنیده ام که این مصرعه میخواند ع

رتبه شاگردی من نیست استاد مرا

ورق ۹۲ و میگفت حقاکه این درحق استادی من و شاگردی مرزاست مختصر کلام یک صد نود و چار
شعر[2] از زادهاے طبع آن والا نژاد رقمزده کلک لآلی سلک میگردد منه عفی الله عنه ؎

کعبه و دیر میں حاتم بخدا غیر خدا   کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

---

[1] اصلاحی ۱۰۱. [2] بیت ۱۰۱.

ہجر کی زندگی سے مرگ بھلی   کہ [یہ] کہوئے جہاں وصال [ہوا]

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ   سکے خوش آے یہاں سیر گلستاں تنہا

حاتم اب اوسکے سبھی مونہہ کیطرف دیکھیں ہیں   شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم   مزاجی نے کا [مر] جانے میں دیکھا

[نے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت   صدقے میں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے   خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

دورا ہے جب سے بزم میں تیری شراب کا   بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا   کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

مستوں میں [جو شیخ آپھسا] تھا   میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

وہی ہوتا ہے نامی[2] سب [میں] حاتم بعد مرنیکے   جو [جیتے جی] اوڑا وے آپسے نام و نشاں [اپنا]

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا   د[ل] کو جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[1] موت و. و.   [2] حاتم سب میں نامی و. و.

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کبھو [و] کچھ کر اوسنے[۱] ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے کون ہووے جو نہووے تو مرا

نہ جانا کس طرف گم ہو گیا ایسے رہے غافل کہ آواز جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے حاتم سا گنہ گار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

کنارِ آب ہے اور میکشاں شبِ مہتاب چلے تو کشتی مے پھر کہاں شبِ مہتاب

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گل گلاب ہو جاے سرخ پھول کے روے گل گلاب

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو موہنہ پھیرے میاں صاحب

شوق اوسکا آن کر یکبارگی سب لے گیا جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

ہم سیہ بختوں سے آشنا کیا ہے [نا]حق پیچ و تاب نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

آ[گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

۱ کے اونے ۱.۱.

ہو گئے اس کا [قد] و رخسار دیکھ — سرو قمری بلبل و گلزار مست

گئی دیوان کہہ چکا حاتم — اب تلک پر زباں نہیں ہے دست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ — گور میں سر کے تلے تکیے کی [جا] گر ایک خشت

مو سے باریک تر ہوا ہوں ضعیف — تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہاں [اں] ہے کہ ہو [وے د] یوانہ — کیوں ادھر آئی ہے بہار [عبث]

حاتم [اوس کے قد سے گر] دعویٰ کرے [اگلشن میں سرو] — چیر ڈالے [فا] ختہ ارہ بنا شہپر [سے آج]
[خال وا] نہ زلف دام ابر [وکما] ں مژگاں ہے تیر — دل [ہمارا] سہم اب کھاتا ہے ان چار [ول سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے — حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستان کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن — گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں ہندوستان [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں [سر] کو نوا کر چمن کے بیچ — یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

ورق ۹۲ توڑ کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد — کیا کہوں شیخ تیرے خاک اس اوقات کے بیچ
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم — یہ دم نقد نہ کھو [فکر] محالات کے بیچ

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجکو مرے سر کی قسم — ایک جب تک بھی لگا ہے تار گریباں کے بیچ

۱؎ دونوں نسخوں میں 'ذال' سے ۲؎ چھوڑ کر ا۔ ا۔ ۳؎ پڑھے ا۔ ا۔

ہب تمہ کان ملاحت ہیں سخن آب حیواۃ　　　یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

میں تنے پایا ہے خیالِ زلف کی شب میں وصال　　　حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

یار نکلا ہے آفتاب کی طرح　　　کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشمِ مست سیہ کی یاد مدام　　　شیشۂ دل میں ہے شر[اب کی طرح]

سالار قافلہ ہوں میں اہلِ جنوں کا آج　　　جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کارواں کی [طرح]

تمنا ہیں تری یوں دیدہ وا ہول　　　کبھو دیکھے تو ہونگے چشم مذبوح

مستوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا　　　دونا نشہ کرے ہے جو ہو ہے[۵] شراب تلخ

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ　　　تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بید] اد　　　کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا　　　ہوگئی چشم انتظار سفید

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پر　　　[حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو　　　ہو جاے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

---

۵ ہوئے ۱.۹. لیکن دیوان زادہ میں بھی 'ہو ہے' مرقوم ہے '

سب طر[ف] ہے شور کچھ طوفاں سا لاتی ہے بہار　[چیت] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

آج نرگس کو قلم کر کے صنم لکھتا ہوں　وصف چشموں کا تری کاغذ بادامی پر

بس ہے نوں سنگدل کا نقش قدم　میری [لو]ح مزار کی خاطر

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں　جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

کثرت آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا　تو بھی ہوتا ہے مرا نالہ گلو گیر ہنوز

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ　اللہ بس ہے اور یہ باقی ہے سب ہوس

میکدے کے در پہ حاتم گر پڑا　ہے [کسو] کو بھی اٹھالانے کا ہوش

دور میں چشم گلابی کے تری اے بادہ نوش　بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح پیمانہ رقص

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط　وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص

حاتم تمام عمر تو رونے سے مونہہ نہ موڑ　ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

ابھی آغاز ہے اے دلربا خط　خدا کے واسطے تو مت منڈا خط

چمن چن نکالے ہے کوئی ایسا بھی درد مند　مد[ت] سے ہو رہے ہیں [پھولوں میں خار جمع]

لہ از دیوان زادہ

چلو اب سیر کو اے گل رخاں باغ　　　　کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

حاتم اس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ　　　　ہاتھ کٹ جاوےگا اے ناداں ہے تیغ

دا [غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج [با]غ　　　　کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف　　　　[عمر] غفلت میں [نہ کھو] ٹک ٹک جھانک لے دم کیطرف

بلبلو [چہچہے] مبارک ہوں　　　　وہ گل [آیا ہے][1] گلستاں کیطرف

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق　　　　تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق
قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے　　　　جو پردہ مونہہ سے او [ٹھا کر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہوئے گی روز جزا ظالم　　　　اوٹھیں گے داد تجھسے مانگنے جب [صف بصف عاشق]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق　　　　اس طرح مونہہ پر ترے پیارے جھمکتا ہے بلاق

پہنچا زمیں سے نالہ مرا آسماں تلک　　　　یہ کیا جو کچھہ خبر نہیں اوس گلستاں تلک　　ورق ۹۴

[تھا پاس ا] بھی کدھر گیا دل　　　　یہ خانہ خراب گھر[2] گیا دل

اس درجہ ہوے خراب [الفت]　　　　جی سے اپنے اتر گئے ہم

---

[1] آتا ہے (دیوان زادہ) [2] اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں گھر ہے۔ ا۔ و۔ میں گر،

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم] تجھسے[1] ہی تیرے ستم [کی چاہتے[2] ہیں داد] ہم

نہیں ہے گل سو اگر غیرت سے تجھکو نظر بازی تو کیوں خورشید کے دیکھے سے تو بیتاب ہے شبنم

کیا باد خزاں نے گل چراغ دودماں گل چمن کی ان دنوں بھی کچھ نو رکھتی ہے خبر شبنم

تمہاری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام نگہ [کے مست کو شرب مدام سے کیا کام

ہیں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب خدا [پرست] سے مطلب نہ [بت] پرستی سے کام

کنج قفس میں پھینک کے صیاد ہے ستم [کرنیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

میں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے [کہا] ہووے گا کوئی ابتو ہمیں یاد نہیں

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ کون کہتا ہے او تے یارو کہ ہر جائی نہیں

ہزار زندگی بخشے ہے آب چشمۂ خضر ترے لبوں کے تو آگے وہ خوشگوار نہیں

تو صبح دم نہ نہا بے حجاب دریا میں پڑے گا شور کہ ہے آفتاب در [یا میں]

... سے ہے خون عاشق کے فلک اوپر شفق [یہ تما] شا ہے کہ رنگیں دامن قاتل نہیں

---

[1] تجھی سے (دیوان زادہ) [2] دیوان زادہ

خیال چشم [ترا ایسا] ہے آنکھوں میں ۔ شراب کا [سا] ہماری نشا ہے آنکھونمیں

نہ دلمیں چین ہے میرے نہ [خواب آ] نکھوں میں ۔ پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

تکلف برطرف [سو] سدرہ وطوبیٰ سے بہتر ہے ۔ مرے سر پہ یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

نہ آفریں نہ دلاسا نہ دل دہی نہ نگاہ ۔ غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

میکدے میں صاحب جام و شراب و شیشہ ہوں ۔ محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

افسوس کہ آپ کو میں اب تک ۔ معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں

[کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن ۔ اس انجمن میں اب لب حسرت گزیدہ ہوں

قیامت تک جدا [ہووے] نہ یارب ۔ جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

دل تو تیر نگہ [سے نے چھان] دیا ۔ اب نشانہ جگر کہے تو کروں

دامن تلک بھی اوڑ سکے نہ پہچا میرا غبار ۔ مشہور ہے زمین کہاں آسماں کہاں

جوش مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں ۔ میکدے میں چلکے یہ دھومیں [مچانی] پھر کہاں

کیا کہوں تجکو تو اب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں] ۔ دام] غنیمت جان حاتم [زندگانی پھر] کہاں

ہم بھی اس پیری میں ایک راحت جاں رکھتے ہیں ۔ شغل اوس کے [سے] دل اپنے کو جواں رکھتے ہیں]

فیق اس دور میں ہم[1] ایک دلِ ناشاد رکھتے ہیں — سوا اس کے ہاتھ سے بھی رات دن فریاد رکھتے ہیں
چڑھایا آسماں پر ہم کو آخر خاکساری نے — بگھولے کی طرح گو خا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز یک مشت پر کچھ ہاتھ آنے [کا] نہیں ان کے — عبث مجھ صید لاغر پر[2] نظر صیاد رکھتے ہیں

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر [کو] — ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
نہ[ـے] کے [ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ — ہاتھ [پہ] ہاتھ دئیے بیٹھے ہیں

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں — کئی مرغے[3] کباب ہوتے ہیں

بحرِ غم سے نکا[ل] اے ساقی — ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

میں پیمایش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] — نہ پہچا دامنِ صحرا مرے چاکِ گریباں کو
میں غم سے لٹ گیا مانند مو سودا سے جل جل کر — نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھ سے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو — جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول — [تیر]ے لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو ورق ۹۵

جہاں میں عشق کے برعکس دیکھا رسم و آئیں کو — کرے ہے [صید اوسکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وار بھی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم — کبھو احوال بلبل [پر] نہ آیا رحم گلچیں کو
تم تو بیٹھے ہوئے پہ[4] آفت ہو — اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی — کیا سیہ چشم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا — آشنا تھا غریق رحمت ہو

---

[1] ایک ہم دل ناشاد ۱۰۱۔ [2] پہ ۱۰۱۔ [3] مرغ ۱۰۱۔ [4] بہ ۱۰۱۔

ایسا کروں گا اب کے گریباں کو تار تار　　جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو
تری گلی ہیں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو　　جہنمی ہوں جو جنت کی [پھر تمنا ہو]
ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو　　داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو
تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب　　میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

باعثِ تیرہ بختی عالم　　اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو
اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت　　مجھسے کیا مہر و ماہ سے پوچھو
گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے　　یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

ہاں جی جانا بڑے [سپا] ہی ہو　　ابتو [شمشیر] کو غلاف کرو
چلو بیٹھے رہو بندھی مٹھی　　سینہ حاتم [کامت] شگاف کر[و]
اکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگ بہار　　حیف گل، افسوس بلبل، لے [قمری] و[ا] اے سرو
جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے　　ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو
شائد اپنے حسن پہ آپ ہی ہوا ہے مبتلا　　اندنوں کچھہ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں [ہے شیشہ]　　محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہنا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے　　لو جی کیا چومونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

لعل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو در دانہ　　ہے [نہاں[لہ]] چشم کے پردے میں جواہر خانہ
ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین　　دونو جلتے ہیں ادھر شمع اودھر پروانہ

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو　　مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

لہ اصل نسخہ میں 'یہاں'، و۔۱۔ میں 'کہاں' لیکن دیوانزادہ میں 'نہاں' مرقوم ہے ❊

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ گردوں کے مطبخ میں   سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

گو کہ شمیم گل سے آج عطر فروش [باغ ہے   دل ہی نہ ہو تو اے] نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

کسو کے زلف کے سو[دے] میں آج آنکھوں سے   [بجائے] سر اشک [کے] خون سیاہ نکلے ہے

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل   آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے
رو تو حاتم حسین کے غم میں   اور رونا تو رانڈ رونا ہے

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار   کہ ہر یک داغ چشم دوربیں ہے
پسند آوے تو بہتر ہے مرا دل   کہ تیرے نام کے قابل نگیں ہے

جان اس وقت روبرو تو ہے   آئینے کو یہاں [کہاں رو ہے]

تھا ابھی ہم پاس ابھی جاتا رہا یاروں کے پاس   آشنائی میں وہ لڑکا [گنجفے کا میر ہے]
ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے   زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے
ہم اور تری شکایتیں ظالم خدا سے ڈر   بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]
ساز درویشی و سامان فقیری حاتم   میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے
پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے   [ساقی] بیا بیا کہ خزاں میں بہار ہے
اے فصل گل پرے ہو نہیں اب ہمیں دماغ   آنکھوں میں آج ہر رگ گل نوک [خار ہے]
مدت سے خواب میں بھی نہیں نیند کا خیال   حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار] ہے
تیری تو جان میرے مذہب میں   دل پرستی خدا پرستی ہے
[بیخود اس دور] میں [ہیں سب] حاتم   ان دنوں کیا شراب سستی ہے

ورق ۹۶

ارے بے مہر مجھ کو روتا چھوڑ ۔ کہاں جاتا ہے مینہ برستا ہے
جس کو تیرا خیال ہوتا ہے ۔ اوس کو جینا محال ہوتا ہے
خون میرا شراب [جانے] ہے ۔ لخت دل کو کباب جانے ہے
وہ ستم پیشہ اپنے مذہب میں ۔ ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے
دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام ۔ کوئی ا[نصاف] کیجو کیا غضب ہے
توبہ زاہد کی توبہ تلی ہے ۔ چلّے [بیٹھے] تو شیخ چلی ہے
پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ ۔ اور بستی نہو یہ دلی ہے
[سگ شیر خدا] ہے تو حاتم ۔ [خارجی تیرے] آگے [بلّی] ہے
کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم ترے قد کی ۔ جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے
نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے سو جیتا نہیں رہتا ۔ ہمارا سانورا اس شہر کے [گوروں میں] کالا ہے

طریقت میں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے ۔ مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے
اوسے جو دیکھتا ہے دنکو سو خورشید کہتا ہے ۔ [جو گھر سے [رات] کو نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند ۔ شائد [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے ۔ شمع مجلس بھی بڑی دلسوز پروانے کی ہے
شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں ۔ کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]
جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑئیے ۔ مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے ۔ بتا تو [زلف] تیری [کس نے] یہ نوچی کھسوٹی ہے
ترے رخسار و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستانمیں ۔ [ایدھر بلبل سسکتی ہے اودھر] قمری بلکتی ہے

۵۱ بلے ۱۰۱۰ ۵۲ از دیوان زادہ ۵۳ ۱۰۱۰ ۵۴ از دیوان زادہ ۵۵ رہ ۱۰۱۰

دل سے بوے کباب آوے ہے　　کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [ہے] شاید آج　　میرے خط کا جواب آوے ہے
جتنے ویراں کیا ہے [کعبۂ] دل　　[کچھوہ] خانہ خراب آوے ہے

دل [میرا] لے کے پھر کر جاؤ　　تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے
جھانکتے تھے ہم تمہیں تم ہمکو کس کس گھات سے　　ہاتھ سے طرفین کے صد [رخنے] دیواروں میں تھے

طالع کی گردش ہو تو جا اپنی بود و باش　　خوباں [کے زیر] سایۂ دیوار کیجئے

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ　　روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے　　ایسے پیمان کے تیرے صدقے
[صبح] اوس کی [جبین] کے صدقے　　شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمندو [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی　　ہم ہوں اور صحرا ہو اور حسرت ہو اور دیوانگی

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر ولیکن آج　　بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے　　ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [تھی] چوری چوری　　[لاے یکدست] قلم کراوسے دستے دستے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت　　لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو　　وہی قدیم [یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم　　نشے کی لہر ہیں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

[سب مہیا ہے] مجھے دولت صیاد سے آج　　بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

تیرے تین تو[لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے میکشی سے اے ساقی گو کہ میں قسم کھائی

کلیجا مو[نہہ کو] آیا اور نفس کرنے [لگا تنگی ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی

[تیرے کوچے میں سر شہیدوں] کے ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے
قتل کرتا ہے تو جو حاتم [کو] کون او[ٹھا] ئیگا تیر[ے نکتو[ڑ]ے

ہوا ہوں سقدر کا سیہ تیرے عشق میں جانی کہ میں نے آپ [صو]رت دیکھکر اپنی نہ پہچانی
کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو چو کفر از کعبہ بر خیزد [کجا] ماند مسلمانی ۹

ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں میں قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کوثر دے]

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں ہے شیشہ محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے لو جی کیا چومو گے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

اس جہاں کے قمار خانے میں جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں
عمر ہفتاد و هفت سال کو هفت کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں
[زندگی ہو چکی میاں] حاتم وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم
حاتم افسوس دے و امروز گذشت فردا کی رہی امید سونا معلوم

حالی

[تخلص میر محب علی است] ہے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از امیرزادہ ہاے مرشد آباد بود انسلاک داشت گویند کہ سوداے خام شاعری در دماغ خود چنداں می پخت [کہ سرآمد شعرا]ے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو[د]ا وسخن سنج بے نظیر

ے یہ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۹ ے بشست ۱۰۱

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعر نمی دانست تا بدیگران خود چه رسد ع
ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]
[بہرکیف مطلعے] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎
عوض [میں بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر
یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر
پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویت لفظ میں متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] معشوق و یافتن عاشق عوض آں دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہر می شوند ولا [یخفی ما فیہ] زہے شعور دشمنی کہ شاعری ایں و دعوی آں گویا مرزائے مرحوم در حق [ا]یں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎
اتنی کچھ شاعری پہ کرتے ہیں ... میخ در کون آسما[ن و زمین]
بگمانش قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہر حال خوب می شد ؎
میں چاہوں بوسہ وہ دیں ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر
[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

حب

تخلص محب خفی و جلی برخوردار میر احمد علی است مد عمرہ وے نوجوانے است سعادت بنیاد از سادات قصبہ فرید آ[باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق دارد بحسب قضائے و قدر جد و پدرش در عرض شش ماہ وی را یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ نامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با]نواع تفقدات پیش می آیند و حق جدش کہ نسبت تلمذ بوے داشت بواجبی [ادا]ے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی حب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

ے بطن ۱۰۰۱.

ازبرخوردار سعادت شعار سیر عزت [اللہ] عشق طال عمرہ و [زادہ] قدرہ کہ [شعر خود] ہم از نظرش میگزراند اشتغال دارد خد [اش] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل بیشتر نام خود ہم بہ طریق لطیف می آرد این [بیست و یک بیت از گفتہا] ے او ثبت افتادہ منہ مدظلہ ؎

تو اولٹ دے جو ابھی رو [ے] حسین کا پردہ   [او ٹھ] گیا خلق کہے خلد بریں کا پردہ

بیٹھا رہا میں راہ میں کل منتظر پہ آہ   کہتے ہیں میرے [گھر وہ] ستمگار ہو گیا

کیوں خفا ہوتے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو   لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

ٹالے [بالے] کس لئے [کیوں] ہمکو بتلاتے ہیں آپ   بالے [لٹکا کان میں] بارے کدھر جاتے ہیں آپ ورق ۹۸
یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا   ایکدم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں آپ]

حب احمد مختار کی دے مجھکو الٰہی   زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا [ما] ت

شیشۂ دل کو اچھالو دم بدم مت ہاتھ میں   کیوں پڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاویگا ٹوٹ
رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی   کس لئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجھسے جھوٹ

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے   ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلد اعٔبث

یارو ہماری عقل بجا کچھ نہیں ہے آج   ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون سا بت سر [جائی] ان نے آہ   کہتے ہیں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے [آج]

؎ کری شلے ۱۰۱۰

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقو]ت وار سرخ   دیکھے ہیں جب سے میں نے لب لعل یار سرخ

اغیار سے لڑاؤ نہ[^1] تم آنکھ اچھا   جاتا ہوں خیر دیکھوں میں یہ عذاب کیونکر
[عا]شق[کی] دیکھ تربت [اک درد سے وہ] بولا   [حیرت]ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

[دل ہوا ان] سے جدا جان ہوئی دل سے [ہوا]   یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجھکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے   [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
جی تے جی بار [خدا یار] ہے بیماری عشق   تا] دم مرگ نہ ہوا سے رہائی مجھکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں   یاد آئی] جو تری سرخ رزائی مجھکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں   [حب احمد]کے سوا ساری خدائی مجھکو

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے   [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

حشر سے میں کیوں ڈروں دی ہے مجھے اپنی حب   احمد مختار نے حیدر کرار نے

حجام

تخلص عنایت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [اما درویش] نہاد صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [و مولہ] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ دست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشان [دادہ] بود خیلے باوصاف صوفیان صافی اتصاف و برسر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

---

[^1]: کیوں میں ن۔د۔

اختصاص داشت ازانجا کہ بسیار [عقیدہ] ة منش [و] نہائت خوش گپ بود درحین خدمت
آں گل گلزار[1] توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیرین دلفریب دل حقیقت
منزل آں فخر الاولیا خوش میکرد و فیضہا [می] اندوخت شعرش بسیار باکیفیت است در مقطع
ہر [غزل] بہ ورش تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا] محمد رفیع سودا
است بنابر آنکہ سنگ [یک] پہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [ے نمی] دانست تا بخوشگوے خود
چہ رسد از چندے ایں جہان را خیرباد [گفتہ] خداش [بیامرزد] ایں سی و یک بیت از گفتہاے
آں شیریں زبان [است ع

روز رخسار] کے لیتا ہے مزے خوباں کے بہتر اسے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

[قید میں اپنے] سلیماں نے کیے سب جن و دیو ہاے واعظ کو لگا اک بھوت بڑ کا رہ گیا
[اسقدر بھلگے] جو ہے حمام کے تو نام سے کیا بلا ابتک بھی اے ظالم تو لڑکا رہ گیا
[جیتا نظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا] بن وصل ترے سو یہ میسر نہیں آتا ورق ۹۹
کہتا نہ تھا میں تجھسے [جسدن نقاب] الٹا چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا
[حجام ہیرے دل کی تو آرزو بر آئے چہرے پہ اوس کے خالق گر خط شتاب لایا]
اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا ایک مجھسے ہی ننگ و عار رہا

بھول اوس کی گلی میں جا رہا [تھا] کل مرنے میں میرے کیا رہا [تھا]
اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا تھی جس جگہ کبھو [ترے بیمار] کی نشست
[دوکاندار ہوگئی حجام ساری خلق پکڑی ہے اونے جب سے کہ بازار کی نشست]
شیخ کی ریش شوخ تھا حجام کر گیا ہاتھ بار پست و بلند
بال دھونے کے مصالح کی ہو پڑیا اوسکی یونہی حجام کہیں پوچھے مرا وہاں کا غذ
یہ چرخ چڑھلے ہوے کیا جانیے حجام مریخ کو [کنے] دیے [ہتیار] فلک پر

---

[1] گلذار در ہر دو نسخہ [2] کرگیا ا۔ا۔ [3] ہے جو ا۔ا۔ [4] اب ا۔ا۔ [5] کبھی ا۔ا۔

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش　　ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش
آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ بچے　　ان تلک [حجام] ہی پہنچے نہ یہ حجام [تک]
نکیھ عاشق کی ترے رسوائیاں　　عشق کی یاروں نے قسمیں کھائیاں
[اوہم نے چھوڑا یارو] یہہ تخت دل کے ہاتوں　　تب بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]
دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام　　یاد کب اوس کا خط و خال نہیں
[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی　　بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آکر　　جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

مثال [ناقۂ لیلی کے] یک دو گام غلط　　خدا کرے کہ ادہر کو ترا سمند کرے
[زخمہائے کشتۂ] نیرنگ سے　　خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے
سر میاں حجام [بہتوں] کا پھریں تہیں مونڈتے　　آج اوس کوچے میں اونکی [بھی حجامت ہو] گئی

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی رو دیتا ہے
ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں نم سمجھے

ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے　　ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے
[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں　　بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے
اک روز [نصیبوں] سے کہیں ہاں تئیں پہنچوں　　پھر سر سے مرا اور در و دیوار تمہارے
اوس کاوش مژگاں [کا گلہ] ہم سے عبث ہے　　اے آنکھو یہ بوئے ہوئے ہیں خار تمہارے
اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام　　چھن جائینگے اکدن کہیں ہتیار تمہارے

حجام پڑا سخت حیا ناک سے پالا　　[کچھ] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے
تک چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو ادائے　　جھنجھلا کے یہ کہتا ہے [کہ] چل دور رزالے

حزین

تخلص دو کس می شناسم

اول

حزین اول

صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ گویند کہ جناب ایشاں بسیار نرم [دل] و شیریں گفتار و بنہایت پاکیزہ دین و ستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بہ ریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند ایں پنج بیت از ریختہائے طبع دربا [جناب ایشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
بھبوکا ہے دھوا ہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا
[چھپا] مکھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارۃ کا
ہراک بال [اوسکی زلفوں کا] ترا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]
[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش میں میں ھردم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا
[حزیں کو] ذبح [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے مونہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

[دوم]

حزین دوم

میر محمد باقر [مرحوم] [وے جوانے بود] از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رافت کہ در کنف [کفائت و کنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاں منظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں منظہر فیوضات] الٰہی [می گزرانیدھا] حب دیوان [از

شیریں زبان] است در عہد آسودہ عہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزین بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزین تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزین است مخلص کلام ایں بست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ۵ ورق ۱۰۰

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب [جنو]ں — فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیواں میرا

اس کی جدا خبر لے ، اوسکی جدا خبر لے — یہ ایک دل دو انا کس کس کی جا خبر لے

وہ کہ ہے ملک مسلم او سے یکتائی کا — خوب لیتا ہے مزہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں [تر]ے جور و جفا کا لیکن — سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دلبروں میں سے لیا ڈھونڈہ [میا]ں تجھہ سے کو — میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں — جس کا دل عشق سے کباب نہیں
ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں — زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو — مٹاؤں کس طرح میں ہائے اپنے دل کی حسرۃ کو
یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت — لکھا تھا یوں کہ شیریں سے [ملیں گے ہم قیامت] کو

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم — [کہاں ملتے ہیں اپنے] فن کے استاد

شیریں نے دی تھی دل میں [کچھہ اک کو] کہن کو جا — اونے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا
[نالاں نہیں ہے جور و] جفا سے ترے حزیں — جو تو نے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

---

۵ باقر علی حزیں ۱۰۱۔

کچھہ کٹی ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گزری
کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی
تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہاے کٹ جاتی

اوس بیوفا کے عشق سے کچھہ ہمکو جس نہیں
پأنو تلک بھی اوسکے ہمیں دست رس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم
چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریبان کیجیے چاک
جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب
کس طرح نہ ہوتی زندگانی یہ عذاب
جیتے تھے جنہوں کو دیکھ گلشن میں ہم
سو یو [ل و] ہ [ہو] ے خزاں سے ویران و خراب

دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے لے دل
کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بے دل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے
ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

[حسن]

تخلص سہ کس بہن رسیدہ

اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک اصلش] از ایران و مولد سش ہندوستان جنت نشان [است در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گردش دور دوار ویرا بدیار [مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [سالار جنگ]

گشتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاء است و از خدمت سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع ورق ۱۰۱
سودا ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز مرحوم ماناست مختصر کلام
شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے مملو از اقسام سخن دارد مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے
نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیرون ازیں مثنوی د[ر] ہجو بیدہ لکھنؤ
و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگالہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیزہائے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں
دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالی طبع بود از چندے برحمت حق پیوستہ
خداش بیامرزد ایں بیت و چند بیت از طبع زادہائے آں مرحوم است ؎

کسے آرزو تھی جو اس طرح لے[1] ساتھ غیروں کو آ گئے
بھلے خنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

چھوڑا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا اور کام کر چکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

خوبی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی کس طرح سے [ہے آ]ئے ہے بوسہ دامن یار کی

کہا میں نے کہ [گھر میرا]ے کبھی د[و] چار دن رہیے لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

عشق کبتک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا[ئیگا]

چنپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول بالے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

ترے بن باغ میں جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں
جان و دل ہیں اوداس سنے میرے اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

---

[1] اصل نسخہ اور ا۔ ا۔ میں "لئے غیروں کو ساتھ آ گئے" ہے۔ لیکن وزن کے خیال سے تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے۔

مجھ پہ ہے [یہ میاں] ستم و جور کچھہ نہیں   لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں
کیا ہے اب کوئی اور کیا رہ سکھے   دل ٹھکانے ہو تو سب کچھہ ہو سکھے
شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے   گریباں سحر کو ٹانک دینا دامنِ شب سے!
کہا میں نے بھرتا ہوں دم آپ کا   لگا کہنے صاحب کرم آپ کا
ہوے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو   بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیسا ہو

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے   اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

خوش ہے وہ مست کہ تابوت کے آگے جسکے   آب پا[شی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں
[وقت] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن ہو کے بتنگ   صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاویں

دلکو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں   سینہ خالی کیے اور اشک بھرے آتے ہیں   ورق ۱۰۲

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں   جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

وصل بھی ہوگا [حسن] تو ٹک تو استقلال کر   حال اپنا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

مارا جو جوش غصے میں دریاے حسن نے   جاوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

بے چیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز   جا جا کے بات کرنی ہر ایک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے   برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو نہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں   پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی   اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہوئے

اشکوں[۱] سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا   پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

حسن دوم

دوم

خواجہ حسن خلف الصدق خواجہ [ابرا]اہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کہماری علیہ الرحمت والغفران [ایشا]ں از پیرزادہاے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل و کمال پیراستہ صوفی مشرب فقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدا یاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] بربستہ تشریف شریف ب[بلد]ہ لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت در انجا افگندہ وضیع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مقتدا و پیشواے خود انگاشتہ سعادۃ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور وافیہ میرسانند از حسن خلق جناب ایشاں چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و [ثرو]ۃ کہ دارند نہایت متواضع و بغائت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و پرکیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نژاد [یازدہ] بیت در ایں جا ثبت افتادہ منہ مدظلہ و سلمہ ربہ ؎

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے   پر کچھ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا   اسطرف ٹک مڑ کے دیکھوگے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے   یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

نہ روویں رات دن جوں شیشۂ مے کس طرح ساقی   [کہ] تیرے [ہا]تھ سے ہم غمزدوں کے دل میں چھالا ہے

[۱] قول شاعر "اشکوں سے" تا آخرہ فیہ شئی لایخفی علی شاعر ماہر (منہ)

جھٹک کے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا — تو وو ہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

ورق ۱۰۲
تھا ارادہ وہ اِدھر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں — دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں
جان بخشی کو نہ آیا وہ دم نزع حسنؔ — اوس نے اوس وقت میں بھی مجھسے چرائیں آنکھیں

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اوسنے آہ — یکبار ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے — اتنا ہسایا تونے کہ مجکو [ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلے ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال — میری ہوا نے خاک میں مجھ کو ملا دیا

سیوم

حسن سوم
مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود و دوبیت ازاں ایں ہیچمداں دراین جا [می نگارد] ؎

ہے بھبوکا یاد ھوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں — شعلہ روکش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو دے اوس زلف کے پھندے میں پھنسا اے حسنؔ — جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ ترفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد رقاصہ زنے خوش اندام ہیچو نام کہ دراں اوان درہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوے میرسانید و باز جفائے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر برسر خود می کشید ازاں جاکہ بہ جناب

کرامت انتساب زبدۃ السالکین مولانا محمد فخرالدین قدس سرہ ارادۃ[1] درست داشت حضرت ایشاں عنائت بے غائت درحقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلاً دوائے تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاراں را نیز دلالت بر استعلاج از وے می فرمودند ملخص کلام میرحسین مغفور خیلے خلیق و یار باش بود وخط نسخ و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار درست و شیریں می نوشت در موسیقی ہم بہ تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [مہارتے] داشت وگونہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہائے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دیں پروری واستغنائے وے چہ بر طرازم کہ باوصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت پہیلر فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروئے سیادۃ واسلام قبول نہ کرد و عسرۃ کشاں از فانی جہاں بجوار رحمان درپیوست عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیش ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی ازاں مرحوم است ؎ ورق ۱۰۴

بدنامی عشق جان تلک پہنچ گئی — چوں کارد کہ استخواں تلک پہنچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی — پر کہیئے کیا کہاں تلک پہنچ گئی

حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول

میاں جعفر علی نیاکانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در ممالک شرقیہ علم استادی دریں فن برافراشتہ[2] تلامذۂ بسیار بہم رسانیدہ بود قلندر بخش جرأت رشید ترین شاگردان وے است نسبت تلمذ بہ سرپ سنگھ دیوانہ دارد[3] دیوانے مروف اردو

---

[1] ارادہ داشت ا۔ ۱۔ [2] می افراشت ا۔ ۱۔ [3] داشت ا۔ ۱۔

یادگار ماندہ در سرکار دولت مدار شاہزادہ نامدار کامگار جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ در سلک ملازمان خاص عز اختصاص داشت در آخرہا بہدائت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خداجوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہرکیف این [سی وسہ] بیت[۵] از گفتہائے اوست ؎

نظر آیا تجھے مکھڑا ترا کیا ماہ تاباں سا
جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

بیاں کیا کیجے اس سرو رواں کے قد و قامت کا
بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا
تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

نبض نہ دیکھ اے طبیب، ہاتھ لگا [اور] موا
میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگاں اوٹھا
پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا
آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو
تو ہی لیجائیو سر پہ یہ گلستاں اوٹھا

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا
جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

بلا سے گروہ ہرجائی بت قاتل نہیں ملتا
کہ جو اس وضع کا ہووے اپنا دل نہیں ملتا

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا
عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کر آیا

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم
حیرت سے ہوگیا ہے یک چشم نم سراپا

۵؎ شعر ۱۰۱۰

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو　　　جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

کل جو پہنچی تری آواز مرے کان کے بیچ　　　آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

ماہ کرے جولان حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح　　　مہر کرے اگر طلوع بام پر آکہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا　　　گل جو کھلے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد سے لگے تلخ　　　اور اوسکی میاں تجکو یہ فریاد لگے تلخ

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

زار و حسرۃ کش و دلریش ستم یعنی ہم　　　بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں　　　دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار تک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو　　　ولے کیا کیجے حسرۃ بلاء ناگہانی کو　ورق ۱۰۵

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
الٰہی دن ہے یہ میری موت کا یا شام ہجراں ہے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیسا زندگانی ہے
کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سرگرانی ہے

چھنے تیر نگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے
بنے غربال کی صورت جگر یوں ہو تو بہتر ہے

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کروگے
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
بیتابی[۵۱] و حیرانی و طغیانی گریہ
سب آنکھوں پہ ہم لیں گین (لگا) جو امداد کروگے
تاراج[۵۲] کیا جان و دل و صبر پہر آگے
کیا خاک ہے مجھہ میں جسے برباد کروگے

تیرے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے
غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے
کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے
پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوے جو اتفاقاً
حسرت کے مزار پر سے گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک
بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم
واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہدو حسرت کو
آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے
[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے
دردِ دل کی کوئی دوا نہ کرے

دوم
حسرت (دوم)

لالہ ذوقی رام وے [از] مہاجنان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بود شعر فارسی بسیار

---

۵۱ بیتابی ا، و. ۵۲ تاراج کیا صبر و دل و جان پہ اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

بمتانت میگفت ویولنے مملو انحار سخن دارد ازان جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنا بر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورہ[1] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بسکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنا بر تفنن طبع ریختہ[2] ہم موزون می کرد این نہ شعر من جملہ انہاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح
چشم گریاں نے مری گریہ[3] طوفان کیا

ہوشیاری میں جو آرام نہ پایا ہم نے
جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے

کھال کھینچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پر
جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے

دیکھ تلوار کبھی ہاتھ میں اوس کے حسرت
ہو کے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

آنکھ تو رو کے چھوٹ جاتی ہے
دل بچارے پہ آفت آتی ہے

شمع کے طور آتش الفت
سر سے لے پاؤں تک جلاتی ہے

درد دل کسے میں کروں اظہار
سن سکے کون کسکی چھاتی ہے

دن تو گزرا پہاڑ سا جوں توں
دیکھیئے رات کیسی آتی ہے

غیر کے پاس روز جاتے ہو
اپنے حسرۃ سے عار آتی ہے

حشمت

تخلص دو ریختہ گو بسن رسیدہ

اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشتاقان[4] دیرین زمان و استاد عبدالحی تاباں است

---

[1] محاورہ در ہر دو نسخ، [2] شعر ریختہ، [3] گریہ و۔ ا۔ [4] مشتاق و۔ ا۔

گویند کہ مرد خوش معاش صاحب تماش بود برا[در] انش کہ عابد یار خاں و مراد علیخاں نام داشتند در سلک بندہاے جواہر خانہ حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ منسلک بودند بہر حال ایں دو شعر از گفتہاے آں مغفور است ؎

خط نے ترا حسن سب گنوایا　　　یہ [سبز] قدم کہاں سے آیا

نکہت گل نے ستایا کسے زندان کے بیچ　　　پہیر زنجیر کی جھنکا [ر پڑی] کان کے بیچ

دوم

حشمت دوم

محتشم علیخاں برادر کوچک میر ولایت اللہ خاں ولایت و[ے] بدخشی الاصل [و] از سکنۂ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است بسیار عمدہ معاش بود باجاہ و ثروت ایام بسر می نمود دیوان فارسی بمتانت تام و فصاحت تمام دارد گاہ گاہ شعر ریختہ ہم بر روے کار می آورد ایں چار بیت از وے است ؎

بہار آئی دوانے کی خبر لو　　　اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

ہمنے نجف میں جاکے کیا خوش مقام ہے　　　کعبے کو دور سے ہی ہمارا سلام ہے

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے　　　اللہ کی قدرة کا تماشا نظر آوے

اے ناقۂ لیلی دو قدم راہ غلط کر　　　مجنوں ز خود رفتہ کبھو راہ پر آوے

حضور

ورق ۱۰۶

تخلص لالہ بالمکند برادر کوچک لالہ جہتمل تعل است کہ حسب ظاہر زنار دار گجراتی و در باطن

لـه مى ازد ۱. ۹.　　　لـه ۹. ۱. میں یہ اور اس کے بعد کا شعر درج نہیں ،

درویش قادری بود یازدہم حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ بہ نہایت تکلف می کرد و در آخر ہاے عمر کہ بنا بر تنگدستی یکبار سرنجام نیافت بہاے باے میگزیست و میگفت کہ حالا من زندہ نخواہم ماند در آخر ہماں ماہ رخت اقامت بدارالقرار کشید و ایں بالکمند از علم فارسی بہرہ وافی داشت و از عربی ہم گونہ چاشنی یاب بود و کتب ہم در پیش نظر داشت گرد مضامین انہا میگشت و بطور خود در ریختہ می نشاند شعر خود از نظر فیض اثر میدان سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید ایں سہ بیت از وے است ؎

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں ایک خانہ خراب ہیں دونوں

وہاں رشتۂ محبت معشوق توڑتے ہیں یہاں ٹکڑے ٹکڑے دل کے ہم بیٹھے جوڑتے ہیں

گالی تمنے دی غصے سے ہم چاہت کا [یہ] دم سمجھے
بس اب چپکے ہی رہیے گا کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے

حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ است سلمہ ربہ وے جوانے است یار باش وارستہ مزاج خوش طبیعت طیبت امتزاج ظریف الطبع نیک نہاد شریف الوضع والا نژاد محبت پرور اخلاص شعار مودۃ گستر اتفاق دثار شیریں گفتار نیکو کردار بمرثیہ خوانی وحید دہر بہ انشاد مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرید عصر پاس دوستی ہا بدرجۂ دارد کہ بنا بر تقطع دوست هنر خود گزیند لحاظ آشنائی ہا ہرتبۂ پیش نظر وے است کہ تا کار آشنا سرنجام ندہد حتی المقدر از پا نہ نشیند مختصر کلام اوصاف جمیلش چندانکہ بہ تحریر در آئند اند کے از بسیار دانند و اخلاق جزیلش سر قدر کہ مرقوم قلم واقعہ رقم گردند کیے از ہزار شمارند اصلش از خطۂ دلپذیر کشمیر است و مولدش خاک پاک جہاں آباد خیر بنیاد در شعر گفتن طرز خاص بدستش افتادہ طبع زاد خود گاہے از نظر دستدار

سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع قاسم ہیچمداں سراپا نقصان رسانیدہ ودر ایں ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق استشارہ می نماید وبیروں از ہمہ بنا بر ضربے از استیلاے غلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ درخاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر خار بود گل پندارد وآنچہ طبعش بوے اقبال نکند بو کہ ہمہ گل بود خار انگارد ازیں جاست کہ در بعضے اشعا[رش] چیزے ہست بہر کیف ایں سی ویک بیت از شیریں گفتاریہاے وے است منہ سلمہ ربہ ؎

جوہیں آیا مجھ پہ وہ خنجر دو دھارا کھینچ کر / آہ کا نیزہ اُسے میں نے بھی مارا کھینچ کر
پاس میرے جنس دل وہ مفت بر قیمت کہاں / پھر نہ آتا کیونکہ میں یار و خسارا کھینچ کر
صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا / اوس کے صدقے جسنے یہ نقشا اتارا کھینچ کر
ورق ۱۰۷ آ[فرا]یں تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا / کس پری کو تو نے شیشے میں اتارا کھینچ کر
خاک اوڑاتے مت پھرو بس آؤ جانے دو حفیظ / کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کھینچ کر

روز و شب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی / آپ کو پروا نہیں یہ ہمنے خواری آپ کی
تاڑیاں باتیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو / آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی
روبرو غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا / ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی
حضرت دل میرے حق میں دیکھئے کرتی ہے کیا / بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی
سینۂ صد چاک میں سوراخ ہوتے ہی [گئے] / اپنے ہاتھوں ہمنے جوں جوں بخیہ کاری آپ کی
ہمکو جتنا چاہنا تھا چاہ سے چاہا نہیں / ہو چکی باری ہماری اب ہے [باری آپ کی]

دفعتاً اُس بت کافر کو دلا رام کیا / بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا
میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے / وہ بھی بدنام ہو جن[لہ] نے مجھے بدنام کیا
دفن کے روز مرے یوسف ثانی نے آ / نام پر پہلے مرے ختم الف لام کیا

لہ جس نے ۱۰۰۹

پھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا　　کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھ سوا یا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا　　آج یوں زیر زمیں آن کر آرام کیا

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی　　کس کی راہ تکتی ہو کس کی انتظاری ہے

حفیظ ایسے کا رو کا پیچھا کرے گا　　تو آگے سے کچھ زیادہ بدنام ہوگا

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوے　　کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوے

خاکپا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں　　کچھ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیبِ دردمند　　ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھ ہنستا ہے مرا مونھہ گاہ رو دیتا ہے وہ　　جس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جاسکتا ہوں واں　　وہ اودھر ناچار ہے اور میں ادھر ناچار ہوں

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں　　درد میں کیا کوئی کمبخت گرفتار نہیں

محبت آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے　　اگر آدم ہسا تی ہے تو پھر پہروں رلاتی ہے

کیا ہوا میں نے ہنسی کی مجھہ میں اوس میں چھوٹ ہے　　وہ خفا مجھسے نہو گا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجاے آپہی آپ کیوں　　شہر نا پرساں ہے ایسا کیا کچھہ ایسی لوٹ ہے

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ تاق ہے　　پر دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

سنہ- دیکھہ رہتا ہے ۱. ۱.

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بیوفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیسا ہوئی

نہ کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل کہ دل میں داغ یہ تیرا دیا ہے

حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سیدزادہ نیکو
خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہایت خلیق و بغایت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب ورق ۱۰۸
است بعلی ایام بسر می برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارۃ گفتہ فکر ریختہ ہم
میکند ایں چہل[1] و نہ بیت از زادہ ہائے طبع اوست منہ سلمہ ربہ ؎

گویا قندیل میں اک شمع ہے خاموش کھڑی شیخ مندیل میں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ تنکا سا رہا ہیں دشتِ دنیا میں گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھتے [ہیں] خار اون کی آہ قبروں پہ حقیر سیج پر جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا کی گور پر گررو تو کب روویں ترا ہم چشم تھا تو ہی ٹک اسیر گریہ کر شبنم

---

[1] جاتے ۹-۱۰ [2] چہل و پنج ۱۰۹

آہ جوں نقش قدم ٹھوکریں میں خلق کی اب — ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں — اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

اس زلف عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی — مرجائینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس ہیں

ہو موم دل جو [آل][ل] کے مرا گل ملے حقیر — شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ ہیں

شب بھبوکے کو مرے [رخنہ] فانوس سے چھپا نہ — سر کو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

مردم [اوس یار کے مکھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] — اول آلایش کونین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے — مجھ کو دکھلاؤ نہ پانوں کے بھبھو لو آنکھیں
اس سہرا سے گئے ساتھی جو تمہیں چھوڑ حقیر — تم بھی کچھ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

ہو باغ میں چراغاں گل کا ہزار روشن — آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا — بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف ہلیاں
چرا دل پنجۂ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی — دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلبلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار پھل دے مقصد جاں کا — شجر میں تن کے پیکان غم سے لگ چکیں کلیاں
حقیر از بسکہ دشت خار میں میں خوار پھرتا ہوں — یہ چھاتی دیکھ آنکھیں قیس کی پاؤں مرے پڑیاں

خاک رہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو — آنکھوں میں مری آ نہیں چل دور ہوا ہو

ل لہو کے ، اصل نسخہ

بعد مدت کے میں سو[تا] ہوں ابھی رلحت جان　　پاٹو اپنے کا مرے سر سے نہ سر کا تکیہ

پہنچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق　　ہیہات [یوہیں] مر گئے سب آنکھو رگڑ کے
عشاق کی ذلت ہی میں عزت ہے سراسر　　دانا نہو سرسبز مگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں　　جوں نقش قدم یار کے پاٹو سے بچھڑ کے

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لیئے　　پر ہم سے وہ کھچی رہی بے پیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے　　آتا نہیں ہے جان ترا تیر کس لئے

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملنا ہو　　کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے　　باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

لگے ہے دوڑ چھاتی سے مجھے وہ نت سے ن[یکھے]　　محبت سے نہیں پیارے ترا سنگ ستم خالی

نہ تنہا جان [تیری چاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے]　　رولایا تو نے یوں بے دید جو آنکھونکو رو بیٹھے
گیا گلر وہی ہے شمع اب لسوز تیری دل　　تمہیں آپس میں مل باتیں کر دلے دل جلو بیٹھے

دوری نے تو خطوں کے مجھے یوں کیا حقیر　　جو بوجھ رونگٹے کا بھی تن پر و بال ہے

دل کو لپٹ کے گیسوے دلدار لے چلے　　[قرآن چھین کر دیں سیہ کار لے چلے]
پاٹو پڑوں صبا جو تو چشم حقیر کو　　[جوں خس اوڑ] اکے تا قدم یار لے چلے

ا؎ پاٹو ۱۰ - ۱۰　　۲؎ جسم ۱۰ - ۱۰ ۳؎ کنا دامن

آہ کے مصرع کے میرے گر معانی دیکھیے [پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

بہنگ نقش قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

ورق ۱۰۹ نہ دل پھر پھر کے اپنے در پے ایذا و خواری ہو نرخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو

بے ادب جو اوس نخل رعنا کے آگے آئے سرو سر تڑ اپنے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو
قمری یوں قرباں ہوا وہ ناز سے بولے نہ آہ بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

مر الخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں میں مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں ٹک بیٹھے
حقیر ایسا ہے دل خوش جا کے اوس چشم خماری میں کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کرک بیٹھے

آنکھوں سے کوے یار میں جاتا ہوں میں حقیر چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوے

میں وہ حقیر ہوں آیا خیال خواب میں گر کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا پہچا
جھٹک کے مجھے چھڑایا جو ناز سے اونے کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا پہچا

دیگر

یہ چومیں پاؤں ہم ہیہات دیکھیں ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے
ابھی کلے تو اسکے چیر ڈالیں میاں پر پاؤں تیرا درمیاں ہے

حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سید زادہ بلخی الاصل بریلی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ بعلی

ایام بسر می آرد نسبت تلمذ [بہ] قلندر بخش جرأة دارد خوش فکر معلوم می شود این نہ بیت از گفتہای اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

نہ خفا ہو جو تک رہوں پیارے — کہ نہیں اختیار [سیا] رہیں آنکھیں

ولا اب دونوں کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں — ہوے بیمار ہے ہم بھی تری تیمار داری میں
دو بارہ گر یہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب بخشو — بلائیں میں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں
برنگ موج دریا اضطراب دل کے مارے اب — چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھ حسرة ہو گر میرے — مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں
کہ اسدم آے وہ اور رسے زباں یاری تو یوں کہیے — کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

رباعی

ایک طور پر اپنے یہ زمانا نہ رہا — آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا
جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم — [افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

حلیم

تخلص دو کس می شناسم

اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمٰن وسے مہین پور سراسر سرور حضرت استاذ والانژاد

۱؎ برد ۱۰۱۔ ۲؎ بیاض ۱۰۱۔

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوہ متفلسفین پیشوا ے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق تدقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرگروہ فضلاے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ خیلے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولی دارد و بر تجویز دوا و تنفیذ مداوا دسترس علیا از آنجا کہ در تدبیر مرضی مشرف الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطرازم کہ بوے حسن خُلق و خَلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق ترا در زمان ماضی بود بجیب دلبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و یار باش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب [البیا]ن کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ دربارہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سر برنہ آیند تا باستیعاب خود چہ رسد لہذا ازاں وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [بہ] تسطیر [مفندہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سرزدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎ ورق ۱۱۰

مسی کی اوواوٹ کہوں یا پان کی لالی اوس شوخ کی میرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک یا مشہد دل کی یہ مجمر کی ہے جالی

کہے ہے لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم [ذرا] ٹھہر تو کہیں لیویں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] عدہ فر[وکب] کرے ہے آتش عشق کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [پوستی] ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی

وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دن اور رات ہے کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

لہ مرادف ۱۰۹۰

نہ تاگے سے سیا جائے نہ ریشم کا لگے ٹانکا　　کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ڈورے

دیکھ لے دیکھنے اے چشم ذرا سوئے حباب　　بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں لائے ہے افسردہ د[لی]　　پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھا [نے کو]

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے　　اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہائے تیری [یہ جوا]نی اے حکیم　　داغ [دل] کو تیرے کیونکر دھوئیے

مرے [رونے نے اوسکو] مجھسے کھویا　　مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

قطعہ

سنکے گھڑیال کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال　　سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم　　کاسۂ عمر ہوا جائے ہے میرا لبریز

دیگر

حکیم یک بیک آیا جو زندگی کا خیال　　تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر　　ہر اک نفس نفس واپسیں سے ہے نزدیک

دوم

حکیم دوم

محمد پناہ خان وے جوانے است خوش اختلاط گرم ارتباط بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی خبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن سازی رایکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید در اوائل نثار تخلص می نمودند آخرہا کہ کسب طبابت اختیار کرد حکیم تخلص فرمود بہر کیف ایں ہشت بیت از طبع زاد اوست ؎

بو چھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر　　ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا　　مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واشد سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا   گل جھڑتے تھے ہر بات میں یہ لطف سخن تھا

تیرے لئے خلق در بدر [ہے]   اے خانہ خراب تو کدھر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں   [ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہنے میں [اگٹھا وسکے]   آفت ہے اگر یار و وہ زلف پریشاں ہو

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے   دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو   گر عنایت کرو کرامت ہے

حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے [ست] از قصبہ اٹاوہ کہ بعلی [آیا] م بسر میکند ورق ۱۱۱
وخوش خلق و یار باش شنیدہ می شود این چار شعر از وے است ؎

نہوتا میں کبھو پابند تیرے کاکل کا   جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قان کے بیچ   گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریبان کے بیچ

سو طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جسوقت   چشم کی پیالی میں سبزی سے پلاوے رنجک
پان کھلاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے یوں تک   مے سے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

حیران

تخلص دو ریختہ گو می شناسم

اول

میر حیدر علی شاہ جہان آبادی کہ عمرے بمالک شر[قیہ] بسر فرمودہ ودر رسالہ راجہ

حکایت راسے بہ بلدۂ لکھنو در جرگہ سپاہیاں نوکر بود شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ است [خوش] میگویند اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گرد] بدہ ایں ہشت بیت از ریختہائے طبع او برقیم رسیدہ ؎

اپنے جانے کا وہاں [ات] کو ہے نے راتکو ڈھب دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا بہات نہیں دامن سے [مونہہ] ڈ[ہا]نپے رہنا [پہراں] بات نہیں

کیا اک خلق کو ان ابرو[وں] نے قتل اے حیر[ا]ں کہاں [جا] تا ہے واں تلوار پر تلوار پڑتی ہے

دیکھ [زخمی مجھے اوس] کوچۂ قاتل والے ہس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے

قطعہ

میں نے حیراں کو جو دیکھا روتے بن گئی دوکھہ (کذا) نے کی بات میری[1]
اُن کی خدمت میں ادب سے میں نے عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں بندگی قبلۂ حاجات مری

دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم ایں ہر دو پدر و پسر خط نسخ[2] و نستعلیق خوب می نویسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و در سلک اساتذہ مرشد زادہائے آفاق النسلاک و انتظام دارند ایں ہفت بیت از گفتہائے حافظ بقاء اللہ حیراں ابقاہ اللہ المنان است ؎ حیران دوم

ہوں دوانا میں اثر کے نالۂ شبگیر کا پھر کیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا
جاں بلب ہیں جی چلا جاتا ہے غش طاری ہے آہ جلد آ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے + [2] کذا در ہر دو نسخہ

تا فلک پہنچی نلے کچھ دل میں اوس کے جا نکی آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تاثیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو کچھہ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قبر کا
گرد تربت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ تا کہ جانے ذعیر ہے حیرانِ خوش تقریر کا

کہدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاسے] گل چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کا [فی] بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور اک مشت استخواں ہے کہیں لیکے داب دو

حیدر

تخلص [سہ کس] ایں کس میداند نوشتن یکے ازاں ہر سہ [ہ] تکملہ مناسب می پندارد
وآں دو دیگر را دریں جا می نگارد

حیدر اول

اول

آں ہر دو عزیزے است از دودمان حرمتی الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس
خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشر والفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد
اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرقہ دارد
دو شعر ازاں کہ باین بے بضاعت رسیدہ دریں جا می نگارد منہ سلمہ ربہ ۵

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا
ورق ۱۱۲ ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب دہلا الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

حیدر دوم

دوم

سید حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشواے انس و جان محبوب سبحانی
غوث صمدانی است قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کہ بتر فہ و توسع ایام بکام دل بسر می برد مولدش
دار السلطنت لاہور و اکثر اوان فرخندہ تو امان زندگانیش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بانجام رسیدہ

وآرم وسرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ محتاز[و] سرفراز بود از چندے حرکت دور دوار ویرا با اہل وعیال بہ پیشاور کہ مرزایان آنجا بیشتر عقیدہ و[ارادت دار]ند افگندہ شعرش مربوط و[ریختہ] است ایں شعراز زادہا ے طبع آں صاحب یقین پاکیزہ دین است منہ سلمہ ربہ ؎

بیوجہ نہیں حسن [دل] افر[و]ز بتاں کا
دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق نے پہنچا دیا اپنا
کہ رو[نے پرمر]ے اب چاک ہنستا ہے گریباں کا

ارادہ ہے بے ڈھب کچھہ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قا[بل]
[احوال اپنا] کیا ہے دیوا[ن] ہے حزیں کا

لے سنگ وحشت مجھپر [ہر خاص و عام نکلا]
بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

کیونکر پڑھے نہ حیدر لیل و نہار سودا
اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

ملیں اوسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا
یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھہ بن نہیں آتا

کچھہ فکر اور ہی کرو اس دردمند کا
اب وقت جاچکا ہے نصیحت کا پند کا
بے وجہ تو نہیں یہ تڑپھنا سپند کا
شاید کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا
یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے
محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب
سر لگے اپنا ہلانے جا پس دیوار سب
آہ لب پر ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہاے
عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوے آثار سب

وصل کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی
آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار میں
بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

دل سلامت ہے پھر ہم کو ہیں دلدار بہت
جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا
اور بھی گرچہ جہاں میں ہیں طرحدار بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [بول] کچھ آگے آیا
تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

آ[ہ] کی دھونی لگائے [؟] در پہ بیٹھا ہوں ترا اے
ٹک دریچے سے کبھو تو اوبت بے باک جھانک
گھر میں خوباں کے تو جانا ترک [مد]ت سے کیا
لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانک جھانک]

خواب شب غم میں ترے اے مہ بے مہر کہاں
چشم انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
چارۂ عشق تو بہتیرے ہی کیجے حیدر
دل بے [صبر] کے ہاتھوں سے پہ [ناچار] ہیں ہم

مشرب ہم اپنا [کیا] کہیں مست الست ہیں
بندے تو [ہیں خدا کے پہ صور]ت پرست ہیں

عشق کی دوکاں میں حیدر عقل و دانائی کہاں
جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوگلی میں مرنا یا دھمکوں سے پھر ڈرنا ہی کیا
دل دیا عاشق ہوے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق مے نوشی کسے جب سے ہوں [سرشار] جنوں
دشت پیمائی ہے ابتو بادہ پیمائی کہاں
جھولیاں خالی کرو پتھروں سے [اے] طفلاں شہر
پاؤگے تم اور [کوئی] مجسا سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے میں ارمان آہ
اوسے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

حیا

ورق ۱۱۳

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است وے از طرف والد ماجد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

لہ خریدار و ۔ ۲ کذا۔ تاک جھانک

سید رضوی صحیح النسب است ہر یکے از نیاگانش بہ ثروۃ تمام و مکنت تام بکام دل معیشت می نمود جدش بدیدار [ہر ژدہ] پسرکہ ہر یک شیر بیشہ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود بعضے از اجدادش کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بمنصب والائے شش ہزاری سرفراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلام حافظ محمد حیات مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [بے] بنیاد و [بسیار] خلیق و خیلے شفیق بحلیہ [صلاح] و تقوی آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و بغائت مودب و نہائت مہذب بود و در مشرب عالیہ قا[دریہ] بحدے [غلو] داشت کہ بنا بر تبعیت صاحب [دو زبا] ن پیشوائے انس و جان محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ] ہب حنبلی اختیار نمودہ و حب حبیب خدا علیہ عن الصلواۃ افضلہا و من التسلیمات اکما[لہا] بمثابہ در نہاد [نیکش] جا گرفتہ بود کہ من بعد [آ] نکہ [بزیارۃ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجا[ورۃ رو] ضہ رضیہ طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چند سال بکتابت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ جان بجان بخش سپردہ در بقیع عز قدر حسب تمنائے دل تدفن یافت رحمہ اللہ تعالے و ازانجا کہ یارباش شاہد تلاشش بود گاہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و ہمین گرد اشعار متفرقہ دار و ایں دو بیت از زادہائے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفش زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو ہات
سر پہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہونی ہو سو ہو

حبا کی تلخ کامی کا یہ قصہ مفصل جا کہو شیریں سخن سے

حیرۃ

تخلص دو کس سیدانم یکے [را] ازاں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے غلام محی الدین خاں نبیسۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمرالدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار ویرا از حضرۃ د[ہلی] برآوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہرہ ور زبان سخن طراز است خوش میگوید ایں چار

ـــــــــــ

۱؎ قمر هیت ا۔ د۔ ۲؎ ریختہ خوش می نوید ا۔ د۔

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ او است ؎

ہم اوس بزم [سے یوں پر ارمان] نکلے　　جدائی میں جس طرح سے جان نکلے
میں ڈھونڈا جو سینے میں دل اوس کے بدلے　　کئی اوس کے تیروں کے پیکان نکلے

اول عشق ہے اور تازہ بہار آئی [ہے]　　اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے
[ہے] تم دیکھوں میں کن آنکھوں سے لے غیرت عشق　　ایک عالم [ا] وہی کوچے کا تماشائی ہے

حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر چراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ وشاگرد [دان] میر شیر علی افسوس است [این ہیچ] بیت از گفتہہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مرنہ گیا　　ترے مریض کا اے جان درد سر نہ گیا

ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے　　حسرت زدہ ہم چلے جہاں سے
ہے دور شراب لیک ساقی　　ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے

وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے　　تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے
کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل　　کچھ میں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

حرف الخاء المعجمہ

ورق ۱۱۴

درطے ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ انہا دو کس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

۱؎ نیک ا۔۱۔　　۲؎ ایں ا۔۱۔　　۳؎ شست وشش ا۔۱۔

خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم عرف میر کلو است وے درویشے بود از مجاوران درگاہ عرش اشتباہ قدم شریف حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و در چارسو بازار [کہ در] جوار آں بقعہ فائض الانوار واقع است تکیہ داشت دخیلے وارستہ مزاج وخوبی امتزاج خوش طبع آزاد وضع شیریں گفتار نیکو کردار [از] مصائب سعی دنیا ارمیدہ و بدل درد رسیدہ بو [د] مشّاق [سخن] [بردیہ] دوہرہ دوہیں می نمود ایں پنج بیت [او] گفتۂ منہ عفی عنہ ہ

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم روز محشر کے[1] اُٹھیں گے گور سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سلیقہ [کہ نر] گس کو بو یا نہ بوئیں یہ آنکھیں

[ستانہ آہستہ کیجیو حجام] تار اوس زلف کا رگ جاں ہے

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

کوئی کافر کہو کوئی مومن یہ ترا خاکسار ہے سو ہے

خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ است وے بدخشی الاصل [ہند] ی [المولد است در دیار] دکھن بہ سپاہ گری ایام بسر می برد و ہمیشہ از شاہراہ محبت و [مودۃ] می رود ایں مطلع او راست ہ

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی دل تو ہی بتا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

---

[1] کو ، ۱ ، ۱ [2] ہموارہ ۱ ، ۱

خان

تخلص محمد [خان] افغان شاگرد سعادة یار خان رنگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو[یت] واقع شدہ [ا]ین دو شعر او گفتہ ؎

یاد جس وقت تیری آتی ہے　　مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے　　ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

خادم

تخلص شیخ خادم علی کیتھلی است وے در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد تربیت یافتہ نیاکانش ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می بردند عش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان بنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجب می یافت وخودش نیز تا الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ مبلغ دو صد رو[پیہ] منسلک [ا]ست بسیار مرد قابل خلیق و مہربان وشفیق و [متواضع] و نیک ا[ختلا]ط و مودب و کر[م ارتبا]ط واقع شدہ بانشا پردازی ید طولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شفیعا و تعلیق و شکستہ در[ست] می نگارد [دیوان فار]سی و ریختہ ہر دو مروف دارد شعر خود از نظر [سخن] سنج بے نظیر محمد تقی میر میگذر[ا]ند] از اشعارش کہ بمن [د]ست دادہ بیست و دو بیت ثبت افتادہ منہ[سامعہ ربہ] ؎

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا　　مگر ایک لینا ترا نام آیا

ہو غریق رحمت پروردگار　　آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے رے غفلت ترا خانہ خراب　　قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش [کمند زلف　　پیچھے پڑی ہے کا ہمکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر
[صد آفر] یں ہے میری بھی عالی پسند پر
ہے عزم اوس مکاں کا دل ناتواں کو آہ
جس جا نہیں مجال کہ مارے پرند پر
چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا
ہے گو کھروں کی لہر جو اُس سینہ بند پر

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت
مہوس ڈال دے تو نسخۂ اکسیر پانی میں
ایک نقصان میں تو کامل ہیں
اور ہم میں کوئی کمال نہیں

ورق ۱۱۵

فصل خزاں میں عندلیب مرگئی گل کے ہجر میں
غسل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے
بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ پھر ذرا
رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر
سمجھہ ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

شوخ کے ہاتھ سے جگر خوں ہے
حال دل کیا کہوں دگرگوں ہے
شور محشر ہے اسکے باعث آہ
کیا قیامت وہ قد موزوں ہے
جائیں قربان گو کہ ہم سو بار
آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

شیخ [جی] کعبے [چلیں] یا دیر کو
کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

آ [گے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا
یہ [کے] اے چشم مرا کام [بہایا تونے]
ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی]
مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تو نے
کچھہ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا خادم
ایسے سفاک سے جو [آنکھہ] لڑائی تو نے
[مدت] سے ترا [ہی تلاشش میں تھا]
دیکھا تو اب آپ ہی میں تو ہے

لہ ہیں پورے ا. ا.

تیرے قامت کا اگر شورہ ہووے لا ریب   اہل عالم سے قیامت کا یقیں اوٹھ جاوے
اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے   چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خسرو

تخلص وہم اسم سامی و نام نامی امیر نیر خوبیر مملکت ہنر پروری و سخن سا[زی د] بیر صاحب تدبیر قلمرو سخن [سنجی و نکتہ] پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان جنت نشان طاوس خوش خرام بوستان تقدس توامان شہرستان وحدۃ و عرفان صورۃ نفوس و عقول معنی فنافی الشیخ و الرسول شیر بیشۂ توحید نہنگ دریائے تفر[ید] روشن دل خدا آگاہ المخاطب بہ ترک اللہ مظہر[نام عا]شق حضرت اویس الملقب بہ محمد کاسہ لیس است قدس سرہ و روح روحہ و سے علیہ الرحمۃ والغفران ترک لاچین و مرید محبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب اللہ العالمین سلطان مشائخ زمان و زمین مقتدائے مقربان درگاہ کبریا حضرت نظام الدین اولیاست قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم کمالات آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاہ لایزال و لم یزل نہ بآں درجہ ایست کہ باحاطہ تحریر در آید و خامہ دو زبان از عہدۂ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از ہر در نظم باشد یا نثر کہ زیادہ از چار صد ہزار [بیت] وکمتر از پنج صد ہزار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ باں فصاحت و ملاحت و باں بلاغت و [متانت است کہ با حدے] تا الیوم دست بہم ندادہ و [صنایع و بدایع دراں] صرف نمودہ کہ ازاں رو [گو] ئی سبقت از پیشینیاں [در] ربودہ شعرش عزت بخش ہندوستان [و فخر ہند] وستانیا سخنش ارمغان ایراں و مستمسک ایرانیاں از قوۃ ایجادش چہ بر طرازم کہ وجود نقوش قول و سرود نوائے دہل زناں بہ بانگ بلند ازاں خبر مید ہند و از جودۃ طبع خدادادش چہ مرقوم سازم کہ شیو[ع] شایع زا[د]ہ [طبع] بلندش از جنس لغز و چیستان و مکرنی و پہیلی و مانند آں غلغلہ کناں بہر کس و ناکس میرسد و تفصیل بعضے از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدۂ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکہ ملاحت در کلامش از فیض لعاب [دہ]ان مبارک حضرت شیخ افزودہ و چندحج بطریق طے ارض در رکاب سعادۃ نصاب جناب ایشاں نمودہ ورق ۱۴۶
و نیز آنحضرت در حقش گفتند امیدوارم کہ مرا بسوز سینۂ ایں ترک اللہ بہ بخشند و اگر فردائے قیامت مرا پرسند

سلہ اصل نسخہ میں "زیادہ" ہے   سلہ قوالی و ۔ و

کہ ما را چہ تحفہ کرامت آوردی بگویم کہ سوز سینۂ ایں ترک اللہ دما بناسبہا در کتب مبسوطہ بہ شرح وبسط اندراج یافتہ فلیرجع قاسم[1] فرشتہ وغیرہ بعضے از ارباب سیر نوشتہ اند کہ حضرت ایشاں بملاقات شاہبازعرش پرواز عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس اللہ تعالےٰ اسرار [ہم] فائز گردیدہ ذیض کلام اعجاز انتظامش بجناب ایشان رسیدہ چنانچہ در بعضے از اشعار خویش اشعارے بداں فرمودہ اند ؎

خسرو مست اندر ساغر معنی بریخت شیرہ از [خمخانہ] مستی کہ [در شیراز] بود

[مصرع - جلد سخنم] دارد شیرازہ شیرازی و اللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر کلام کلام در توصیف [آموزدن] فیوضا[ت نامتنا]ہی فضولی است و [سخن در] رخصو[صیا]ت آں محب محبوب الٰہی جہوں بہرکیف ایں غزل پنج بیتی کہ بداں حضرت منسوب است و بزبان [آں او] ان فیض بنیان بسیار مطبوع و مرغوب تیمناً و تبرکاً زیب[2] سلک آراستہ کلک خود میکنم لہ [قد] س سرہ ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دو راہ نیناں ملاے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیوگا ہے لگاے چھتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے کہ جاسناوے پیارے پی سے[3] ہماری بتیاں
شباں ہجراں دراز چوں زلف زمان وصلت چو عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ[4] گریاں بعشق آں مہ
نہ نید نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں
بحق آں مہ کہ روز محشر بداد ما را فریب خسرو
سپت من کی دو راہے راکھوں جو جاے پاؤں پیا کی کھتیا[ں]

---

[1] قاسم در ہر دو نسخہ، [2] زیبا در ہر دو نسخہ [3] سوں ۱۰۱۰

[4] دونوں نسخوں میں "زمہر آنہ گجشتم آخر ہے" لیکن نسخۂ اصل میں اسکو کاٹ کر "ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ" بنایا گیا ہے'

خستہ

تخلص دو کس می دانم

اول

عبداللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است والدش از رفقائے قدیم نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد الطاف و عواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و [خوش اختلاط] وخلیق و کرم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق است ایں چار بیت از گفتہائے اوست ؎

[وست] قاتل پہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی — یہی رنگت کا [کبھو] رنگ حنانے نہ دیا

جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا — میاں میں صدقے [تے] ہوں اوسکے زباں ہلانے کا

جب خاک غریباں پہ تم [اس چال سے آؤ] — انصاف کرو [کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی
[یہاں تک] تو ہوے [محو] تمہارے کہ جہاں میں — تو ہم سے قسم ہمکو اگر یاد ہو کوئی

[خستہ] دوم

خستہ دوم

میاں غلام قطب بخش وے نوجوانے است رعنا نیکو سیر زیبا منظر از اولاد امجاد سالک مسالک ربانی سید محمد کرمانی روح اللہ روحہ و از مجاوران [بقعہ] با صفا حضرت نظام الدین اولیا نور [اللہ] مرقدہ بسیار خوش خلق و مہذب نہائت نیک خلق و مودب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے شوق ایں فن شریف بہم رسانیدہ وسخن خود از نظر بعورے خاں آشفتہ گزرانیدہ

---

۱ شناسم ۱۰۹۔ ۲ اصل نسخہ میں نہیں ہے ۳ ۱۰۹ میں نیز نمخانۂ جاوید میں (جلد سوم) صرف "قطب بخش" تحریر ہے۔ ۴ زیبا در نسخۂ اصل۔

ایں چار شعر از گفتہاے او است ؎

جلوہ اوس مہ نے جو ناگہ بلب بام کیا
روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا

جسکو پروا ہی نہیں کوئی مرے یا جیوے
دل دیا ہاے میں اوس شوخ کو کیا کام کیا ورق ۱۱۷

جور و جفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو
چاہ کے پیاسوں کو تک شربتِ دیدار دو

ہاے رے ناانصفی جلوت و خلوت کے بیچ
سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

خلق

تخلص میر احسن جھین پور میر غلام حسن حسن صاحب مثنوی بے نظیر و بدر منیر است وے مانند تخلص خود سراپا خلق واقع شدہ حیا و حلم بدرجۂ اعلےٰ دارد طبعش رنگین و فکرش معانی آفرین است مشق سخن از والد ماجد خود نمودہ و ازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل فرمودہ ایں چار شعر از زادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہیں کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے
یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

[رباعی]

آئے ہیں عدم سے جب کے روتے ہیں پڑے
وہ دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]

اے خلق [خوش] احوال انہوں کا جو وے
آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خلق پسر دوم میر غلام حسن حسن است وے نیز [شیریں

گفتار] پاکیزہ کردار حسن الخلق والخلق واقع شدہ نسبت [شاگردی] بہ پدر والاتبار و برادر نامدار [خود] دارد ایں پنج بیت ازو است ؎

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا اسطرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا
میرے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ تو نے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

کمر باندھی جب [سر] فندق نے تیری دلربائی پر تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکی آکے سر مار گئے سینکڑوں منتر والے
مے کی خواہش ہوئی اوس [وقت] مجھے ہائے غضب اوٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است وے باوصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قرآن شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد سارنگی خوب می نوازد و خیال وٹپہ [ٹپہ] می گوید و گاہے ریختہ ہم از طبعش سر میزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پر نور منسلک بود از چرب زبانیہا مزاج اقدس را از جا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف روئیہ سلاطین تیموریہ انار اللہ براہینہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ در جہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد برپا کردہ چہاستم کہ بر بیچارگان نکرد حفظ کلام اللہ تعالے [را] باوصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر بنا واجبی بایام [متبرکہ] صیام بافتاب [آفتاب] جوزا در عین نصف النہار [استادہ] بساخت آ[خرکار] بہزا [را] ل نکا[ل و بدنا] می آوارہ دشت [نا] کامی شدہ بہ رام پور رخت [ادبار] انداخت حالا بہ پیش خدمتی یکے از افاغنہ آنجا اوقات بسر می کند کہ کرد [کہ] نیافت بالجملہ ایں دو بیت از گفتہ ہائے حافظ غلام محمد [خوش ر]س است ؎

وصل کی باتیں صنم ہمکو جو یاد آئیاں آنکھیں وہیں خود بخود اشک کو بھر لائیاں

[لئیے اب کس لیئے] باتوں کا اس کی برا   عشق میں ایسی ہی کچھ ہوتی ہیں رسوائیاں

خیال

تخلص غلام حسین خان سلمہ الرحمٰن است و ے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت و از [اقارب] اسدیار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق و کشادہ پیشانی و صا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یار باش بہ اندیش پاکیزہ معاش نہائت مودب و لبا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عمر بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوید ایں ہمہ بیت از شیریں گفتاریہاے وے است ؎ ورق ۱۱۸

تونے جو کیا بجا ہی تھا   اپنا ہی [تو] مدعا ہی تھا
ہے دل کی شکستگی پہ افسوس   اپنا تو جہاں نما ہی تھا
دنیا کو خیال چھوڑ بیٹھا   دانائی کا مقتضا یہی تھا
تجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو چڑھ جلدی خیال   لگ رہا ہے عرش کے پایہ سے زینہ عشق کا

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سیر   شگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

چمن میں بوے گل پر شور شیں ل نے اٹھائیں ہیں   بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

بلبل سے گل کرے [ہے] عبث اتنی کاوشیں   کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن
صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جاے   کچھ بیطرح [سے] تڑپتا ہے [یہ بیقرار] حسن
اوسکی مژگاں کو وہی مشق سناں بازی ہے   یہا[ں طراو]ۃ دل پر خوں کی ابھی تازی ہے
آیا سلوک پر نہ جو وہ اشک و آہ سے   لاویں گے ہم اب اوسکے تئیں اور راہ سے
وہ صید ہوں کہ عرش کے پایوں کو دوں ہلا   تڑپھوں اگر میں [تیر] ے خدنگ نگاہ سے

ابتے ہیں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے ‌ ‌ ‌ ‌ ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

جرعہ افشاں ہو ہماری خاک پر غافل کبھی ‌ ‌ ‌ ‌ ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے میخوار نہیں تھے
لگے ہے آگ کو کوسے تری سرو و صنوبر کو ‌ ‌ ‌ ‌ تو کس کے نرم خاکستر پہ قمری آج لوٹ آئی

[کس کو] معلوم تھا یوں تجھسے جدائی ہوگی ‌ ‌ ‌ ‌ یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہنچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی ‌ ‌ ‌ ‌ اپنی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑ گیا ہے تری صورت کے سبب دل میں غبار ‌ ‌ ‌ ‌ مجھ میں آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

حرف الدال المہملہ

در ذیل ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ آنہا دو بزرگ درد تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافتہ و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال درتحت ایں حرف مندرج گشتہ [دو صد و شانزدہ شعر است] کہ من جملہ آنہا یازدہ رباعی واقع شدہ و دو شعر نواب آصف الدولہ مرحوم کہ در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال ثبت افتادہ در اینجا تقریباً و بالعرض تحریر یافتہ ۵

دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از [شاگر]دان شیخ شرف الدین مضمون و مرد بسیر مشق و صاحب دیوان بودا ما بنا بر طول زمان و درازی اوان شہرہ دیوانش رو بخمول و اندراس نمود ایں دو شعر از طبع زاد ہاے او کہ بدست افتاد بزبان قلم در آوردہ [ست اوبا] است عفی اللہ عنہ ۵

بہر صورۃ خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا ‌ ‌ ‌ ‌ یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا   یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

درد

تخلص دو بزرگ می شناسم   ورق ۱۱۹

[درد] اول   درد اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب والا یش بنا بر ظہور ظاہر مفتقر تحریر نیست وحسب اعلیٰ اش نظر بہ شیوع شایع مختلج تسطیر نے لہذا عنان شبدیز قلم واقعہ رقم را از ان جولانگاہ معطف ساختہ بمضمار ترقیم نبذی از خصایص نفس نفیس مسترخی می سازم ذات ملکی صفات آں برگزیدہ انفس و افاق ونفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلے از ادناس علائق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولیٰ حریق نیران عشق الٰہی غریق بحار حب رسالت پناہی منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوۃ کدہ تفرید شیر بیشۂ زہد و توکل نہنگ دریاے فہم وتعقل صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبۃ تلمذ بکسے [از] دانشمندان کمتر داشت وبیش ازیں نیست کہ ماہے چند از خدمت افادۃ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بر اکتساب فنون رسمیہ ہمت گماشت تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن دقایق فنون شرعیہ وارد رسائل چند در علم سلوک وتصوف کہ ہر یکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت و رہروان شاہ راہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارت بود کہ سرامد سرود سرایاں میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد ہما[نا کہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی وکتاب رباعیات کہ بواردات موسوم است ودیوانے مختصر بشابہ چشمۂ آبحیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت وشاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائم ومحب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ از رشدلے شاگردان جناب ایشاں اند خاصہ در بحر خفی بدرجہ اعلیٰ فصاحت و مرتبہ اقصی بلاغت است و با ایں ہمہ شاعری کہین مرتبہ آں مہین پور مادر گیتی است ازاں جا کہ تحریر عشر عشیر اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل مقدور قلم حقائق رقم نیست ازاں در گذشتہ بہ تسطیر یک صد و

ہفتاد و پنج شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل سرزدہ مبادرۃ بیجوئد بجناب دردم اللہ روحہ

مانند حباب آنکھ تو اے درد [کھلی تھی] کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا
ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا [اعیان] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا
ہو گیا جہاں سرے کثرۃ موہوم [آ] گئے وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوۃ خانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا
کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے موںہہ سے موںہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا ورق ۱۱۲
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس جی ہی نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ جیدھر ملے وہ ابرو اودھر نماز کرنا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا
سوبار سوز عشق نے دی آگ پر ہنوز دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

زور عاشق مزاج ہے کوئی درد کو قصہ مختصر دیکھا
شیخ کعبے ہو کے پہچا ہم کنشت دل میں ہو درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

ہم نہ کہتے تھے موںہہ نہ چڑھا اوسکے درد کچھہ عشق کا مزہ پایا

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا تو اکدن مرا جی ہی جاتا رہے گا
ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی عیش کو گشتۂ غم کیجے گا
کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحا لیکن — میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا — نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا

یک بیک نام لے اوٹھا میرا — جی میں [کیا اوسکے] آگیا ہوگا

جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھو سکا

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس — روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

بیٹھا تھا خضر آکے مرے پاس ایک دم — گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

تیرے سبب وہ اور بھی مجھ پر غضب ہوا — اے نالے وا[ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا

ایدھر کو جو مسکرا کے دیکھا — کچھ تو جی سے حجاب نکلا

جوں چاہیے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا — کر اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا

لے نہ جاوے حرص اہلِ فقر کو — ہو سکے کب موجِ نقش بوریا

نہیں مذکور شاہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں — کبھو کچھ ذکر آتا ہے تو ابراہیم ادھم کا

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا — بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

برہم کہیں نہ ہو گل و بلبل کی آشتی — ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈراوے ہے یوم الحساب سے — گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

حجابِ رخ یار تھے آپ ہم ہی — کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

نشہ کیا جانے وہ کہنے کو مے آشام ہے شیشہ — جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشہ

تو بن کہے گھر سے کل گیا تھا — اپنا تو جی نکل گیا تھا

اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل — اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا

میں سامنے سے جو مسکرایا — ہونٹ اوسکا بھی تو دہل گیا تھا

بھرا مے سے نہیں یہ نو ستے معمو ہے شیشہ   تجلی پہ نظر کر سکی کوہ طور ہے [شیشہ]

یوں ہیں ٹھہری کہ ابھی جنبیے گا   پھر شتابی تو بھلا آئیے گا
کیونکہ گذرے گی بھلا دیکھو تو   گر اسی [طرح] سے شرمائیے گا]
درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر   اپنے [تئیں] آپ بھی سمجھائیے گا

تمنا مرتش ہوئی ناامیدی   یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا
[ہے] عشق سے میرے یہ ترے حسن کا شہرہ   میں کچھ نہیں پر گرمی بازار ہوں تیرا
میری بھی طرف [کو] ذرا آجا مرے یوسف   بڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا

مری بے صبریوں کی بات سن سب سے وہ کہتا ہے   تحمل مجھسے بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکھتا ورق ۱۶۱
کہا میں یوں تو مل جاتے ہو آکر بعد مدۃ کے   ق   اگر چاہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکھتا[1]
لگا کہنے سمجھ اس بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا   ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکھتا
درد ہم کو یہ رات دن تیرا   نالہ زار خوش نہیں آتا
گزرا تھا بعد مدۃ وہ سامنے سے ہو کر   اے کوتہی نالہ [یہ] وقت تھا کئے کا
اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں   ایسا بھی کبھو خدا کرے گا
گر ہیں یہی ڈھنگ تیرے ظالم   دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا
چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ   اے توسن بہار تجھے تازیانہ تھا

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری   خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلایق ہے   کوئی کعبہ سمجھتا ہے کو[ئی] سمجھے ہے بتخانہ
ظالم یہ صید دل سر فتراک سے ترے   اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [نے سوار تھا]
مدۃ کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق   تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

[1] نسخۂ ا۔ د۔ میں یہ شعر مرقوم نہیں +

وے دن [گئے] کہ ہمیں بھی فراغ تھا   یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا داغ تھا
مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو   گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا
ایک تو ہوں شکستہ دل تسپہ یہ جور یہ جفا   سختی عشق واہ وا جی نہ ہوا ستم ہوا

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا   مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

زاہد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب   چاہیے کہ دل سے دھووے کدورت سو دھو چکا

مذکور جانے بھی دو ہم دل طپیدگاں کا   احوال کچھہ نہ پوچھو آفت رسیدگاں کا
محبت نے ہم کو ثمر جو دیا   سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا
فلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا   جہاں [جی چاہیے] وہاں جا کبھی دل میں اثر کرنا

غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا   حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا   نوخطوں نے اب نکالا پیش خانا حسن کا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا   پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا   عاشق تو ہم ہوے پہ کیا کیا عذاب دیکھا   ورق ۱۲۲
آشیانے میں درد بلبل سے   آتش گل سے آج پھول پڑا
تجھکو نہیں ہیں دیدۂ بینا وگرنہ یہاں   یوسف چھپا ہے آن کے ہر پیرہن کے بیچ

چاہیے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آئے میرے   اپنے دہن کو لا کر رکھدے مرے دہاں پر

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر　　شیشہ ہو گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

ہس قبر پہ میری کھل کھلا کر　　یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

لازم ہے گوشۂ شکن زلف میں ترے　　ظالم کوئی پڑا رہے مجھسا شکستہ دل

ساقی کیدھر ہے کشتی مے　　اب کی کھیوے میں پار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر　　اسمیں بے اختیار ہیں ہم

جز اہل صفا بستا تو جوں عکس　　اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا　　پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم　　بہار باغ گو یوں ہی رہے لیکن کدھر شبنم

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب در پے　　جو ہو سو ہو پر اسے اپنو یار رکھتے ہیں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی　　افتادہ ہوں پہ سایۂ قد کشیدہ ہوں

تقیدگاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق　　کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ ہوتے ہیں

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے　　سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی نہیں
اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے　　کیا کیا اے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہے اسی اضطراب میں　　جوں موج آپھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں
ہر جز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال　　دریا سے دُر جدا ہے پہ ہے غرق آب میں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی　　دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

کسو پہ بلا تیری تیوری چڑھائے　　تری تیغ ابرو کا انگار میں ہوں

نوع انساں کی بزرگی سے ٹک ایک　　حضرت جبریل محرم ایک ہیں

دو نو عالم سے کچھ پرے ہے نظر　　آہ کس کا دل[1] و دماغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ہاتھوں　　پستا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا　　تو بھی دامن نہ کیا درد نے تر پانی میں

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں　　سو گیا تھا جگا دیا کن نیں

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

مجھے در سے اپنے تو ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں　　دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
بیوفائی پہ اوسکی دل مت جا　　ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

[1] دلا ی.و.

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو رد طبیب — کوئی دم کو یہ بھی اسکی ناتوانی پھر کہاں — ورق

شیخ میں رشک بے گناہی ہوں — مورد رحمت الہٰی ہوں

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو — کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ڈال۱ دینا اوس کو نت ہر طرح جوں قبلہ نما — پھر مجھے پھر پھر کے آ رہنا اوسی کے روبرو

میں دل کے ساتھ کب تئیں کشتی لڑا کروں — اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو — یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

جاوے درِ قفس سے یہ بے بال و پر کہاں — صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجکو — نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

ہم گلشن دوراں میں اے خفتگی طالع — سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو — یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر — جی ہی جاتا ہے چلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ — بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

دور نہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا — یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

---

۱ 'ڈال' اصل نسخہ میں ۔

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستیٔ] خراب سے کیا کام تھا ہمیں — اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیے — پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام — اے دردؔ کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

قاصد سے کہو پھر خبر ادھر ہی کو لیجاوے — یہاں بیخبری آ گئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں دردؔ اضافت سے مبرا — عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ بر آوے

اذیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے — کبھو ٹک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھر آتی ہے
بہر کیفیت یہی رہتا ہے مجکو دردؔ کیا کہیے — کہ ایسی زندگی سی چیز یوں ہیں مفت جاتی ہے

دیتے عبث ہو شیشۂ گراں سنگ کو گداز — پگلائیے جو تم سے کوئی دل پگل سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے — اوس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

طریق اپنے پہ اک دور جام چلتا ہے — وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے — جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے
اوٹھتی نہیں ہے خانۂ زنجیر سے صدا — دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے
تا ابد جوں قطرہ مجسا منفعل — جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے ورق ۱۲۴

نہ ہاتھ اوٹھاے فلک گو ہمارے کینے سے — کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے
نہ ملیں گے اگر کہے گا تو — تیری خاطر ہمیں مقدم ہے
جوں جوں وہ کٹے ہے تو یہی آئے ہے جی میں — پھر چھیڑیئے اور باتیں سنا لیجیئے اوسے

کاہے کو ہوتی گردش تمکو نصیب و طالع — گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے
نظر میرے دل پہ پڑی درد کس کی — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے
اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں — گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے
کعبے بھی ترے ساتھ بھلا شیخ چلیں گیں — یدھر کو پھرینگے ہم اگر بار کے گھر سے

کبھو بھی جی میں نہ گزرا خیال سرتابی — بہ رنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم میں ہے چھپ رہا کہیں — اپنی تلاش سے غرض ہم کو سراغ ہے
دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت — کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے
پہلو میں دل طپاں نہیں ہے — ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی — کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

صدقے ترے میں کب تئیں تڑپا کروں عبث — ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے
یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے — جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے
آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں — درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے
شخص و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہو گئے — اونے دیکھا اپنے تئیں ہم اس میں پیدا ہو گئے
ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاو — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دیکھنے پاتا نہیں ہے کوئی جسکی چھاؤں یہاں — لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سا یا گئے
یا کہ وہ راتیں نہیں یا یہ دنوں کا پھیر ہے — ہاتھ اب لگتے نہیں تب پاؤں دبوا یا گئے

محبت نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا — قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

واہ وا قسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہئے — وہ ہوا بے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے
زلف کی کج ادائیاں دیکھو — سر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے
وہ دختِ رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو — کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی
دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار ہے اور تس پہ طرحدار بھی ہے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو — تو لگ رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے — ہم تجھ کو دکھا دیتے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے — جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے — مرگ آ پہنچیو کہ قابو ہے ورق ۱۲۵
نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی
آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر — یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

علاج دردِ سر صندل ہے لیکن — ہمیں گھسنا ہی اوس کا دردِ سر ہے
کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل — سجدہ اودھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے — شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

نہ ملیئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے وگر ملیئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

رباعی

اے درد یہ کون صبر کو لوٹ گیا یوں تجھسے جو ضبط یک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھپہ مصیبت پڑی ایسی ظالم کہہ تو سہی جی ڈھا کہ دل ٹوٹ گیا

دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اہل شرسے نہیں ہٹنی نجات دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

دیگر

موند آنکھ سدا کب تئیں دن ٹالیے گا غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے درد مراقبہ تو کرتے ہو ولے ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

دیگر

اے درد اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
موجوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

دیگر

اے درد یہ درد جی سے کھونا معلوم جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں — ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھنا آگے — اے دردؔ ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے دردؔ سبھوں سے برملا کہتا ہوں — توحید نہ میں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جائے انکار — بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

یا اسنے ہی کچھ رسم تغافل کم کی — تاثیر بڑی ہے یا کہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظروں میں — اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

دیگر

تیرے [لیے] دردؔ کی کسی سے نہ بنی — بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر — ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہوے جسکے اوسکے محبوب بنے — دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے — بس دردؔ خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[درد] دوم

اورد دوم

سید کرم اللہ خاں وے بزرگے بود از دودمان شرافت وخاندان نجابت بہ نواب معلی
القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت
فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالا کلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد ورق ۱۲۶
شعرش خالی از درد نیست ایں یک غزل پنج بیتی از زادہاے طبع آں والانژاد کہ در سفینہاے
دیرین یافتہ شد بہ تحریر در آمد منہ عفی عنہ ؎

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

دوانا بیہدہ رسواے عالم ہم کو کہتے ہیں　　ہمارے عشق کی انشا کے کوئی القاب کیا جانے
کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو　　پلک لگنے کی لذت دیدۂ پر آب کیا جانے
سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز　　ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے
تڑپتا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے　　ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ والغفران مرزاے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلے باوے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] را کہ از نتائج طبع وے است بسیار می شنودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم دارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و برزبان خلق جاری است

ایں ہفت بیت [از] ان وے است ؎

نظر تو کرو ٹک چمن کی طرف　　شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تلک　　کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والا گہر اعنی مرزا جان جان مظہر گوید ؎

خدیو سخن میرزا جان جاں　　کہ حکم اوس کا ہے ناطقہ پر رواں
لقب اوس کا ہے ذوالجلال سخن　　کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن
کوئی آج اوس کے برابر نہیں　　وہ سب کچھہ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سر خوشی داشت گفتہ ؎

پڑی اوسکی قدرۃ کی ازبسکہ دھوم　　لیا ہاتھ قدرۃ کا صانع نے چوم

در باب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیرخاں بہادر را ازاں جا می گوید ؎

مدھارے سرا پردۂ خاص کو　　مرخص کیا بردۂ خاص کو

درویش

تخلص جوانے است سعادۃ القیام شاہ علی نام وے از فقیر زادہا ے حضرت دہلی وشاگردان نومشق شاعر فطانۃ مشحون میر نظام الدین ممنون است تکیہ یکے از نیا گانش کہ شاہ بھیا نام داشت در منڈوی گلہا شہرۂ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی و قصص آں در نہادش خیلے جا گرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ۔[1]

بوسہ جب مانگا تو اوس نے مونہہ لیا ادہر سے پھیر
دل میں کچھہ شرمندہ سا ہوکر یہ سائل رہ گیا

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا
یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھو ادہر دیکھو ادہر دیکھو

ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے
رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یاران سفر دیکھو — ورق ۱۲۷

برے طرح طپش رات رہی سینے میں دل کو
شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو

رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی
ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

دل

تخلص دو کس میدانم

اول

دل اول

بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات شریفش بیشتر بیاد مولی سپری می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسری برد خیلے صاحب تقوی و پارسا واقع شدہ گاہے بنا بر تفنن طبع ریختہ از طبع والاش سرمی [زد] ندایں مطلع از افق فکر وشنش

[1] اسطرح ا. ا.

طالع شدہ ست

ہوتی آتی ہے سحر رات چلی جاتی ہے — تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دوم

بینی پرشاد کائت وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مرد خوش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو] شنیدہ شد شعرش [مزہ دارد چار بیت از وے این احقر می نگارد] ؎

پردہ اوٹھا کے تو نے ایدھر کو گذر کیا — عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

او روٹھ کے ہم سے چلنے والے — مت روٹھ ہمیں گلے لگا لے

جی چاہتا ہے بوسہ لیجے ہر گز نہ ایسے — پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں — ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا سامان لے

دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش نہاد در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا و رسول و صحبت اصحاب قبول خیلے راغب و دل نہاد بود] این مطلع از وست ؎

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو — یار ہو میں ہوں گلے میں ہات ہو

دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع یار باش لطیفہ گو پاکیزہ معاش

کشادہ پیشانی نیک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفریاب خاں فرنگی مشق سخن از محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میکرد مدتے است از حال و مآلش اطلاعے نیست این دو [از] دہ بیت از گفتہاے اوست ہ

کل کس کے تبسم کا چمن میں یہ فسوں تھا — تھا گل کا جگر چاک [ک] دل غنچہ بھی خوں تھا
کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی — سو ہم بھی تکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی
گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے — [تھا] لکھا قسمت کا یوہیں تیری کیا تقصیر ہے

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

چکر ہیں آئے ہالۂ مہ آسمان پر — بالے کو ٹک اولٹ کے جو [رکھے وہ کان] پر

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب ہیں — سانپ سے پھرتے رہے آنکھوں کے [آگے] خواب میں

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو — بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

لکھ دیجیو تربت پہ مری کلک جلی سے — مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

ترے عشق میں جی سے گزرا میں جانی — ولیکن مری قدر تو نے نہ جانی
مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھپر — یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل — جو پوچھا دو پہر اب کیا بجی ہے ورق ۱۴۸
سنی لڑکوں نے جو ہیں یہ صدا بس — بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہو صبیہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت ایاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] یست عصمت قباب عفت احتجاب نہائت پارسا و بنائت باتقوی عقیدہ سنیہ سنیہ از دست ندادہ برجادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام پانہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلاست سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کار بستہ باوجودے کہ مربع نشیں چار بالش ثروۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خلوۃ کدہ عبودیۃ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [بہ تلاوۃ قر]ان [و] خواندن اوراد میگذارد واکثر احیان بہ رضاجوئی حضرت [منا] ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد ازاں جاکہ طبع سلیم وفہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [سرے دا] رد و شعر ریختہ گاہ گاہ بر روے کار می آرد این [ششش] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو [مہ] عصمت قباب است کہ من جملہ آں این دو درجواب شوہر خود گفتہ [۱]

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں　　مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک　　خانۂ دل جو [گر] اہوا سے تعمیر کرد

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھکائے کہ بہکتے جاویں　　برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے　　عمارہ بناتے [چلے] جا [ئیے]

این ہر دو بیت در حرف الف در سطے ذکر نواب [معز الیہ ہم ثبت] افتادہ

---

[۱] و ۰۱۰ میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں ۔

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری ...... پرے لوگوں طعنے .....
جا پھنسا دل زلف میں اب سوئیے — شام کے مرنے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھ بھی نہ پایا ہمنے — شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے
ہبد مجنوں کی طرح آہ نہ پھولے نہ پھلے — باغ دنیا سے ثمر کچھ بھی نہ پایا ہمنے

دیوانہ

تخلص ہندو شہزادے است محبت التیام سرپ سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ کجید علم [استاد] ی می افراشت وکمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ بوے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد قلندر بخش جرأۃ است نسبت تلمذ بوے دارد وکمتر کسے [از] سنہٗ [آں دیار وے را] استاد [نہ پندا] رد بہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے بمن رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ہ

رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار باشی کیجے — وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے
ایک گوشے میں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا — اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

حرف الذال المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دوکس ذرہ [تخلص میکنند دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

ذرہ

تخلص دوکس میدانم]

ذرہ اول

ورق ۱۹۷ ا

اول

میرزا راجہ رام ناتھہ وے بہ قرب پیشگاہ سلطنت وپیشکاری نظارۂ عز امتیاز داشت ہندو
مزہبے بود مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا نجام محرم الحرام تعزیہ میگرفت و سبز
پوش می گشت و شربت لطیف بخش می نمود و خیر تمامی فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد
واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود نہدی حضرت ذوالسامین امام الطریقین
غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بتجمل تمام و شوکت مالا کلام بقلعہ مبارک بعقیدہ
ہر چہ تمامتر می برد مختصر کلام وے بود صاحب ثروت عمدہ معاش نیک [فطرت] بزرگی تلاش بنا بر
موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود و از انجا کہ [تخلص حضرا] قدر قدرۂ آفتاب است ذرہ تخلص خود
قرار دادہ بود [ایں دو بیت از] زادہائے طبع اوست ؎

ترے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا] ہے یہ ذرہ بجا ہے اپنے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

[غضب ہے آگے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں بچھا لیتی ہیں میری [جا]ن یہ کافر چھنال آنکھیں

ذرہ دوم

دوم

لالہ چنی داس جہاں آبادی [وے مردے] است قابل نیک خصائل کہ اگر خریدارے جوہر
قابل بود عدلیش بسیار کم بہم رسد بنابر کساد بازاری بعطلی ایام بسر می برد ایں مقطع اوراست ؎

نام عاجز [دل]کے کردو نیکی کے تخم بو لو آب رواں جہاں ہے کچھ ہاتھ اپنے دھو لو

ذکا

تخلص لالہ خو[ب چندا] ست وے سکندر آبادی الاصل وجہاں آبادی المولد خلف
لالہ [۱]. چند نبیرہ رائے سلامت رائے کایتہ ماتھر اسـ کہ بعمدگی ایام بسر می بردند درافراط

---

[۱] ۱.۱. میں یہ نام حذف کردیا ہے۔ اور اصل میں اس مقام پر سو

تفرقے کہ بہنگامہ غدر بحضرت دہلی رو داد آکثرے از نیاکانش بہ [پاس ناموس عیال [خود] راجوہر نمودہ خود بمعرض تلف در آمدند و بعضے از نسواں بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند و برخے از اناث و ذکور بہ پامردی خود جان از مہلکہ جاں ستاں بسلامت بردہ افتاں خیزاں از چور عام [کہ] کہ مسکن ایشاں بود بشہر [نو افتاد] زند از [آں پس کہ] ایں فتنۂ عام فرو نشست و آتش بلا کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے ازاں رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندند و [منتشر شدہ] بہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد سکونت ورزیدند [بہر کیف] ایں لالہ خوب چند بہرہ از سخن سازی و انشا پردازی و [سیاق وغیرہ از فنون] متصدی گری دارد شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرزا [ند] دیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا [لیف فرمودہ از شاگردان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش ایں بے بضاعت تحریر نمودہ ؎

کہیں مدہوش ہوئے گا بہت مت پی ذکا اوسکو مے گلگوں نہیں یہ دیو ہے نادان شیشے کا

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا ہائے [جبتک] جیسے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

اگر [خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا ورق ۱۳۰

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا یا الٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر [کا]

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہردم کہ غافل قافلہ چلتا رہا اور تو رہا سوتا

نشا پیے ہے تو کر [نا] ہے وہ دماغ بڑا کہے ہے مجسے کہ گرمی ہے کر چراغ بڑا

[نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پرتگالی پر
ہمارا دل تو خوش ہوتا ہے ان ہونٹوں کی لالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پان سے سرخ نہیں
ہوئی ہے خون شہیدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کو پریشاں ہمیں
زندگی ہو گئی [وبال ہمیں]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں
بغل میں یار ہے [برسات ہے] مینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کس نے دکھائیں آنکھیں
دیکھتے ہی جو تجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو
بہم ہوں شیشہ و پیمانہ ہمانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی سے ملک آگاہ بلبل کو
کہ آنے ہے خزاں رہ گئی دم آغوش میں [گل کو]

چلے ہے ابروئے دلدار دیکھیے کیا ہو
کہاں کہاں پہ چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

[نقش] پا خالق گیتی نے بنایا ہم کو
جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی ترے [دولت سے جنوں]
موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے
سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں ہے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے
روز روشن میں یہ بے وجہ ستارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو باندہ کر دامن کچھہ اپنے جی میں وہ شائد [غبار] رکھتا ہے

ہوا اب آئینہ رو صاف یار و ہم سے رو گرداں نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے
سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی کہ دست غیر میں پیارے تیرے زلفوں [کا شانہ ہے

ملے ہرگز نہ جیتے جی کبھو پھر دلربا [تجھ سے عجب کم بخت ساعت سے] ہوے تھے ہم جدا تجھ سے

کیوں نہ پامال کرے ہر کوئی چالاک مجھے رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

کیا ہی اوس [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے وحشت دل ہو گئی خضر رہ صحرا مجھے

ذکی

[تخلص دو] کس میدانم

اول

ذکی (۱)

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرۃ فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیر خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بسیار بشوکت وعظمت وثر [وۂ وحشمتہ زندگانی] میکرد وخیلے خلیق وخوش وضع رفیق دوست وپاکیزہ طبع ستو [دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود شعرش بروبہ آں وقت بسیار با خوبی و [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار ثبت افتادہ ــہ

[سن کے] احوال مرا ناصح مشفق نے [ذ] کی ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینا کوٹا

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو سوزن تدبیر ساری [عمر گر سیتی رہے

ــــــ

ملاحظہ سیاہ ۱۰۹

خاکساری پر نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد — جونک مانی میں سے تو [بھی ہوپیتی] ہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کیساتھ — وصل میں وہ جان نے یہ تجربہ میں جیتی رہے

ذکی (۲)

دوم

میاں محمد ذکی خلف اصدق قاری محمد [تقی] وے نو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءۃ توامان طالب علم سراپا حلم میاں ریختہ درسر دارد و سخن خود بامداح حافظ عبدالرحمٰن احسان میرساند ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جائے — گر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

ورق ۱۴۱

چڑھائے تیوری رہتے ہو اس اخلاص پر پٹکی — تمہیں بن کے جنگی کیوں اُٹھ بیٹھے ہو زانو سے
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے — رہوں محروم میں اے یار سنو تیرے لب چو سے
جزاک اللہ کیا دام بلا تم نے بچھایا ہے — ہزاروں دل [لٹکتے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھ سے بحث اے ناصح — مجھے ہرگز نہیں ہے شوق ہیں ہیں اور تو تو سے

ذوقی

تخلص درویشے است محبت التیام شاہ ذوقی نام گویند کہ وے نہائت [وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در رستہ و بازار غزلخوانی میکرد و ایں سہ شعرا دبتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ — اے عزیزو نگاہ کیجے گا

ہے ہات کمان اوسکے اب تیر ہے اور میں ہوں — تدبیر ہے لا [حاصل] تقدیر ہے اور میں ہوں

جلد آ مل جو تجکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

حرف الراء المهملہ

درتحت ایں حرف ذکر بست وچار شاعر اندراج یافتہ ومن جملہ آنہا دوکس راقم تخلص می کند وپنج رضا وسہ شخص را رنگین تخلص مختار گشتہ ومجموع اشعار [... ۱ یک صد شعر] است وازاں جملہ یک رباعی [واقع شدہ

راقم]

تخلص دوکس میدانم

اول

خلیفہ غلام محمد وے جوانے است [خوش خلق] نیکو خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل برکتب سیر فارسی نظرے دارد ودر [کوچہ] انشاپردازی گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط نستعلیق ونسخ] وشفیعا وثلث وشکستہ وغیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدوازدہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنو رفتہ بود ازیں خاکپاے طلبا وخوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ وحاشیہ میر میخواند وشعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالا کہ بحکم العود احمد بوطن مالوف معاودۃ نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند وایام مستعار حیات بمعلی بسری برد بہرکیف ایں نہ شعر از زادہاے طبع اوست ؎

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا　　آپ اپنے کیے کو پاوے گا
روٹھنا بات بات پر تیرا　　ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

[فرقت] میں تری جو مر گئے ہم　　عشاق میں نام کر گئے ہم
بس کر [چکے عاشقی مری جاں　　غصے سے] ترے جو ڈر گئے ہم

۱؎ یہاں نسخۂ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت تھی جو کٹ گئی ہے ۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی   تب اونے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے   [مرگ] ہے ہجر یا ہے کیا ہے
ہاتھ میں اسکے کچھہ تو چمکے ہے   تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

رباعی

نے دیر میں کچھہ ہے نہ حرم میں کچھہ ہے   ہستی میں کچھہ ہے [نہ] عدم میں کچھہ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب راقم   دم میں کچھہ ہے اور یکدم میں کچھہ ہے

راقم(۲)

دوم

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [اے فصاحت آ] ا مرزا محمد رفیع] سودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ؎

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا]   ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر]   گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو   تا سب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

ورق ۱۳۲ اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھہ غرض   مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب   آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

دیگر

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو   یہ کہکے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی   تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ [است] در قصبۂ رامپو] رسد رمتی از سرکار سآن آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند ایں پنج بیت از وراست ؎

[ادا و] انداز و ناز و عشوہ جو کچھہ ہمارے ہے فتنہ گر میں
نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں
غضب تو یہ ہے سنو تو یارو ملک آنکھ اوٹھا کر جو [د] یکھیں اوس کو
تو ہاے چتون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں
جو کچھہ ہے اوس میں ادا و شوخی سو کب ہے حور و پری میں ایسی
[خدا ہی] جانے ہوا ہے مخفی یہ کون آ قالب بشر میں

گرمی رخساروں [کی دیکھے جو] وہ یار آئینے میں
جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں
رافت اچپل وہ [بھلا کب میرے] گھر ٹھہرے کہ آہ
عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینے میں

راغب

[تخلص جوانے] است تہور القیام مرزا سبحان قلی بیگ نام ئے مرد سپاہی پیشہ ہوا اندیشہ است ہمیشہ بخوبی معاشش بسر می برد و بہرہ وزبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی بشاعرے از شعراے ایران زمین دارد و در ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذراند اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان است اما موطن آبا و اجدادش سرزمین ایران بہرحال ایں دو بیت از وے بخاطر ماندہ ؎

رشک چمن جو لوٹ گیا آج ہماسے [پا]س سے
اپنے یہاں برنگ گل اڑ گئے کچھہ حواس سے

موںہہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے دل کو پردے میں [لبھا] یا اوس نے

راز

تخلص مغل زائے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نومشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان این دو بیت از وست ؎

شب بجلی سے دل تمہے عاشق کا سشق ہوا ے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن ترا اسی لیئے گلریز ہے اشک گلگوں میں مرے لخت جگر آمیز ہے

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رائے دیوان صوبہ [بنگالہ] است این مطلع از واست ؎

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے

رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہاے بے سروپا پیوستہ بر روے کار آ [رد] ۔ سے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ مجمع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو وبذلہ سنج] آفریدہ گارش آفریدہ گوئند در مجلسے از

---

[۱] نیک ۱۰۹۰ [۲] خوش ۱۰۹۰

مجالس رقص چنیں رندانہ [بہ رقاصہ زنے] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برستہ شمشیرے [آہنی] جو ناش کرد [د] کہ زخم آں شہادتہ بے باکی آں جوان و سفاکی مہ رویان برصفحہ رخسار روزگار نقش تا دم والپیں ماند بہرکیف ایں دو بیت ویراست ۔ ۱۳۲

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ ۔ جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل بسر کی ہے زندگی ۔ ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازاں[۱] دو بہ تکملہ انسب دیدہ دیگرے را دریں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [راے است کہ] بعضے آں را از کاشتان حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری پسر پندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ ازقید ایں وآں [وارستہ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و رستہ صراحی در دست غزلخوان میگشت گویند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [غسل] دادند از کفن وجسدش صلا بوے شراب نمی آمد العیب عند اللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا جدید الہداشت [وصا] حب و [لا] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [خمخا] نہ عنائت [بے] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [ ]بیت از گفتہا ے اوست ۔

رسوا ہوا [خراب] ہوا در بدر ہوا ۔ اس عاشقی کے پنتھ میں جسکا گذر ہوا

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہر طرف دیوار و در ۔ ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

کوئی جا نہیں زمین پہ جو آنسو سے نم نہیں ۔ رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

---

[۱] یں و. و. [۲] یکے را ازاں ہر دو.

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جا نہیں　　اڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پانے نہیں

گو کہ دل کو بہت نہ ہو سے مرا یاں　　میں مر گیا تو کیا ہوا جیوے مرا میاں

گویند کہ این شعر حشمت انشاء ی نمود و در رنگ نشہ آشنا یاں زمزمہ می فرمود در ردیف [اقتافیہ] مصرع خیر پیدا مکرر بر زبانش میرفت و بہ تلذذ ہرچہ تمامتر ار بار از دہن برباد [می] داد [کہ] چہ و زدن میگذشت ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب تو] اس [دو] نے دل کو تو سوا کس طرح سمجھائیے

رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است وے مردے است عالی نسب [عزیز] ے است والا حسب نیاکانش ہمیشہ با امارة وعظمت وشوکت وحشمت تعیش نمودہ وخودش نیز بہ تقرب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع

سر عزت بآسمان سودہ

بہر دو زبان سخن گویند و در ہر [دو] میدان رخش ہمت [می] پویند بہر کیف این یازدہ[دہ] شعر از زادۂ طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں　　ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

[اللہ] کے ہیں [صدقے] تمکو مرے گھر لایا　　قادر اسے کہتے ہیں قدرة کے [یہ] معنی ہیں
یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی　　مرجائے جہاں عالم صورة کے یہ معنی ہیں
تصویر [پری جسپر] کہنا بھی تماشا ہے　　جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں
جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ　　شاباش رضی تجھکو جرأة کے یہ معنی ہیں

---

[1] دیوان ا۔ ا۔ ا۔　[2] یازدہ بیت از گفتہاے اوست ا۔ ا۔ ا۔

مق۲۲۲ پھنسی ہے اس طرح سینے پہ یہ زنجیر سونیکی — کہ جیسے آرسی کے گرد ہو تحریر سونے کی
ٹ .... رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

رضی سے صنم کیوں بُرا مانتا ہے — یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی — غیر از ہمیں کہ قبلۂ حاجات واقعی

نہ تو زاہدوں میں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی — وہ مثل ہماری ہوئی رضی نہ [الی الذی نہ] او الذی

دیکھو ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

اول

رضا(۱) مرزا محمد رضا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداوے از سکنۂ بلدۂ لکھنو و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طوئیت[۳] مودۃ بنیاد مستمع گردیدہ و ایں دوبیت از گفتہائے او دراں جا بہ تحریر رسیدہ ؎

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جائے — جبتک کہ یار آئے کہیں دم نکل نہ جائے

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی — یہ تو ساتھ اپنے آفتیں لائی

ك پہلا مصرع دونوں نسخوں میں نہیں ہے — ۲ب۔ د۔ ا۔ — ۳ طبیعت ا۔ د۔

نقشا دوم

دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قزلباش بیگی که بخوش نیتی و نیک خصلتی مشهور عالم بود وے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ و در آخر ہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہائے آں حسن الخلق است

ـــہ ۵ تری فرقت [میں] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش — خرمن جاں کو مرے لگ گئی یکبار آتش
سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا — بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی اے یار آتش

عیسی زماں دور سے دیکھے جو ادھر تو — گر نزع کی حالت ہو تو اوٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہم سے شعر ہوتے ہیں — کہ گویا رشتۂ مضمون [میں] موتی پروتے ہیں

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں — بن اوسکے تیرے رشتہ میں [کوئی] رہا نہیں

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو — ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

آغاز خط کا کیا ترے رخ پہ ہجوم ہے — گھیرا سپاہ شام نے کیا ملک روم ہے
لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل بارے چھٹے — شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

لہ ۵ کر و ۱۰۱۰

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار[ہے]　　نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے ابتک یہ جرس　　اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کونسے وحشی کی اسکو اس قدر ہے یاد آہ　　سنگ سے ابتک بھرا جو دامن کوہسار ہے

سیوم
رضا (۳)

میر رضا علی [طغرا] نویس لکھنوی گویند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج وارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بستمع دارد ایں شش شعراز وے است ؎

ہدف یار جبکہ [کل] سینے کا سندوق ہوا　　تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا　　ورق ۱۳۵

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھسوایا　　سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

جو کیبار بھی دیکھنے تجکو پاؤں　　بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہو گیا ہے　　شاید رضا کو یارو کچھ خبط ہو گیا ہے

رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا　　آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا　　اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

چہارم
رضا (۴)

مرزا [علی رضا] ی مانک پو[ری] کہ در فن شریف طبابت ہم دستے دارد وگاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار می آرد ایں شعراز وے است ؎

خود نمائی کا اگر شوق ہے تمکو پیارے　　پیش رضا اپنے کو دکھلاے بہسار دامن

رضاہ

پنجم

جوانے [است] از دودمان واجب الاحترام[۱] میر محمد علی نام کہ بہ میر پٹنوی اشتہار دارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا کہ در [صنعت] کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم ناکہ ہمید دعروض و قافیہ مہارتے دارد این سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

تم وعدہ کرکے شام کا پیارے چلے گئے
جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے

سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا
تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے پرادس کا خیال
یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعانی[۲] نام در بلدۂ لکھنو اقامت دارد و در شعر شوخ طبعی خود بر روے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبسۂ میر شرف شرافت مشحون این مطلع اوراست[۳] ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا
چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رفاقت

تخلص مرزا کمن[۴] بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار خوش تقریر و با تمکنت از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت در عین عنفوان جوانی رخت زندگانی بر بستہ آنجہانی شد این چار شعر از دوست

---

[۱] الاحترام ا. ا. [۲] المعانی ا. ا. [۳] ازوست ا. ا. [۴] کمی ا. ا. ـ کمین ـ خمخانۂ جاوید ۲۷۲

عفی اللہ عنہ ؎

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم ورنہ بھڑ جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی پرواں نہ رہ سکے تو بھلا کیسا کرے کوئی
لے فرش گل پہ غیر کو بیٹھے وہ اپنے پاس منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی
برسوں کی ایکدم میں رفاقت کرے جو ترک کیا ایسی زندگی پہ بھروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا [سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالے وے جوانے است مغل زادہ نہائت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر بہ اندیشہ نیکو سیر در سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابوالظفر بہادر منتظم شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق یک چند مجلس مراختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و با ہر کس نرد محبت می باخت ایں دوازدہ شعر من جملہ طبع زادش در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا لوگ کہتے ہیں یہ بیمار نہیں جینے کا

دل دھڑکے ہے [ا]پنا تو سر شا[م] سے یارو کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

دل پڑا [ہے] مرا کیسے ستم[گار] کے ہاتھ صاف کرتا ہے سدا جبہ وہ تلوار کے ہاتھ

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاٹو اب پہچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود بس شمع وہیں ہو گئی ہوش سر سار گل ورق ۱۳۶

روشن رہیگا داغ دل عاشقاں مدام ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

غفلت [میں] رفیق اپنی بھی عمر گزاری صد حیف پے کم بخت نہ ہشیار ہوا [دل]

کیا ظلم و ستم آہ ہوا اب کے برس میں دیکھا نہ چمن پھنس گئے صیاد کے بس میں

اب عشق میں تمہارے ہم دل تو کھو چکے ہیں پر جان سے بھی پیارے ہم ہاتھ دھو چکے ہیں

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی عاشقی میں تیری ہمنے پائے ہیں یہ نام دو

ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے مانند نقش پا ترے کوچے میں مر مٹے

حضرت دل زکریا کے طور پہ بارے چلے مونہہ سے دم مارا نہ سر پر سیکڑوں آرے چلے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل است بعضے از نیاکانش در خطہ کشمیر جنت نظیر رحل اقامت افگندہ خودش در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ و شعرش باصلاح میاں قلندر بخش جرأت رسیدہ بہرکیف ایں [چار] بیت از گفتہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس جو ہم سے ہو سکے تجھسے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ تو بہاری نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

ایں شعر مسخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

چو می بینم کسے از کوے تو دل شاد می آید　　فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید*

چھٹ جاے کسو سے نہ تاقات کسو کی　　اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

دیوار گلرخاں کا سایہ نگر پڑا ہے　　زاہد بتا تو مجکو طوبی میں شاخ کیا ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خاں بنگش بود عفی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معز الیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام تعیش می نمود اکثرے از شعراے نامی مانند سرامد شعراے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیرہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صہار تے کہ باشرف الدولہ افراسیاب خاں چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسر می فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دستگاہ بالا ایں پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقمزدہ کلک وقائع سلک می شود

ـ۵　بے وطن بے رفیق بے اسباب　　کو[ئی ہم سا] غریب ہووے گا

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے　　دل بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے

دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان　　آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

ایں غزل در کلیات سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی پر معاصی دیدہ و بسیار ناپسندیدہ ـ۵

کس لیئے تلوار خریدی میاں　　باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے

میری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو　　نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

ـ۵ دست ا.ا.　* اس صفحہ کے حاشیے پر کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہو گئی ہے۔ کہ پڑھنی مشکل ہے۔

رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمن نبسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ الرحمۃ والغفران جوانے است رعنا نیکو خصائل [زیبا] منظر پاکیزہ شمائل خندہ رو کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر تر از طبع روانش می تراود با ہمہ کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہیچمدان سراپا [پا] نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک از آں گوہر آبدار و در شاہوار است دریں سلک [جوا] ہر منسلک ساختہ منہ سلمہ ربہ ؎

خط دیکھ کر ایدھر تو مرا دم اولٹ گیا　　قاصد اودھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا

ورق ۱۳۷ زندگی تلخ و ناگوار ہوئی　　آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک　　سرد مہری سے ہے تیری جم رہا

یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک　　اشک سے تکیہ مرا رب نم رہا

رنگین

تخلص سہ کس میدانم

رنگین (۱) اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئیں صاحب اشعار رنگیں دیوان مردف ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعار وے ہر یکے از گویندگاں می سرود اما بنا بر مرور زماں و مضی اوان رواجش اندراس پذیرفتہ مرد خوش مزاج و خوشخو و خوش طبع و خوشگو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ اما از لوح حافظہ اش حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آں مرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

پھر کھیو کہ رنگیں کو نہیں قتل کیا ہیں　　رنگیں کے لہو سے تری تلوار بھری ہے

دیکھ دستار لپٹتی ساقی سرشار کی　　کھل گئیں انکھیاں[۱] چمن میں نرگس بیمار کی

بات رہ جاوے گی قاصد وقت سے نے کا نہیں　　دل تڑپھتا ہے شتابی [لا خبر] دلدار کی

۱؎ و۔ کھل گئیں ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی

رنگین (۲) **دوم**:- ... کائنات شاهجهان آبادی که با وارستگی مزاج ایام بسری برد گاه گاه فکر
ریخته می کرد این دو شعر از وست ؎

فیض دم صبا سے ہے عالی دماغ گل　　روشن ہوا ہے آپ سے یعنی چراغ گل
رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں　　باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین (۳) **سیوم**- سعادة یار خان وے بدوی الاصل است اگرچه مسقط الراس خاک پاک
هندوستان جنت نشان واقع شده پدرش محکم الدوله طهماس بیگ خان بهادر اعتقاد جنگ
بنابر افراط تفریط دور دور دوار ناهنجار شفقت بسیار و تعب بے شمار که تحریرش باطناب
محل میکشد[1] بدار السلطنت لاهور افتاده در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک
بهادر المعروف به میر منو خلف الصدق نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدوله شهید
عفی الله عنه منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آں مغفور بعمدگی تمام بسر کردگی چند صد
سوار جرار بدر[2] سرکار دولتمدار نواب مغفرة ایاب[3] امیر الامرا نجیب الدوله بهادر و ضابطه خان
و ذو الفقار الدوله عفی الله تعالے عنهم نوبته بنوبته رفاقت ورزیده به نرفه تام و آسودگی تمام
زندگی میکرد و خودش نیز بعز و امتیاز ملازم شاهزاده هاے والا قدر و امرا زاده هاے ثروة بهر[4]
سرفراز ماند اما از یک چند ترک این سودا کرده گوشه نشین زاویه عزلت است مختصر کلام شے[5]
جوانے است رعنا رند مشرب صاحب مروة پاکیزه مذهب نهائت خلیق و یار باش بغائت
خوش اختلاط و نیک معاش نسبت تلمذ به شیخ ظهور الدین حاتم دارد و بعد رحلت آں مرحوم
ورق ۱۳۸ به میان محمد امان نثار که شاگرد رشید شاه حاتم مغفور است توسل جسته و بمیر انشاء الله خان انشا
هم صحبت داشته چار دیوان مردف دارد که منجمله آنها یکے تمام غزل در غزل دیگے همگی هزل و یکے
بتمامه بزبان زناں گفته و در دیوان هزلیات قصیده در مدح شیطان لعین انشاد نموده و بجای
تسمیه نعوذ در انجا ثبت نموده و بیرون ازیں مثنویات چند از وے بر صفحهٔ روزگار ثبت
افتاده و رساله تذکره مجالس رنگین موسوم ساخته و بر اکثرے از اهل سخن تا بشیخ شیراز علیه الرحمة
والغفران بزعم خود دراں دخل بے بجا کرده تصنیف نموده با این همه غیر ازیں که مناسبتے بریخته دارد

[1] میکند ا۔ ا　[2] اب ا۔ ا　[3] چند سوار ا۔ ا　[4] ...　[5] در ا۔ ا

بسیار کم است و سیاہانہ خواندہ است بہرکیف این شصت[1] و یک بیت از زادہاے طبع رنگین آنست

جو دیکھا ہاتھ خالی راہ میں رنگین نے قاعد کو بھری اک آہ سرد اور سر زرو دیوار سے پٹکا

جی بیچ کے یہ عشق کا جنجال خریدا اوس جنس کو کھو ہمنے عجب مال خریدا

تا حشر رہے یہ داغ دل کا یارب نہ بجھے چراغ دل کا

کھلائے پان تم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے جو غیرت کھاتے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا

چشم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوئی گا

مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے تمامی خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا

کیا ہوئی تقصیر ایسی مجھ سے اے رنگین تجھے تیغ کھینچے آج پھرتا ہے وہ قاتل ڈھونڈتا

خواب میں بھی خیال ہے تیرا ہجر میں بھی وصال ہے تیرا

ایک سے ایک دھواں دھار ہے کم کس کو کہوں چشم سے خال ستم چشم بڑی خال سے خوب

جس کا بوسہ تجھے منظور ہے دے رنگین کو ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

رنگین سلام کر تو وہ سر پر رکھے گا ہات یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست

خال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق ہے سیہ مست پڑا گوشۂ محراب کے بیچ

ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کھہ] کہہ کر کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رو رو کر

جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف ڈھٹائی سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا اکڈا صاحب پڑھ لیجے ذرا اس پر تکبیر کھڑے ہو کر

اب سیر میں گلشن کی نا سرو کو میں کاٹوں کھچوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر

دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر

اوٹھنے سے تمہارے جی اجی بیٹھا ہی جاتا ہے کر جائیے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

[1] ہفت ۱.۱.

سنگدل میں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے | مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
بن سکھا جب دُر نہ اوسکے گوش کا بہزاد سے | رنگیا تب [پاس مد کے ایک تارا] کھینچ کر
کیا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو تو | بر سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک تسخیر کا ایسا ہی منتر یاد ہے | اوس [پری] کو جب ہے شیشہ میں اتارا کھینچ کر

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے | اب وصل ہو بس بس اے خدا بس
مدام اپنی رہے محفل میں یوہیں جام کی گردش | الہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش
مرہم کے لگائے سے ہو کیا فائدہ رنگیں | اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص
شیشۂ دل میں مرے مملو ہے حاتم کا فیض | کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے حاتم کا فیض
جسپہ یہ ہوتی ہے برہم اوس پہ بل کھاتی ہے وہ | اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل برہم میں ربط
بے طرح سیل اشک امڈ آئے | دل کی تعمیر کا خدا حافظ ق ۱۳۹
ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو نو راحت ہے | پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف | شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

کس کے دل پر تیر باراں ہو یہ دیکھا چاہیئے | فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا | کبھو ہو جائیے سچے ادھر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا | جو دیوانا ہو اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

پوچھتا کوئی اگر آکر زبان کی اوس کے بات | تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا | اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

مت [چوک ا] یدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا　　اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان چلے ہیں

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں　　روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

نرگس کو وہ چمن میں کیا بھر نگاہ دیکھے　　وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوش آئیاں ہوں

عالم مستی میں آ سوجھ پڑی اور بھی　　ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل پھنسا آنکھ لڑی اور بھی　　ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

تجسے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے　　مجکو [تنہائی] میں پھر [دل] خفقاں رہتا ہے

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے　　قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

تم کب تک اپنے دیدۂ پرنم کو دیکھئے　　اب اس ستم کو دیکھئے او[ر] ہمکو دیکھئے

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے　　تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

آ تجھ بغیر مملکت دل اوجاڑ ہے　　چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے

ایسے ظالم کو دل دیا میں نے　　آہ اللہ کیا کیا میں نے

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو ابھی جاؤ گے　　یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا　　بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ[ج]
روز تم نچلے بیٹھے رہتے تھے　　کیا ہوا ہے تمہیں نچانے آج

سلہ و۔و۔ دل تھا

دیگر

جو درد عشق کی آتی ہے مجکو یاد کبھی — تو جی ہی جی میں یہ باتیں پڑا بناتا ہوں
اگرچہ عشق نے یہ رنگ کر دیا میرا — بلا سے شہر میں رنگین تو میں کہاتا ہوں

دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگین — میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے — پڑیو اس اختلاط پر پھٹکی

دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جاں — ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجھے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو بدن چھلتا ہے — سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پاٹو پڑوں

تو نے ڈہرکا کے جو رنگین مجھے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سر کی قسم ہے [اپنا] — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

کہا رنگین نے جب آؤ گے تم کب — تب اوسنے دیکھ چپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے — ہم اس لائق ہوے لو نیک بختی

رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے — یہ کہتے ہم اونکی گالیاں بھی کھاتے — ورق ۱۴۰
رنگین کی طرف بھی ہوتے جایا کیجے — اس راہ سے مہربان [آ] تے جاتے

مستزاد

زاہد کہتا ہے بُت پرستی کو چھوڑ — اے بندہ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ — لے مجھ سے سبق
رنگین کہتا ہے تو نہ دونو کی سُن — گر عاقل ہے
تجھ سے جو ہو سکے تو ہستی کو چھوڑ — اولٹا دے ورق

رونق

تخلص عزیزے است از خاندان لائق الاحترام میر غلام حیدر نام وے از سکنۂ عظیم آباد وتخلص رونق نہاد است گوئند کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] ایں دو بیت از گفتہائے او ایں احقر نوشتہ ؎

رحم کر اے دوست گل ہے خاکساری پر مری　　نقش پا کی طرح تیری راہ میں افتادہ ہو[اں]

کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب　　مدتیں گذریں کہ میں شیدا[ے نقل و با] دہ ہوں

[حرف الزاء المعجمہ]

در ذیل ایں [حرف ذ] کر پنج سخنگو کہ سہ ازاں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است

زار

تخلص سہ کس مید [اند]

اول - برہان الدین خان سلمہ الرحمن [وے] مردے است نستعلیق وضع شکستہ نویس خوش طبع نیک [جلیس نظرے بر کتب] فارسی وفی الجملہ [چیز] سے از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیشانی و نہائت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پر نور بمدعا[1] نویسی با امتیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہر] دو زبان سخن میگوئند یعنے بمیدان فارسی و ہندی رخش [ہمت] می پوئند گوئند کہ شعر کسے بنظرش [نمی] سنجد باایں [ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہر حال ایں [9] بیت از گفتہائے اوست سلمہ ربہ ؎ زار (۱)

رہا ر دنیوی سے سبکدوش اس روش　　جیسے گذر ہو آب رواں پر حباب کا

جو ساتھ غیر کے شب دیکھی[2] [اوسکی] میخواری　　تو کیا [ہی] آتش حسرۃ سے دل کباب ہوا

---

[1] ۰۱، ۰۱، بمدعا نویسی امتیاز داشت ،　[2] ۱، ۰۱، سب دیکھیں ۰

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا　　باغ رضواں سے ملیں گیش(کذا) مجکو ونرگس کے پھول

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش　　ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

کون صورت ہے کہ حرف آرزو ہولب وا　　اوس دہان بے زباں سے گر دہ تصویر ہوں

چرخ کیا تیرے [انقلا]ب ہیں　　پر کبھو ہم نہ کامیاب ہو[ے]
تیرے رخسارے کے پسینے سے　　ماہ من جیسے [آفتا]ب ہوے

غرور حسن دلا ختم ان [بتا]ں پر ہے　　قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

چ[شم] طوفاں خیز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے　　[جسکے آگے اے سیہ روا] بر تو بیکار ہے

دو[م - جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خو از بلدہ لکھنو　زار (۲)
خوش اختلاط یار باش نیک ارتباط پاکیزہ معاش بشعرش بے کیفیت نیست این ہشت بیت
از وے است ؎

ہمیں تو فرش [سے] اور بالش مخمل سے بہتر ہے　　گلی میں اوسکی پڑے رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو　　[یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو　　کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو
اب رہائی نے کیا اور پریشاں [مجکو]　　خوب تھا اسے وہی گوشہ زنداں [مجکو]

ؔا و. و. ملیں گے . ؔ۲ و. و. جو . ؔ۳ از سکنۂ عمدہ بلدہ لکھنؤ و. و.

لاسکھو اوسکو تو اتّے اور کیا بہتر ہے واہ　　بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکرار] ارے

ورق ۱۴۱ یہ وہ ہے عشق لا مذہب کہ جسکے [دین ایمان] ہے　　نہیں پوچھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلمان [ہے]

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے　　آرام جو یہاں ہے نہو گا وہاں مجھے

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہو چکے　　بس دو ہی دن کے دیکھ لیا پیار ہو چکے

زار سوم سیوم ۔ سید زادہ صاحب سخن مسمّی بہ میر جیوں ۔ نیا کا لنش از خطہ کشمیر جنت نظیر و [مسقط الراس‌ش] خاک پاک ہندوستان بہشت بنیان ۔ دست بیعت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ ایں سہ شعر او راست ؎

شب جھڑے آنسو میں یوں لخت جگر بھیگے ہوے　　گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے
موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب　　مینہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے
کس سے ہولی کھیل کر آ[تا ہے] اے رشک بہار　　رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بتر بھیگے ہوے]

زمان

تخلص [دو] کس می شناسم ۔ نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگرے را در [ینجا بنگاشتم ۔ وے عزیزے بود] سیر مشق در قصبہ امروہہ [از دودمان عالی نشان مسمّے بہ سید] محمد زمان از چند [ے جہان فانی را خیر باد گفتہ برحمت جاودانی] حق پیوستہ ایں مطلع آنمرحوم کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں　　نرگس کو چشم ہے پہ نکیلی پلک [نہیں]

زور

تخلص داؤد بیگ است [وے نوجوانے است تازہ زور شاگر] د برادر بزرگ خود محمود بیگ شور این [شعر او گفتہ]

ہوتے ہیں یہاں سیاہ خانۂ خلق   سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

حرف السین المہملہ

درتحت این حرف] ذکر سی شاعرا [ند] راج یافتہ منجملہ انہا تخلص دوکس سپاہی وسہ مرد سید است و مجموع اشعار [پنج صد] وسی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دوبیتی ازاں سخن طراز معانی پیرا امیر غالب علیخاں آشنا [بالعرض] و تقریباً مندرج گشتہ

سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قیماق بود والدش چندے درکشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد بچند با فرزند ارجمند نحضرت [دہلی افتاد وایں] پسر نیک اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر سامی نمود ۔ قصیدۂ کہ در مدح [خورم خان حاکم کشمیر] انشاد می نمائد از ہر [مصرعہ اش] د [و] تاریخ سالم بر می آئد الحق کہ خیلے کو [ہ کنی نمودہ] وبسے طبع رسائی فرمودہ در مدح پیر و [مرشد] خود ترجیع [بند و ترکیب] بند [و ربا] عیات وغیرہ بسیار [گفتہ و بسے صنایع] بدایع [درانجا بکار بردہ بحکم ارفع اقدس] واقعات ایام خجستہ فرجا [م خد] یو جہان [پناہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردوسی طوسی علیہ الر

[حمتہ در رشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ر در و باٹے چند بخوبی موزوں فرمودہ بود کہ [جام حیاتش بہ] شربت ممات مالا مال گشت [انا للہ] وانا الیہ [راجعون] مختصر کلام فکر عالی داشت اما الفاظ ہندی از زبانش درست بر[نمی] آمد و بر مہاور[ات کذا (محاورات، اردوی معلیٰ ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد درست بہ تکلیف و [تحریک دوستاں گاہ گاہ بریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۃ ایں باب موزوں فرمود [خان رفعت نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالےٰ از] خدمت وے استفادہ فرمودہ بہرحا[ل ایں شش بیت ا] ز زادۂ طبع وقادش ثبت افتاد ؎

افسوس کہ اغیار ہو[ے یا] رتمہارے | عمخانہ بنے محرم اسرار تمہارے
مرغان قفس دنکو تڑپتے ہیں و لیکن | دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے
ہم گھر ہیں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں | دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے
جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ | ڈرتے نہیں آتش سے گنہ گار تمہارے

قطعہ

ہندی میں ز[باں نہیں] اولٹتی | گو لاکھ کہوں مغل پسر ہوں
گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا | [بے] عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

[تخلص ب]ا مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ازبکستان و مولدش ہندوستان جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہایت پسندیدہ خلیق و متواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو]ف بہ [شا]ہ حاتم [داشت] [عفی] [اللہ عنہ] و [شعرش خا]لی ا[ز پختگی] و سخنش عا[ری] از [خوبی نیست بہ] سپاہ گری ایام [حیات] مستعار بسر می برد [چند سال است کہ برحمت

سلہ ا. ا. سیاتی ، سلہ صرف ا.ا. میں یہ جملہ ہے ،

حق پیوستہ خداش بیامرزنا[این شش بیت از گفتہا[ے اوست] ۵

وہ [حمائل ہوگیا] دست شکستہ کی طرح آہ میں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو [سائل بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

فرق پر گرچہ بستاں طرۂ زر رکھتے] ہیں ہم [بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے] اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

[آشنائی کا تری مجکو گماں] یوہیں ہے اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا [لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین مسقط الراس[۱] جد و پدرش گلزمین فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ از علوم عربیہ بہرہ بہ داشتہ [بسیا] رخلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با این ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد شعرش بہ شعر استادش می ماند این دوازدہ بیت از طبع نا [درا ے] اوست ۵

عشق میں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[۱] مسقط الراسش ۱-۱-

تا کجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا　　جان لبوں پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا

[تیرا] ے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت　　[پہ یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

خیال ا[ز بس رہا شب] خواب میں دامانِ جاناں کا　　نہ دیکھا] صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پر [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجراں کا　　[نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گورِ غریباں کا]

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادیِ مجنوں میں آہ　　بولی] کیا تیرا [بھی] یہاں آسار اب [دل لگ] گیا
جب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں　　ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار] کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں [زاھدا　　بندا] اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فا[یدہ کی بات ولا اختیار کر]　　کیا فائدہ ہے [گریۂ بے] ا[ختیار کا]
[نام لے سکتے نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا　　ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا

مٹھی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں　　نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
ورق ۱۴۳ الف　جدا ہوتے تھے گر اک دم تو پھر ہم د[و] نو　[مر] تے تھے　　یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و[ہ] دن کیا گذرتے تھے

سپاہی

تخلص سہ کس میدانم یکے را بہ تکملہ نوشتن انسب می پندارم و دو کس را دریںجا می نگارم

سپاہی (۱)　**اول** - امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ یار باش وخلیق خوش [معاش] و بر ہر کس شفیق نستعلیق می نوشت و شعر میگفت [و] از چندے ایں جہان را خیرباد گفتہ برحمۃ حق پیوستہ خدائش مغفرۃ کناد [ایں] دو شعر از وست ؎

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں　　نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح ابتو　　گلے] ہے جسطرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

لہ انکارم ۱۰۰۔

سپاہی (۲)

دوم ۔ شخصے بو[د] در بلد[ہ لکھنو اشفتہ مزاج شوریدہ] و سرکنا[د مش نرسیدہ] بایں ا[قربا] سقا پسرے [سرے] داشت [وپیو] ستہ برضا جوئی وے ہمت [می گماشت گویند] کہ بطیب خاطر از دستش کشتہ افتاد و جان شیریں بخوشی جاناں] بجاں [بخش داد و د] رہین قضا[من طلبی بردم در خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعدہ] و الیست مستمر زنہار کہ دست از جان جانان من بدارند ناچار ایں پسرک عاشق [کش] را سرداد ند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہرحال ایں [مطلع از گفتہاے ایں سپاہی بیجان است ے

سحر ہفت [گردو] ں تن ہیں ہوں تمثل سپاہی کر ۔۔۔ سر [یر] اپنا بنا پھر دو نو جگ کی پادشاہی کر

سجاد

تخلص میر سجاد اکبر آبادی است وے مردے بود با علم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گویند] کہ وارد حضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود ایں ہشت بیت از گفتہاے اوست ے

اب جلانے ٹک آن کر ساقی ۔۔۔ عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ
مر گئے پر اگر نہیں آسیب ۔۔۔ کیوں یہ ر[کھتے ہیں قبر پر تعو] یذ
ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجائے اسے ۔۔۔ [خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم آغوش [یار ہوتے] ہیں ۔۔۔ سب مزے وہ [کنا] رہوتے [ہیں]
کس طرح [کوہکن] پہ گذریں گیں ۔۔۔ ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

ہرگز آنے نہ [دینگے] غیروں کو ۔۔۔ جان ہرچند [ہم] گئے ہونگے
[ہر سادہ رو مخلط ہونے کی وضع رکھے ہے ۔۔۔ لیکن کوئی نکالے تیسرا ساخط تو دیکھیں]
بتوں سکے تئیں [کیا قدر ما] نتا] ہے ۔۔۔ یہ کا [فر] مرا دل [خدا] جانتا ہے

ے ین ا ۔ ا ۔

سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ن و]کنی است وے از عمدہ زادہ ہاے اندیار و مرد شیرین گفتار محبت اساس قدر شناس صاحب ہوش حق نیوش است و این دو شعر وے مارا در گوش ہے

یارب مے اوس کا یوں مجھے بوس و کنار دست بوسے سے لب بلب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست ورق ۱۴۴

گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

سخن

تخلص دو کس می شناسم یکے را از انہا انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد خو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت دستے وارد بہرہ و زبان سخن از طبع و قادش می تراود این مطلع از وے است ہے

جو ہیں جان نکلی وہ ہیں آن [نکلا] بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

[سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند راے جے سنگھ راے منشی حضور پر نور است وے جوا[نے است] مودب و خلیق [قابل] دوست شفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود بسمع [شاعر[صنایع اما میر غالب] علیخان سیدا [المخاطب] بسید الشعرا می رساند این دو شعر از وے است ہے

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے [روتے ہی روتے گذرے] ہے دو دو پہر مجھے

[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

سرسبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا میڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہ ہاے عالی مقدار نہائت با حلم و وقار عقل سلیم دارد و فہم مستقیم از بدو شعور خیال ریختہ گوئی درکاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان گشتہ کلامش مزہ دارد سیزدہ بیت از اشعارش این احقر می نگارد ۵

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم سرک کہیں ــــ اب تو نچوڑھے مژۂ اشکبار پر

صبح جب چہرۂ پر نور دکھاتی ہے مجھے ــــ یاد عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے

خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم ــــ ہاے [کیا] وضع ترے ہنسنے کی بھاتی ہے مجھے

اوسکے کوچہ کی طرف میں تو [نجا] ؤں [سرسبز] ــــ کشش دل [ہے کہ] کھینچے لئے جاتی [ہے] مجھے

شب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے ــــ کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے

مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے ــــ [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

خبر لائی باد بہاری کسی کی ــــ [دو] چنداں ہوئی بیقراری کسی کی

ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ ــــ مگر تو نے کاکل سواری کسی کی

میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد ــــ وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن ــــ نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن ورق ۱۴۵

اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف ــــ جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن

چل تو سرسبز گلستاں میں غزل خوانی کو ــــ بولتے واں نہیں اب مرغ خوش الحاں تجھ بن[۱]

کرتے ہیں جو خاک قدم یار پہ جادو ــــ اولٹے وہ الٰہی کہیں اغیار پہ جادو

---

[۱] یہ تینوں اشعار ۱۔۱. میں ردیف یا سے قبل درج ہوے ہیں +

سراج

تخلص شاعرے است از شعرائے بلدۂ نیک بنیاد اورنگ آباد سیر مشق شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم۔ غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہر کیف ایں یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

رات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری بہتی ہے — شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گدکے کی یہاں روکے چوٹ — پنجۂ مہر میں ہیبت سے [پھری] رہتی ہے

خبر تحیر عشق [سُن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بیخبری [رہی]
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی — نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی دیا درس عالم [عشق] نے — کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی وو دھری رہی
نگہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں — کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بینوای سراج کو — نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ایں غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند (واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال)

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے — اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے
اٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے — کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ — گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ اندنوں تیرا کرم ہونے لگا — شیوۂ جور و جفا فی الجملہ کم ہونے لگا

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کھتری است وے جوانے است خوشخو تازہ گو از سکنہ شاہجہان [آباد]

صانها اللہ عن الشرو الفساد این دو بیت از وست ؎

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبوں میں اکڑ کے | جوں ماہ ستاروں میں چلے رات کو اڑ کے
مارا ہوا اس ابروے خمدار کا سرشار | پانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑ کے

سرور

بمعنی خوشی تخلص حمایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں دار وغہ خاصہ حضور پرنوراست وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار رشو[ق] شعر گوئی در [ضمیر] وارد و نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر این مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر انعام اللہ خاں یقین علیہ الرحمتہ رب العالمین باعانت[1] استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کان میں آتی صدا نہیں | مجنوں کے سلسلے میں کوئی کیا رہا نہیں

سُرور

ورق ۱۴۶

بمعنی سردار تخلص اعظم الدولہ میر محمد خاں بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران ماب اعظم الدولہ ابوالقاسم بہادر [مظفر جنگ است از انجا کہ حسب و نسب آں والاحسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان ترقیم نبذی از خصائص طبیعت استقامت طوینتش مسترخی میسازد وے جوانے است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیان نیکی کردار رافت نشان محبت وثار مروۃ منش مودت شعار فتوۃ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سامی نمودہ و مشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

[1] باغایت ۱۰۹۰

دیوانش چوں دیوان صاحب دولتاں بانہایت آرائش و زیب شعرش مانند شعر موکراں بغایت دل چسپ و خاطر فریب است تذکرۃ الشعرا بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہاے رنگین بآئین بہین دراں گل زمین کشتہ مختصر کلام کلام در توصیف آں جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب خوش آئیں فضولی است یکے از سعادتہاے [و] اے آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سرسبد مشائخ گلزار جاوید بہار شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد [اند] دادہ و روے نیاز و ارادہ بر آستان فلک نشان آں شاہ باز عرش پروا [ز] نہادہ بہر کیف پنجاہ یک شعر از گفتہاے آں سعادت قرین محبت آئین درایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ــه

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا — دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا
اوس در یکتا کے غم میں چشم دریا بار سے — اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا
تھا شب یلداے ہجراں میں فروزاں شعلہ ساں — داغ دل کا ہیکو تھا خورشید عالمتاب تھا
جان دی سرور نے کس کے لعل لب کو یاد کر — کھل رہا تربت پر اوس کی لالۂ سیراب تھا

پوچھو نہ جھانک رخنۂ دیوار سے خبر — میرے نہیں ہیں جینے کے آثار جی چوکا
لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی — اک بوسے پر ہے گوہر دل یار جی چوکا
مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس — ہے مزا تجسے زندگانی کا
کفر سے واقف نہ میں اسلام سے محرم ہوں آہ — عشق میں اوس بت کے کیا مجھکو الٰہی ہوگیا
سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوس کے نمود — خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہی ہوگیا

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہردم — مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ — وصل کی شب میں [سحر] کا جو اوجالا دیکھا
تا سحر آنکھوں میں نیند آئی نہ اے بے دید آہ — شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرورؔ خطر کہ رکھتے ہیں　　خیال یار کو چھاتی سے ہم لگا ہر شب

ورق ۱۴۷

سرسبز نہو ایسے کبھو پنجۂ مژگاں　　کہنے لگے وہ اپنے حنابستہ [د] کھا ہاتھ
خط بھیجنے سے کیوں ہو خفا میں نے بجز عجز　　کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجے مرا ہاتھ

مول کیا پوچھتے ہیں آپ دل محزوں کا　　قیمت جنس ہے اے جان خریدار کے ہات
نامۂ اعمال سرورؔ ہے گناہوں سے سیاہ　　کیجو تم ابر کرم سے اے شہ مرداں سفید
ہووے فلک پہ عقد ثریا نہ جلوہ گر　　دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

جوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر　　آجائینگے جو یار بھی اپنی ترنگ پر
تا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر　　بھیجا حنا سے میں نے کبوتر کو رنگ پر[۱]

کہتی تھی وقت نزع بصد عجز عندلیب　　گلشن سے میرے پھینکیو مت باغبان پر

شب فرقت یار میں آہ سوزاں　　عزیزو ہے شمع شبستان عاشق
گریباں ہے مثل کتاں ٹکڑے ٹکڑے　　ادہر دیکھ او ماہ تابان عاشق

عشق میں تنہا نہ آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم　　زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بند قبا ہم　　گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں　　سیہ روزی یہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل و نرگس تجھ بن　　زخم دل پارہ ہوا دکھنے کو آئیں آنکھیں
میں نے سرورؔ کی خبر جا کے جو پوچھی دم نزع　　اوسنے کچھ بات نہ کی لیک بھر آئیں آنکھیں

---

[۱] یہ شعر ۹۔۹۔ میں صحیح نہیں۔

مجھسے تو سرورؔ پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ　　　دل پھنسا زلفوں میں جا طالع کی شامت کچھ نہ پوچھ
سرورؔ اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا ہردم　　　بس نہ رو ہن تو گیا منبع طوفاں دامن
کر دیا جوں گل فنا پیراہن تدبیر کو　　　عشق کیا کہئے ترے دست گریباں گیر کو
روز ہجراں نے ستایا ہے نہایت تجھکو　　　اے شب وصل مری آن کے کے داد کبھو

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلف پرخم ہو　　　بلا سے آپکی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو
الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو　　　یہ سب کچھ ہمکو ہو یا رب ولیکن وہ بھی محرم ہو

ہم تو ترسیں اور رخ دکاکل کا اپنے غیر کو　　　ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو
جس دل میں غم عشق بتاں کا نہ اثر ہو　　　اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو
سرورؔ اس شوخ کو کیوں نیند سے بیدار کیا　　　کس لئے فتنۂ خوابیدہ جگایا تو نے
معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی　　　تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے
اس خاکداں میں سرورؔ یہ آر[زو] ہے میری　　　مرنے کے وقت موںہہ سے یا بوتراب نکلے
کیا پوچھتا ہے تو شب فرقت کا ماجرا　　　میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے
یار یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے　　　تن مشبک چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے
اے گل گلزار خوبی خار ہر یک دشت کا　　　بر سر پرخاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے
چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار　　　مہ جبیں اس ترے موںہہ پہ سے اتارا کرتے　　　ورق ۱۴۸

گر یہی صید افگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں　　　ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے
اپنے افعالوں سے سرورؔ ہے اگرچہ ناامید　　　آسرا پر اوس کو تیرا یا شہ لولاک ہے

ناوک ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل　　　کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے
لیلے وشوں کو چاہوں کیونکر نہ میں خدا نے　　　مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

بے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم
اے عزیزو گرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا

فکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں
آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوس سے جدائی ہوتی
پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی

ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سرور
اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

سعدی

تخلص شاعرے است از دورہ اولے کہ در دیار دکھن قبل از وجود سراپا بہبود شاعر شان ولی المتخلص بہ ولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنملک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد و حسب رواج آں وقت سخن وری بر روے کار می آرد مظنہ بیشترے از سخن پیرا خصوص سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاو آں قدوہ متغزلاں ریختہ چنانچہ در تذکرۂ خود اشعار ایں سعدی دکنی راعفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہرکیف ایں سہ شعر از واست ؎

قشقہ چو دیدم بررخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے
گفتا کہ ڈرہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے

ہمنا تمھن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا
ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے

[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ در ریختہ]
شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

سلہ انا طن بیشترے ۱۰۱

از سادات قصبۂ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش حسب رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست ایں پنج بیت از طبع زادہاے وے است ؎

بالله جو سر لوح مرا نام نہ ہوتا ‏ ‏ ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اوس کی آنکھیں مے پرست ‏ ‏ بسکہ ہوں کم ظرف ہوجاتا ہوں دو پیالوں میں مست

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں ‏ ‏ یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات ‏ ‏ ایک جو شانہ ہے سو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ

بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا ‏ ‏ سر چڑھایا ہے بہوت تم نے میاں شانے کے تیں

سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین دریں فن گوے سبقت ربودہ مرثیہ ہاے گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخرہا باستدعاے حاکم خیر بنیاد حیدرآباد عازم آنصوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت ورق ۱۴۹
گاہ مردم آن دیار است و بعضے بر آنند کہ جسدش را سکنۂ آں مملکت بکربلاء معلے رسانیدند الغیب عند اللہ تعالے شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاج دوست قادری مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود و ہمیشہ براین عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت وے از سر جرمیہ اش درگذشت کہ خاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ و سلام گفتن مصروف و مشعوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ میر شاکر ناجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی بر رویہ اش ہمت نمی گماشت بہرکیف ایں یازدہ بیت و یک بند مسدس از گفتہاے پر کیف اوست ؎

سحر گزرا چمن میں کون سا خورشید رو یارب ‏ ‏ کہ شبنم گل کے مونہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

نہ سہر برہو سکھی بدلی برس کر کھل گئی آخر　　سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی
بات واعظ کی نہ سن مد نظر اس کے ہے دور　　دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور
نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات ساون کی　　کٹی رو رو برنگ شمع ساری رات ساون کی
عزیز و عیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے　　لگی ہوں جسکی آنکھیں یار سے وہ خواب کیا جانے
صورت یار تصور میں جو کوئی لا دیکھے　　ہجر میں وصل کو ہر آن مہیا دیکھے
قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا　　میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا
مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو　　گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے
دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل　　تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی　　تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی
رہ گیا موہنہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی　　اپنے ہاتوں سے اور آنکھوں سے اشارۃ تھی یہی

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

رباعی

اے زاہد و تم سے کیا جھگڑا کر لوں میں　　ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں
میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے　　ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والاتبار درۃ التاج خلافت دری خورشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال فص خاتم شاہی گل سرسبد گلزار ظل الٰہی مربع نشین مسند بختیاری مثلث نشان جیش کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیان
ورق ۱۵۰ مرزا سلیمان شکوہ بہادر است ادام اللہ اقبالہ و استمر اجلالہ مدتے است کہ جناب ایشان بعزم

کشورستانی دارد و ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردن اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرماں برداری بستہ بلطائف الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند و حضرت ایشاں بہ ترفہ و تعیش دراں نولح اوقات شریف بسر می فرمائند ازاں جا کہ خاطر عاطر آں عالی منش میل بشعر و شاعری بیشتر دارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان و میر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان السلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشاں باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسیدند و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رساء آں شوکت پیرا بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردار سی و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ شد لجنابہ دام ظلہ ؎

جبہ سائی کا نشاں جائے جبیں سے کیونکر — کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا — چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب — یوں ترے کوچے سے میں بے سر و ساماں نکلا

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو — کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
نرگستاں میں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے — ہو گئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے — نقرئی پھینکے ہیں تجھ پہ سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا — دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا موں ہہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں پھینک تے ہو — متصل بیٹھ کے تم رخنہ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم — دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے پھول

مجھ پہ غصے ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ   بولے ابتو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ
کل لگے کہنے وہ ایک ہار پہن نرگس کا   مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا
ہمیں جو اوس نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی   تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی
جان دی راہ محبت میں الہی صد شکر   بات جو ہمنے کہی تھی سو نباہی صد شکر
لبوں پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا   تو آسمان و زمیں سب اولٹ گیا ہوتا

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل   صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا
کل بام پہ ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے   دیکھا جو اونہیں اہل تماشا کو غش آیا
یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی   محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا   آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا   رق ۱۵۱

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا   کہ شور نالہ ہر یک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

سمجھ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا   محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

یوں بھویں ہم سے آپ تان پھرے   جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے   ولے ٹھکرا کے چلنا دور داماں کا قیامت ہے

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو   بس دیکھی تمہاری آشنائی

رقم گر ایک شمہ اسکو اپنا درد و غم کیجے   تو پھر یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق — ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو توا عشق — جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں — نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی

خون عشاق سر چڑھا یہاں تک — اور حنی بھی گل انار ہوئی

اے سلیماں میں کروں کیونکہ زباں خلق کی بند — مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا — بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے — ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

سلطان

تخلص دو کس می شناسم

سلطان (۱) اول - صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سر سبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فتوۃ و مروت سلطان گردوں رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب الیشاں بنابر ظہور تام وشیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رساے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ وام ظلہ ؎

دور رکھ دوران سر سے گردش دوراں سے مجھے — مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگرداں مجھے

سلطان دوم دوم - نصر اللہ خاں بن عبد اللہ خاں ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان امیر حل و عقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق دارد خیلے عیاش و عشرت دوست افتادہ

گاہ گاہ فکر ریختہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود این مطلع ریختہ طبعش کہ بمن دست داد ثبت افتاد ع

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلام

ورق ۱۵۲ تخلص نجم الدین علی خاں خلف الصدق شرف الدین علی خاں پیام اکبر آبادی است این مطلع او راست ع

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا

تخلص صاحب طبع منیع مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہان آبادی المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار خود بسمع استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہر حال وے شاعرے بود فصاحت بیان شیریں مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی کا شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش نوائے گلستان سخن طرازی بلبل [د] بستان سرائے بوستان نکتہ پردازی قادر ہر گونہ سخن ماہر بیشترے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ کثیرے را از مستفیدان این فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی سفارش کیفیتے دارد کہ سامعہ نکتہ پرواز صاحب فراست داند طرز کلام صحت انتظامش حلاوتے دارد کہ ذائقہ طبع سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر بر انکہ کلام اللہ تعالے شانہ نیست در امکنہ متعددہ جاے سخن است و محمد بقا اکبر آبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی ہجوہاے رکیکہ وے اشتغال ورزیدہ سزاے کردار ناہنجارش کہ بے ہیچ ہجو ہر کسے می پرداخت در کنارش نہادہ اند اما با این ہمہ

راے نصفت آراے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان براں قرار گرفتہ کہ خلاق علی الاطلاق جل شانہ و عظم برہانہ عدلیش در ہندی زبان تا الیوم در کارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن بوے نرسانیدہ از بدو شعور تا دم واپسیں ہمیشہ بمصاحبت وزراے عالی مقدار و امراے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخر ہا بہ بلدۂ لکھنؤ رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضۂ رضوان خرامیدہ مختصر کلام کلام در توصیف آں وحید دہر و فرید عصر ہر چند کہ بطول کشد مختصر میدان ناچار اختصار ورزیدہ از زادہاے طبع وقادش دوصد و شش بیت می نگارد سنہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

نہ پہنچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگاں کو
بہا خاشاک کے سایے تلے سیلاب آتش کا

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں نوشک نہالی کی
جواب بھی سو رہو ملکر تو ہے جاڑا دولائی کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حور و کے جام
ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا
کہ لے لے ہچکیاں جوڑ انکل جاتا ہے شیشے کا
مغاں اوس مغبچے کی میں پرکھ جانے کا بندہ ہوں
روپے کو مے کے نے قیمت میں بتلاتا ہے شیشے کا ورق ۱۵۲

رہا کرنے کو لیں ہم منت صیاد سے ظالم
بس اتنا ہی نہ مر بیٹھے گا زیر دام کیسا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب
دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

مباد ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر   مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے   چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

نگہ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا   جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوا لا

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا   سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں   گل جھاڑے ہے دامن تو نے تجھے کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے مل اتنا   تو اپنے غریب عاجز دل بیچنے والا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں   لٹکا وہ تری زلف پریشاں میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ   کیا جانئے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس رخ کے خط پر   یہ لام افزود کیوں قران کی تفسیر پر لکھا

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار   پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں   رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤں گا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا   کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
موج آتش ہے سیل آنکھوں کے   شائد اس دل کا آبلہ پھوٹا
کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا   ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا   کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھ کو شیشہ گر   ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپے ہے یارو ہر ایک دل　　ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کرو[ں] سو کیا آہ ناامیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا
قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز　　کہا نہ ہم[۱] نے میاں ہم کو اعتبار آیا

دیکھیے [واما]ندگی اب کیا دکھائے　　قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے　　بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

ورق ۱۵۴　کیا کیا لڑائیاں تھیں سرک سونے پر بہم　　جاگیں گیں بخت پھر بھی کہ ہووےگا جنگ [خو]اب

[سن] رکھ کہ تیرے بازو سے ہمت سے اے فلک　　ہے فقر کا مرے کہیں پر زور پشت دست

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں　　قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

کیونکر نہ کراہے وہ کھلا ناصح بیدرد　　جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز　　عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام　　کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کی طرح

آویزہ گہر ہے بنا گوش یار میں　　یا سرنگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

۱ 'تم نے' اصل نسخہ

دام الفت کے اسیراں[کی] جدی ہے پا[و] از — اوڑتے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
اوسکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا — آفت آجائے نہ اے یار کہیں میرے پر

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں — نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [جوں] اشک مجھے — کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے — کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر [کا] ر

ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق — آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

شور سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل — رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث — آجانے دے یار در گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے — گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

خطرہ ہے تجسے مسند شاہی کو اے فلک — حاضر ہے پوست سخت میر ابشم تو اکھاڑ

سیر چمن کی تو قسم اے، دل شکن نہ کھا — غنچہ ر[ہے ہیں] باغ میں ظالم بکس ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر — اوس دن سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
ساقی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس — تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

نازک اندامی کروں کیا اوسکی اے سودا بیاں — شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا — اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ　　جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹا ے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہئیے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں]　　مشفق غلط ملاذ غلط مہرباں غلط

رہ روسوے عدم کو جنبش پا کیا ہے شرط　　خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

گو اب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آے شمع　　دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجاے شمع

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سرہ کہ اک دل ہزار داغ　ورق ۱۵۵

واے اس پیشے پہ اے [بلبل کہ جس] کی ہے یہ قدر　　خوار ہیں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی نیک تھا سخن اس کا ہزار حیف　　بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر]ف

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجکو نہ دوں　　آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدور [تک]

رنگ گل کچھ بے طرح دیکھے ہے اے ابر بہار　　آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوے شیخ ہمارے کہ عصا　　بیچیں اپنا تو وہ شاید بکے مسواک کے [مو]ل
ہے شرط درد یوں کہ بجز حکم عندلیب　　کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے [دل] سے آہ نہ نکلی ہوس تمام   ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے [کہ] بس تمام

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

زاہدا کہہ تو صلاح نیک ہے ان دو میں کیا   جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے   عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

ہو[ا] آئینہ حیراں دیکھکر خال اوسکے عارض پر   کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

دل چاہے تھا بوسے کو جو تم سے یہ کہا ہیں   مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

یار آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں   کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن   باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے   نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

[سر] خاک [گھر] بیاباں چاک آغشتہ بخوں دامن   کیا گھر سے ترے عاشق باشان [نکلتے] ہیں
ہائے کس ساقی نے ٹپکا اس طرح مینائے دل   ہو جہاں ریزہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

مہر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے   تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز　　اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہ جاتا ہوں

کسے کروں میں دعوے دل جاکے لے خدا　　دل دادۂ زلف رخ دلبر نہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں]

کسی نے [لے] کے خمیازہ چمن میں انگھڑایاں میاں

بلبل چمن میں کس کی ہیں یہ بدشرابیا[ں]　　ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

کہے ہو ہیں عقیق اور گہ نگیں لعل ٹھہرا[ا] وہیں　　یہ نا شناو ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک　　جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں　　میاں ہم تو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی　　لیکن ٹک ادھر دیکھیو اے جان بھلا ہیں

کیفیت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا　　ساغر کو مرے ہات سے لیجو کہ چلا ہیں

ورق ۱۵۶ امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں　　ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں

عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا　　قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

بغیر از با[دہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ ماتم　　تصور قالب بیجاں کروں مینائے خالی کو

لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیونکر ہو　　جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو　　کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

میں نے کہا میں ہوں عاشقوں میں تیرے ۔۔۔ بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو
پھرتا ہے ادھر زلف میں شانہ تو ادھر دل ۔۔۔ یہ ذرد نہ لایا [چھوٹا] طرہ میں عکس کو

خط اپنے مرغ جاں کے پر سے باندھا آج سودا نے ۔۔۔ نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو
غمزہ ادا نگاہ تبسم ہے دل کا مول ۔۔۔ تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو
راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل ۔۔۔ اس شرط سے گر صورت بادام قفس ہو
جب بدر نے مونہہ اپنا تیر سا نہ [بن آیا] ۔۔۔ شکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کا ہیدہ
ور خلق کے مونہہ پر ہیں باندھا ہے حباب آسا ۔۔۔ نادم ہے نہ کھولوں گا ہرگز رہ کاشانہ
پروانہ تجلی وحدۃ ہو اور دیکھ ۔۔۔ نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک ۔۔۔ دیکھ پاوے گا کہیں گر تیرے مونہہ کو آئینہ

آ پہنچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہیں یہ ۔۔۔ فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہیں یہ

صبر دل و دیں طاقت دیکھا اوسے اور سکے ۔۔۔ ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بستا کو مرے ۔۔۔ کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

کو[چے] میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے ۔۔۔ میرے بھی کبھی دل سے ملاقات ہوئی ہے

یہ دل میں آئے ہے کاٹوں میں دست نارسا اپنا ۔۔۔ تری زلفوں میں کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا ۔۔۔ اگر آئینے میں اوس کی نگاہ شرمگیں ڈوبی

رہتا ہے ان روزوں [زہیں یا] رکا خیال ۔ آتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے

بہ از آئینہ خانے سے ہے منعم جو تجھسے ہو سکے تعمیر [دل] کی

چمن میں کیسی مچا دیویں دھوم جاتے ہی قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

تک ہمرہانِ قافلہ سے کہدے اے صبا ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

ہوا ہو ویگا کیا کیا مژدہ برمورد تلطف کا خبر بن حال بد [پڑنے کے] اس دن کاش ہم ہوتے

جو طبیب اپنا اسی کا دل کسی پر زار ہے مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

جوں توں سمیٹ کر میں گرہ دے رکھا ہے یار سو ٹکڑے ورنہ تجھسے یہ دل غنچہ وار ہے

ورق ۱۵۷ حسن بتاں کو ہے دل خارا تلک جگہ شیریں کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے

وسعت دنیا میں اپنا تنگ [یہ] کا [شا] نہ ہے پرتو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

پوچھا میں عیادۃ کو چلتا ہے تو سودا کی بولا کہ ہمارے وہ بیمار نظر میں ہے

خوبوں کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

جو میں نے [سودا] سے جا کے پوچھا تجھے کچھ اپنے ہے من کی سدھ بدھ

یہ رو کے مجھسے کہا کسی کی لٹک میں لٹ کی لٹک رہا ہے

خورشید و مہ نے پیارے لی تجھ پہ بے نوائی زلف و مروت و ابرو سب کو صفا بتائی

قامت نے [تیرے] باغ [میں] جا خط بندگی لکھوا لیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد [آ] وے وہ بت رکھتے ہیں جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

لو[خوا]ش رہو[گھر] اپنے میں جس شکل سے ہو تم وہ چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

گھڑی گھڑیال کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے چلی آتی ہے وہی بات جوں جوں دن یہ ڈھلتا ہے
اثر نے آہ میں ہرچند نے تاثیر نالے میں پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

بسکہ سو جاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری
گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے
سودا کسو کو وہ تو ستا وے [نہ] بے سبب کیا جانیے کہ تجھسے ہی کیا بات ہو گئی

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھہ بغیر اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو اس [پیر کے جلوے] کا بھلا کوئی جواں ہے

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے کہ جب کھولے ہے تو اوسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں [بتخانے] میں اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

لہ از کلیات سودا ص ۲۸۹، مطبع مصطفائی۔ دہلی ۱۲۷۲ھ

گرلے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا   تو ہی در گزر کر جانے دے آشنا ہے

تو مست اندھیری رات اور غبار ساتھ ہے   ہودن میں آوے کہہ یہ گنہ گار ساتھ ہے

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل   بندہ پرور [حسن کے آگے ہنوز آغاز ہے]

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے   جس دم اٹھا یہ بیچ لیے [پھر ہم] کہاں رہے

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور [قیامت]   خدام [ادب بولے] [ابھی آنکھ لگی ہے]

نہ پوچھو مجھ سے میرا حال تک دنیا میں جینے دو   [خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم   نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر برنگ بو مجھے
ہے قسم تجکو فلک دے تو جہاں تک چاہیے   جلوۂ حسن ادے حسرت دیدار سے مجھے
[جس روز] کسی اور پہ بیداد کروگے   یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب   مونہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکے
عجب واشد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تیں اس طرح بند قبا ہم سے   ق ۱۵۸

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہے مجکو جام خالی سے

۱؎ از کلیات سودا ص۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۶۲ھ،

سرگشتگی نصیب کی مر مٹیے تو نہ جاے　　اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھسے محبت ہے　　بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ مونہہ دیکھے کی الفت ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم　　ہے ایسا ہی جو قتل بیگنہ منظور بہتر ہے

کون محشر میں ہمارے خون کی دیوے گا داد　　جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ مقتول ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجھسے بیر ہے　　جاے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

گل پھینکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی　　اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

افعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے بسر آوے　　وہ زلف سیہ لہر پر اپنی اگر آوے
ٹک د[ا]غ سے چھاتی کے سرک جاے جو پھاہا　　آتش کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

دماغ خلوۃ آئینہ ہو تو یہ چاہے ہے　　کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے　　تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

کھینچتے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتہ عمر　　صرف سینے پہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

عجائب شغل میں تھے رات تم اے شیخ رحمت ہے　　میں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہے دشم خالی   نیستاں ہو گئے شیریں ست یارب یک قلم خالی
کدورت سے زمانے کی برنگ شیشۂ ساعت   ملے ہمدرد اگر کوئی تو کیجے دل بہم خالی

پیش از ظہور مرغ چمن خانہ ویران عشق   بنتے تھے ناشکستہ رگ گل دام کے لئے

یار ہے بے قدر جب ہو آشنا وہ بیس کا   مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

ہے سخت بے مروت وہ بت وفا کرے کیا   پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

سودا کے لئے بر سر بازار ہوئے ہم   ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوئے ہم

نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس خدا کو مان   مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

آگے یا قسمت جلا دے یار یا مارے ہمیں   اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھنے بارے ہمیں

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں   آنکھیں تو مانتی نہیں ہیں اس کو کیا کروں

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے   اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چرچے   لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول مہکے

کل جو بیٹھا پاس جا ہیں اک ترے ہمنام کے   رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام[۲] کے

---

[۱] ہم و۔ و۔ [۲] این شعر را بعضے بہ جرأت نسبت کنند اما ایں احقر در کلیات مرزا سودا بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ (از حاشیہ اصل)

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اُسے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا — ورق ۱۵۹
اوروں کی نسبت اندنوں کچھ تنگ ہوا تھا وہ — دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا جی تو کھو سکا
کس مونہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

دیگر

ایک غمان نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے

دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا — بکتا ہے اک نگہ پہ اوسکے تئیں کو جو لے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی — اسپند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم — ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں — افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے — کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بساں نے ترے ہاتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے — کوئی ٹک مونہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

---

۵ ۔ اوسے ہے ۱۰۱ ۔

دیگر

اثبات کر کے تجھسے اک بات اب کہوں میں   لیکن نہ کہنے گیو مجھ پر یہ طوطیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تزئیں کے وقت تجھکو   اکثر تو دے کے سرمہ کھاپئی دیا ہے

دیگر

شبنم سے بھر کر ہیں ساغر گل   گردوں تو خراب و خوار ہووے
پانی نہیں دیتے اوسکو ظالم   جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اسکے نعل کا   لوہا منگا کے تیغ بنادے کبھو لہار
ہے دلمیں یہ یقیں کہ وہ شمشیر روز جنگ   رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایوان عدالت میں تمہارے یا شاہ   کیا ظلم کو ہے دخل عیاذا باللہ
شیشے تا جو وہاں طاق سے رپٹے ہے پانو   پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آ کر بولا   جس کو نہ جواہر میں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت   جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا   عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا
مخفی ہیں کیا داغ کو اور لالے نے   چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سودا دہن یار کے ہوتے رکھ گوش   تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ بد دہن اتنا ہے دوانے جس کا   ہنستے میں دہن پھیل کے ہوجاے ہے گوش

دیگر

سودا پے دنیا تو بہر سو کب تک   آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ یا دنیا ہو   بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

دیگر

دنیا مجھے کہتی ہے کہ منہ مجھسے موڑ
مت فاحشہ پہ اپنا تو جی جامہ توڑ
سودا تری سیاہی پہ سفیدی آئی
بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

دیگر

کوتاہ پئے عمر ہے پرستی کیجے
زلفوں [سے تر]ی دراز دستی کیجے
ساقی جو نہو شراب ہے آج وہ ابر
پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

دیگر

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے
اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے
مرنا نہ تو کیا جانیے تو کیا کرتا
اے خانہ [خراب] اسپہ یہ اندیشہ ہے

دیگر مستزاد

بولی سے میں دنیا کے کہا یوں جا کر
سن اے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر
تیں صورۃ نرد
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھکو
رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر
سو ہیں نامرد

سوز

تخلص عزیزے است از دودمان بے ندو نظیر المسمی بہ محمد میر وے مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طویت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بمصاحبت سران کامگار ہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد و بہ شعر خوانیش از کس نمی آمد بہ تتبع طرز گفتارش اگر چہ اکثرے از مشتاقان ایں فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است آخرہا مدتے بدیار شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

لہ "د" کلیات سودا ص۳۰۲ ۔ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۸۷ھ

بہ بلدۂ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ از زادہائے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی عنہ ؎

دل کے ہاتھوں بہت خراب ہوا ۔۔۔ جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ مونہہ بنائے آتا ہے ۔۔۔ آج مجرے کا پھر جواب ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا ۔۔۔ اب کیا کرونگا لے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا ۔۔۔ کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

یہاں رات کسو طرح سے کٹ جائے ۔۔۔ مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو سب بے برگو ۔۔۔ خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بوتا

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں ہیں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

سوز کو تو نے کیوں دیا بوسہ ۔۔۔ ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا ۔۔۔ کہاں کا جان کو میری دھرا تھا

کدھر پھرتا ہے او غافل ادھر دیکھ ۔۔۔ کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

بس غم تو نے بہت ستایا ۔۔۔ سچ کہہ کیا تیرے ہاتھ آیا

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے ۔۔۔ کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قربان　　میں اپنے دل کی حسرۃ اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا
اک بار تو مونہہ سے کہہ سمجھوں میں　　ہے سوز بدل غلام میرا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے　　سنو ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

کہتا ہے مجکو سنیو عاشق ہے کیا تو میرا　　کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

جاتا ہے سوز جسدن کہتا ہے ہمنشیں سے　　[آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

رات آنکھیں تھیں مو ندیں پر بخت ٹک بیدار تھا　　تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو　　وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

شہرہ حسن سے از بسکہ وہ محجوب ہوا　　اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب　　کبھو آئینہ دیکھو گے تو تب سمجھو گے ہاں صاحب

کہا ہے اتنا بھی ایدھر مونہہ تو پھراؤ صاحب　　لوجی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو　　کباب دل تو ہے تیار اس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب　　مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

جس طرح دل کو لگی ہے میرے — اسکے بھی دل کو لگا دے یارب
سوز نے داماں جو تیا پکڑا تو بس وہیں جھٹک — کہنے لاگا اندنوں کچھ زور چل نکلا ہے ہشت صق ۱۶۱

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں — نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث
کن فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
حیف کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا — کوں رہ سکتا ہے شیریں کے بھلا سکن کے بیچ

دیکھکر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے — اے تری رندی [کہ] کیا آتی ہے پھسلانے کیطرح
جانک مت کر بگر کہ ہاتھ اوٹھا — ہمیں کھیچی ہے میں تری تصویر
لو خزاں بھی آ گئی غفلت سے ہم بھولے رہے — لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

عرق نہیں ہے سموم ہوا سے چہرے پر — نگاہ آب ہوئی ہے حبا سے چہرے پر

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل — مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل
خدا جانے بنے کیا شوخ سے آج — اے میرے لال میرے بے زباں دل

لوجی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم — پھر نہ آوینگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم
کٹ گئیں انتظار کی راتیں — ایک دو تیں چار آنکھوں میں

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن — کیوں شام فراق مر گیا دن
تقاجی میں آج اچھی طرح شکوہ کرو نگا روبرو — مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں
بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے — اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں
آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا — سر کہیں پاٹو کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

لہ یہ ل۔ د۔

غبار خاک راہ دلبر اگر سرمے سے [ہیں بہتر نہ جا] تو خاک آنکھوں ہیں چالاک آنکھونمیں
بعد بھی عشق تیری شوکت وشان بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن اس سے زیادہ نہ ہوجیے مہمان
نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤ پھیلا کر اپنے گھر جانہ خانہ آباداں

مجکو دل کہتا ہے دلبر کیوں جی سچ اوس کو ملا دوں کیا کروں ملا
اُسکے چڑ' یہ آہ بن رہتا نہیں سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

پیری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں
کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات آ پہر وہ شب وصال کہاں
تری بو کے لیئے جوں گل تمام آغوش ہوجاؤں کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہوجاؤں

نصیحتوں پہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں
گرا ہے ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ ارے کیوں بھیج تا ہے نا تواں کو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

ستامت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت ربا مجکو
نہیں دیتی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ　　واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

میں مرگیا ہوں دیکھ لب لعل یار کو　　یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ　　دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ
نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں　　دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے　ورق ۱۶۲

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی　　آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے
ان بتوں کی یہی جو الفت ہے　　قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے
کعبہ و دیر پوجتا کیا ہے　　آپ کو پوج بے خبر تو ہے
دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ　　ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے
کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے　　یوں اجاڑا ہے اسے تم نے بھلا یاد رہے
ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے　　مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
بتاں گر تم بہار چشم کو ہر بار دیکھو گے　　تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھو گے
مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لاسکے　　خورشید تجھسے آنکہ تو پہلے ملا سکے
ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے　　جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں کرے
بھلی یکبار ساقی نے مئے و[حد]ت پلائی ہے　　ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعوائے خدائی ہے
آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو　　مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے
جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید　　شناسائی کسی کو پر کہاں سے
مت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے]　　پھر کاہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا یہ زلف چھائی ہے　　سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

قطعہ

گالیاں تو لبوں سے خوب سی دیں　　کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بری بات تو نہیں واللہ　　چوم کر لیں اگر عنائت ہو

دیگر

اے مار سیاہ زلف سچ سچ کہہ　　بتلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے　　کاٹا ہے ناف ترا برا ہو

دیگر

سچ سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ　　الحمد للہ الحمد للہ
جھوٹے کے مونہہ میں آگے کہوں کیا　　استغفر اللہ استغفر اللہ

دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز　　یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرز] ند [ہیں]
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار　　سو جھتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو　　دیتا ہوں وا گر نہ جی میں دیکھو دیکھو
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول　　خوبی خلطے کی واہ منہ تو دیکھو

دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا　　مجھسے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے جی میں یہی آتا ہے　　اللہ تو مجھسے ایسا بیزار ہوا

دیگر مستزاد

سن سوز عبث دیکھ کے حیراں ہوگا　　خوباں کا جمال
دل زلف میں الجھے گا پریشاں ہوگا　　مت لے یہ وبال
یہ چال بری [ہے تجھے] نبھنے کی نہیں　　آماں کہا

ورق ۱۶۴ ہستا ہے کیسا بہت پشیماں ہوگا مت ذات نکال

سوزاں

تخلص دو کس میدانم

سوزاں (۱) اول ۔ شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و شوخ طبعیہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدہد بہر کیف سہ بیت از گفتہائش درین جا ثبت میشود از راست ؎

اسکے کوچے میں نہیں ہمکو کسی کا خطرا | پر خفا وہ نہ ہوا تا ہے اسی کا خطرا

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑکے | میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آئے نہیں لڑکے
دو چار رقیبوں[ا، بم] نہ دھمکائیو ہم کو | ٹل جائینگے وہ ہاتھ جو مارے کہیں کرکے

سوزاں (۲) دوم ۔ مردے نیک آہنگ المسمی بہ مرزا محمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گوئند] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگین گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے دارد چار شعر[۲] ازاں این خاکسار می نگارد او راست ؎

لیجا نہ شب فراق جاں کو | کیا زندگی مجھ ناتواں کو
مجنوں شکستہ پا ہے پیچھے | کہدیجو پیام سارباں کو

مت دل لگا بتوں سے کہنے پہ جا کسی کے | ہرگز ہوے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے
فرقت میں اوسکی سوزاں ناحق کو جان دی ہاے | ا وس لاابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

۱ بیت ۱۰۱۰ ۲ کس ۱۰۱۰

سید

تخلص سہ کس می شناسم

اوّل - محب محبت نشان میر غالب علیخاں سلمہ الرحمٰن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ دراوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آشنا تخلص کرد در تعریض مثنوی معترضے گوئد ؎ (۱)

آشنا ہیں خوش زبان گلشن تطہیر ہوں
جس کی آلودگی کوئی مجھہ پہ کیا ثابت کرے

ہوں ازل کے روز سے میں پاک طینت ہی بنا
ہے خطا اوسکی ہی جو مجھہ پر خطا ثابت کرے

بہرحال وے سیدے است بزرگ نہاد والا نژاد نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محبت شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خیلے خوش تقریر و شیرین مقال بکتاب خوانی ایام تعزیۃ التیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے دارد بسخن [طر]ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہردو زبان سخن گوئد و در ہردو میدان رخش ہمت ی پوید شعرش پر مضمون صنائع آراست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سیر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لاکلام پختہ و ما[لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است بالجملہ ہشتاد و یک بیت کہ نمونہ ایست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

حمد اوس کی ادا ہو سکے مجھسے نہ سر مو
ہر بال بدن پہ کرے گر کام زباں کا

ناکام زباں کھینچ تو ا[س کام] سے سید
وصف [او]س کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور
جز کا نہ تحقق ہے جب جلوہ ہو کل کا

جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی
سید جو گدا ہے در سلطان ر[سل کا]

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا — جلوہ تو بارے دیکھوں میں اوس آ[فتا]ب کا
یارب] نصیب کیجیو سید کی خاک کو — گوہر آستانۂ نجف بو تراب کا

جوں نقش قدم جو سر[ر]ہ یار کے بیٹھا — وہ [خانہ] خراب اوٹھ کے نہ پھر اپنے گھر آیا

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر — دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا — تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا
اوس کا ہر ٹکڑا تھا حال دوستاں کا اک ورق — یہ دل صد پارہ گویا۔ وصفۃ الاحباب تھا

سبب کیا پوچھتے ہو تم سے میرے زار رونے کا — کسو کو کچھ غرض ہے مجکو ہے آزار رونے کا ورق ۱۴۲

جب ناز سے وہ خانہ برانداز گھر چلا — میں گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سید — ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

کان کا موتی ترے ہلتا[۵] جواے مہ پارہ تھا — مشتری اوس کا فلک یا سبعہ سیارہ تھا

کریں ہیں سرمہ میری خاک کو اولوالابصار — غبار کس کے نہ جانو ہوں آستانے کا
جز آہ و نالہ ہو سید سے اور کیا موزوں — دل و دماغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا
میں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ — مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا نے چاہا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو — اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

---

۵ ملتا ا۔ ۱۔

خندہ جوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار — گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا

بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا — اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا

کرتے ہیں طوف نرگس و گل تک مزار کا — یارب میں کشتہ کس کے ہوں چشم و عذار کا

آزاد اوسکی خاک سے ہے عجز و نیاز سے — اوس سرو ناز کے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور — کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہو گیا

سبوے بادہ کروں وقف میکشاں سید — جو جامدار ہوں ملک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا — جی دلبروں کے پاس بٹھانے سے اوٹھ گیا

بیٹھا وہ اس مرے دل سودا زدہ میں رات — جو پیچ و تاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آہ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آنگن جلا — شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا

اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ — لگے اس باد صبح کو لو کا

پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن — کچھ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پر — آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گھر سے نکلا

کون سی گالی نہ سید کو دی اوس گلرو نے — تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گھر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردہ مژگاں کا حال تھا — تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا

ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ — آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا

شب وصل لاحق جان و دل غم و درد فرقت یار تھا — کبھو اشک بہتے کبھو آہ تھی کبھو نا [لہ] دل زار تھا

سر شام سے دم صبح تک مجھے اضطر[ار] تھا ایک سا — نہ سکوں نہ صبر و شکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا

نہ ہوائے لالہ و گل مجھے نہ ہوس تھی باغ و بہار کی — کہ بہ رنگ لالہ و گل مرا دل داغدار فگار تھا

[توہمکنار] ہوئے ہم سے کبھو نہ آیا — ہم گور کے کنارے پہنچے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت — پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا — مجکو صندل گھستے گھستے درد سر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ میں جس روز سے — دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [وگل] تک نہ ایک اندوگیں نے غم شنو — ہنسا وا اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغواں کا رشک ہے — کچھ عجب ہی رنگ کا یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور بھی اگر — غزمہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرم بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح — پانو پایا یہاں نہ میرا پھر نہ سر پیدا ہوا
غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانینگے لوگ
ان دنوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]
نکھڑا وہ تاب مہر سے جب پر عر[ق] ہوا — تب شبنم آب رشک سے منہہ گل کا نق ہوا

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب — اوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود — ورق ١٦٥

چمن میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا — گیا جو سج کے تو دستار ارغوانی رنگ
اپنے حیرۃ کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول — تو نہ اے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمر سی رنگینی میں صبح — اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے پس پھول
گل پڑا جس سرزمیں پر اوسکا تھا نقش قدم — آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

کم ملا آئینے سے آنکھ اے او بے دید — اور بھی حیرتی جلوہ دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن — بیٹھے جب تو بھی کسی مرغ گرفتار سے مل
رکھتے ہی سینے پہ سینا مرے بولا پھر آہ — دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا]نبار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں — نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

ہستی کا درد سر ہی رکھا درمیاں نہیں — کیا کیجے شکر خنجر قاتل زباں نہیں
کہہ جانتی کہیں نہیں اس کی زباں نہیں — ہاں یاد اوس کو میرے ہی مطلب پہ ہاں نہیں
دریا کا ایک تختہ ہے جس پر ہیں دو حباب — سینے پہ تیرے محرم آب رواں نہیں
ہر موج بحر اشک ہے کیوان مسیر پر — جز آہ اور طائر عرش آ [ستا] ں نہیں

کر گنہ روتا ہوں رکھ ہیہات مو [نہہ] پر آ [ستیں] — ہوں جو تر دامن رہے ہے نت مری تر آستیں
اوسے لخت دل تراوش کرتے ہیں اور اسے اشک — ہے دوکان لعل دامان کان گوہر آستیں
چشم طوفاں خیز سے تنک جو سرک جاے تو ہے — [ترکن] صد شورش دامان محشر آستیں
میرے آہوں کی جو دھونی سے نہیں ہے گرنہ تک — کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے مونہہ پر آستیں
پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چھین — کہیئے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجکو — سیر باراں مژہ ترنے دکھائی مجکو
تھی جو باریک رگ جاں سے بھی وہ موے میاں — دل کے داغوں ہی کے عینک نے سجھائی مجکو
چشم [یہ] تجسے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے — سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجکو
ڈبڈ [با] آئی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ — آگئی یاد یہ کس رخ کی صفائی مجکو
دیکھ کس رنگ سے لیتا ہوں میں اے شوخ اوٹھا — گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجکو
ہیں ہم آغوش نہ ہو [ں] اور وہ بغل میں کھینچے — تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجکو
ہیں ملوں آنکھیں تو ٹھکرا لے سراپا سے سر — ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجکو
کار صد چشم تر اس وحشت[1] مغیلاں ہیں دیا — تو نے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجکو
ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی — [نرچی] روٹی بھی جز نان خطائی مجکو

---

[1] اس خار مغیلاں نے دیا ۱۲

قطعہ

انشا کے گل گلزار کی دی ایزد نے — للہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سید — س حدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجکو

بسکہ ہوں بیمار چشم نیم خواب نرگسی — ہے غذا اب نان بادام و کباب نرگسی
میں وہ دلریش ہوں جوں نے جو کوئی ہمدم آہ — مجسے کچھ پوچھے تو فریاد میں لاتا ہے مجھے

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہئے — غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یو ہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے بہر صورۃ ضرور — چاہیئے یوہیں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سید کے شفاعت یا حسین — تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

لے کے دل مفت پھر مکرتے ہو — تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمت آپ کی — تنگ نائی خوش دہانوں ہم کو خست آپ کی
کر چکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام — جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک و پارۂ دل ماحضر بس ہے مجھے — ہے اس اکل و شرب پر یار و قناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے — ہے وصال مرگ کی آ[مادہ فرقت] آپ کی

مانگے سید جو ترے لب پر یہ دو بوسہ — نہ برا مانیو تو بات کا د[لوانے کی]

سید دوم

دوم ۔ عزیزے از دودمان معظم و مکرم المسمیٰ بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وے از قصبہ سکندر آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مرد خوش نہاد نیک اعتقاد است گاہ گاہ ریختہ گوئی بر روے کار می آرد و اشعار متفرقہ دارد ایں بیت از دے است ؎

جادو گری ہے شہر میں سید کا ریختہ — دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید (۳) **سیوم** - سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہاے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش خیلے جا دارد و خود را از اساتذۂ آں دیار می شمارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

ورق ۱۴۱ خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل | یہ تو بد خو نہیں جائیگی مگر جان کے ساتھ

بالا تو بنا چاند سا مکھڑا ہے بھبوکا | ایک بُقے کا عالم ہے سراپا ہے بھبوکا

یاد آتے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی تپش سے | سینے میں سے ایک آگ کا اوٹھتا ہے بھبوکا

سیادة

تخلص سید زادہ ایست سعادة مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از و است ؎

مثل نسیم میں تو پھرا صبح سر کہیں | پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیف

تخلص مرزا [سیف] علی مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقاے طالب قلیخاں[۱] [خوش] اجہ سرا ایں مطلع او راست ؎

شتاب آکہ تیرا عاشق اب سسکتا ہے | جگر سے آہ اور آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے

حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاکر و دو شاداں و سہ شایق و دو شرف و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [ششش] شوق و دو شید التخلص میکنند اندراج یافتہ و اشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و از اں جملہ شش رباعی واقع شدہ

[۱] علی خاں ا. د.

شاعر

تخلص میر ناصر پرست مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجدش میر نصیر الدین تیغ است وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بخدا مشتغل فقر نہاد والا نژاد دلق پوش سبک دوش مذاق گفتارش بسیار شیریں طرز اشعارش نہایت دلنشیں با شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیروں از نسبت تلمذ و خویشی و ارادت و درویشی قرابت قریبہ داشت دیوانے مختصر در نہایت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت بیست بیت از ازدہائے طبع آں والا گہر ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ٹک بھی گر چین بجبیں کیجے گا　　　پھر نہیں ہم پہ یقیں کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم　　　گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا　　　خانہ خراب آنکھوں نے مجکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکی نہ بات　　　اودھر وہ ہنس دیا اور ادھر میں رو دیا

آہ اپنا دل ہی جب جاتا رہا　　　زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں　　　حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی　　　غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی کسطے یہاں تدبیر ہو　　　وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم　　　کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی بات میں تاثیر ہو
جان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ　　　جو ملے اسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا ملک دل اے دلستاں اوجڑے　　　نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل　　　ترے ہم عشق میں یہاں تک تو اے نامہرباں اوجڑے

رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری   کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
تو کس بیدرد پر ہوا ہے عاشق   ہے ہے شاکر یہ نوجوانی تیری

دیگر

ہرچند تلاشش جا بجا کر دیکھا   پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج بارے ہم نے   اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

دیگر

غیروں سے خود نمائیاں خو[ب نہیں]   اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑتے جانور کو پہچانتے ہیں   ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث   بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آونت کا مرنا   ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

شاکر

تخلص دو کس میدانم

شاکر (۱) اول ۔ شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و کم کم مشق سخن می نمود این دو بیت اوراست ؎

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا   جو ان پہ گذرنی ہو [گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی بلا سے   گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شاکر (۲) دوم ۔ یکے از بزرگ زادہائے خوبی التیام میر شاکر علی نام وے جوانے است خلیق درویش وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ میکند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از ابائے کرام و مسقط الراس آن نیک نام

خاک پاک حضرت دہلی است ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎
اوس شعلہ خو کے روبرو جو شخص آئے گا — لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جائے گا
اوس کی آنکھوں ہی نے خلق کو بیمار کیا — زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ شرمانا [کیا] — دور سے شکل دکھا کر ہمیں ترسانا کیا

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد در عظیم آباد ہمت خود [بر] ریختہ گوئی بیشتری گماشت و فکر خوب و شعر دلچسپ داشت ایں چار بیت از نتائج طبع اوست ؎
وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست — جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست
نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے گشت مجھے — جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے
کبھی نہ اسقدر آنکھوں میں خوب صورت یار — کر رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے
کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ — بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

شاد

ورق ۲۹۸ تخلص مرزا [الہ] یار بیگ کیانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است ایں دو بیت او گفتہ ؎
اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے — تو ہنگامہ حشر برپا کریں گے
گلعذاروں کی بیوفائی کے — داغ دل پر مرے نشانی ہیں

شادان

تخلص دو کس می شناسم
شادان (۱) اول ۔ سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [یست] متوکل درویش طبیعت

خدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خاں آشفتہ اسباب دنیوی را خیر باد گفتہ ایں دوبیت از دے است ؎

بلبلہ پانی کا دیکھا چشم جس دم کھل گئی — ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوے بنیا [دسے]
دل نہ دیجے آہ شاداں طفل ابتر کو کبھی — یاد ہے نکتہ یہ مجکو حضرت استاد سے

شاداں (۲) **دوم** ۔ لالہ بساون لعل کائت وے جوانے است متواضع باادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یوں داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چھٹنے جڑیں ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

شائق (۱) **اول** ۔ جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گویند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ و بزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبتہ تلمذ بہ قلندر بخش جراءۃ دارد و شعر خوب و تر بر روے کار می آرد ایں سہ شعر او گفتہ ؎

کمر شیخ و برہمن دیرا اور کعبے کو کستے ہیں — رہ دل سے ہیں غافل ورنہ اسمیں دونو رستے ہیں

ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے — ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے
جائیے کعبے کو یا کیجے صنم خانے کا طوف — حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے

شائق (۲) **دوم** ۔ سیدزادہ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوید ایں دوبیت از واست ؎

[۱]

. . . .

[۱] دونوں نسخوں میں یہاں دو شعروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ اصل نسخے میں حاشیے پر یہ عبارت درج ہے "ہر دو بیت ایں شائق از تذکرہ اعظم الدولہ وشتہ است" ۔

سیوم - نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام وسے برشیہ خوانی مہارتے دارد و ایام خوبجیات میگذارد و نہائت سعادة دثار نیک بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ وزادقدرہ میکند ایں بیت و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎ شائق (۳)

کس واسطے اوس کاکل پیچان سے الجھا — کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل

رات ساری مجھے بس روتے ہی روتے گذری — شمع وہ جو بہ سنی صبح تیرے جلنے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے — واہ یہ تاثیر کی آہ شرر بار نے

رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر — کھو دیئے اوسان سب زلف و رخ یار نے

شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں — چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے

کوئی اوس شوخ سے جاکر نہیں کہتا اتنا — بے طرح بگڑی ہے حالت تیرے دیوانے کی

حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں — ہیں حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں ورق ۱۴۹

شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل — اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں

ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے اولجھنا تو ہے — شامت آجائیگی ایکروز کہیں شائق کی

دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے — سہتے ہیں تیرے ہجر میں کیا کیا عذاب ہم

شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے — کر لیں گے جمع [دیکھیو] دیوان شتاب ہم

اب دیکھیئے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں — پھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ یہ کہتے ہو — ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو

شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام — پھر اوسے ہوئی یار سے ملاقات کی گرمی [1]

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے — تصدق ہیں [ہم] اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

دغا بازی تو دیکھو اوسکی یا [رو دو] ین و دل لے کر — دیا ہے ایک بو [سہ دو] سرے پر یہ رکھائی ہے

موسم گل کی خبر [سن]تے ہی بس آنے کی — ہوگئی اور ہی حالت دل دیوانے کی

ہاتھ سے جس سنگدل کے [را] ت دن فریاد ہے — یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے

یارب اوسکو تاقیامت رکھیو تو شاداب و سبز — رشک فردوس بریں شاہ جہاں آباد ہے

ان دنوں کیوں [نکرے] شائق شعر اپنا گرم ہو — ہے [جنو] [ں] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

[1] ان اشعار میں سے پانچ کاتب کی غلطی سے درج نہ ہو سکے تھے، یہاں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ترتیب میں فرق آگیا ہے -

کیا کہیے تجھے ہمدم فرقت میں حضرت دل   ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

شرف

تخلص دو کس میدانم

شرف (۱) اول - میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسری بردوے نیز بآسودگی خوش زندگی نمودہ در آخرہا بعلت مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ باجتماع اہل اسلام پرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم این رزم بہ بزم علما و مشائخ شہری نشتافت و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میتحت شعر صوفیانہ میگفت و خود را درین فن شیخ اکبر قدس سرہ میدانست چنانچہ میگوید ؎

ہیں شعر مرے مغز فتو[حا]ت و فصوص اب   شاعر نہیں میں [معتقد میر جہاں ہوں

این در شروع علت گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلام کلامش پختہ و باکیفیت است خیال بندی بخیالش خیلے جاداشت در ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود[۱] بمجالس وے حاضر میشد بہر کیف بہمہ وجوہ پانزدہ بیت از ریختہای طبع وے دیبچاہی نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۷۰ کبھو ادھر جو قدم رنجہ خوش خرام کرے   کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے
شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب   اسے برنگ نگیں مونہہ لگا کہ نام کرے

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے   پاؤں میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے
توتیائے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ں   [فی] الحقیقۃ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے
مے وحدۃ سے ہوئے پیری میں کچھ اور سے اور   صبحدم میکشو البستہ ہوا پھرتی ہے

۵۱ بہتر ہے ۱۰۔۱

گرنگ میں سے جوش گہے جوش پہ سرپوش	عاف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ	بزنگ لبک دری ہے سرزمیں آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش کرسی سے بلند	جلوہ گر ہے آسماں زیر زمیں آئینہ
اک صفا قالب بس ہے بہر تسخیر جہاں	خاتم دست سلیماں ہے نگیں آئینہ
ظاہر اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن	بے سبب نہیں گرد آلودہ جبیں آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود	ہے شرف جوہر نہاں در آستیں آئینہ

رخسار یار سیتی مشابہ ہے کوئی کم	ندرے گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم	نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یا] رو حقیقت اپنی	اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

شرف (۲) دوم - شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق و خوشگو محبت منش نیک خو گونہ از علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوید گاہے بہ تکلیف ہمارخش ہمت در میدان غزل گفتن پوید در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [بداروغگی] گزرہائے سائر میگذارد بہر حال ایں دو بیت اوراست ؎

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا	وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پہ بھی تو نا [شاد مت] کیجو	ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

شرر

تخلص دو کس می شناسم

شرر (۱) اول - مر[زا] ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از دریائے اٹک انزو و مولدش بلدۂ لکھنؤ است مرد فصیح زبان و خوش بیان بود بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر

[اور] است ؎

سامعوں کا نہ فقط سُننے سے دم [رکتا] ہے سرگذشت اپنی جو لکھے تو قلم رکتا ہے
اسیروں کی زبانی اے شرریہ سنتے کھدینا مگر گردن [کا] ڈور الم ہے جو زنجیر پہنی ہے

شرر(۲) دوم - مرزا جعفر مرحوم برادر کوچک مرزا محمد عشق وے جوانے بود سپاہی منش نہایت
ورق ۱۷۱ خلیق تواضع روش بغائت شفیق دور دوارش بہ ممالک جنوبیہ ا[ندا] خت [وجا] م حیاتش در
ہماں نواح بہ شربت ممات مالا مال ساخت انا للہ وانا الیہ راجعون [ایں] دو بیت از ا[ا]ن
مرحوم است ؎

اس رند خرا [باتی] سے گر آپ خفا ہیں [پھر] بزم میں میخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں
اے عشق جگر [سوز] شرر کی تجھے سوگند [ا] یک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہیں

شرافت

تخلص مرزا اشرف علی [لکھنواست[۱]] گویند وے مرد شگفتہ رو خوشخو ہوشیار ستودہ اطوار
محبت اساس [آدم] شناس واقع شدہ ایں دو بیت [او] گفتہ ؎

قبضے پہ تو نے ہاتھ جب اے فتنہ گر [رکھا عیسٰے نے دونوں ہاتھ] سے دل تھام کر رکھا

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

[شریف]

تخلص دو کس [میدانم
اول] مرزا محمد شریف فرزند ارجمند مرزا فیض مرحوم کہ خود [را] در علم تصوف [عدیل شیخ]

[۱] حاشیہ پر درج ہے ÷ شاگرد میر نظام الدین ممنون۔

اکبر قدس سرہ می پنداشت در شرح فصوص الحکم آنچہ بخاطرش رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ ۔ ابن مرزا محمد شریف جوانے [است ظریف] الطبع شریف المزاج مزاح دوست پر ابتہاج کم کم ریختہ میگفت واصلاح سخن از شیخ ولی [اللہ محب] میگرفت مدتے است کہ دور دوارش از طفے بطرفے می اندازد خداش سلامت بماوے اصلی رساند این دو بیت از واست ؎

نازک تر آبگینے سے [دل] تھا مرا جسے — ان سنگدل بتوں نے ملا پاؤں کے تلے

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے — تو نے سو طرح سے نالانہ ٹلے بیٹھ گئے

دوم ۔ جوانے است خوشخو پاکیزہ وجاوید الاسلام مرزا محمد شریف نام کہ خیال مرثیہ خوانی درسر دارد و [گاہ] گاہ فکر ریختہ ہم بروے کار [آرد] این [دو بیت اوراست] ؎ شریف(۲)

یہ شہر دل تو نہ تھا قابل ستم ہیہات — خراب ہو گئی بنیاد ایسی [بستی کی]

[شریف رونے پہ آجائے گر] یہ دیدۂ تر — تو آبرو نہ رہے کچھ یہ گھٹا برستی کی

شعور

تخلص میاں شعور احمد والد ماجد میاں رؤف احمد رأفت است [وے] نیز در قصبۂ رامپور باحسن شعور بطور خلف الصدق خود اوقات گزاری [می نماید] احیاناً شعر ریختہ موزوں می فرماید این مطلع او راست ؎

عشق نے کیا [کیا دیئے آزار او ٹھتے] بیٹھتے — ہم ہوا اپنا ہمیں [دشوار] اوٹھتے [بیٹھتے]

شعاع

بنابر [مناسبت] تخلص آفتاب عالمتاب شاہنشہی کہ آفتاب است تخلص دوحہ حدیقہ جاہ وجلال نخلبند بوستان شوکت و [اقبال گل سرسبد] گلستان شہنشہی ثمرہ وانی بہرہ نخلستان ظل اللٰہی فص [خاتم گورگانی] نگین دیہیم صاحب [قرانی] مربع نشین چار بالش [عز وجاہ] شاہزادہ

۵ بطور خود برشتہ تحریر ا۔و۔ ۵ بہ ا۔ا۔

ولی عہد محمد اکبر شاہ اسمت ادام اللہ جلالہ و افاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد امجاد [حضرت شاہ عالم] پناہ و بحلیہ علم و حیا آراستہ و بزیور مہر و [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [و وقار] البرز ستقامت و قرار خوش عقیدہ نیک دین پاکیزہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ[1] در ایام حیات صاحب عالم و عالمیاں مرشدزادہ جہان و [جہانیاں] سراپا مہرو رافت مہین پور خلافت و [لی عہد شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمیٰ سلطنت کبر[ی] ممتاز و سرفراز بودند و بعد شنقار شدن آں والا تبار برگزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [باین عالی] منزلت کہ ق ۱۶۱
بزرگترین لآلی [لاء لاء] دریاے شہریاری [و روشن ترین دراری بانور و ضیا] ے آسمان سایۂ حضرت باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنابر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار ذیب رخسار خود داند [و ایں احقر دو درثمیں ازاں دریاے مہین زینت] سلک اراستہ خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ[1]

تجھ زلف کے عہدے] سے یہ دل کیونکہ برآوے
تا حشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے
واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے
دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [النیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار شعرش [نمکین] و گفتارش دلنشین [است ایں بیت او گفتہ[1]

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع]
جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

---

[1] شدہ اند ا. ا.

مرزا [بدھن] است سلمہ اللہ تعالیٰ [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاج دوست
[خوشخو] بذلہ سنج یا۔ باش و نکتہ رس نیک معاش در سلک خواصان حضور پر نور ابا عن جد انسلاک
دارد و با مزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار ہمراہ وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق [نمودہ]
و از قاسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ ہم فائدہ ربودہ
بہر حال این چاردہ بیت بایشان منسوب است ؎

[چشم پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر   دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]
آگے آنکھوں کے [مری ہو گیا] عالم تاریک   زلف سرکا دے ذرا مکھڑے [سے اے ماہ شباب]

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز   ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

بے روئے یار کھٹکے ہے مانند خار گل   گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیق   کرنے نہ پائے] جاکے عدم میں بھی خواب ہم

[شفیق بحر جہاں میں یہ زندگی اپنی   ہے] اکدم میں ہوا جوں حباب پانی [میں]

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے]   دشت جنوں کو یعنی آباد کر رہیں [گے]

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سررشتۂ] محبت   جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

دیکھ اس خورشید رو] کو سوکھ جاتے ہیں یہ [اشک   آگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرہ

شفیق آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو بہتر   کہ خاطر اس [غبار فکر دنیا سے مکدر رہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے　　[آتا] ہے یہی جی [میں سینے سے لگا] لیجے

عشق کے سودے نے آکر پھر یہ [گھبرایا مجھے]　　ہوگیا دشوار [یار و ایک دم جینا] مجھے
ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ　　[کیا کہوں ہوکر خفا کہنے لگا کیا کیا] مجھے
چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں　　کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہٹ [پھیرا] مجھے

شکوہ

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [واز تلامذہ] مرزا محسن قتیل است شعر
ق ۲۷: فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کند ایں [سہ شعر ازو] است ؎

تجکو دلدار ہیں [سمجھتا ہوں]　　[کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو　　عجب طرح کا الٰہی عذاب [ہے] دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے　　کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

[شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیرزادہ ایست شائستہ مزاج [و بسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ لعمدہ معاشی می برد[لہ] اما بنا بر [کساد بازاری بعطلی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہائے طبع] روانش ایں احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ؎

[جذب وحشت ہے بایں آبلہ پائی مجنوں　　یہ پھرے ہم کہ] نہ اک خار بیاباں میں [رہا]
[سوز دل درد جگر کاوش] غم داغ [الم　　ہم پہ کیا کیا] نہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

[لہ] ہم نے ٹک پھیرا جو ہات ا۔ ا۔ [لہ] کذا

[زلف میں] الجھے ہے گر کاکل کا سلجھایا ہے پیچ — دام میں الفت کے ہم نے [پیچ پر کھایا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں — تو [نبض دیکھتا ہے یہاں جان] ہی نہیں

فقط جب سے تمہارے ہو رہے ہیں — [مخالف] سب ہمارے [ہو رہے] ہیں
تری چین جبیں سے موج طوفاں — اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نو رتن کی — حجاب آلودہ تارے [ہو رہے] ہیں

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی تجھکو — شمع نے آگ نئے سر سے [لگائی] مجھکو
جستجو اوسکی جو کی تجھکو ہے پایا میں نے — کی دل گم شدہ نے راہ نمائی [مجھکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے — سو [قضا] دام میں [اب آ کے لائی مجھکو]
مجھ میں طاقت نہیں اے عشق ستا مت [ہر دم] — [دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجھکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے — زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجھکو

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے — مہ تاباں بھی مر پر میرے خورشید قیامت ہے
دن نہ تجھ بن چین جی کو شب نہ دل کو [تاب] ہے — [تابش مہر قیامت جلوۂ مہتاب ہے]

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں — کہ [اوسمیں بھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا — کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

[ہو] کیوں نہ کبک آتش غیرت سے جل [کباب] [۵] — تو خوش خرام ہے تری رفتار گرم ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ کر و — پیر فلک قدیم سے میخوار گرم ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد — [ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے
اوس چشم سرمہ سا کی] نظر کیوں نہ گرم ہو — اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم [ہے

---

۵ ہو کبک کیوں نہ آتش غیرت سے جل کباب و۔ا۔

دست طبیب [سے] پہچولوں سے پھل گیا ۔۔۔ کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [ہے]
چھلنی ہوا جگر [شگفتہ] پہ [ابتلا] اب تلک ۔۔۔ تیر افگنی پہ شوخ ستمگار گرم ہے

شگفتہ

تخلص سے [کس می شناسم]

اول، مرزا شگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب عالم و عالمیان شگفتہ (۱)
مرشد زادۂ جہان و جہانیان مرزا جوان بخت جہاندار شاہ بہادر [انار اللہ برہانہ]۔ با پدر والا قدر بممالک شرقیہ تشریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامت افگندہ بہ ترفہ و تعیش [ایام] خجستہ فرجام[۱] بسر میفرما [یند سران آنجا سعادۃ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار آن کامگاری] رسانند از طبع وقاد جناب ایشان گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پرمزہ] میریزد [نہایت] خوش عقیدہ و پاک دین و بغایت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند این شیزدہ بیت از زادہای [طبع عالی] ایشان است ؎ ورق ۴۴

اگر نہ وہ آرام جاں [کبھو] عیادۃ آئیگا ۔۔۔ اے شگفتہ درد دل کیونکہ مرا [تغیر جائے گا]
وہ چلا مجھہ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ ۔۔۔ دل جو اسکا ہے شگفتہ [ہائے اب] مرجھائیگا

[کبھو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی ۔۔۔ تری گلی میں کراہا کرے ہے ساری رات

[نہ دن کو چین ہے اور نہ شب کو] خواب ہمیں ۔۔۔ [فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھایا غیر کو واں تو نے آتشیں رخسار ۔۔۔ کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ [کہ اوس کی راہ میں چرخ] ۔۔۔ بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو جھوٹے وعدے سے بھی ہوئے تو تسلی بخش ۔۔۔ تو کچھہ ہی جینے کا اب مجکو آسرا ہووے
شگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے ۔۔۔ جو میری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

[۱] خجستہ آغاز فرخندہ فرجام ۱.۱. [۲] یازدہ ۱.۱.

ساقی ہے [مست] ہے باغ [ہے] ابر بہار ہے　　تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے
ہدہد پہ چشم [قہر سلیماں] کی تھی سدا ہے　　[صاحب] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے
حاجت ہماری [خاک پہ کچھ شمع] کی نہیں　　روشن دلوں کا دل تہ لوح مزار ہے
جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں　　آنکھوں میں [نیند کا] تری ابتک خمار ہے
مشکل ہے میری اوس کی تو صحبت برار آہ　　وہ جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

دوم ۔ مرزا سیف علیخاں، فرزند [ارجمند] نواب غفراں مآب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر ورنہ بزرگ است و [کی] طبع ذہین خوش فکر [خجستہ آئین] بایں کس بمدارا پیش می آمد و اکثر انواع سخن بامزہ موزوں [می نماید] ایں چند [بیت] از نتائج طبع آں [والاگہر است] سے　شگفتہ (٢)

خرام ناز ترا اس مرے نظر میں رہا　　تمام عمر ہی بیٹھا میں رہگذر میں رہا
آنکھیں چرا کے شب کو بہانے سے اوٹھ گیا　　حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں　　گالیاں [دیتے] ہیں یہ آپ غضب کر[تے ہیں]
[دل وجگر نہیں سینے کے] داغ کے نیچے　　[جیسے] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے نیچے
[غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی] تاریک ہے　　پاس[١] [رخ اوسکا] ہے یعنی صبح [بھی نزدیک ہے]

[**سیوم** مردے] پیشہ وراغنی مدسنگھ [آہنگر وے شاگرد بھورنجاں آشفتہ وجوان دل برشتہ خوشخو پاکیزہ] رواست ایں سہ شعر از و[٢] سے　شگفتہ (٣)

[ہجر کی آتش نے جب سے] دلمیں آ [بستر کیا]　　شعلہ ہم بستر کیا [بستر کو خاکستر کیا]
ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں　　کس کی چمن میں ساقی یہ بد شرابیاں ہیں
پروانہ وار جلکر گو [راکھ ہوگئے ہم]　　پر شمع رو [نہ چوکا] اپنی شرارتوں سے

شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النیام [میر] شمس الدین نام [خوش] سخن المعروف بہ مرزا جمن

[١] شعر ١٠١.　[٢] پاس ہے رخ اوس کا یعنی الخ ١٠١.　[٣] او راست ١٠١.

وے نبیرۂ سید رضی خاں و [بحلم] وحیا تواماں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ شعر ریختہ بر روے کار [می آرد ایں دو] بیت از وے است ؎

سنج[1] بدل پھرتا جو تنہا وہ [بت] خونخوار ہے — قتل [پر یہ] آج کس کے پھر سجی تلوار ہے
سن کے رونے کے مری آواز کہتا ہے وہ شوخ — [یہ] وہی کم بخت شاید یہاں پس دیوار ہے

شوکت

ورق ۱۵۱ تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا مغل] سبقت است ایں دو بیت [از وست] ؎

[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے — آ [فت ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لادے خبر مجھے — [اے سیل] اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

شوق

تخلص ہفت کس [ی] دانم اما یکے از انہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و ازاں شش باقی

شوق (۱) **اول** - حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخاں آرزو] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مردف] حاوی [پیش تر[2] انواع] شعر [دارد] ایں ہیچمداں سراپا نقصان منجملہ [آں] نہ شعر کہ براں [دست یافتہ دریں جا می نگارد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گذرا — [مری فرد لے محشر آج ہے میں کل سے در] گذرا
کسی کو با [غ دنیا سے نہ دیکھا] ہم نے خوش جاتے — [برنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا
[آج آملو] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا] — [جوں] طفل [اشک میں تو مہماں ہوں] کوئی پل کا

---

[1] سنج بدل تنہا جو پھرتا وہ الخ ۱۰۱. [2] انحای ۱۰۱.

ہیں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مرتا ہوں   لب زخمیوں سے قاتل کا ادا [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں   [حباب آسا] شمار دم سے بے کشتی [گذرتا ہوں]

آچکا خط بھی یہ تیرا نت نیا اک ناز ہے   [ہو چکی آخر بہار] اور اب تلک [آغاز] ہے
سنتے ہی نہیں یہ بہت گمراہ کسو کی   ان ساتھ کئے کس طرح [اللہ کسو] کی

رباعی

اس دور میں بد قماش اکثر دیکھے   تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتوں   اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

دوم۔ مولوی قدرت اللہ رامپوری وے باآنکہ بہرہ از علوم [رسمیہ] دارد و خود را از جرگہ شوق (۲)
علمای شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج ظریف الطبع با [ابتہاج است] مطلعے کہ از وے [بمن
رسیدہ بہ] رشتۂ تحریر [کشیدہ] ؎

اے خدا یوں ہی کبھو تیری خدائی [ہو گی]   کہ سجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہو گی]

سیوم۔ [تہمن جنگ بہادر وے از امرائے] دکن [ومرد] صاحب[۲] سخن است با ہمہ شوق (۳)
باہلیت و آدمیت پیش می آئد و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می رباید قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ متبرکہ
صیام برائے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ **قطعہ** ؎

عید روزوں [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام   نام آور ہووے سیف الملک کا دنیا میں نام
حق تعالے با خوشی جم جم رکھے با [شو]ق و ذوق   دولت و عشرت [ظفر دیویں تجھے بارہ امام]

[**چہارم**] ہندو نژادے است محبت التیام روشن لال نام وے [در مرود سرائی] و شوق (۴)
ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم از وسرانجام می یابد ایں دو بیت او راست ؎

[گردش چشم دکھانا] نہ گل اندام کہیں   [یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں]
عقدۂ دل] نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ   [آخرش کام] پڑا پنجۂ [تقدیر کے ساتھ]

[**پنجم** محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب شوق (۵)

۱؎ کوکر ا.ا.   ۲؎ صاحب سخن ا.و.

این الملک المعروف بہ] مرزا میدؔو والتخلص بہ آمیر انسلاک داشت [و در] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ در [دو لتخانۂ] ایشاں بنا بر اصلاح برکت اللہ خاں برکت بگفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت این دو] شعر ازواست ؎

مرجھایا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو — اوس گل [کی اب] اس طور سے نازک بدنی ہے
اے شوق اُچھالے ہے وہ شیشے کو نشے میں — [منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

شوق (۹۵) **ششم** - عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[۱]
عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر ایں چار بیت ازو است ؎

شوق (۹۶) آپ کو رکھتا تھا جیسے کرکے سو تدبیر کھینچ — لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ
اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے — صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ
کروں تعریف کس موںھ سے اب [اے] شیریں دہن تیری — حلاوۃ بات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی
بتاؤں سربسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ — میاں [شب ہے روشن مہ جبیں بیزور بتی سی]

شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملہو] بیگ [مرحوم است و ے] جوانے بود ہندوستان زاد سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے واشت [تہور مشحون] بیشتر غزل [در] غزل تا چار [ترجیع] غزل رطب و یابس میگفت اصلاح سخن از [سعادۃ] یار خاں رنگین و میر انشاء اللہ خاں انشاؔ و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] ازیں ہا قائل نبود بہر حال تیز فکر بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بربستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی شد غداش بیامرزد ایں پنج [بیت] از دست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی — [اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا
شور میں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو — ہاتھ میرے [سے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

[۱] مہدو؛ و . ا . [۲] از سکنۂ حنتو دہلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر، عزیز خوش، روش بانکے ولی است از باشندگان این شہر دلپذیر و . ا . اصل متن میں اس عبارت کو قلم زد کر دیا گیا ہے . اور اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے ؎

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں　　یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیا

[جہاں میں] مبیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے

مسافران [سراے فانی سے چلے] چلو تم قدم اوٹھائے

غضب آنکھیں بنا بانا ستم [مونہہ] کی صفائی ہے　　خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

[شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین ست سلمہ ربہ و مدظلہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہاے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن یں ہفت بیت از گفتہاے وے است سہ

[باد صبا چمن میں ہو کر گزار] تیرا　　اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]

[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں

رسوا [ہوے ہیں جابجا دیکھیں] خدا کر [تا ہے] کیا

تجھ میں [اند] از و ادا و [لربائی] قہر ہے　　ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے

سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے　　بانکپن اوسمیں قیامت میرزائی قہر ہے

ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من　　دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے

ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھہ کو آہ　　ہووے اُس پاے نگارین تک رسائی قہر ہے

اسطرف دیکھا اور اودھر مارا دکھا آن میں　　دل اوڑانے کا پر یہ تجھکو ہی ڈھب [قہر ہے]

شہرۃ

تخلص سہ کس می شناسم دو کس را از ان بہ تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام و بہ ترتیم یکے اینجا

[دل نہادہ] و وے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مدظلہ ۹ بلش [از خطہ] ورق ۱۴۷

ــــــــ

لہ خوب ۱۰۱

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراسش خاک پاک شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] نہائت سعادتمند و خیلے ظریف مزاج لیکن بغائت دلپسند است [مشق سخن از دوستدار] سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [میکرد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [شتافتہ انجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویاے دیدار [فرحت آثار] را و بسیار است او بحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعر گوئی] بسیار در سر دارد بشرط سیر مشقی خو[ب] خواہد گفت انشاء اللہ تعالی واز شوخ طبعیہاے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل این عاصی بانواع المعاصی وخان فراق واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا بآئین ہمیں طرف شدہ ملزم ساخت بہرکیف این چار بیت از گفتہاے اوست ؎

مکھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم   [اے پر] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم
ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم   بوقت] شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے
ہر گل سے کس طرح اوسے پھر بیکلی نہو   جسکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے
حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے   [آ]ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

[شہوة]

تخلص پسر [بد سیر شاہ معصوم] مہوس است وے مردکے بود فحاش و ہزل گو قرمساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان شرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر[مساقی] و ہرزہ [در]آئی می گماشت خود را بہ میر کبری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت بازوے تمام مسخرة [الدولہ قر]مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ درہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہرکیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحا للطبع می نگارم ؎

لہ

. . . .

. . . .

لہ یہاں سے دو شعر خارج کر دیے گئے ہیں۔

شیدا

تخلص دو کس میدانم

شیدا(۱) اول - خوا]جہ ہیگاے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر[ست] و مولدش خاک پاک [شاہجہان
آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ
بندی بسر می برد و ازاں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل را صحبت داشت و منعش بہ بازاریاں [مغل نما ے
خانہ] جنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغائت مہذب بود از [اکفا]و اقران خود [گو] ے
سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ در عین شباب [از محنت آباد] تنگنا ے دنیا رخت
ہستی بر بستہ بہ قسمت آباد الجنان [اقامت ورزید] خدایش رحمت کناد ایں نہ بیت از زادہا ے
طبع آں مرحوم است ؎

ناصحو بت کو میرے تم واللہ　　　دنگ رہ جاؤ لبس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ　　　کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

چھوڑتا ہو دیکھیو صید افگن اس نخچیر کو　　　ورنہ نام ابرو کماں رکھینگے تیرے تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پر کالا کیا　　　آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

لے کے دل اے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم　　　ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہو گی شیدا [کو میاں]　　　ایک بوسے پر چھری تلوار بتلاتے ہو تم

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج اوسکے　　　پتھر لئے [کھڑے] ہیں ہاتوں کے بیچ لڑکے

ورق ۱۲۸ تیری ابرو کے ہو سکے سنمکھ　　　کب یہ [طا]قت ہلال رکھتا ہے
تجھے شیدا طلب کرے بوسہ　　　جھوٹ ہے کیا [مجال رکھتا ہے]

دوم ۔ سید زادہ متعلق بخش جلی المسمیٰ بہ میر فتح علی وے جوانے است سعادۃ آثار از تلامذۂ سرآمد شعرائے [فصاحت آثار] مرزا محمد رفیع سودا مولدش قصبۂ موو [مسکنش بالفعل] بلدۂ لکھنؤ [در] سرکار دولت مدار نواب معلّی القاب وزیر [الممالک آصف الدولہ بہادر در جرگہ] سپاہیان خاص و مصاحبان ذوی الاختصاص بموجب مبلغ پنج صد روپیہ عز امتیاز داشت گویند کہ [بسیار متواضع و] خوشخو و نہایت خلیق و خوشگو واقع شد [و شعرش] بغایت پختہ و باکیفیت است دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ با فدوی پنجابی در اعانت استاد خود طرف شدہ غزلہائے خوب در جواب آں مرد پنجاب گفتہ بہر کیف ایں ہشت بیت از وے است ؎

کیا دل پہ اپنے سختی ایام کی کہوں [میں] — سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا
راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ — گویا کہ میں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا
[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس میں — ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے — گو کہ [عدو] ہیں خوبرو دل کے جگر کے جان کے
منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے — خال کے خط کے زلف کے بالے کے در کے کان کے
بندے ہوئے بہ کشش [جہت] ہم دل وجاں سے مطربا — تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خاق نام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں — رتبے کے دہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شان کے
[اس [پہ] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل — [آفریں ایسے وہم پہ] صدقے ہیں اس گمان کے

ایں غزل در کلیات سرآمد سخن سنجان فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا دیدہ اغلب کہ بعضے بغلطی ثبت نمودہ باشند یا بود کہ از مرزائے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

شیفتہ

تخلص جوانے است پنجابی الا [صل] دہلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبد] الصمد نام پدرش طالب علم بود وے بہ سپاہگری روزگار بسر میبرد شاگرد [بھوری خاں] آشفتہ است ایں مطلع

اوست ؎

بے سبب کامل نہیں کو یہ شانہ کب تھا [مونہہ] چھپاتا تھا گر تو یہ بہانہ کب تھا

حرف الصاد المہملہ

درطے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق و دو عزیز صبا ست اندراج یافتہ ومجموع اشعار سہ و ہفتاد [شعر است]

صانع

تخلص بستی میاں مرحوم است وے از سادات بلگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مردف دارد سرآمد شعراے مغفرت آب مرزا محمد رفیع سودا [دریں ایام کہ شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود ازیشان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنابر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہاے فکر اوست] ؎

کیا وے کر سگ لیلی کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہاے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

صادق

تخلص پنج کس میدانم]

صادق (۱) اول - عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے از دار] الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخرہا رحل اقامت بدیار شرقیہ کشید و از ہماں نواح سفر آخرۃ گزید خالش رحمت کناد ایں دو شعر از زادہاے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

دل ہے یہ یا [کباب] ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی

شرم سے نام وہ نہیں لیتا پر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق(۲) دوم ۔ میر صادق علی پسر نیکو سیر فوجدار خاں فیلبان فیل خاصہ حضور پرنور وے بہ فیل بانی فیل
سواری مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود باصلاح شاعر فصاحت
ادا میر انشا اللہ خان می رساند این پنج بیت از گفتہا[ے] اوست ؎
صادق اب ادس[سروکار نہیں] اون سے مگر ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس
نہ آفتاب سے ہر ذرہ یہ چمکتا ہے وہ ایک نور ہے جو سب میں آ چمکتا ہے
جلد آ جلد دم باز پسیں ہیں میرے نظر آتا ہے چراغ سحری[کا نقشہ]
ہو نام خدا[تجھ] میں کیونکر نہ خود آرائی اندا[ز] سخن یہ[کچھا] چہرے کی وہ زیبائی
تھی ایک تو کرتی ہی لاہے کی[غضب تس پہ] [ہے] آفت جاں کا نرانگیا کی یہ سگھڑائی

صادق(۳) سیوم ۔ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ
ایام بسری برد مرد[خوش] اعتقاد درویش نہاد[واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ[میکند
و شعر قلندر] رانہ میگوید این دو بیت از وے است ؎
غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد نہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد
کسو سے نفع ملنے[1] میں نہ پایا بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

ورق ۱۸۰ صادق(۴) چہارم ۔ میر صادق علیخان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم[آباد]
تولد یافتہ نیاکانش دراں دیار بعمدگی ایام بسری بردند خودش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و
سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر
میگوید و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوید بدواخانہ حضور پرنور علاقہ دارد این ہیچمدان
سراپا نقصان بیت و یک شعر از اشعارے کہ بوے منسوب است[می نگارد ولہ سلمہ ربہ] ؎
تصور جب[کیا میں نے] سبو کا گلابی کی طرح سے خون (دل) کا
گریباں چاک پھر ہووے گا ناصح بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا
عبث چھوڑا کل اوس پیماں شکن کو میاں[سچ کہتے] ہو تم میں ہی چوکا
آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

---

[1] مل میں "نے"۔ ا۔ ۱۔

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا　　فانوس نے چراغ [ہمارا بجھا دیا][1]
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ں　　اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق　　اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہووے گا　　کہ جاری آب ہوگا وس سے ہرگز خوں نہ ہووے گا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین لے گردوں نہ ہووے گا　　دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووے گا

قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے　　خراب اتنا ہمیں تو کچھ [یہ] لب میگوں نہ ہووے گا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیدا[2] نرالا ہے　　دے ہیں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہووے گا

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی　　دہر سر کھولے ہوئے مارے جنوں کے نکلا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب　　دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر　　دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوے شیر [نے]　　تیشے کی پہنچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوئے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر　　چاہو تو ڈھونڈ لیجو ہمارے کفن میں آب[3]

داغ دل جھمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا　　جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ
کیا ہوا اس فصل گل میں گر مرے [پروا] نہیں　　دل پڑا اڑتا ہے کچھ پروانہ کی پروا نہیں
کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار]　　سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے یار عیش ہو منظور گر ہمیں　　جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو
سدا ملک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے]　　کسی دن اٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

[1] اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ۱۰۱ میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے، [2] پیدا تو، ۱۰۱. [3] ۱۰۱ میں یہ شعر درج نہیں،

پنجم ـ سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت (۵)
خدیو [جہاں بادشاہ] زمین وزماں شاہ عالم پناہ دام ملکہ دارند و جوان خوش کردار ستو[دہ اطوار] نیک
دین پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم و عمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل و ہنر سعادۃ افروز واقع
شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (میبذی) تحصیل نمودہ و بعضے رسائل عربی از بر فرمودہ اند شعر
خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند ایں پنج بیت از طبع
[زاد] ایشان است ؎

کیوں فلک کہہ سرکشی کب میں نے کی تھی تجھسے آہ ۔۔۔ عرش سے پٹکا جو تونے خاک پر میرے [تئیں]
کسطرح ملئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں ۔۔۔ دوست دشمن دیکھتے ہیں سب کے سب میرے تئیں
تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں ۔۔۔ گر کو[ئی دیوے] ترے سر کی قسم میرے تئیں ۱۸۱
تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے ۔۔۔ پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں
ہے دعا صادق کی یہ بارہ و برائے اہلبیت ۔۔۔ جز غم شبیر کچھ دیجو نہ غم میرے تئیں

صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والاانخطاب مستطاب مظفر الدولہ مختار الملک ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود و نظم و نسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے جمن و بادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل و عقد پرگنات بزوجہ پدرش کہ عورتے است بس ہوشیار و بسیار رجنتہ کار تا الیوم وابستہ است چندے طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ بود [در موسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] و شعر نیز میگفت گویند بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار چندے بدار القرار قرار گرفتہ بہرکیف ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس ۔۔۔ یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

لہ ۱۰۱ میں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبوذی' مرقوم ہے ۰

شمع کے چہرے پہ یوں ہیجاں رہے ہے موج دود   جس طرح [موضہ پہ] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان   [ٹوٹ] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

صاحبقراں

تخلص شخصے است نحاش ہزل گواز سکنہ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از انحاے فحش و اقسام ہزل دارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب بیوسنہ کاغذ سیاہ می کند ایں پنج بیت از وے است ؎
بلہ[1]

. . . .

. . . .

صبا

تخلص سہ کس ایں کس نمی شناسد تحریر یکے از انہا بہ تکملہ النسب می پندارد[2] و دو کس را در اینجا می نگارد[3]

اول ۔ [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ وے جوانے بود خوش خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع یار باش] چندے طرح مراختہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد تقی] میر درست میساخت ایں سہ بیت از وے است ؎ صبا(۱)

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جاکر ہائے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات   اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے   زور ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[1] یہاں سے پانچ بیت ترک کر دیے گئے ہیں ۔ [2] پنداشت ۔ ۔ [3] بنگاشت ۔ ۔

عصبا(۲) [دوم - لالہ کان] جیؤل کاثت خیال شاعر[ی در] کاخ دماغش خیلے می پیچید و شعر خود باصلا[ح میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میرساند] از چندے بدیار شرقیہ آنجہانی شدہ ایں ہفت بیت او گفتہ ؎

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

ورق ۱۸۲ تغیر[رنگ] میں تاب و تواں نے بہری چھوڑی رعیت جس طرح پھر جاے ہے معزول عامل سے

جنکا پھرے ہے مجنوں لیلیٰ کے [قافلے] میں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

کیا تونے کچھ صبا سے اے تند خو کہا تھا روتا ہوا ادھر سے باچشم تر گیا ہے

نہ آیا وہ مسیحا دم دم آخر بھی بالیں پر موا تو میں ولے ارمان یہ دل میں رہا میرے

عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے شمع کے شعلے کی اے یارو زباں کیونکر رہے

ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے یا مرغ دل ہے میرا بسمل اسے کیا ہے

صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقۂ امیر سامنی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ نجابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید ایں دو بیت از وے است ؎

دل کو تو مرے [چھیڑ] لیوا ہے جان سمجھکر اخگر کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر

اے ساکن اقلیم عد[م] دم ترے قرباں کیا لاؤں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

ل جو ا. و. ۲ نجاست ا. و.

صفدری

تخلص دو کس مبدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالےٰ در تکملہ می نگارم [ودیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنونؔ وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ شعار نیکو کردار است ایں ہفت شعر از وے است ؎

قتل سے منکر جو تو ہوتا ہے میرے راست ہے — کس کے خوں کا رنگ دامن [پہ یہ قاتل] رہ گیا
صفدری دو چار آہیں بھر کہ یہ بھی ہو چکے — سر پہ اپنے ایک یہ چرخ سیہ دل رہ گیا

آنکھ اپنی یہ کس کے درونداں پہ پڑی ہے — جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے
چیچک کا ستمگر سرابرو ہے ترے داغ — یا قبضۂ شمشیر پہ چُنّی یہ جڑی ہے
جب رخ سے اوٹھا اوسکے دوپٹہ میں کہوں ہوں — جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی گھڑی ہے[1]
لے مونہہ پہ وہ بت زلف سیہ فام کہے ہے — مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے
مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی — اے صفدری اس دلمیں عجب پھانس گڑی ہے

حرف الضاد المعجمہ

در طے ایں حرف [۵] کر پنج شاعر کہ دو کس ازاں ضمیرؔ تخلص میکند و دو عزیز ضیا[2] اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ] شعر است

ضبط

تخلص عزیزے است آز دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از خوش فکران

---

[1] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ [2] نسخۂ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ؂

بلدۂ لکھنؤ و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست ایں مطلع از واست ؎

نقد دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر

تخلص دو کس میدانم

(۱) **اول** - مردے نیک نہاد از سکنہ مستقر الخلافہ اکبرآباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد ولی محمد نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [نمودہ] اما از [شاہ] محمدی بیدار علیہ الرحمۃ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہرکیف [ایں دو شعر] طبعزاد اوست ؎

[چشم] بد دور جدہر آپ گذر کیجے گا ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے [گا]

وہ [ابھی تو] نوگل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے نہ کچھ اپنے سے ہی اوسے خبر [نہ خدا سے کچھ سروکار ہے]

بر(۲) **دوم** - لالہ گنگا داس وے کائت زادہ ایست با ادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہرہ و زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالے میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] ایں پنج بیت از ریختہ ہائے [طبع اوست] ؎

سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر] [شو] ق سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں

رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے] خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ افگار ہے

اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ سیر گل بے رشک گل آنکھوں میں اپنی خار ہے

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے

سپر دہ باندہ کے نکلا ہے آفتابی آج ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

ضیا

تخلص دو کس [می شناسم]

ضیا(۱) **اول** - در [دریائے سلطنت را درخشندہ درمر] زا ضیا بخت بہا [در] خلف الصدق

مرشدزاد [ہ میمنت لزوم مرزا] فرخندہ بخت مرحوم [ازا]نجاکہ جناب ایشاں اندبدو شعور شیفتہ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و] خوبی گرائیدہ گوئند کہ زمین ہاے سنگلاخ را زخش طبیعت ایشاں بسہولت طے می کند بہرکیف ایں سہ بیت از نزادہاے طبع وقاد ایشان[ا]ست ؎

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
متاع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اضطراب سا کچھ اضطرار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — بندھا جو اشک کا تاجیب تار [رہتا ہے]

ضیا(۲) [دوم - گو] ہر دریاے حب رب العالمین [مسمی بہ میر ضیاء الدین مولدش خاک پاک]

ورق ۱۸۳ شاہ جہاں [آباد صا] نہا اللہ عن الشر و الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خدایش رحمت کناد ملخص کلام وے شاعر خوش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بیشترے از سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می نگارند ایں ہفت بیت از نتائج طبع نقاد اوست ؎

پلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں
باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

فیہ شي لا یخفی علي ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جبتک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — ابتو خط آنے لگا شائد کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا
چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو مجلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے
تیرے کوچے سے ضیا کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے
ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد روے دیتا ہے

۱؎ کلام کرشاعر خوستش و۰ و ۲؎ وقاد و۰و۰

حرف الطاء المهملہ

درسطے ایں حرف ذکر پنج شاعر کہ سہ ازاں طالب تخلص می کند اندراج یافتہ و مجموع اشعار چہل و پنج شعر است و منجملہ آں یک رباعی مستزاد واقع شدہ

طالب

تخلص سہ کس میدانم

اول - میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہا الرحمن وے جوانے است بسیار مہذب بغائت مودب خوش اختلاط نیک ازنباط با علم پرحیا صاحب فہم بے ریا گاہے فکر ریختہ می کند و اصلاح سخن از والد ماجد خود می گیرد ایں سہ بیت از گفتہ ہاے وے است ؎

مضطر ہو کب میں اوٹھ شب اے ماہرو نہ آیا　　گھر سے ترے گلی میں تا بام تو نہ آیا

جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے　　میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا

طالب رہا میں اوس کے دیدار کا پہ طالب　　مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

دوم - عاشور بیگ خان سلمہ الرحمن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نیک طبع شیریں] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سراپا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراق رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ہم گذرانیدہ بہر کیف ایں چار بیت از ریختہ ہاے طبع اوست ؎

رہا تجھکو وہاں نت کام اپنا　　ہوا یاں کام اے خود کام اپنا

کہاں ملتا ہے طالب ہم سے وہ شوخ　　یونہیں بدنام ہے اب نام اپنا

سلہ او و ۱۰

رقص بسمل ہے طپشہاے دل — تو بھی آ دیکھ تماشاے دل
ایک دم چین نہیں دیتا ہے — کاش سینے سے نکل جاے دل

ملا طالب (۳)

سیوم - عزیزے است شیریں کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پدرش در عہد خوش مہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنو بدار وغگی خاصہ شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزامتیاز دارد گاہے بنا بر تحریک دوستاں ریختہ می گوید این ہیچمدان سراپا نقصان از تحریر دو بیتش راہ استیعاب می پوید و راست ؎

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ — اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے بار جو طالب نے بھری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

طپش

اگرچہ تحریر این لفظ در طے حرف فوقانی ما ہو التحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [در اینجا] مناسب نمود بہر حال این لفظ تخلص مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل و جہاں آبادی المولد و از اولاد امجاد خدا دوست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل یار باش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشنو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدرے از عروض و قافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد فداش خوش دارد و شاگرد اوستاد صاحب دراثت ہدائت اللہ خاں ہدائت است عفی اللہ عنہ و گاہے شعر خود از نظر فیض اثر معمار سخن سازی رایگہ تازمرد خواجہ میردرد علیہ الرحمۃ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعرش کیفیتے دارد بہر کیف این عاصی بانواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش در اینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

ـــــ
لہ جیئے ، و . و .

[سا]قی ہے دو سے ہے شب ماہتاب ہے ‏ ‏ لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے

نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ ‏ ‏ الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو

خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا ‏ ‏ تو نے کیا کیا نہ کچھ اے گردش افلاک کیا

کس کی طرف سے آج طپش تجھو یاس ہے ‏ ‏ سمجھے کہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے

کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل میں اوسکی جب دور ‏ ‏ اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور

کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید ‏ ‏ آخر دنیا ہے جائے امید

ہاتھ پر لایا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے ‏ ‏ لے لو وارے سے ملیگی دست گرداں چیز ہے

رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں شاہد گل کا ‏ ‏ ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا

اسی امید پر اپنے تپش آرام آتا ہے ‏ ‏ کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے ‏ ‏ ورق ۱۸۵

نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پینے میں ‏ ‏ اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں

سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا ‏ ‏ ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی

بیٹھے بیٹھے یوہیں کچھ جی میں جو آجاتا ہے ‏ ‏ خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

زندگانی کے بھلا اب کون سے آثار ہیں ‏ ‏ زندگی جن سے عبارت ہے وہی بیزار ہیں

خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام تجھے ‏ ‏ پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے

اوس شمع رو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے ‏ ‏ سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے

خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے ‏ ‏ لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے

آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں ‏ ‏ کچھ کرو اپنی طرف سے ونکو [کچھ پروا نہیں]

قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر ‏ ‏ تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا

بے نوا ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب ‏ ‏ دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

دیگر

کہاں ہیں دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلادوں[1] ‏ ‏ نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

---

[1] ایک دکھلاؤں

گھٹا برسے ہے کیونکر بھلا اب گھر سے نکلوں میں ۔ اندھیری رات ہے برسات ہے اور بجلی چمکتی ہے

دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اور نہ پلک ۔ انکھ کا مرے کس بن یہ مزہ دل مادے
آرزو ہے کہ جب ان آنکھوں سے ۔ دیکھتے دیکھتے دم نکل جاوے

رباعی تپش

یا دیکھ نہ سکتا تھا ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
یا قتل کا اب کرنے لگے ہے ۔۔۔ بے جرم و گناہ
گہہ مہر و وفا داری ۔۔۔ ۔۔۔ گہ سنگدلی
القصہ تپش یار کے ہم کیا کہیں ۔۔۔ اللہ اللہ

طفل

تخلص مرزا عبدالمقتدر فرزند ارجمند مرزا ۔۔۔ مرحوم عم زادہ خداوند جہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی است ۔ ۔۔۔ وقتاً فوقتاً ۔۔۔ حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر با ایشان تعلق دارد بسیار نیک عقیدہ و پاک دین و با حیا و با تمکین و باکثرے از صفات حمیدہ آراستہ و بہ بیشترے از اوصاف پسندیدہ پیراستہ شنیدہ می شوند خیال شاعری از قدیم ۔۔۔ ۔۔۔ ایشان جا گرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند این بیت و یک بیت از ۔۔۔ ۔۔۔ ایشان است ہ

میں خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لاتا چلا ۔ نام کو سنتے ہی میرے ہنس کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ سرنگ کر گیا ۔ مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا ۔ یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا ۔ دم بدم ترک آشنائی کیا

دل جلا کر مرا کباب کیا ۔۔۔ واہ وا تم نے کیا ثواب کیا
ہاے اس عشق نے ۔ مجھے یارو ۔۔۔ در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

بتاں کی چاہ پہ ہرگز [نہ ہو] جیو گمراہ ۔۔۔ گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروۃ کا

اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل ۔۔۔ تو نہو اوسے آشنا اے دل

تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل ۔۔۔ امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں

بوسہ دینے سے عار کرتے ہو ۔۔۔ دل مرا بیقرار کرتے ہو

جو [بعد] مرگ پہچے تو کیا حصول ہوگا ۔۔۔ دیدار آخری ہے اے قدر دان پہچو

کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو ۔۔۔ برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو

واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی ۔۔۔ زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی

رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے ۔۔۔ دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجیے ۔۔۔ پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے

ہم پر اتنی بھی نہ کیجے مہربانی بخشیے ۔۔۔ دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے

ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے ۔۔۔ دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے

کہتے ہیں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے ۔۔۔ اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]

عشق کا کام جی جلانا ہے ۔۔۔ عاشقوں کو سدا ستانا ہے

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں ۔۔۔ ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے
ہجر میں تیرے تڑپتا ہوں اکیلا دشت میں ۔۔۔ ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے
کیا کہوں کچھہ کہہ نہیں سکتا میں طفل دل کا حال ۔۔۔ بیطرح کچھہ آج تو سینے میں میرے درد ہے

حرف الظاء المعجمہ

در ے این حرف ذکر سہ شاعر اندراج یافتہ ومجموع اشعار ہفتاد شعر است

ظاہر

تخلص عزیزے است از خاندان ... ی الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است (ورق ۱۸۹)
اما از یکچند بستقر الخلافہ اکبرآباد توطن گزیدہ و بہرہ از فن شریف خطابت بوے رسیدہ این دو شعر از دے
کہ بدست افتاد بزبان قلم در داد اوراست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو — خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو
یہ توسب جور وجفا ہوگئے خوگر ہم کو — چاہئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظریف

تخلص خدایار[1] ذی خاں برادر خورد سعادۃ یار خاں رنگین است کہ پیشتر بیتاب تخلص می کرد
وے نوجوانے است مہذب نہائت باادب سپاہی نہاد خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع
دار کم گو گاہ گاہ فکر شعری کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش میرسد این ہفدہ بیت از گفتہاے
اوست ؎

اس غم سے مرگئے ہم غمخوار تو نہ آیا — دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا
تیرے دہن سے از بس کھینچی بہت خجالت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

کچھ اسے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو — ہمقدر میرے دل کا سوزش میں تو نہ آیا
تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی — اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا
آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے اجی ہم سے قسم کھانے کا

[1] خداداد ریختی — مجالس رنگین ص ... مطبع محمدی ...

آہ و زاری ہے آج کچھ بیڈھب — بیقراری ہے آج کچھ بے ڈھب

جانکنی میں بھی اوسے تو نے نہ دیکھا ظالم — جان نکلا ترے اوس طالب دیدار کی رات

ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے — کری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت

میرے قدم کو ہر اک خار سر پہ رکھتا ہے — یہ فخر رکھتی ہے اپنی برہنہ پائی آج

کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی — کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے — ہوا جو رات کو میں اوسے ایک ذرا گستاخ

وہ گلبدن ہے مرا خواب بیخ چونک اوٹھے — گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ

مجھے وہ ہر دم کہے ہے آب خنجر دیکھ کر — قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر

اپنی آہ بے اثر نے کچھہ اثر شائد کیا — وہ بھی مضطر ہو گیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے — ہائے ہرگز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک [٥]

ہائے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو — دل بھی عیار رہا اوس بت عیار سے مل

سیر گل کرنے کہاں پائے بھلا صیاد ہم — موسم گل میں ہوئے زنداں سے کب آزاد ہم

ظفر

تخلص درشین دریاے سلطنت وشہریاری کوکب دری آسمان رفعت وبختیاری صورة انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام ممالکت وملک آرائی لایق سراپا لیاقت دیہیم خسروی وظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی واکبرشاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادۂ والا قدر مرزا ابوالظفر بہادر خلف الصدق مرشد زادہ ولی عہد والا جاہ مرزا اکبرشاہ بہادر است ادام اللہ تعالےٰ اقبالہما واستمر اجلالہما ذات ملکی صفات آں گل سرسبد چمنستان حشمت واقبال آبر شاہی نہال سرسبز وشاداب بوستان جاہ وجلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خیلے ورق ۱۸۷

٥ ہائے ہوتی نہیں ہرگز مری بیماری ٹھیک ۔ و ۔ و ۔

مہذب و بہ تادیب آداب پسندیدہ بغایت مودب بلند فطرت عالی ہمت ارجمند نسبت والا نہمت خوش طبع صاحب وضع سراسر مہربانی و رافت یکسر قدردانی و عنایت آدم شناس صاحب فیض ہوشیار ستودہ کردار عالی منش والا دستش واقع شدہ شعرے کہ از طبع در بار جناب ایشان می تراود تو باشد تار ابریسمی کہ از فکر صائب حضرت شاں سربرآوردے . شائستہ صفا و سراسر با شوق ہیں فن شریف بسیار در سر دارند واکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی و نکتہ پردازی ہمت می گمارند اگرچہ درہائے ریختہ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمایند اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق دام عمرہ و زاد قدرہ کہ از شاگردان رشید استادی ہیں بودہ ... دارند واکثر استشارہ می فرمایند [بہر کیف] شعرے از نتائج طبع گوہر بار آں مہین اختر فلک خلافت و بہین دری آسمان سلطنت در سلک آراستہ تحریر خود می نماید بجاہ دام ظلہ ۵

پانو پھیلائے جنوں نے مرے یا تنگ ہیں ظفر | کچھ ثابت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا | کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا
تو اسدم آ کہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا | زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا
برنگ شمع ہنس ہنس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے | شتاب اے دیدۂ پرآب کر میرا بدن ٹھنڈا
ظفر کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کئے پرزے | چلا آتا ہے دم بھرتا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا
فسانہ گر کروں اظہار اپنی شام غربت کا | گریباں تا بہ داماں چاک ہو صبح قیامت کا

کیے تھی شب تہ گلگیر شمع رو رو کر | دہاں سر پہ مرا تاج زر بنایا تھا
مجھے [تو بوسہ نہ] دے تا ہو تلخ کامی دور | اسی لیئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا
نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پر | فلک نے انکا اوسے خوشہ چیں بنایا تھا
بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہمنے اشکوں سے | مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا
کس روش کس رنگ سے کیا کہتی آئی ہے بسنت | اک شگوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

---

۵ کچھ ۔ نسخہ

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف   کہ مے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات
کرے تھی ناز عبث تاج زر پہ اپنے شمع   وبال سر ہوئی آخر کو تاجداری رات
نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید   انہوں نے ہاتھ سے مہندی جو ہیں اوتاری رات

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار   پیرہن میں جو نہیں پھولے سمائی ہے بہار
دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے   اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس   ہمنے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس ورق ۱۸۸
ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں   بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس
میں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر   جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس
دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا   جوں آئینہ وا کیوں نہو چشم پر طاؤس
روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ   ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس
کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو   جو داغ ہے سو ساغر بنگ پر طاؤس
حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر   جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس
اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں   رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں
لشکر طفلاں کو لیکر ساتھ کس شوکت سے آہ   تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

نہیں شکوہ کچھہ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی   ہمیں جب دیکھتے ہیں وہ تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں
شرارہ کیا کہوں اونکی کہ میرے خرمن دل میں   سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں   کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں
بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو   رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے — واں آب دم تیغ ہے یاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو — کیا کہیئے تمہیں حضرت دل بے ادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ — نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

تیغ کو تکتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق — جب چڑھاتا ہے وہ کافر آستیں
مجھکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو — خوں سے آلودہ ہے تیری اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر — دامن ترے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش لایا — کف نرگس پہ دھرا کیونکہ عجب جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے — جلوہ گر آج کہیں یار سر[٥٣] بام نہ ہو

یہ کہدے اے صبا اونسے یہاں آؤ ہوا کھاؤ — چمن میں تا بحد رشک سیر فرماؤ ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے — چمن میں اس دل پر داغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو — قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا — چلا بس اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

فرقت کی رات کاٹی جن نے تڑپھ تڑپھ کر — یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر — وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم — ہوا ہے چاک شاید چشمۂ دریا بار کا پردہ
چمن میں شور ہے آواز نالہ مت سنا ہرگز — بہت نازک ہے بلبل دیکھہ گوش یار کا پردہ
مرا منہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ — ابھی کھل جائیگا جو کچھہ کہ ہے سرکار کا پردہ

تونے گو کوچے میں کرنے گریہ و زاری نہ دی — ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

دل پہ کیا زلف بلا خیز سے آفت آئی — یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی — تا بحد زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق — تونے اے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سن کر پیغام — کیا ظفر اوسنے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

٥١ اولٹنا ۱۰۱ ٥٢ بے شک و۰و ٥٣ لب بام ۱۱

حرف العین المهمله

در طے این حرف ذکر [illegible] و دو شاعر که من جمله آنها چهار کس عاشق تخلص می کنند و دو عاجز و سه عزیز به عزیز متخلص اند و سه [illegible] عشق و سه بزرگ [illegible] عظیم تخلص اختیار [illegible] افتاده و دو [illegible] علی و تخلص دو مرد عباس [illegible] ست اندراج یافته ـ مجموع اشعار [illegible] [illegible] و [illegible] شعر [illegible] که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته و من جمله آنها هفت رباعی و [illegible] مستزاد [illegible] شده و [illegible] مخمس هم بالذات مرقوم گردیده و یک شعر میدان سخن سازی را [یکه تاز مرد خدا] [illegible] دو بیت [از] اشاعرشان [علی] متخلص به ولی و دو شعر فارسی سخن ساز واقف امور مخفی [illegible] علیهم الرحمة و الغفران بالعرض و تقریباً به تحریر در آمده

عاشق

تخلص نواب معلے القاب امیرالامرا [illegible] [illegible] ایشان از خواجه [illegible] مستقر الخلافه اکبرآباد از [illegible] [illegible] شوکت امارة و شکوه هندوستان زائی جناب ایشان بنابر وضوح [illegible] بیان [illegible] بیان نیست از حسن خلق و عذوبت بیان شان چه بر طراز [illegible] تحریرش کرمی نگارد از شجاعت و [illegible] ایشان چه به نویسد که [illegible] میکنند با آنکه امرائے بادشاهی هر یکے در نفاق و کینه توزی گوے سبقت [illegible] از [illegible] پہلو تہی میکردند با معدودے چند که هر یکے از آنها [illegible] هزار [illegible] قلی نادر که با سه صد (کذا) هزار ایرانی غول بیابانی باستماع [illegible] (کذا) [illegible] هندوستان جنت نشان یورش نموده بود [illegible] [illegible] ع

---

۵۱ [illegible] ۵۲ نسخهٔ اصل میں یہاں [illegible] اشعار عاصی [illegible] چالیس سطر عبارت درج نہیں ہے ـ جو یہاں [illegible] سے منقول ہے [illegible] ایک پورا ورق ضائع ہوگیا ہے ۵۳ [illegible]

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ

و روح بہمن و سام از نظارہ اش چشم خیرہ شد آخر کار با رفقائے صاحب اقتدار خود زخمہائے کاری برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید یافت و خندان و کشادہ پیشانی بروضہ رضوان خرامید و ہیچ یکے از متوسلانش از معرکہ دلیری رو نہ گردانید مجروحے نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش باقی ماند بقیہ عمر ترک تعلقات گزیدہ منزوی زاویہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ و عن سایر مومنین انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام کلام با فضلا و علما عقیدہ اتمی و مطلوب قصوی آں شیر بیشہ ہیجا و ہژبر مضمار وغا بود ہرچہ تمامتر در تعظیم و توقیر این گروہ والا شکوہ می کوشید از اوصاف حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ نوکر را ہرگز بر طرف نمی کرد و از دانستہ گرفتہ تا عمد ہزار تنگہ زر سرخ رشوۃ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت سمت گاہے بنابر تفنن شعر ریختہ ہم از طبع نقادش ریختہ در آخرہا شعرے کہ بنابر دور بینیہائے نفس نفیسش نظر بر کید از نابہنجار سپہ سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ در حین زمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش بر چمن نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ د بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد منہ عفی عنہ ؎

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں   تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من میں

عاصمی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہان آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہائے عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعرائے طبقہ ثانیہ بود یک بیت و یک قطعہ از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سرآمد شعرائے فصاحت آیا مرزا محمد رفیع السودا میکنند ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا   صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا   ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں   بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

عارف

رق ۱۸۹ تخلص محمد عارف مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد و از شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد نیک خو یار باش پاکیزہ معاش بود از رفوگری ایام بسر می برد بر کتب ناٹکہ بھید نظرے داشت بیشتر تارہائے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دوشالہ ریختہ مید وخت از آں رو شعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاکھا ندارند تازہ مضمون می نمودہ بہرکیف ایں ہشت شعر از گفتہائے وے است ؎

کب اوترتی سر سے تیرے زلف سی کالی بلا[۵۲]   خط نہ دھونی وے اگر اسطرح سے اے دلربا
جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر   پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدہ گریاں کے بیچ
ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر   [جنگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے
قمری ہے جھکائے ہوئے سر سرو کے آگے   یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے
نہ ہووے درد اعضا تجکو بلبل   اگر ملتی رہے تو روغن گل
ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف   اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے
دختر رز سے کہہ کہ آن ملے   ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
طفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال   مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

عاشق

تخلص پنج کس بمن رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدن یکے را از انہا بہ تکملہ انسب دیدہ واز اں چار کس کہ در ینجا مرقوم گردیدہ

[۵۲] کلا ۱۰۰۹ ۵۲ میں صرف ۱، ۲، اور ۸ واں شعر درج ہے ؎

عاشق (۱) **اول** - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران
مآب علی مردان خان بغایت نیکذات و بنہایت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ
رو نیکو کردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ
بہر کس بمواسا پیش می آمد و بہر یک از رو مدارا می بود آنقدر ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ از وے غیر کینہ
بے حیا و سفیہے بے سروپا بد نخواہد بود خیال شعرگوئی نیے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ
و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حملۂ حیدری و یوسف زلیخا
ولیلیٰ و مجنوں و خسرو شیریں بزبان ریختہ در رشتۂ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد
خاطر عاطر داشت اما [عمر وفا نہ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ
قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و ہیچ مانع قوی بل اقوی
موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمود
قلم حقایق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف مختصہ وے
بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستان جانی گذاشتہ
و بگلزار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خدایش رحمت کناد دہ بیت از زادہائے طبعش در
ایں جا اتفاق تسطیر افتاد منہ عفی عنہ ؎

ورق ۱۹۰ تن تو جوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پر — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پر
یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر جھڑے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے
یقیں ہے کب ہمارا لیکے ماتم آپ رووینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ رودیں گے
کشتۂ عشق کی کچھ سب ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پائوں کی زنجیر جدا
چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل او سے میں نے گلے کا ہار ہوا
پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جینا مجھے جنجال ہوا
ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ میں اپنی نہیں تاثیر سر دست — پر ہے یہ بساط اپنی میں اک تیر سر دست
ہوا آبرو ہماری جب اہل نظر کے بیچ — جوں مردمک وہ یار رہے چشم تر کے بیچ

کہ گل ہے دام زلف بلا یک نشد دو شد　　　پھندے میں جب پھسے تو دلا یک نشد دو شد

ق(۲) دوم - بھونا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت دیوانی نواب غفران مآب مجد الدولہ عبد الاحد
خان بہادر بہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات
نامہ رسالہ خاص مرشد زادہ والا جاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ
و با وفا است بہر دو زبان سخن می گوید در ہر دو میدان رخش ہمت می پوید ایں سیزدہ بیت از گفتہاے
اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے لے مہ بے مہر رات　　　خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک وفا پیشوں کی برباد نہ کیجو　　　بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا　　　اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کدورت کسی کے سے دل آیا ہو　　　خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھیو تو بھی مری جان تماشا　　　آنکھوں سے کرے ہیں در غلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [رخسار] کو دیکھا　　　پھر عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں تیرے مشقتیں کیا کیا　　　جفا و جور و ستم اور محنتیں کیا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جان رہا گرم　　　اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق تک اک دم تھام رکھ　　　یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

نام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے　　　دیدہ ہر شب ترے در پہ نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے　　　جور سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے　　　اسبات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے　　　جی نکل جاویگا میرا تیر کے پیکاں کیساتھ

ش ق(۳) سیوم - مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب ورق ۱۹۱
متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادۂ انتساب کہ محقق فحل مدقق سر منشۂ فضلاے مدارس و
معارک قاضی مبارک علیہ الرحمۃ والغفران فرمودہ وکسب فنون نقلیہ از خدمت بابرکت زبدۂ علماے
عالی جناب مولوی عبد الوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور جد مادری برخوردار کامگار میر

عزت اللہ عشق مدعو و نامزد قرار دادہ بود دگاہے بنا بر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقاد خوش میریخت ایں مطلع از ریختہ ہائے طبع در بار آں والا تبار است ؎

[یہ] کس کے نوک مژگاں نے پڑا ناسور سینے میں
کہ بندھنے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشق (۴) **چہارم** - رام سنگھ کھتری دے جوانے بود خوش خوئے نیک گو استفادہ سخن در ابتدا از میر محسن تجلی نمودہ و در آخر بہ محمد حمید الدین ضمیر توسل فرمودہ از چندے آں جہانی شدہ بہر کیف ایں چار بیت بوے منسوب است ؎

وابستہ ہے یہ نہ نفس تار تار میں
آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ تو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے
خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اس گل کو مری فریاد سننے کی
نہ اتنا شور کر بلبل دماغ یار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی
رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [نا]زک ہے

عاقل

تخلص عاقل شاہ مدہم است وے درویشے بود بغایت سیاح و نہایت با صلح و صلاح ایں دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہان آباد کو
وہ تو کب کہتا ہے ویراں رسم نو ایجاد کو

نیند بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں
واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاجز

تخلص دو کس میدانم

عاجز (۱) **اول** - عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے دراصل از سکنہ شاہجہان آباد صانہا [اللہ] عن الشر و الفساد است از یک چند فلک ناہنجار فتنہ بنیاد ویرا بعظیم آباد [افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعر می نگارد ایں دو بیت از گفتہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی   مہر سر کھولے ہوے مارے جلن کے نکلا
پھر یہ عاجز نہ گیا دلی میں جوں نکہت گل   ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

اجز(۲) **دوم** - زور آور سنگھ کھتری نبیرۂ راے انند رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب شعرش کیفیتے دارد این احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام   لے گیا صبر دل و طاقت و آرام تمام
عاشقوں کو ترے یکجا نہیں آرام کہیں   دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے   عشق میں جسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے
شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے   کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

ن ۱۹۴ **اول** . شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است معلمی پیشہ نیک عزیز(۱)
اندیشہ مہذب با خلاق مردان بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور خود می سازد اشعار رطب و یابس دارد این پنج بیت[1] ازوست ؎

کل ہم ہمارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا   فرمائیے کہ بارے سدھارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ تو شمار   گنواؤں تجھکو عرش کے تارے کہاں کہاں
وہ دن نہو کہ مجھسے جدا ہو مرا صنم   اللہ مت تو مجھے وہ زمانہ دکھائیو
گردش نے جام چشم کی بدست کر دیا   ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو
صبح کو وعدہ تھا تمھارے شب کے آنے کا نہیں   اب یہ فرمائے کرم فرما چلے ہو کس کنے

یز(۲) **دوم** بکھاری لعل کائت کہ پدرش بدیوانی رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت خوش می گوید این شش بیت ازوست ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ   ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

[1] اوراا ۱۰۱.

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ	یاقوت جس کے آگے لگے ایک سنگ سرخ

ہماری تری پردے میں گفتگو ہے	جو اوٹھ جاے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے

یار اب[1] امتحان پہ آئے	قصہ کوتاہ جسان پہ آئے

قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں	یوہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار میں ہے جی	جب وصل تھا تو کشتۂ تیغ نگاہ تھے

سیوم - لالہ شنبھو ناتھ وے از مہاجنان حضرت دہلی است کہ بعمدگی ایام بسر می برد و عزیز (۳)
بہر شناسائی بقدر مروت میکند شعرش بے کیفیت نیست این سہ شعر او راست ؎

دیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں	کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں

طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم	ترے قدموں تلک پہنچے رسائی اسکو کہتے ہیں

عزیز اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں ہر پیر و مرشد نے	بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

عزلت

تخلص میر عبدالولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعد اللہ سورتی ہمشیرہ زادۂ حضرت شاہ پیر سلّون
وقی ۱۹۲ قدس سرہ است حضرت خلد مکان را انار اللہ برہانہ با سید سعد اللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند
عقیدۂ تمام و اخلاص تمام بود رقعہ چند بدستخط خاص بنام نامی جناب ایشان قلمی فرمودہ اند و این میر عبدالولی
عزلت را باوصف کہ باوصاف صوفیان صافی و باخلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بودہ
برکتب متداولۂ علوم عقلیہ و برصحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر مالاکلام بود بحدے کہ بر
حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشان یادگار است ملخص کلام [ر] یختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند
خاطر عاطر حضرت ایشان افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفنناً از طبع
شریف و طبیعت ظریف شان شعر ریختہ ریختہ بہرکیف این سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ
ثبت افتاد ؎

---

[1] یارب اب و۔ و۔ [2] آشنا د۔ و۔ [3] محمد قدس الخ د۔ و۔

دکھیو ڈھاڑی نچے کیہ ناکارہ　　چڑھ کے گانے گئی کلانوتنی
تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے　　کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
جاتا ہے موہہ چھپاے کیوں دیکھ ٹک [ادہر بھی]　　اوالفی شال والے عودی رومال والے

عسکری

تخلص مغل زادے است خوبی النیام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت و ندرة شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرة گویند کہ مرد خوش طبع و نایاب خو و عزیز [ظریف نہاد و کشادہ] رو است بہر کیف این مطلع ازو است ؎

کہنے کو ادھر ادھر گئے ہم　　تھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشق

تخلص سہ عاشق مزاج بمن رسیدہ

عشق (۱) **اول** - شاہ گھسیٹا ے مغفور نبسۂ شاہ فرہاد مبور کہ در مغل پورۂ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیدہ عالمے را از انفاس متبرکہ خود بہرہ اندوز می فرمودند و سلسلۂ علیہ حضرت ایشاں بہ میر ابوالعلی اکبرآبادی روح اللہ روحہ میرسد وے مردے بود والا نژاد درویش نہاد جلیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی التاثیر مرشد سالکان ہا[دی] رہ رواں از یک چند بعظیم آباد توجہ نمودہ خلق کثیر را ہدائت راہ مولیٰ فرمودہ بیشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار رہواں دیار بروضہ رضوان خرامید در حین حیات خود بسیا[ر] بعزت و نہائت بحرمت دراں نواح ایام بسر بردہ رخش ہمت بمیدان تجرید وتو[کل] می تاخت و علم استادی دراں سرزمین می افراخت شعرش باکیفیت و تصوف آلودہ و پر مزہ و درد آمودہ است این یازدہ[۱] بیت از زادہاے طبع منیع آں بحر وسیع این قطرہ بے بہرہ می نگارد منہ

[۱] ن ۱۰ و ۱ انھر کے دو بیت درج نہیں ۔

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں　　کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں

ہوئے صحرائی تشریف لاوے جس کا جی چاہئے　　در و دیوار نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہے

جب تلک اشک تھمیں بیٹھ اگر آیا ہے　　تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں

عالم عشق میں مجنوں بھی بڑا گاڑھا تھا　　یار مجنوں سے بھی ہم گاڑھے ہیں پر روتے ہیں

بات کہنے کی نہیں طاقت شکایت کیا کریں　　عشق رخصت دے تو شور حشر برپا کروں

دل سا جگر جور کھے سوا اُسے دو دیدہ ہو　　مونہہ دیکھو آئینے کا جو اُسکے رو برو ہے　　ورق ۹۴

حسرت نہ رکھ یہ دل میں تو دارما پیارے　　ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور تو ہو

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے چھنے ہے　　یہ عاشق جاں سوختہ کس آن کیلئے ہے

نے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے　　اے شور عشق سمجھ کہہ تو ان دنوں کہاں ہے

کیا فقیری میں عشق . . . . ہے　　جسکو . . . . ملتا ہے

دریائے عشق نظارا ہے　　کشتی چشم پر اوتارا ہے[1]

دوم - عزیزے از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب　　عشق دو
استعداد از سکنہ خیر بنیاد حیدر آباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] وہتدکار علم و ہنر بیشتر ہمت
می گمارد دو شعر از وے کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

بسان مردمک چشم جو ہیں اہل نظر　　قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں　　کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

سیوم - برخوردار کامگار فرزند سعادت نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزت اللہ
عمرہ وزاد قدرہ وے جوانے است صالح فدا یا نیک طبیعت درویش نہاد عقبی دوست دنیا دشمن
پاکیزہ جان عاشق تن فتوۃ منش محبت التیام مروۃ روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر
سرور سر بسر ابتہاج حافظ قرآن شریف صاحب طبع ظریف در فن طبابت ید طولیٰ دارد بمعالجہ مرضیٰ
مسیحائیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است و بر تجوید وجود

[1] و . ر . میں یہ دونوں بیت درج نہیں ٭

قرأة کلام الٰہی تعالےٰ شانہ منصور و فیروز و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است و از ہمنشینی متمولان و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم ہر چہ از پارسائیش برنگارد در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی شعائیش بیان نماید بگوش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار و اندکے از بسیار در آید رجا از ارحم الراحمین جل جلالہ و عم نوالہ کہ عصیان ایں عاصی نامہ تباہ را بوے بخشد و از جرم ایں مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش در گزرد ؎

شدیم پیر بعصیاں امید (کذا) آں دارم ۔۔۔ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیداست و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی شاہوار نتائج طبع گوہر بارش برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ و زاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے ۔۔۔ ہو تیرے سوا کون مکین ایسے مکان کا

ورق ۱۹۵ کسے دماغ اوٹھاوے جو ناز مو کمراں ۔۔۔ مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا

نپوچھو ضعف سے تار نگہ میں اے مردم ۔۔۔ ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں[1] ہے سو من کا

[طریق] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے ۔۔۔ مرید شیخ نہ میں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ ۔۔۔ چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا

جنوں ضرور ہے اب مجھے دست بجداری ۔۔۔ کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو ۔۔۔ مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں ہار ہوا

دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہے ۔۔۔ یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہاے ابتک [نہ] یار آیا ۔۔۔ ادھر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا

خط نے دوبلی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار ۔۔۔ واہ کیا مکھڑے پہ پیارے خط گلذار کھلا

---

[1] ہے ہم کو سو و ۰ ۱ ۰

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو کر اپنا — احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

کچھ فقط حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا — دیدۂ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا تھا بالا تا دوستاں — پر خدا نے خیر کی آ کر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب — مشرف اے عشق کون و مکاں تک رہ گیا

تازہ تر ہوویں گے اپنے پھر گل زخم جگر — شوخ ان مہندی بھرے پانوں سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے جھمکتا جا بمن — چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
یاد آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش — تو بھی نرگس خوانچے میں لیکے سیم و زر لگا

باتیں خلطے کی جو کہیں میں نے تو ہنس کر بولے — جو ہو آہستہ کوئی اپنا [پرایا] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب آ رشک چمن — تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تاقیامت بخدا اپنے کفن میں ہرگز — پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا — آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہوگا

جوں بنے دوں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا — جا بھڑا کل عشق سے یہ دل بے سینا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کبھی بال آ گیا اس دل میں آہ — ہو گیا اے سنگ دل مو دار مینا عشق کا
بوسہ ہائے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر — ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا — کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

کیے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے — کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ بھر جانا
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں — یہی عشق بتاں میں ہے ادھر جانا ادھر جانا

قرأة کلام الٰہی تعالیٰ شانہٗ مسرور و فیروزند و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است و با ہمنشینی متمولان و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم ہر چہ از پارسائیش برنگارد دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی شعائیش بیان نماید بگوش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار واند کے از بسیار در آید رجا از ارحم الراحمین جل جلالہ و عظم نوالہ کہ عصیان این عاصی نامہ سیاہ را بوے بخشد و از جرم این مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش در گزرد ؎

شدیم پیر بعصیان امید زکنا آں دارم — کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیداست و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی شاہوار نتائج طبع گوہر بارش برشتۂ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مد عمرہ و زاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے — جو تیرے سوا کون نگین ایسے مکان کا

کسے دماغ اوٹھاوے جو ناز موکمراں — مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا ورق ۱۹۵

نپوچھو ضعف سے تار نگہ میں اے مردم — ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں[1] ہے سو من کا

[طریق] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے — مرید شیخ نہیں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ — چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا

جنوں ضرور ہے اب مجھے دست بردار ی — کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں[2] ہار ہوا

دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہاے — یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہاے ابتک [نہ] یار آیا — ادھر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا

خطنے دونی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار — واہ کیا نکھرے پہ پیارے خط گلزار کھلا

---

[1] ہے ہم کو سو [2] ۱۰۵ ۱۰۰

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو کے زار اپنا — احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

کچھ نقط حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا — دیدۂ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا تھر لاتا دوستاں — پر خدا نے خیر کی آ کر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب — اس طرف اے عشق کون و لامکاں تک رہ گیا

تازہ تر ہو وینگے اپنے پھر گل زخم جگر — شوخ ان مہندی بھرے پانو سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے جھمکتا جانمن — چاند کے جیسے کہ ہو وے متصل اختر لگا
یار آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش — تو بھی نرگس خوانچے میں لیکے سیم و زر لگا

باتیں خلطے کی ہوئیں میں تو ہنس کر بولے — بولو آہستہ کوئی اپنا [پرایا] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب آ رشک چمن — تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تا قیامت بخدا اپنے کفن میں ہرگز — پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا — آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہوگا

جوں بنے دوں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا — جا بجا کل عشق سے یہ دل ہے سینا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کبھی یاں آ گیا اس دل نے آہ — ہو گیا اے سنگ دل مودار مینا عشق کا
بوسہ ہا سے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر — ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا
یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا — کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

کیئے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے — کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ بھر جانا
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں — یہی عشق بتاں میں ہے ادھر جانا ادھر جانا

چمن میں جب وہ گل خوش ہو سرکاگل نکالے گا — پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا
چمن میں پھول ہو گئے بلبل نگیں کے لے شبنم — یہ گلچیں یہاں سے گریہ پارہ ہائے گل نکالے گا
لا کر شیشۂ دل جام لعل یار کے لب سے — خوشی ہو ہو عدائے خندہ قلقل نکالے گا
غریق بحر صد رنج و تعب ہوا عافیت لیکن — مجھے اس ورطۂ غم سے شہ دلدل نکالے گا
ہمارا شیشۂ دل جام یم زیر بغل ہے پر — بھرا اوس چشم سیگوں سے تو جام مل نکالے گا ملاً
خیال گلرخاں جس دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم — بجائے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا ورق ۱۹۶
دل صد چاک کی میرے اگر تصویر کھینچے گا — گل صد برگ کا بہزاد نقشہ کل نکالے گا
قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو — [خدا] کس رنگ سے اب دیکھیئے بلبل نکالے گا
پڑھے گا یہ غزل تو عشق جسدم اوس کی تربت پر — نوائے آفریں واں بلبل آمل نکالے گا

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو — ہائے اس شہر کو یوں دشت غزالاں [دیکھا]
پنجۂ خور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے — صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا
مہ نو دیکھ کے دیکھا میں ترا مصحف رو — خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

کواکب اس کو نہ سمجھو کہ شب منقط ہے — نقاط زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ
وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے — ہوا ہے زیور دست اوس کو آستیں کا سانپ

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو — ملایا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث
نہ لعل لخت دل [نے] چشم میں ہیں اشک کے موتی — یہ سونا کیوں پڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود — غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

[خا] نہ بردوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ اونہیں — نا لگی ریجھ ہے نے تخت ہوا دار پسند

یہ قیامت قامت اور تس پر نہ منڈنا خط کا ہائے — جلوہ گر محشر ہے پر اب تک نہیں قرآں سفید
جرم پر میرے نہ ہس تو پنبہ مینا کو دیکھ — میکشی سے ہووے ہے روئے سیہ کاراں سفید

آئینے کا دیکھنا ہنسنا بنانا زلف کا — بل بے یہ تیری پھبن اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہمیں پروانگی اے شمع رو ہوئے نہ بوسے کی — ستم ہے اور بسی لوٹے پڑی دن رات چھاتی پر

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا — یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ ہاتھ چھاتی پر
سکندر اور سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے — بایں شوکت گئے خالی ہی نے دو ہات چھاتی پر

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر — اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر
نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے — دل صدچا[ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

ہو گئے پاماں عاشق آہ جوں نقش قدم — او پری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھکر
غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس — دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھکر

چشم پر خوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز — ایک جا جمع ہیں یوں آتش وسیماب ہنوز

دل عشق میں بتاں کے سب کام سے گیا تو — ناکام تجھسے رکھو کس کام کی توقع

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری — ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ — اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملا پاؤں سے اوسکے مت پھول — یہ شگوفہ کوئی کہدے گل بادام تلک
کاوش خار جدائی کو مٹا دے جی سے — [illegible] الٰہی مرے گلفام تلک

تجکو خبر نہیں بت خود کام اب تلک — [illegible] تو مرا کام اب تلک
رسوائے خلق تو نے محبت کیا مجھے — [illegible] تھا کوئی نام اب تلک

ورق ۱۹۷

سوزن تدبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے — [illegible] سے نہ رکھ اے چشم زخم یار چشم

گر جانتے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم — رکھتے بغل میں [کیوں] دل خانہ خراب ہم
دل بیشمار تو نے چرائے ہیں زلف [illegible] — [illegible] گے بال بال کا [تجسے] حساب ہم

درد دل جان من کہوں کسے — درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں
قیس و فرہاد چل بسے کب کے — کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں
عشق سے اختیار رہتے ہو — پھر کہو گے کہ دل لگا ہی نہیں

سیاہ کاری پہ اپنی دمبدم آتا ہے اب رونا — بزنگ خامہ پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جائے نظر — آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں
انکھڑیاں [illegible] بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا — حضرت عشق غرض زور ستم رکھتے ہیں

یہاں تکلف سے رکھائی واں بظاہر خلط واہ — ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں
کر دیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ — ہیں تو لڑکے پہ بڑے استاد گلکاری میں ہیں[۱]

---

[۱] ۱۰۰ و ۱۰۰ میں یہ شعر درج نہیں ۔

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں — خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
جھپکے ہے آنکھ آپکی جاگے ہو غیر کے — قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھ آب وتاب پانی میں — برنگ ماہی بے آب ہے بیتاب پانی میں
نہیں ہے دخت رز پردے میں مینائے بلوریں کے — [چھپی] ہے میکشاں ہو کر یہ آتش آب پانی میں

اوس شعلہ خو کو دیکھتے ہی آہ خواب میں — آتش سی پھک گئی دل خانہ خراب میں

قطعہ

کل رات جا کے کلبۂ احزاں میں دوستاں — دیکھے جو میں نے حضرت عشق اضطراب میں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ — سنکر یہ لائے درد کا مطلع جواب میں
ہستی ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب میں — جوں موج آ پھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں

سبزہ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں — جو قضا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب — متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

قطعہ

کہا او سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا — کاہ و آہن انکے جذبے سے بر آسکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں — حضرت عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

کسے ہے جلوہ عکس بناگوش و سر گیسو — نہ دیکھے ہوں تو دیکھو ایک جا دن رات آنکھوں میں
خیال خال لب لعل پر جو شب کو آ بندھا ہمدم — کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہو تم ہے کیا — جھپکے ہے آنکھ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے — اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
نقشے کو دیکھ جسکے مانی نے [..]ن مانی — دل کے ورق پر اوسکی تصویر کھینچتے ہیں

قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب تناں سے — یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الٰہی — دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

تیری خاطر اوس پری رو تک ڈلا جاتا ہوں میں — ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد میں اوس کاکل پیچاں کی گھبرایا ہوا — یہاں سے واں جاتا ہوں میں اور واں سے یاں آتا ہوں میں
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار — تو مجھے سمجھائے تھا یا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے بے دید دیدو آگ لگتی ہے مجھے — تم تماشا دیکھتے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

ورق ۱۹۸

کل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو — یاد کر رو یا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار — دیکھ آنکل ار و یا بہت میں عشق کی تصویر کو

مے گلرنگ ہے مینا میں بھری دیکھو تو — بند شیشے میں ہے یا [ں] لال پری دیکھو تو
وہ جدا مجسے نہو میں نہ اوسے دیکھوں حیف — عشق میری بھی ذرا بے بصری دیکھو تو

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو — اوس سنگدل کے دلمیں ہاں کچھہ [تو] راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ — غصے سے آج اونے ہم پر نگاہ کی جو

لے آئی ایکدم میں کھینچ اوسے بل بے کشش تیری — وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
مو دل کو نہ تلووں سے خدا کے واسطے ہر دم — ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے — اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ایدھر دیکھو

تم رُکتے ہو سینے میں پڑے ناک میں دم ہے　　لو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

قطعہ

بلبل تو عبث پھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

کہ روانِ اشک سے دل نے کہا تم تو چلو　　پیچھے پیچھے ہم بھی آتے آہ یا نالے کے ساتھ
تو رہی غنچے نے صراحی گل نے پٹکا ساغر آہ　　کل جو گلشن میں گیا وہ جام و مینا لے کے ساتھ
کوہکن محمود وامق قیس رانجھا مہر عشق　　ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے و[الے کے ساتھ]

اوچھالو شیشۂ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں　　ادہر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی
سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت　　طلب پر ایک بوسے کے ہے سو باری نہیں ہوتی
[ن]گاویں عشق دل کس سے کہیں ہمکو دماغ اتنا　　میاں ہم سے کسی کی نازبرداری نہیں ہوتی

حد برا لپکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ　　بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

داغ دل سے دن دیے سینے میں روشن ہے چراغ　　جانِ من عاشق کا تیرے دیکھ یہ ایجاد ہے

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے پہ اس دل کو　　رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے
کیا کیجے بیاں لطف و صفائے لب و دنداں　　گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے لیشب ہے

تصور ہے صنم کا دمبدم اور میں ہوں آہ ہمدم　　مری اس بت پرستی پر ہر اک دیندار ہنستا ہے
تماشا ہے ادہر تو میں برنگ ابر روتا ہوں　　اودھر جوں ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہر دم چشم پر آب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق میں ہم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

ورق ۱۹۹ دل عاشق کو کافر دم بدم گھبرا ہی جاتا ہے — کہ خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بنا تا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پر جیسے ہو تحریر سونے کی — نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتھیلی پر یہ دیکھو اسنے کیا سرسوں جمائی ہے

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

ہا ایں فروغ دلکش دیکھ اوسکی مانگ شبگو — ہے عقل چرخ یارو گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر بڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بندھی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں لے ہے وہاں بسنت کی

دیجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد — کیجے سودا کیا برا ہے ہے کفایت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنایت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی ہیں

جلا ہی تھا شرر عشق سے بدن سارا   جلے کو لخت دل آنکھوں سے آ نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جاتے تھا دم ہاے   ہوتی ہے جو موسم برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سو مہر خم نشیں مثل فلاطوں ہیں   مدام جس دل نے کی ہے بیعت مست سبو ہم نے
تصور میں خیال یار ہم آغوش تھا ...   ... اسطرح سے رکھے دل کی آرزو ہم نے

پھر اپنے جاگے نصیب ... ہو ... مقابل ہو یار دیگر
وہ چشم میگوں یہ ... ادھر ہمارے ادھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح گل کھلائے   لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے   اس راہ پر خطر سے چلیو قدم اوٹھائے

صبح ہم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے   بلبل شورش وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل   دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہتا اوسے کوئی گلفام ہے   راحت جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
بس مرے رونے پر اچھا تو ہی اپنا ہی میں   تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

بارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے   جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے   بل بے تری نزاکت لچکے ہے بس ہوا سے   ورق ۲۰۰
آسائش جہاں ہے اپنے ہی دم قدم سے   جب آپ مرگئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ صبر لوٹے آرام دل کا چھوٹے   مینا سے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

خال واں مکھڑے پہ سہرا بنے بگڑے ہے — یہاں سویدائے دل زار بنے بگڑے ہے
تختۂ سینہ پر اپنے مژۂ پر خوں سے — یک قلم چھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے
دل کے ٹکڑوں سے کبھو پہنچے ہے کبھو خالی چشم — روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم — جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے
تاج زریں پہ نہ مغرور ہو اپنے آ دیکھ — شمع کا طرۂ زرتار بنے بگڑے ہے

آئے ہے آفت نظر ہمکو جدھر جائیے — عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے
اوسے جو کل متصل مینے کہا درد دل — بولے کہ بس ہوچکا اب کہیں گھر جائیے
دل نہیں میرا لیا دیکھو ادھر تو ذرا — مفت بری واچھڑے واہ مکر جائیے
کھینچے سے مالا اودھر دیا گوش ادھر — ناک میں آیا ہے جی آہ کدھر جائیے

شش بیت از قطعہ قصیدۂ طوی در تہنیت رجشن) مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا — نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں
بخت تخت سلطنت مسند نشین تمکنت — آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں
بادشاہ ربع مسکوں والی روے زمیں — شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں
زیور روم و عراق آرائش چین و [ختن] — زینت ملک عجم زیبائش ہندوستاں
اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجسے کیا کروں — جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں
کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی — چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی در تہنیت تولد [فرزند] ارجمند بشگوے شاہزادہ والاقدر مرزا ابوظفر بہادر دام اجلالہ

اشجار سبز فام کا ہر ایک برگ برگ — مانند برگ پاں نظر آیا بہر کنار
سبتے ہی اوڑ رہے ہے سنتوں عطر کے تمام — کھولے تھے موتیا نے زبس عطرداں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا کیے اکڑا جو گھڑ کودا — اودھر گلاب پاش سنبھالے تھا کو کنار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیئے تھا بین — نرگس کھڑی بجاتی تھی نے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادھر — طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی — ہے ورد زباں سدا مجھے ناد علی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں — عین ایماں ہے حب اولاد علی

دیگر

یونتو مدت سے تپ لگی ہے دل کو — کل سے پر سخت بیکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو اوسے — جسے آرام یا علی ہے دل کو

دیگر

ٹھوکر ہر دم لگا نہ دل پر باز آ — ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھر] ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ — باز آ باز آ اب اس سے کافر باز آ

ورق ۲۰۱

دیگر

کبتک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو — آٹھ آٹھ آنسو پڑی رولاوے مجکو
اے حضرت عشق جب میں جانو تم کو — [بیدرد] آپ سے بلاوے مجکو

رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید — حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید — سرکش ہے تمام
ہو عشق سے مجکو اب شتابی سے کہیں — [بہرہ دانی]
یا حضرت فخر جلد کیجے تائید — از بہر [تمام]

دیگر

رہتا ہے نپٹ ہی دل مرا آہ حسرت زیں — گذرے مہ و سال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں — ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الہی میرے — اس رنج پہ اب
مجھ سے یا آ ملے شتابی سے کہیں — وہ حور مثال

عشرة

تخلص سیدزادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [بسری] برد و بحسن خلق و خوش اختلاطی بدل ہرکس راہ می کند این سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

اوس دشت پر بلائیں اب آکے ہم ڈٹے ہیں — مجنوں کے لاکھ بارہی جس جا قدم ہٹے [ہیں]

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو — نہ دیکھوں گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہنچے رات کو چھپ کر — بلند اپنی اچک کر ہم نے تا مقدور کی گردن

عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقابل میر جعفر مبرور المعروف بہ زٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان زا پر ہنگامہ آرا در زمان سعادة نشان حضرت خلدکان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیر بازی ید طولی داشت و فتنہ پردازی ہا می نمود اما خیلے [دلاور] و متہور بود از والدہ ماجدہ خود کہ در محلسرا اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دو روپیہ ہر روز

بلا ناغہ می گرفت و ورا ارتکاب [منہیا]ت بر باد می داد و مبلغ دیگر بیروں ازیں یومیہ مقرریہ ہم اخذ
میکرد و با ایں ہمہ اخذو [جرم مفلسانہ] زندگی بسر می برد در آخر با ہدایت ازلی و سعادۃ لم یزلی دستش گرفتہ
ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بجوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خالق
النفوس [والعقول] تکیہ بستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست
بہ چوکی] نشستہ سیر آمد و رفت می فرمود اما شمشیرے خورد ک کہ بہ [نیمچہ اشتہار دارد دراں حالت
ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

حکائت

سرامد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیش شنیدہ بعزم رزم از وطن مالوف
رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی شد و بعد تفحص و تجسس بدر جامع باوے دو خورد و از
جہال جبلی کہ در سرایں مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہر چند ترک لباس خود را حیلہ [سا]ختہ
ابائے کلی در میاں آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از بیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد
بسیار و کد بے شمار در ہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت ا [لحرام] دارد بہ پرخاش جوئی و کینہ
[تو] زی برخواست ناچار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی نخواہی ایشاں را سر شمشیر بازی است
و بے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شمارا حملہ باید کرد آں بیباک
سفاک بے باکانہ شمشیرے بر رویش انداخت کہ زخمے صعب بر روے کار آمد لعد بر [داشتن]
ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشید کہ ما ہم رسیدیم آں بے حمیت گردہ سپر پیش [رو
کشیدہ] و ایں صاحب حیا نیمچہ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب بر رو کشیدن
[عادت] نسوان است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں بہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ ورق ۲۰۱
بطور خود [وردیہ] ایں چنیں مردم میگفت ایں سہ [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

[ر]کت پیاسا چھرا یاروں کا جسدم میاں سے نکلا　　[عدو در ہر قدم] در خون خود رپٹا [گرا پھسلا]
[ظلم] دھوکڑم کپٹی پچھا [ڈرم] بانکہ رندم　　کہ از دھاک من دھوکڑ گگن از [جاے خود کھسلا]

[ایں] ہردو شعر را بعضے نظر بر لفظ ائل تخلص میر عبد الجلیل بلگرامی [کہ] با محمد عطا تعارفے داشت [وہمیں رد] بہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عند اللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدۂ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[1]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

[1] رہنا، د. ا.

مجموعهٔ نغز

جلد دوم

مجموعۂ نغز

(جلد دوم)

عظیم

تخلص چار کس می دانم اا تحریر یکے ازاں [چار بہ تکملہ النسب] می شناسم و از سہ تاے باقی

اوّل

عظیم(۱) شاعر محبت لزوم مرزا عظیم بیگ مر[حوم است] وے کابلی الاصل و جہاں آبادی المولد و بسیار صاحب غیرۃ و عزت [است] دوست نواز دشمن [گداز] مروۃ نہاد فتوۃ بنیاد محبت پرور مودۃ گستر ظریف مزاج صاحب ابتہاج یکرو کشادہ ابرو [بود] شعرش پختگی تمام دارد در خیال بندی و[نازک] خیالی خیلے ہنر پردازی ہا بر روے کار آرد در یں کار استوار ید طولے داشت و [بیشتر] بمعانی بندی ہمت می گماشت اکثر غزل در غزل بتلاش لفظ و معنی تا سہ چار غزل میگفت و [صنائع] بدائع بسیار بکار می برد زور طبعش از قصائد ریختۂ طبع وقادش [روشن می شود قصیدہ] وے بے اغراق بہ قصیدۂ سر آمد شعرائے فصاحت آثار مرزا محمد رفیع سودا می ماند مختصر کلام دیوانے مختصر در نہایت جودۃ و پختگی بر صفحہ روزگار

از و یادگار است خیال شاعری در کارخ دماغش چناں پیچیدہ بود کہ خود را صائب ہندی زبان می پنداشت و شعر ہیچ متنفسے در میزان طبعش از خود سری با وزنے نداشت اما ازیں ہا درگذشتہ و از حق درگذشتہ و از راستی چشم تا پوشیدہ میگویم شعرش با وصف قلت [بضاعت عالم] دیگر دارد و شاعری [وے باوجود] کم نظری بہ کلام اساتذہ قدیمہ از جہان دیگر است مشق سخن در ابتدا از استاد بیشترے از شعرائے عالم شیخ ظہور الدین حاتم [فرمودہ و در آخرہا] بہ سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا توسل نمود [ہ] و قبل ازیں چندے از خدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را [یکہ] تاز مرد خواجہ میر درد [دہم فیض سخن] ربودہ محبتے کہ با قاسم ہیچدان سراپا نقصان داشت در اثنائے ذکر میر انشا [اللہ] خان انشا بہ شمہ [آن اشارتے رفتہ] از اعادہ لاطائل آن امتناع گزیدہ بہ تحریر یک صد و پنجاہ و یک شعر از اشعار آبدار آن مغفرت کردہ کردگار و نہ بند مخمس کہ در ہجو [میر] موسوم گفتہ می پردازد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اتنی تو بے حواسی نہ دے [کی ہوس پھر] | بس ہم نے موسی دل دیکھا شعور تیرا

دل کی دل سے توقع تھی سو اخت گم [نکلا] | سینہ سمجھے تھے جسے آہ سو مجمر نکلا
شوق میں [تیرے] لگا نام کو عالم کے [کلنک] | تو بھی تو شکل نگیں گھر [سے] نہ باہر نکلا

کوزۂ خام مشت [بک] ہے [سر] چاک چڑھا | یا کہ ہے بر سر گردش دل صد چاک چڑھا
ہوں میں وہ ذات مقدس کہ بگولے [کی] طرح | بعد میرے لے صبا سر پہ مری خاک چڑھا

موقوف نہ ساقی ہی پہ رکھ کام ہمارا | تو ہی کہیں اے عمر بھر اب جام [ہمارا]

کیا جلا ہے شیخ تیری ریش پر رنگ خضاب | دیکھ کر جس کے تئیں [حیران] ہے بہروپیا

جلوہ فرما کل جو میخانے میں وہ مے نوش تھا | [شل] جام و شیشہ دل بادید [ہ] ہم آغوش تھا

[شب جو] بزم [خوبرویوں میں ہوا اوس] مہ کا ذکر [جوں] چراغ خانہ [مفلس ہر] ایک خاموش تھا

ہر آن ہم [غنی] ہیں عریاں تنی کی دولت جامہ رکھے سو جانے دامن دراز کرنا

نالہ و شور و فغاں ہے تیری دمسازی سے [یار] ورنہ جوں نے دل ہمارا محض بے آواز تھا
کیسے دل خالی کریں جوں شیشہ ساعت عظیمؔ پر کدورت ہی رہا اپنا تو جو دم ساز تھا

[کل] چشم [خونفشاں سے] گلزار پیرہن تھا دامن کا تھا جو تختہ یک تختۂ چمن تھا
کیجو عظیمؔ کو بھی یا رب [غریق] رحمت [آوارہ] جنو[ں] سا ایک صاحب سخن تھا
اور معنی بند ایسا ہندی زباں کا صائب ہندوستاں سے لے کر مشہور تا دکن تھا
ایک دن جو گھر سے نکلا خط شعاع [آسا] [بکھرا] ہوا بدن پر ہر تار پیرہن تھا
دیکھا جو [د] فن کرتے جوں شمع پر ہو فانوس [تربت میں دور] تن سے بالشت بھر کفن تھا ورق ۳

پڑ گیا ہے [سایہ کس کی زلف] کا دریا [کے بیچ] جسکے پیچ و تاب [سے] ہے [نت] پریشاں [موج آب]
منفعل از بس ہوا آئینہ [او] سے کھا شکست چین پیشانی سے اوسکے [ہے] نمایاں موج [آب]

زور[۱] فریاد [ی] پھرے ہے تجھ پہ اے خورشید رو سر برہ[نہ کر لہو ل مونہہ کو] گھر گھر آفتاب

عقل [وہوش] ایدھر کو دل کھینچیں اودھر وحشت جنوں دیکھیے ہوتا ہے کس کے یہ دریکتا نصیب

بعد میرے ہوئی یہاں عشق کو تاثیر نصیب مثل سیماب موے پر ہوئی اکسیر نصیب

---

[۱] روز ۱۰۱

روشن کرے ہے نام نہیں کرکے روسیاہ — ہے ا[سمیں] کبھی ہنر جو کرے اختیار عیب

[تم نے] تو مدت سے پٹکا اپنی [نظرو]ں سے ہمیں — اشک ساں پر [ہم ہوے جاتے] ہیں دامنگیر آپ

جوں غنچہ اس چمن سے جو باندھا عظیم [رخت] — چھ نیہ سرچہ تختہ وہم زیر پا چسم تخت
خال اوس کے زیر زلف ہے یہ یا کہ ہے عظیم — مجسا شب [فراق] [ہیں] کوئی سیاہ بخت

کرو ہے [دلکو] زیادہ صفائی [سبک] [مزاج] — روشن ہے دیکھو آینہ سے عیب خوب وزشت
خاک غبار [خاطر] و باد دم حباب — آب شراب و آ [تش] رنگ گل بہشت
[چار وں] یہی عناصر موہوم کر بہم — دل کی ہمارے صانع قدرت نے کی سرشت

خورشید صفت یہاں سر عریاں ہیں ہمارے — طرہ کی ہوس کچھ ہے نہ [دستار کی حسرۃ]
اے زخم جگر سودۂ الماس سے ہو صاف — رکھ دل ہیں نہ اب مرہم ز [نگار کی حسرۃ]

دیکھ نیرنگی ہمارے رنگ چہرے کی یہاں — [کھل گئی] خور [شید کے مونہہ پر بھی] گھبرا کر بسنت

جوں [شمع کب] چھپے ہے مرے سوز [جاں کی بات] — سر کاٹو تو گلے سے ہو ر[وشن] زباں [کی بات]
بھر [عمر تنے] سیدھی نہ اے مہرباں کی [بات] — [حب] کی نکی تو کی ہے [سدا ہم سے یاں کی بات]
ہر بات میں نرالی ہے کچھ تیرے ہاں کی بات — نکلی سوا نہیں نہ کبھی تجھسے ہاں کی بات
جوں تار ساز کب ہیں کہوں دلستاں کی بات — نکلے ہے اوس کے ہاتھوں پہ میری زباں کی بات
پیدا کرے جو نام کوئی تو مٹے ہے کھوج — عنقا کے جی سے پوچھیے نا [م و] نشاں کی بات

لہ پا ۱۰ ۱۰ ۱۰ لہ پوچھئے ۱۰ ۱۰

ہوں سینہ چاک و [چشم] تراز بسکہ جوں قلم — آتا ہے گر [یہ غیر کے سن کر] بیاں کی بات
بیٹھا ہوں [سر لیے تری] تقریر پر عظیم — جوں شمع [سر] کے ساتھ ہے میری زباں کی بات

پلٹن چشم فرنگی زادہ دلبر باندہ کوٹ — نت صف مژگان کے سنگیں [چلا کرتی] ہے چوٹ
سر چڑھا جو رونے تیرے شانہ کو بہت [چھٹ] کیا — [ہے] بجا جو شیخ لے ہے یہ تری ڈاڑھی کھسوٹ
رس [بھر] ہی آنکھیں [تو مہ نوشوں] کی ہوتی ہیں عظیم — چشم عاشق کا جو رس دیکھو تو ہے پانی [کی] پوٹ

ر ورق ۲۰۲ جوہر کے ہوتے دیکھ تہی دست ہے چنار — یعنی ہے یہاں کمال پہ [رکھنی نظر عبث]
کب سوز دل بجھے ہے نہ یہ چشم تر عبث — جوں شمع پا بگل مجھے رو رو [نہ] کر عبث
[حیرۃ نے] دی نہ فرصت [نظا] رہ ایک پل — [جوں آئینہ] میں چشم سراپا ہوں پر [عبث]
جوں برق آکے پاؤں نہ رکھا کہ پھر گیا — مجھ گرم رو کے [مت ہو مقابل شرر عبث]

رحمت تو [مرتبے] پہ مرے کر نگاہ آج — حرمت ہو [تیری کل جو کروں میں گناہ آج]

[سوز] ش عشق بتاں سے دل میں وہ بھڑکے ہے آنچ — [دیکھ] جسکو [کوہکن] پتھر کی بھی [نکلے ہے] کانچ

ہوں میں وہ مست ازل ساکن ظلمات کہ جو — حشر کو بھی نہ سنو کان سے آوازہ صبح

اسقدر پتھر نے کب پایا تھا یارو رنگ سرخ — کوہکن کے خون کی دولت ہوا ہے سنگ سرخ
یوں تری خاموشی میں لگتے ہیں پیارے لال [سب] — جس طرح آپس میں گتہ جاتے ہیں کرتے [جنگ] سرخ

ل سیکنی ۱۰۱ ۔ ۲ س ۱۰۱ ۔

ہو گذر [دل زمانے] سے بجا یہ خشک سرد   [شیشہ ساعت نظر] میں کی سی گیا نکلے ہم گرد
خلق کی نظروں سے مل مینا [نہو خیبنگ کبھو]   مردم میداں میں رہ نامرد [کب ہوتا] ہے مرد

شیخ شیخانی کو مت جل دے وہ سو نچڑی ہے رانڈ   [کر دیا] ہے [جنے] تجھے گاؤدی کو دن کو سانڈ
خاک دنیا پر جو مشت خاک پر (تو) لے ہے ڈانڈ   کھا کے سر دھگڑوں کا پھر خصموں موئی ہستی ہے رانڈ
اوس کے [خط سبز نے] عالم کو دکھلا باغ سبز   کر کے چار آنکھیں بنایا چار ابرو [مونڈ] مانڈ
علم تو کم ظرف کو لاتا ہے اولٹا جہل پر   عاقبت کتے کو گھی پچتا نہیں دینا ہے چھانڈ

سوزش عشق لکھا چاہے تو [کر] پہلے عظیم   صفحۂ د[ل] کا زر افشان شرر سے کاغذ

را [ز] دل [اپنا کہیں رو روکے شیشے] کیفر ح   جو تیری مجلس میں ہم [پاویں کہیں اک بار بار]

جوں صبح چاک جیب سے ذرہ پھرے نہ آنکھ   یہاں [ہے بشکل مہر] نظر تار تار پر
ابھرے ہے مثل [شیشۂ ساعت عبث فلک]   [اتنا] غرور [کیجے نہ مشت] غبار پر
[فوارہ ساں] بلند ہے جن کا کہ حوصلہ   دریا دلوں کو تنگے میں ماریں ہیں دھار پر
طور کر دیتا تھا جس کا شعلہ گر کہسار پر   اب شرر ہے خندہ زن اوس آہ آتشبار پر
گر گیا جوں اشک نظروں سے یہ میر گریہ آہ   برق تک مارے ہے چشمک میری چشم زار پر

[پاس] سخن یہی ہے یہاں ا[وس کی شان پر   مانند] خامہ دے جو سر اپنا [زبان پر]
[باقی ر]ہے گا ایک نہ قصہ جہان پر   [آ گئے] جو ہم بھی اپنی کبھو داستان [پر]
غم میں تیرے جو یوہیں اوڑ[اتے] پھرینگے خاک   پہچے گی کوئی دن میں زمین آسمان پر
چھاتی تو پر بھی اشک سے مانند آئینہ   افشا کیا نہ چشم نے راز نہان پر
لا[کھوں] ہی [مردے] یار نے یہاں تو دیے جلا   عیسیٰ بھی وہاں دھر[ے ہی] رہے آسمان [پر]

ورق ۲۰۵

[پابوس] کو بھی یوں کوئی بیٹھے ہے مونہہ پسار — دیکھو سمجھ کے شمع قدم شمعدان پر
تاثیر آہ کو خم پیری نہ ہو جو شرط — ہو منحصر نہ تیر کا لگنا کمان پر
گھر میں بھی اپنے آینہ ساں منتظر ترا — حیراں کھڑا [رہوں] ہوں سدا آستان پر
[نام] آوری جہان میں ہے باعث کلنک — نازاں [نہ ہوں] نگیں ہو تو نام [و نشان پر]
جوں شانہ [سینہ] چاک ہوں لیکن سوائے شکر — گذرا کبھی نہ [شکوۂ سر مو] زبان پر
تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار — آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

دل کے بھی غم سے ٹکڑے ہوئے اپنے قال پر — جوں غنچہ جب زبان کھلی عر[ض حال پر]
نازاں محبت ہے اپنے تو [illegible] جمال پر — کیا ہے کوئی [illegible] بال] پر
ہر [استخواں] ہے شمع صفت مشتعل ہما — جلتے ہیں یہاں تک آتے فرشتے کے بال پر
رہتا [نہیں ہے دیا] وہ بھڑکنے سے شمع کا — جی مت جلا پتنگ تو ایسی [چھنال پر]
کہتا ہے وقت خندہ یہ رخسار کا گڑھا — یعنی کہ جائے [بوسہ] ہی خالی ہے گال پر
فارغ ہے [کش مکش] سے جہاں کی شکستہ دل — [پہنچے نہ ہاتھ شانے کا چینی کے بال] پر
پھرتا ہے وہ کاسہ [گدائی کا لے] عظیم — پھرتے تھے مثل چرخ ابھرتے جو مال پر

گرسنے گلشن میں پیارے یہ تری باتوں کی چھیڑ — غنچہ ساں مونہہ چومنے [کو گل بھی لیو]ے لب سکیڑ

سوزش سے مری [بسکہ] ہوئی منفعل آتش — شیشے میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

ایں شعر را بعضے بہ نواب عماد الملک نسبت کنند عفی اللہ عنہ اما ایں بے بضاعت زبانی مرزا

---

۵۱ ہوتا کبھی نہ تیر، ف.ا +

مرحوم شنیدہ کہ در غزل خود می خواند [و] ہم در دیوان دستخطی خود ثبت نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ ا[لحال]

ہ

جھگڑا [چکادو میرے جنو] ں کا تم اب کے سال زنجیر کرکے [جو] ہر شمشیر سے [غرض]
روشن دلوں کو نور سواد دل سے ہو نہ ربط کیا آئینے کو دیدۂ تصویر [سے غرض]
بانگ و صلوٰۃ شیخ پہ ناداں نہ جائیو یہاں کاٹنا گلو کا [ہے تکبیر سے غرض]

دیکھ ہے رنگ [رواں] تک شیشۂ ساعت [میں بند] ہے صفائے دل ہی یعنی کرنے کو [تسخیر شرط]

شب سے گو اشک رواں [تا بسحر] رکھتی ہے شمع خونچکاں میرے سے کب دیدۂ تر رکھتی ہے شمع

ہے اوس کی گلی میں گذر نہ شب و روز اوس راہ سے جاتے ہوئے آوے گی صبا تنگ

[یہ خاکساری] مجھے لے فلک تلک پہنچی اوڑوں ہوں بتو ہوا پر برنگ [نکہت] گل

دل جل کے بجھ گیا ہے [کے شوق با] غ و گل جوں [شمع اب] نظر میں بر [ابر ہے داغ و گل]
بجھتی ہے آگ صبح کو ہر [شمع کی پر آہ] تم پھر ہوئے نہ پر گبھوائے دل کے دا [غو] گل

نہ غبار [باد] باندہ سلگ سلگ [کہیں] جل بھڑک کے تو [د] اغ دل
[کہیں] ڈر ہے یہ کہ مبادا ب نہ دھویں میں گل ہو چراغ دل

[ہے خاک] در سے تری آرزو تیسم کی بھرا اگرچہ ہے آب رواں سے خا [نہ دل]

ہ دونوں نسخوں میں موجود ہے۔ مگر وزن سے زائد ہے ۔

درد دل کہنے کا از بس ربط کم رکھتے ہیں ہم
شکل خامے کے زباں [کو[1]] قلم رکھتے [ہیں ہم]

[کم زبا]ں کہنے کو ہیں جوں خامہ ہم ظاہر میں یار
ورنہ لسانی زباں [کی] بیش و [کم رکھتے ہیں ہم]

اشک ساں پھر گھر میں آنے کی نہیں رکھتے امید
اے عظیم اوس کی گلی میں جب [قدم رکھتے ہیں ہم]

ورق ۴۶ داغ جگر کو مفید ہووے ہے مرہم کہیں
لالہ صفت تب یہ جاے جائیں جو مرہم کہیں

نگاہ یار سے ہو مست یوں ہشیار بیٹھے ہیں
[کہ جلں] خورشید ننگے سر سر بازار [بیٹھے ہیں]

دکھاوے ہے کے [گو] سو رنگ جوں تار و [ما] کیا حاصل
ہم س [مینائے گردوں پر توما] رے دھار بیٹھے ہیں

طلب پر بوسے کے زلفیں لگیں بل کھا کے [یوں کہنے]
ہم اکثر ایسی باتیں ان کے مونہہ پر مار بیٹھے ہیں

دماغ اب تو فلک پہ ہے بتوں کا جو خدائی پر
بشکل ماہ نو کھینچے [ہوے] تلوار [بیٹھے] ہیں

جگہ کرتی ہے خاک رہ میاں شیشہ ساعت
دلوں میں گھر بنانے کو سر بازار بیٹھے ہیں

فلک عزے سے ہے سرکش تو اپنا سر فرو کب ہے
اس او دہی [کھو] پری پر مارے[2] ہم بیزار بیٹھے ہیں

شراب و خون دل اے یار یہ نہ ہو وہ [ہو]
ہمیں ہیں دونو [سزاوار] یہ نہ ہو وہ ہو

حال دل کہنے کی یارب ہم سے کیا تدبیر ہو
جوں قلم پہلے [زباں کٹ لے تو] پھر تقریر ہو

[چھاتی پھٹیگی سلک] گہر ہر صدف کی دیکھ
[موتی] پروتے یہاں نگہ اشکبار کو

اشک [با] لخت دل آئے ہیں خبر کرنے کو
خانہ بر دوش چلے یعنی سفر کرنے کو

کم ہو اس [رشتہ] الفت کا سر رشتہ یا رب
سخت آفت ہے یہ سوراخ جگر کرنے کو

---

[1] یہاں کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے۔ قلم سے پہلے غالباً 'سر' ہوگا۔ [2] تارے ۱۰۹

[خاکساری پہ سیہ چشموں کی] مت جا اے دل
سرمہ سا پھرتے ہیں یہ آنکھوں میں گھر کرنے کو

ق

[پر کدورت ہیں زمانے کے یہ میخوار عظیم
میکدے میں نہ انہیں کہیے گذر کرنے کو

[خاک] دیں مونہہ میں چوا شیشہ ساعت کی طرح
پانی مانگیں جو کوئی حلق کے تر کرنے کو

ہے جنون عشق سے از بسکہ بہوش آئینہ
خاک مل مونہہ کو پھرے [ہے خانہ] بردوش آئینہ

حاجت شرح بیاں رکھتے نہیں روشن ضمیر
واقف [سر ہر یک] ہے گو ہے خاموش آئینہ

کیوں نہ ہووے دل ہمارا پردہ [پوش راز عشق]
خانہ حمام کا ہوتا ہے سر پوش آئینہ

سینہ صافوں [کو تو نسبت عشق] سے تازی نہیں
سنگ میں باہم شرر سے تھا ہم آغوش آئینہ

[لگ لگ ترے پاؤں سے جو رہتی رہے، حنا بیٹھ]
تیرے بھی میاں ہاتھ ہیں باندہ اسکو [لگا] بیٹھ

سر کھینچ نکالا مجھے جوں رشتۂ تسبیح
سو گھر میں جنوں سے میں [رہا] سر کو چھپا بیٹھ

جوں تبلہ نما آہ میں آسودہ پس مرگ
گر] وش سے تہ سنگ بھی ایکدم نہ رہا بیٹھ

آباد رہیو [پیر] مغاں اب یہ میکدہ
ہم بھی لبوں کو یہاں [سے] ترا ایک بار کر چلے

خواہی پیالہ خواہ [سبو کھینچیو] کلال
ہم تجکو اپنی خاک پہ [مختار کر چلے]

دم لے تنک تو چشم [تر انگشت] کے تلے
آتے ہیں لخت دل نظر [انگشت] کے تلے

تارستار بن [گئی کثرۃ] سے اے طبیب
نبض مریض عشق ہر انگشت کے تلے

ہمارے اشک میں [ماچین] سے لے تا بہ چیں ڈوبی
یہ طوفاں بھی قیامت تھا کہ ہر [ایک] سرزمیں [ڈوبی]

نگاہ ناتواں آنکھوں سے نکلی تھی کہ اشک آیا
طولا رہ [گیا] جی میں [کہ ایسی] نازنیں ڈوبی

نکل جاتے ہیں مثل شمعداں [پاؤں سے لے] سر تک — رکھیں ہیں غیر جنسیت کے ہم پر طاق پابوسی
ہمارے اشک نے پائی [نہ تیرے در] لیں [جا] ورنہ — سرِ شک شمع تک آخر کو ہو ہے شمع فانوسی ورق ۲۰۷

گو شام کے آنے کو [وہ] کہتا ہے عظیم اب — میں جانوں کبھی آئے جو وہ [صبح] تلک بھی

ابھرے ہے [تو نے] شیشہ [تبھی] اپنے دموں پر — نکلا ہے ترا ہاتھ [جو] پتھر کے تلے سے
[چھپتا ہے کوئی شمع] صفت سوز دل اپنا — سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے

جلتی [ہے] شرح سوز سے میری زبان کلک — ہر دم ملے ہے لے جو سیاہی دوات سے

میں آہ کیونکہ کہوں حال دل کہ مثل تفنگ — [صدا نکلنے سے] آگے دہن میں آگ لگے

دیکھے ہے تری چشم تو کہتا ہے یہ ساغر — پیمانہ ابھی عمر کا یا رب کہیں بھر جائے
ہوں شیشۂ ساعت ہے فلک خانہ پہ گرد — یوں دور سمجھ آپ کو کتنا ہی ابھر جائے
پتھر بھی نگیں سے ہے سلیمان ترے بہتر — جو اپنے پس مرگ [لگے چھاتی] پہ دھر جائے

غبار اب دونو دل کا ہو فرد جوں شیشہ [ساعۃ] — جو سر گوشی میں یک ساعۃ تو [ہم سے ہو باہم] بیٹھے

نام کو کالک لگے ہے جا بجا کم بیٹھیے — لاکھ چوترا کو لگانے جوں نگیں جم بیٹھیے

قطرۂ نیساں کا موتی فی الحقیقت آب ہے — اشک جب آنکھوں سے ٹپکا گوہرِ نایاب ہے

ا؎ ایک ۱۰۱ ۰

ہے کماں یا ماہ نو ابرو ہے یا محراب عشق
یا [کسی عاشق کے پیا] رے [قتل کو شمشیر ہے
سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ [آتشی]
[یا کسی] عاشق کا خوں اس کے گریباں گیر ہے

پریشاں [ہیں حواس] اپنے سلیقہ دیکھ شانے کا
کھلایا ہاتھ میں ناگن کو جس پر خشکدستی ہے
مثال آینہ چھاتی بھری ہے تسپہ حیرۃ ہے
ہمیشہ چشم رو رو بوند پانی کو [تر] ستی ہے

جس طرح آتا ہے میم وہے اوپر ابر سیاہ
اوس طرح لپٹے ہے تیرے موتہہ پہ زے ولام فے

رباعی

کی درد کی جو ذات مبارک پہ نظر
[ہے] معنی لولاک کا پرتو اوس پر
ہووے نہ اگر درد قسم ہے کہ [عظیم]
[لڑکا نہ] تولد ہو ز بطن مادر

دیگر

نواب کے گھر میں گر خدائی ہوگی
[اور عرش] بریں تلک رسا [ئی ہو] گی
جوں آینہ آب وناں کے دھو کھے میں عظیم
خلقت پہ یہی حد [اصفائی ہوگی]

دیگر

پوشاک پہن کے سج بنائی تو کیا
جوں آینہ کی جو خود نمائی تو کیا
موہوم ہے جو عکس نظر میں یہ شکل
آئی تو کیا واگر نہ آئی تو کیا

نہ بند از مخمس ہجو میر انشاء اللہ خاں انشا

وہ فاضل زمانہ ہو تم جامع علوم
تحصیل صرف و نحو سے جنکی مچی ہے دھو[م]
رمل و ریاضی حکمت وہیئت جفر نجوم
منطق بیاں معانی [کہیں سب زمیں] کو چوم

[تیری زباں] کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

یک دو غزل کے کہنے سے بن بیٹھے ایسے [طاق] — دیوان شاعروں کے نظر سے رہے [یہ] طاق
ناصر علی نظیری کی طاقت ہوئی ہے طاق — ہر چند ابھی نہ آئی ہے تمہید [جفت و طاق]
شنگرفی تلے سے قدسی و عرفی نکل چلے

نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو دور — پر خوب [جانتے ہیں] مجھے [جو ہیں] ذی شعور
وہ بحر کونسی ہے نہیں جس پہ یہاں عبور — کب میری شاعری [میں پڑے] شبہ سے [قصور]
بن کر تمل نکالنے کو تم خلل سے چلے

ورق ۲۰۸ [موزونی] و معانی میں پایا نہ تم نے فرق — تبدیل بحر سے ہوئے بحر خوشی میں غرق
روشن ہے مثل مہر یہ از غرب تا بشرق — شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق
وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنو کے بل چلے

تھا زور فکر میں کہ کہوں معنی و مثال — تجنیس و ہم رعائت لفظی و ہم خیال
فرق رجز رمل نہ لیا میں نے گو سنبھال — نادانی کا میرے نہ ہو دانا کو احتمال
گو تم بقدر فکر یہی کر عمل چلے

ہے امتحان زور تو یہ پیش عقلمند — میرے سے تم قصیدے کہو یا کہ قطعہ بند
گو [ہجو] اسمیں [ہو] میری لیکن ہو دلپسند — یہ بات ہے نرالی کہ دروازہ کرکے بند
دشنام گھر میں دینے محل بے محل چلے

میرا سا شعر [کب] ہو پڑھے گو کہ نحو و صرف — ہووے بیاں معانی سے میرا بیاں نہ حرف
[منطق] سے کیا ہو نطق کا پایا نہ ہو جو ظرف[۵] — [منقول] کی بھی عمر کی معقول ہے نہ صرف
ہیئت پڑھے سے اور ہی ہیئت بدل چلے

کم ظرفی سے تمہیں تو یہی آئے ہے امنگ — کیجے نمود خلق میں اب کر سخن کی جنگ
اپنے تئیں تو [بخشتے] آتا ہے یار ننگ — اتنا بھی رکھے حوصلہ فوارہ ساں نہ تنگ
چلو ہی بھر جو پانی میں گز بھر اچھل چلے

---

۵ صرف ۱۰۱ +

کیوں جھگ گفتگو کو تم اوٹھ دوڑے اس قماش — کہتے جو بھاری پانچہ ہوتا نہ پردہ فاش
[پر سمجھیں] کب یہ بات جو کندے ہوں [نا] تراش — تیغ زباں کو میان دہی ایں رکھتے تم اے کاش
ناحق جو تم ازار سے باہر نکل چلے

دوم

عظیم (۱)

سخن گوے نیک نہاد از بلدۂ عظیم آباد محبت وخوبی التیام مرزا زین الدین نام ازیں مطلع کہ منسوب است بدو معلوم می شود کہ وے شاعرے است خوش گو ؎

زلف نے جس کے تیں دکھائی شام — پھر اوسے دوسری نہ آئی شام

سیوم

عظیم (۲)

مردے از دودمان کریم الملقب بہ شاہ محمد عظیم خوش طبع صاحب سخن [المتعارف] بہ شاہ [جھولن دے] عزیزے بود درویش نہاد از خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ بسیار بآزاد منشی و وارستہ روشی ایام عمر گرامی بکام دل بسری برد وہرچہ دلش میخواست میکرد وہرکس کہ توجہ خاطر رو میداد در میخورد وپسر خود را بہ نشہ نوشش موسوم ساختہ وباایں [ہمہ] باغربا و مساکین نرد محبت باختہ خوش زندگانی نمودہ و بہ نہائت خوش [د] لی عمر گرامی بسر فرمودہ [بیشتر] اوقات [بعد] اداے فرائض واوراد [مقرریہ] و امور ضروریہ در ارجوحہ میخفت ومیگفت کہ ارجوحہ [اش] را پیوستہ [بجنبش] دارند واز اینجاست کہ نام متعارفش مردم بر زبان بیشتر آرند مختصر کلام [شخصے] بود مغتنم ومردے بود با جود وکرم خیال شاعری بطور خود در سر داشت و [ہر] چہ بخاطر [عاطر] ش رطب باشد یا یابس میگذشت بہ بروں دادن آں ہمت می گماشت از انکہ [میلش بیشتر بہ مثنوی] گفتن بودہ افسانہ چند موزوں فرمودہ قصہ لیلیٰ مجنوں در بحر بوستان [شیخ شیراز] قدس [سرہ] برشتہ نظم کشیدہ ودیگر انواع سخن بسیار کم از وے بہ تحریر رسیدہ شانزدہ شعرانہ [گفتہائے] آں عزیز [وافر] تمیز ایں حقیر سراپا تقصیر می نگارد منہ عفی اللہ عنہ در آرزوے کدخدائی پسر ورق ۲۰۹

خود بوے خطاب می گوئد کہ ؎

نشہ نوشا تو بیاہ کر بیٹھا　　گورے مکھڑے کی چاہ کر بیٹھا

در لیلیٰ مجنوں گوئد کہ ؎

عرب زادیاں باغ دلستان ... 　　سیہ [انکھڑیاں نرگستاں] سی

در افسانۂ دیگر گوئد ؎

زمیں ایک مدۃ تلک چھان کر　　کسی جنگلے میں پڑے آن کر

دریں جنگل بادشاہ و وزیر گنبدے طلسمات مشاہدہ نمودہ اند کہ بر در آں گنبد قفلے بغائت جسیم و مضبوط دیدہ دعائے کہ از قلندرے خدا دوست یاد گرفتہ بودند بر دم تبر زین دمیدہ تبر بر قفل زدہ گنبد طلسمات کشودہ اندرون گنبد باغ بنظر ایشاں در آمدہ الی آخر الحکایت دریں باب گوئد ؎

[دعا پڑھ] کے مارا تبر قفل پر　　پڑے جھڑ پڑی قفلخانے سے جھڑ

در تعریف باغ طلسمات گفتہ ؎

خیابان سب مشک و عنبر کی کہان　　چمن در چمن زعفران [ارغو] ان

مہکتی ہے شبو کے پھولوں کی [بو]　　چنبیلی ہے رابیل ہے ناز بو

گلاب اپنی باڑی میں دیتا ہے باس　　ہزارہ ہے لالہ کے گل آس پاس

[زبانی پری] درہمیں افسانہ بہ تعریف حسن و جوانی و ہر ہفت آں بلا ناگہانی انشاد کردہ ؎

مجھے جنگلے کی خوش آئی بہار　　مری گوری چھاتی پہ [پھولوں] کا ہار

لٹکتی تھی بدھی کمرگاہ پاس　　مہکتی بدن میں تھی پھولوں کی باس

میں کھولے تھی بال اپنے بالی تھی میں　　سج اپنی [نرالی] نکالی تھی میں

سیہ انکھڑیاں ڈورے چھوٹے تھے لال　　نشہ چڑھ رہا تھا مجھے ڈھونڈو کال

کھلی میری پشواز تھی تاش کی　　مجھے اپنے جو[بن] پہ تھی عاشقی

لٹکتا تھا دامن قدم گاہ پر　　کمر کیمی کھانچی تھی دلخواہ پر

[رما] لی تھی [سر] پر زری تار کی　　تجلی برستی تھی دیدار کی

نہ رہتی تھی کاجل بن آنکھ ایک پل — نہ بن آرسی دیکھے پڑتی تھی کل

در آخر ایں فسانۂ[1] کہ در مرض موت خود گفتہ و ناتمام ماندہ بہ پسر خود خطاب نمودہ بطریق وصیت میگوید ؎

عظیما نے آدھی کہانی کہی — نشہ نوش کہیو جو باقی رہی

عظمت

تخلص عزیزے است اہل اللہ مسمی بہ شیخ عظمت اللہ کہ در ابتدا بہ سپاہگری ایام بسر می نمود و در آخرہا بہ ہدائت ازلی و رہنمونی سعادۃ لم یزلی بہ [تحصیل] علوم شریفہ و استحصال فنون رسمیہ اشتغال نمودہ و دامن ہمت برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر و بکوشش [بے] نہائت و جہد بیشتر از بیشتر اوقا[ت] عزیز شبا روزی عمر گرامی دریں شغل سامی صرف فرمود تا رفتہ [رفتہ] سعی وے بجائے رسید واحدے از دانشمنداں و [فردے] از اہل علم گردید بہر کیف ایں دو بیت از زادہائے طبع آں بلند ہمت است ؎

جواب ہاتھ سے غم کے جیتے رہینگے — مے عیش بھر عمر پیتے [رہیں] گے

میاں گر یہی دھاک ہے اوس کمر کی — تو کاہیکو جنگل میں چیتے رہیں گے

ایں شعر اگرچہ سرقۂ شعر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی است اما [بطور خود] خوب بستہ۔

علی

تخلص دو کس می شناسم

ورق ۳۱۰

---

[1] افسانہ ا . ۱ +

علی (۱)

اول

شاہ ناصر علی مرحوم وے مردے بود نیک روش آزاد منش بیدار دل بخدا مشتغل تجرد شعار تفرد شعار عالی ہمت والانہمت صاحب ہوش حقیقت کوشش سالک راہ خدا رہ نورد طریق ہدا طبعش نہائت عالی و بغائت بلند فکرش خیلے متعالی و بسیار ارجمند خیال بندی وے زبان زد عالم نازک خیالی [وے] ضرب المثل اولاد آدم مولد و مسقط [الرا] سش قصبہ سہرند حضرت دہلی ویرانشو و نما (...) ولپند سلسلۂ حسب دلپذیرش [باو] نیا کرام علیہم رضوان اللہ الملک اعلام میرسد و سررشتہ نسب [شریفش] بہ یعثوب الموحدین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ می پیوند د اشعارے در بعض اشعارش بداں رفتہ چنانچہ میگوید ؎

گر از حسب ہرسی من قنبر م قنبر وار از نسب بگوئی اولاد مرتضا ایم

از علو ہمتش چہ برطراز م کہ خامہ با وصف دوزبانی از تحریرش بسر در می آید و بسر نمی آید

حکائت

روزے حسب اتفاق آزادانہ بسیر دریا میرود در اثناء سیر بخیالش میگذرد کہ رواء شوغگین خود راشست وشو [دہد] وارستانہ بگازرے استدعاے ما فی الضمیر میکند و درحین مطالبہ اجرۃ میگوید بالفعل ہیچ ندارم تا انصرام کار آنچہ بمن از [غیب] میرسد بتوارزانی است قضا را صاحب دولتے از طالبان وے ازاں روے جمن عبور نمودہ باوے در میخورد و ندانستہ فقیر [وا] نستہ بہ نسبت فقیر کہ الفقراء کنفس واحدۃ تفحص احوال خیریت مال و بود و باش تجرد تماشش شاہ ناصر علی شاعر می کند ایشاں تجاہل نمودہ میگویند کہ ناصر علی مردے آزاد بے سروپا مثل ماست صاحبان عز و جاہ را از ملاقات وے کدام بہرہ حاصل آید حاصل کہ بعد الذی والتیا پردہ از روے کار برمی افتد و عجالۃ الوقت دو درست زر سرخ با [یشا] ں فتوح میرسد و بحکم الکریم اذا وعد وفا نصیب گازر می شود

دیگر

مشہور است کہ قصیدۂ در مدح امیر الامرا نواب ذوالفقار خاں مرحوم انشا کردہ کہ مطلعش

این است ؎

اے شان حیدری بجبین تو آشکار　　　نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

نواب مغفور بر استماع ہمین مطلع اکتفا ورزیدہ گفت کہ ہمیں قدر کافی است کہ از عہدہ صلہ اش نمی توانم بر آمد تا باتمامی قصیدہ چہ رسد و مبلغ یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل اہرمن پیکر بطریق جائزہ تکلیف کرد شاہ عالی جاہ فیل سوارہ مبلغہا بتدریج بر حوضہ فیل می کشید و در روپیہ[1] نثار کنان زر افشان در کوچہ و برزن میگذشت تا بدر کلبہ خود رسید ہنگام فرود آمدن فیلبانان معروض رائے والائے ایشان داشت کہ باین مسکین [ہیچ نہ رسیدہ] فیل بانعام وے رسانیدہ با خزائن علو ہمت نام خدا بر زبان راندہ داخل مسکن مالوف شد قصہ مختصر زبان دانان ایران زمین گو از ممر ۲۱۱

انصاف دشمنی حسابے از وے نگیرند اما حق این است کہ شعرش رنگے خاص دارد و گفتارش طرز خاص الخاص دیوانے مختصر و مثنوی موجز در نہایت متانت و غائت استواری بزبان فارسی از وے یادگار صفحہ روزگار است گاہے [بتقریب] شعر ریختہ ہم از طبع عالیش ریختہ چنانچہ در جواب شاعر شان علی المتخلص بہ ولی کہ بطریق طنز گفتہ بود ؎

اگر مصرع لکھوں ناصر علی کو　　　اوچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق

گفتہ ؎

ولی ہرگز نہ پہچے گا علی کو　　　باعجاز سخن گر اوڑ چلے تو

دوم (۲)

مغل زائے [خو] بی التیام مرزا علی نام وے مردے بود فرزانہ شاگرد سرپ سکھ دیوانہ این مطلع از وے است ؎

---

[1] دو روپیہ ۱۰۱ ؛ [2] از ۱۰۱ ؛

تجسا کوئی دنیا میں ستمگار نہیں ہے ۔۔۔ بے رحم جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

عمدہ

تخلص لالہ سیتارام برادر راجہ دیارام پنڈت است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان نیک طینت عذب البیان نہائت با تمکنت و بغائت متین شاگرد انعام اللہ خاں یقین ایں دو شعر از گفتہائے اوست ؎

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی ۔۔۔ کہ میری نعش پر وہ سرو گل رخسار پہچے گا

نہ اپنے مبتلاؤں پر غضب اے نوجواں رہیئے ۔۔۔ انہوں کی دلبری کیجے انہوں پر مہرباں رہیئے

عنائت

تخلص شیخ نظام الدین مرحوم است وے از قاضی زادہائے قصبہ رتول بود بنا برتحصیل علم بحضرت دہلی وارد شدہ کسب علوم رسمیہ می کرد و بخانقاہ عارف زماں حضرت میر جہاں قدس سرہ اقامت داشت و دست انابت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ در شعر فارسی کہ بطور خود میگفت مسرور [تخلص] میکرد و از عنائت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفر اللہ عنہ در ریختہ عنائت تخلص یافت در آخرہا بضلعہ کالپی رخت سفر کشیدہ باستادی یکے از اولاد امجاد نواب غفراں آب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر عز امتیاز یافت و در ہماں نواح برحمت حق پیوست قطعہ و بیتی کہ بطریق تلطف قطعہ عربی در منقبت حضرت امیر المومنین یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ گفتہ و بیاد ایں بے بضاعۃ ماندہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

بشارۃ دوستداران کو علی حبہ جُنّۃ | کہ جن کی شان میں آیا قسیم النار و الجنۃ
عنایت دل سے کہتا ہے وصیؐ مصطفےٰ احقا | علی ابن ابی طالب امام الانس و الجنۃ

عیاں

تخلص سید غالب علیخاں مرحوم المشہور بہ میرطہ است ایشاں جوانے بودند از سادات گردیز بسیار قابل ن۱۲۴
وسپاہی منش و خیلے خوش طبع و پاکیزہ روش شیریں زبان عذب البیان ہوشیار ستودہ کردار حدید الذہن
دائم السرور تیز فکر صاحب شعور در آخرہا بہ تحریک قضا بدیار پنجاب رحل اقامت فگندہ بہماں نواح بروضہ رضواں
خرامیدند والد ماجد ایشاں یعنی سید عوض خاں [در] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ
بسیار باشوکت و نہائت با سروت (کذا) ایام بسر می فرمودند بہ بخشی گری سپاہ نصرۃ پناہ نواب غفران مآب
مظفر خاں بہادر عزامتیاز داشتند و در ایام سلطنت مرزا احمد مرحوم خلف الصدق فردوس آرامگاہ نیابت
صوبہ دار السلطنت لاہور از قبل نواب مغفرۃ ایاب معین الملک المعروف بہ میر منو بایشاں تعلق داشت
در اوان ریاست حضرت عرش [منزل] ال بافراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی از ترکتاز احمد خاں ابدالی رو داد
مردانہ گلگونہ شہادۃ بر رو مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ بسیر روضۃ الجنان شتافتند مہین برادر سید
غالب علیخاں عیاں سید فتح علیخاں حسینی سلمہم الرحمٰن علایق دنیا را نیسر باد گفتہ بمسند ارشاد پاے
تمکین استوار کردہ زہد توکل را کار بستہ بروشے نشستہ اند کہ تحریر عشر عشیرش مقدور قلم حقایق رقم نیست
کہ برشتۂ تحریر کشد حق تعالےٰ سلامت با[کر] امت دارادکہ ع

وجود مردم دانا مثال زر و طلا است

بالجملہ سید غالب علیخاں بہر دو زبان سخن میگفت و در معنی می سفت اما میلش بفارسی بیشتر بود و فکر ریختہ
بسیار کم می نمود ایں شش شعر از یادگار آں مرحوم است ؎

---

۵۱ وصی المصطفےٰ و۰و، ۵۲ عیوض و۰و، ۵۳ دارد و۰و،

قتل خسرو کو کوہکن نہ کیا
وقت پر تو نے بانکپن نہ کیا

تیری [دولت] سے اس چمن [میں] ہما
ہم نے کیا کیا دوانپن نہ کیا

اس پہ موقوف کیا ہے شان [جنوں]
نہ کیا چاک پیرہن نہ کیا

کیا صبا لاتی ہے یاں پیغام جاناں متصل
پھاڑتے ہیں جو چمن میں گل گریباں متصل

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا
میری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

مصرعہ اول ایں مطلع احسن اللہ خاں بیاںؔ را کہ ؎

میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم
دیکھ کر مجکو عبث مجلس سے اوٹھ جاتے ہو تم

بطریق طنز و خوش طبعی خوب تضمین نمودہ چنانچہ میگوید ؎

ہے عیاںؔ جی میں بیاںؔ سے کہئیے یوں مجلس کے بیچ
میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم

عیش

تخلص مرزا حسین رضاؔئی لکھنوی است وے سیدزادہ بود از شاگردان شاعر فصاحت افروز میر سوز مرحوم ایں دو شعر از وے است ؎

وہ اگر آوے پشت بام کہیں
میں بھی کرلوں اوسے سلام کہیں

لہ ا ۰ ۱ ۰ میں درج نہیں،

یہ غزل عیش سے تصدقِ سوز — مجھسے ہوتی بھی انصرام کہیں

ورق ۲۲

عیاش

تخلص دو کس میدانم

اول

عیاش (۱)

غلام جیلانی خان سلمہ الرحمٰن المعروف بہ میاں ننھو پسر نواب معلے القاب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر عفی اللہ عنہ وے جوانے است خلیق شیریں زبان گرم جوش عذب البیان عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ قصیدہا با خلاق حسن می نمائد بہ شیریں زبانی و [مہربانی] کس و ناکس را مشتاق لقای فرخ بقاے خود میفرماید با قاسم [ہیچمدان سراپا] نقصان در ایام و [رود] در خود بحضرت دہلی باشتیاق ہرچہ تمامتر ملاقات نمودہ و باشفاق [کہ زیادہ] ازاں منصو نیست الطاف فرمودہ بالجملہ [ایں] ہفت بیت کہ از ریختہہاے طبع دربار وے است درایجا ثبت افتادہ [منہ سلمہ] ربہ

دل میں آتا ہے کہ اب [کیجیے] ترک اسباب — بے سرو پاؤں کو کیا ہے سرو سامان سے کام
خاکساری کا مجھے مرتبہ بس ہے عیاش — نہیں اس عاریتی منزلت و شان سے کام

امڈا ہے ابر زور زمیں سبزہ زار ہے — ساقی جو تو بھی آوے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں [دا]م فراق میں تیرے میرے لئے — ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے
عیاش پاس کیا ہے جو تیرے کرے [نیا] ز — ایک نقد دل ہے سو تو وہ تجھ پر نثار ہے

کاٹ جو ابروئے خمدار میں تیرے ہے میاں — خنجر و تیغ کا کب اوسکے تئیں کاٹ لگے

جو ہیں اجلاف سو پہنے ہیں کتان و شبنم — اور یہ اشراف پہنے گزی و ناٹ گے

عیاش (۲)

دوم

خیالی رام وے از ہند و نژادان حضرت دہلی تازہ مشقے است کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں شعر منسوب بوے است ؎

جام ہے ہات میں [اور] شیشہ ہے زیر بغل
نہیں عیاش کو میاں بزم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر دہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس غریب تخلص میکنند و مجموع اشعار شاں [پنجاہ و چار] شعر است

غالب

تخلص بہادر بیگ خان مرحوم است پدر والا قدرش مکرم الدولہ [نیاز] بیگ خان بہادر طالب جنگ امیرے بود از امراء توران کہ در [ایام] دولت امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ عنہ بشوکت تمام و حشمت [تام] ایام خجستہ آغاز خوبی فرجام بکام دل بسر می برد بعد رحلت والد ماجد خا[ن مرحوم] ہم از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب والاجناب عز [امتیاز یافتہ] اما بنا بر گردش

دور دوا ناہنجار و عیش دوستی طبع کامرانی کردار دولت دیرینہ را کہ پدرش بہزار جر ثقیل و نصب صد
دمدمہ بجود کشیدہ بود در ایام معدودہ رائگان و برباد داد در اخرہا بمرتبۂ ا [علی] ناداری رسیدہ بود کہ
حضرت قدر قدرۃ نظر بر خانزاد پروری بنا بر رفع تکلیفش وجہے مقرر فرمودہ بودند اما حیف
صد حیف کہ در ہماں نزدیکی رخت زندگانی بسرائے جاودانی کشیدہ بروضۂ رضواں خرامید
انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام وے جوانے بود خوش خو پاکیزہ رو بغائت مؤدب بنہائت مہذب
یار باش خوش معاشس جان مروۃ و فتوۃ عین محبت و مودۃ کریم الطبع نیک نہاد سخی مزاج خیلے ورق ۲۱۴
جواد معنی سماء وجود حقیقت نفع و سود یک چند مجلس مراختہ بدولت خانہ خود منعقد می ساخت
و بضیافت مجلسیاں خاصہ شعراے فصاحت بیان بانواع اطعمہ و اقسام اشربہ و انحای حلاوی
و صد گونہ رقص می پرداخت بہر دو زبان سخن میگفت و بہر دو د[ست] در معنی می سفت شعر
فارسی بسمع میر فرزند علی موزون می رسانید و [ر] یختہ ریختہ طبع دربار خود از نظر استاد صاحب
درائت ہدائت اللہ خان ہدائت عفی اللہ عنہ و دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق
سلمہ[1] اللہ الخلاق می گذرانید مختص سخن بیست و یک شعر از سخنہاے دلنشین آں جوان حسین نیک
دین در اینجا ثبت [افتاد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

مت ہو خفا بغل میں گر تجکو یار کھیچا — مجبور تھا نشے میں بے اختیار کھیچا

فرقت میں تیری شب کو زبس دل میں درد تھا — گہ چہر[ہ] سرخ گاہ میرا رنگ زرد تھا

کبھو تو زرد ہے چہرہ کبھو ہے لال اپنا — دکھائی دے ہے عجب دمبدم یہ حال اپنا
اگرچہ دلمیں تو رہتے ہو پر بظاہر بھی — کبھو کبھو تو دکھایا کرو جمال اپنا

دل میں اپنے نہ کرو سوچ کہ کیا ہووے گا — وو ہی ہووے گا جو قسمت کا لکھا ہووے گا

---

[1] اللہ تعالی الخلاق ن۔ ا،

دل تو دیتے ہوے دے بیٹھے ہم اوسکو لیکن — سوچ رہتا ہے یہی دل میں کہ کیا ہووے گا
اپنے غالب کے تئیں نت کا ستانا کیا ہے — کچھ بھلا بھی کرو پیارے کہ بھلا ہووے گا

رہتے ہیں آینہ کے ہمیشہ دو چار آپ — تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

میں مر ہی گیا تھا ستمگر رات — قصہ ہی ہوا تھا مختصر رات

قاصد: وے آیا ہوں کبھو میں بھی بھلا یاد — اب جس کی مجھے یاد میں یہاں کچھ نہ رہا یاد

[اے آ]ہ ذرا خدا سے ڈر کر — وس شوخ کے دل میں ٹک اثر کر
[بجلی] کے کڑکنے [کے] ہوں قرباں — شب چھاتی سے آ لگے [وہ] ڈر کر

ہم نے لکھ کر اوسے حال سحر و شام تمام — اپنے ہاتھوں سے خراب اپنا کیا کام تما[م]

زلفوں کے بال مونہہ پر اوسکے بکھر رہے ہیں — کیا کیا خیال دل میں ہم اپنے کر رہے ہیں

[ایں شعر . . . . . بے تفاوت حرفی در اشعار حجام مرقوم است][1]

ہے مجکو یہی سوچ کہ اس بزم میں آکر — جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ
یکجا کوئی دو شخص [فلک] دیکھ سکے ہے — پیارے جو تو آتا ہے تو ٹک مجسے جدا بیٹھ
ہوتی ہے کوئی جینے کی بے عشق بھی لذت — چاہے ہے جو مزا اسکا کہیں دل کو لگا بیٹھ
منزل کو جو پہونچے ہیں یہ کہہ دیجیو اون سے — ایک یار کوئی راہ میں ہے تھک کے رہا بیٹھ

---

[1] اصل نسخے میں یہ عبارت نہیں حالانکہ حجام کے ذکر میں یہ بیت اسکے نام پر بھی صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو حجام کا تذکرہ، ج، اول، ص ۱۹۹

دیتے ترے کوچے میں کوئی غیر ٹھہرنے　　　پر یاں میں جوں نقش قدم اوٹھ نہ سکھا بیٹھ

قصہ درد جو شب اپنا سنایا ہم نے　　　یہاں تلک رو[و]ئے کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے　ورق ۱۵۰

گرچہ اپنا نہ رہا ہوش مجھے　　　پر ہوا تو نہ فراموش مجھے

غافل

تخلص ہوشیارے است از دودمان شان جلی المسمی بہ میر محمد علی گویند کہ وے از سادات ممالک جنوبیہ واز تلامذۂ شاہ قدرت اللہ قدرت و مرد نیک [ہ] وش ستودہ منش صاحب شعور با فرح و سرور در [د] ہند محبت پیوند است بہر کیف شعرش پر کیف و سخنش بران سیف است ایں دو شعر از گفتہاے او و سفتن ایں دو در بے بہا منسوب بدوست ؎

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بے خوابی رہی　　　ایک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہا آنکھوں نے اشک　　　بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غریب

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

شاعرے از شعراے متقدمین از اولاد امجاد حضرت سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوات افضلہا و　غریب ۹۶

من التحیات اکملہا کہ میر عبدالولی نام داشت و در سخن گفتن بیشتر ہمت با یہام گوئی می گماشت این دو بیت از سخنان آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

اگر فرہاد میری جانکنی سنتا تو رو دیتا ۔۔۔ یہ سارا کھودنا پتھر کا اپنے دل سے کھو دیتا

میں احساں مند ہوں زنجیر کا اس واسطے اتنا ۔۔۔ جو دیوانا ہوے پر دستگیری سب کی کرتی ہے

غریب (۲)

دوم

شریفے از شرفاے حری الاحترام میر محمد [تقی] نام گویند کہ وے مردے بود سر بسر اہلیت و شخصے بود سراپا آدمیت شعرش رنگین است و گفتارش دلنشین این مطلع کہ بر مطلع خورشید انور مثل گل نوبہاری خندہ میزند و ہر راست طبع صاحب درد آنرا بدل و جان می پسندد او راست عفی اللہ عنہ ؎

الٰہی مت کسو کو پیش درد انتظار آوے

ہمارا دیکھیئے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

غریب (۳)

سیوم

شیخ نصیر الدین احمد سلمہ اللہ الصمد وے مردے است قابل و قابل دوست با حلم و حیا سراپا مغز و پوست صاحب فہم و فراست حاوی عقل و کیاست نیک خو کشادہ رو خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب نیک رویہ صافی مشرب اصلش خطہ کشمیر جنت [نظیر] مولدش شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بیشتر شعر فارسی گویند گاہے رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی ہم پویند این غزل پنج بیتی ا[زو است] ؎

جس جا کہ قدم رکھتے ہی سر تن سے جدا ہو ۔۔۔ جاتے ہیں اوسی کوچے میں ہم دیکھیے کیا ہو

مت چھیڑ تو اس زلف سیہ فام کو ناداں — دیکھا نہیں کاٹا کوئی کالے کا جیا ہو
بن نرگس شہلا نہیں اس باغ میں اوگتی — یہاں چشم سیہ کا کوئی مارا نہ دبا ہو
زلفوں نے نہ تیری دل ہیں جو برہم کیے اتنے — مشاطہ کا شانے سے خدا[۱] ہاتھ جدا ہو
حال دل شوریدہ کہوں کیسے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر

تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین خان کرڑ وڑہ است وے از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ از مال و منال بہرہ وافی دارد و از اسباب این جہان نصیبہ[۲] کافی جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع سعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است این سہ بیت از گفتہ ہاے اوست و کشیدن این سہ نالۂ موزوں منسوب بدوست — ورق ۲۴

تصور میں ہوا اوسے دو بدو ہم — کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو [ہم]
کفن دے ہم کو دو آنسو بہانا — کہ بعد از مرگ پاویں آبرو ہم
نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر — چلے دنیا سے کیا پر آرزو ہم

غلام

تخلص کنور گوپال ناتھ پسر [دوم] راجہ رام ناتھ ذرہ است وے جوانے بود خوش رو نیک خو بخشنور پرنور تقرب تمام داشت و از یمن صحبت سراپا برکت خدیو گیہاں رفعت شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ بود و

---

۱ جدا ہاتھ خدا ۱.۱، ۲ حصہ ۱.۱،

غزل طرح حضور والا را سرانجام داده [باصلاح] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق سلمہ اللہ الخلاق رسانیدہ بہ پایۂ سریر [سلطانی] معروض میداشت مدتے است کہ آنجا [نی شد] وایں نہ شعر از وے است ؎

جب تو ہو مجکو کیا ہی خوش آتی ہے چاندنی　　دونی بہار مجکو دکھاتی ہے چاندنی
ناصح خدا کیواسطے ٹک منصفی سے بول　　بے روئے یار کس کو خوش آتی ہے چاندنی

یہ دل میں تھا کہ ملیں گے تو کچھ کہیں گے حال　　جواب ملے ہیں تو کرنا بیان بھول گئے

کیا پوچھتے ہو جور بھلا مجھ سے یار کا　　دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا

جو ہم بستر کبھو ہوں ہم غلام اوس ماہ طلعت سے　　نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش بر آواز ہوں قاصد　　مژدہ تو مجھے یار کے آنے کا سنا دے
تونے تو غلام اوسے غرض خوب نباہی　　اللہ اوسے بھی کہیں توفیق وفا دے

قطعہ

ابتدائے محبت جاناں　　کیا بیاں تم سے کیجئے احباب
دل تو ویراں ہوا سراپا آہ　　کیا کرے گا یہ عشق خانہ خراب

غلامی

تخلص شاہ غلام محمد مرحوم است وے درویشے بود آزاد اما خوش [طینت] نیک نہاد در

خاص بازار در دوکان شمع گرے بیشتر نشستہ می بود و سیر آیند و روند میفرمود و گاہے در تکیہ تسلیم شاہ مغفور ہم جہت تفریح طبع و ملاقات درویشان آزاد منشان خاصہ [بدریافت] صحبت بابرکت شیخ ظہور الدین حاتم کہ نسبت تلمذ بجناب فیض ماب آں استاد بیشترے از سخن سنجان عالم داشت میرفت طرز گفتارش بروبہ شعرائے دورۂ دوئی می ماند بہرحال ایں بے بضاعت سہ شعر از گفتہائے آں مہرور ثبت می نماند منہ عفی اللہ عنہ ؎

اگر بیمار بیہ جیتا تو رنجانے کے کام آتا ‏ ‏ ‏ یہ مشتاقوں میں تھا اسے گبرترسانے کے کام آتا

کل جبکی نظر تیری سی گزری میرے دل سے ‏ ‏ ‏ پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

جب تلک تھا گھر میں اپنے بیچ کھاتا تھا فقیر ‏ ‏ ‏ ابتو کچھ باقی نہیں ہے کہہ تو کیا بیچوں خدا

غمگین

ورق ۲۱۷ تخلص میر سید علی پسر سیوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی حقائق پژوہ معارف آگاہ صفدر شکوہ آصف جاہ نبیرہ حضرت دوزبان پیشوائے انس وجان محبوب سبحانی قطب ربانی امام الفریقین غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بسۂ خواجۂ بے رنگ خدا دوست عالی فرہنگ پیش خرام سالکان راہ خدا رہ نمائے طالبان طریق ہدٰ فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ است وے جوانے نیک زندگا [نی] کشادہ پیشانی خوش اختلاط مستحکم ارتباط یارباش صحبت تلاش مخلص نواز مخالف گداز با عز و تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسق[۱] می

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ،

نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [خو] ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال ایں چار بیت منسوب بدوست ؎

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا　　بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے　　کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

میرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے　　نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں　　جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

ایں شعر سرقہ طالب کلیم است اما بزبان خود خوب گفتہ

غمخوار

تخلص سید زادہ ایست فرخندہ آغاز مبارک فرجام میر[1] نام وے نوجوانے است زیبا منظر پاکیزہ سیر نہائت باادب ولغائت مہذب سعادت مند دانا پسند ہوشیار خود اطوار شگفتہ جبیں فرحت آگین سپاہی پیشہ نیک اندیشہ خوشخو تازہ گو کہ مشق سخن از میاں غلام حسین شگیبا میکند گاہ گاہ غزل طرحی سرنجام میدہد ایں چار بیت از گفتہہاے آں نوجوان سعادۃ نشان است ؎

آنسوؤں کے ساتھ آخر چشم میں دل رہ گیا　　نبھ چکا یہ قافلا جب میر منزل رہ گیا

کام آخر ہو گیا میرا بس ایک تلوار میں　　مرتے مرتے دل میں شوق رقص بسمل رہ گیا

---

[1] میرے ۱۰۱ ؟ [2] دونوں نسخوں میں میر کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

اوٹھ سکھا کوہ غم شیریں یہ جب فرہاد سے | مار تیشہ سر میں رکھ چھاتی پہ ایک سل رہ گیا
میں ہی حیراں تیرا حال پہ تجھ تنہا نہیں | محو حیرت آینہ بھی ہو مقابل رہ گیا

حرف الفاء

در حصّۂ این حرف ذکر بیست و پنج شاعر اندراج یافتہ ازاں جملہ [چہار] کس فدا تخلص میکنند پنج تخلص رق ۲۰۱
است[۱] فدوی و دو عزیز بفروغ متخلص اند و دو بہ فراق و سہ بشر را فقیر و مجموع اشعار ایشاں[۲] . . . .
شعر است از آنجملہ[۳] . . . رباعی واقع شدہ

فارغ

تخلص لالہ مکند سنگھ کھتری است وے ہندو نژاد وے است اما مطیع الاسلام و خیلے محبت
التیام در ایام سالف بہ توشک خانۂ حضور سراپا نور بعہدۂ متصدی گری عز امتیاز داشت در ایں ایام
تفرقہ فرجام از حضرت دہلی رخت سفر بربستہ بہ قصبہ بریلی رحل اقامت افگندہ کام و ناکام ایام زندگی بسر
می آرد[۴] مرد قابل و خوش اختلاط است نسبت تلمذ بہ استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم
دارد ایں چاردہ بیت از گفتہائے اوست[۵]

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات | رہا ہے [آنکھوں سے] اشکوں کا ہار ساری رات

---

[۱] کذا در ہر دو نسخہ [۲] مطلق و . ۱ . [۳] و . ۱ . میں ' است ' درج نہیں '
[۴] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [۵] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [۶] برو ۱ . ۱ .

جمائیاں جو تمہیں اسقدر اب آتیں ہیں   کہیں تو جاگے ہوا ے گلعذار ساری رات
بتاں کے غم میں پلک سے پلک نہیں لگتی   کیا کریں ہیں ستارے شمار ساری رات
بس اب خموش ہو فریاد مت کر اے فارغ   کہاں تلک تو کرے گا پکار ساری رات

آئی لپٹ جو زلف کی تیسری چلی چلی   گلشن میں باغ باغ ہوئی ہر کلی کلی
ہم دل جلوں کی بزم میں گر آے شمع بھی   ن آہ شعلہ بار پکارے جلی جلی
اے مائہ نشاط ترے غم میں خورمی   بزم دل حزیں سے پھرے ہے ٹلی ٹلی
مدت سے جستجو میں تیری مثل گرد باد   اوڑتی پھرے ہے خاک ہماری گلی گلی
فارغ بھی اے محب بامید نجات حشر   ورد زباں ہمیشہ رکھے ہے علی علی

ابروے یار یہ کس پر ہے چڑھائی تیری   قتل کو بس ہے مرے چشم نمائی تیری
دور سے دیکھ مجھے چیں بجبیں ہو جانا   تاکہ کچھ کہہ نہ سکھوں بل بے رکھائی تیری
حسرتیں دل کی بڑھا نید میری تلخ کی آہ   رات کو خواب میں کل شکل جو آئی تیری
دیکھ مکھڑے کو تیرے گل نے گریباں پھاڑا   آینہ آب ہوا دیکھ صفائی تیری
بے طرح دام میں زلفوں کے پھسا تو فارغ   نہیں آتی نظر اب ہم کو رہائی تیری

فدا

تخلص پنج کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں [پنج بہ تکملہ] مناسب می [انگا] رم وازاں چار یار باقی [است]

ؔ۱ رہے ہے ۱۰۱۰

اوّل

مرزا فدا حسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں ابن نواب ضیاء الدین حسین خاں عرف آقا مرزا و نبیرہ نواب الہ بردی خاں جہانگیری وے مغل زادے است و ربلدۂ لکھنؤ نیاگانش را در رمل و قرعہ اندازی دستے بود گویند کہ مرد خوش اختلاط مستحکم ارتباط محبت مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است از گفتہایش یازدہ شعر در اینجا ثبت افتاد او راست ؎

غیر کی تم نے کی خوشی اور ہمیں خفا کیا　　خوب کیا بھلا کیا خیر بہوت بھلا کیا

چاہت سے بے خبر ہے ہماری تو یار حیف　　ہم چاہیں اور ہمیں تو نہ چاہے ہزار حیف

دو گرہ دلکو میرے زلف گرہ گیر کے ساتھ　　میں دوانا ہوں مجھے [ربط] ہے زنجیر کے ساتھ

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی　　سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

ناکام کیا رہیں گے کچھ کام کر رہیں گے　　بدنام ہونگے تو بھی ایک نام کر رہیں گے

بیمار غم کا تیرے سب کر [چکے] ہیں چارا　　دیدار یار تیرا اب دیکھنا ہے باقی

تیروں کا ان بتوں کے دل آماجگاہ ہے　　یہاں آہ آہ کرتے ہیں وہاں واہ واہ ہے
وہاں ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے　　یہاں کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے

ہوں اسیر گیسوے پر پیچ میں آشفتہ سر　　خواہ دیوانہ کہے تو خواہ سودائی مجھے

ایک سانس جوں حباب تن ناتواں میں ہے — [اسپر بھی] درد عشق میرے [امتحاں میں] ہے

نہ پوچھ کچھ خبر دل کی گیا تھا ساتھ قاصد کے — نہ پھر دل ہم تلک پہنچا نہ ہم ہی دل تلک پہنچے

فدا (۲)

دوم

صدر الصدور زماں مولوی محمد اسمعیل المخاطب بہ عاقبت محمود خاں وے جوانے است شائستہ نیک
ورق ۲۱۹ دین بسیار مہذب و بغائت باتمکین خیلے خلیق و خوش اختلاط نہائت نیک خو دپختہ ارتباط تحصیل کتب
متداولہ ازخدمت سراپا برکت حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں غفرہ اللہ المنان
فرمودہ ازچندے خیال ریختہ گوئی در دماغش جا نمودہ اصلش ازخطہ کشمیر است و مسقط الراسش خاک
پاک حضرت دہلی ظہور نیا کانش ازان جنت نظیر است وحصول شخصش دریں قرارگاہ خوشدلی ازاں اشعار
آبدار کہ آں صاحب وقار موزوں فرمودہ پنج شعر ایں ہیچمداں سراپا [نقصان] در اینجا ثبت نمودہ منہ سلمہ ربہ

؎ یہ کس کے بال دیکھے تھے کمر تک — کہ روتے ہم رہے شب کو سحر تک
ذرا پھر دیکھ لوں صیاد گل کو — قفس لے چل مرا گلشن کے در تک

قاصد کہیں شتاب پھرے کوے یار سے — آیا ہے جی لبوں پہ میرا انتظار سے
مانند خار خشک ہیں اس چمن میں آہ — نے کام کچھ خزاں سے نہ مطلب بہار سے
سیر چمن میں ہے مژۂ سرمہ سا مجھے — موج نسیم کم نہیں خنجر کی دھار سے

فدا (۳)

سیوم

سخن گوے صاحب خرد شیخ عبد الصمد سلمہ ربہ وے بزرگے است نیک نہاد ازسکنۂ قصبۂ فرید آباد

بحلیہ علم وحلم آراستہ بزیور ورع وتقوی پیراستہ خوش طبیعت شیریں کلام نیک طینت خوبی التیام محبت منش مروۃ بنیاد مودۃ روش فتوۃ نہاد حیا پرور کرم گستر صاحب زہد و توکل بری از ریا و تجمل عزت دوست دوست عزیزان اخلاص طراز سہاجت دشمن دشمن متکبران گردن فراز برکتب متداولہ نظم ونثر نظرے دارد وخط نستعلیق وشکستہ می نگارد شعر فارسی وریختہ ہردو می گوید و بمیدان ہندو فارس فرس ہمت می پوید دیوان مردف مملو ہرگونہ سخن بطور خود بہر دو زبان کہ دارد بصفحہ دہر [ثبت] نمودہ بیرون ازیں مرثیہ وسلام بسیار گفتہ ودہ مجلس را بزبان ریختہ خود نظم فرمودہ مختصر کلام داد شہر استادی قصبہ [فرید] آباد دادہ کہ بر سر ہر متصدی پسر وقانون گو بچہ وماننداینہا داغ استادی نہادہ در ایام دولت نواب کامگار خاں وغیرہ [بلوچا] ن فرخ نگر بسیار باکر و فر ایام بسر نمودہ کہ بہ اتالیقی یکے از سردار زادگان انجا متعین بودہ دریں ایام نافرجام کہ زمانہ سفلہ نواز واشراف گداز افتادہ بہ توکل محض اوقات بسر میکند و بر ہیچ کس حاجت خود نمی برد بالجملہ مردے مستقیم الوضع قویم الطبع افتادہ ایں نہ بیت از زادہاے طبع منیعش ایں احقر بنوک قلم دادہ منہ سلمہ ربہ ہ درق ۲۲۰

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں لے کاغذ　　تو اشک یہاں تئیں اڈے کہ بہ چلے کاغذ

زلف جوں ابر نہیں ماہ مبیں کا پردہ　　ہے سیہ جامہ رخ کعبہ دیں کا پردہ
توسن یار کے جولاں سے جو سرمہ ہو گرد　　چشم نظارہ کروں خانۂ زیں کا پردہ
بے غبار آئینۂ دل سے نمودار ہو مہر　　سینہ خلق سے جو دور ہو کیں کا پردہ

جلوہ حسن اوس کا آئینے میں یوں محسوس ہے　　شعلہ شمع فروزاں جوں تہ فانوس ہے
ہو نہ تسخیر پریدیاں [کہ] ہے آسیب سخت　　گو عزیمت بھی حصار فوج بکتا نوس ہے
رشتۂ تسبیح زاہد ہے یہ زنار مغاں　　شورش ذکر ریائی نالۂ ناقوس ہے
چشم عبرت سے جو دیکھا ہے فدا خاک آخرش　　تخت کیخسرو ہے گر یا تاج کیکاؤس ہے

خوان پر جنکے نہ تھا ایوان نعمت کا شمار　　ہے مزہ یہ اون کے خلصے پرچنے ہونے لگے

فدا (۴۱)

چہارم

لچھرام پنڈت وے از مدت مدید بحضرت دہلی سکونت داشت از چندے بہ بلدہ لکھنؤ شتافتہ بعلاقہ وکالت رسالہ عبدالرحمن خان قندھاری در سرکار دولتمدار نواب معلے القاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر ذکر شدہ متعینہ بانس بریلی می ماند و بعمدگی ایام زندگی بسر می بند مرد ہوشیار ستودہ اطوار شنیدہ می شود گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ و مشق سخن از سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ بہر حال پنج شعر از گفتہائش مرقوم کلک سوانح سلک میگردد و اراست

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے
نہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

ہوا ہے قصۂ مجنوں اگرچہ شہر آشوب
ہمارے عشق کی بھی داستان باقی ہے

بہار حسن کی جاتی رہی اگر پیارے
تیری بلا سے کہ یہ عظم و شان باقی ہے

کہا جو اون سے کہیں دل تو کر چکا ہوں فدا
یہ بولے ہس کے ابھی تجھ میں جان باقی ہے

یک قطعہ بہشت ہے روے زمین پر
کشمیر جسکی سیر کے قابل زمین ہے

فدوی

تخلص پنج شخص می شناسم

فدوی (۱

اوّل

شاہ محسن مرحوم وے فد[وی] قدیمی لاہوری الاصل است در عنفوان شباب رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی گشتہ رحل اقامۃ انداختہ توطن گزید ستار خوب می نواخت بیشترے از مغل زادہاے نوجوان

دریں کار نسبت تلمذ بوے داشتند بسیار خوش طبع وکشادہ پیشانی شیریں زبان ونیک زندگانی بود حسب اشتہار شاگرد شیخ مبارک آبرو است و بر وقت اظہار آں مرحوم کہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان نمودہ تلمیذ میر شاکر ناجی شاید کہ شعرش باصلاح ہردو استادان وقت رسیدہ باشد بیست سال کمابیش منقضی می شود کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ بسرائے جاودانی اقامت ورزیدہ خدایش رحمت کناد کہ مرد نیک نہاد بود این پنج شعر ازان آن مغفور است ؎

جو چلکر یار گھر آوے تجھے پھر گھر نہ پاوے وہ — تو گھر آکے گئی دولت خسارۃ اسکو کہتے ہیں
کرے شیخی سے جو دعوۃ نہو نخواہ پھر کھانا — تو تھوکو اوسکے سفرے پر عداوۃ اسکو کہتے ہیں

یار ہم سے جو سدا چیں بجبیں رہتا ہے — نہیں معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

[در] ایام نو دولتی نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ گفتہ ؎ ورق ۲۲۱

اور سب گرد یاں [بجوڑی] تہیں — فدوی ایک یہ نجیب گردی ہے

سبیے از کسل سنگ گڑوڑہ عرف کسلا رنجیدہ در ہجوش گفتہ ؎

نہیں اوس کو سوا لالچ کچھ اصلا — تبھی کہتے ہیں اوس بھڑوے کو کسلا

فیہ شی لکن جاز فے اشعار الاولین

[دوم]

فدوی (۲)

مرزا عظیم بیگ [مبر] وردے سوداگرے بود از سوداگران حضرت دہلی در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آر] امگاہ طاب اللہ ثراہ کہ بسیار کم وپر بامزہ میگفت این مطلع اوست ؎

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے درپے جاسوسی ہے

بعضے ایں مطلع را بہ گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک نسبة کنند و گویند کہ باصلاح سرامد شعراے فصاحت آغا مرزا محمد رفیع سودا ایں مطلع رسیدہ است واللہ اعلم بحقیقة الحال کہ ایں از عالم توارد است یا مرزا سودا بنا بر اندراس نام عظیم بیگ سوداگر غصب نمودہ بنام بیگم مقرر ساخت

فدوی (۳)

سیوم

سید زادۂ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام میر فضل علی نام وے جہاں آبادی الاصل بود امّا گردش دور دوار ناہنجار از چندے وے را بدیار شرقیہ انداختہ بخاک مرشد آباد سپرد ایں پنج بیت از وے است ؎

آگ تلووں کو میرے لگتی ہے اس رشک سے آہ　　جب کف پا کو تیرے یار حنا لگتی ہے

دل چھین کے پوچھو ہو کیا کس کے حوالے　　اچھے ہو میری جان خدا کام نہ ڈالے

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو　　یہ بھی کوئی مجلس ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو
دونو باہم کیونکہ ہوں فدوی تیری قسمت ہے یہ　　گاہ وہ ہو یہ نہو اور گاہ یہ ہو وہ نہ ہو

ابر میں روئے یہاں تک جام کو　　نم نہیں آنکھوں میں باقی نام کو

فدوی (۴)

چہارم

بقال پسرے بود از نواح پنجاب کہ بنا بر سعادۃ ازلی و عنایت لم یزلی بہ تاثیر صحبت اسلامیاں

[مغل زا] ربقۂ اطاعت [دین] متین بگردن جان افگندہ بزمرۂ اہل اسلام درآمدہ خود را بہ مرزا قدوی نامی ساخت و شوقِ شاعری بہم رسانیدہ شاگردِ [عابر علی] شاہ عابر شدنہائت پرگو است قطعہ بندہاے طولانی گفتہ غلطی ہاے ذہنش در شعر میکند اما بنا بر کثرۂ مشق خوب ہم در کلامش [یافت می شود] قوۂ شعرگوئی بسیار داشت و مناسبت تام بدیں فن شریف با [ودست] بہم دادہ اما جاہل محض و کندہ ناتراشش پاجی مزاج لوٹی طبع بیہودہ و یاوہ بود با ایں ہمہ با سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا طرف شدہ بہ ہجو ہایش پرداختہ ؎

زہرۂ مردی نہ و با شیر مرداں در مصاف　　　رتبہ کا ہے نہ و [در جلوہ] با سرو سہی

مرزا ہم چند ہجو رکیک وے کردہ تشہیرش فرمودہ مشہور عالم ساختہ ؎

یا من از جہل معارض شدہ نا منفعلے　　　کہ گرش ہجو کنم ایں بودش مدح عظیم

بہر کیف [آں] کس ناکس یک چند در سرکار دولت مدار نواب امارۃ انتساب امیر الامرا

ورق ۲۲۲ ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ در بارگیراں نوکر شدہ و بتقریب شاعری تقرب نواب مغفور بہم رسانیدہ و باشارہ آں میرور یوسف زلیخاے استاد نامی مولانا عبد الرحمٰن جامی را قدس سرہ بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ دہ بیت از زادہاے طبعش درا ینجا مرقوم قلم حقائق رقم گردیدہ منہ عفی عنہ ؎

مجھ پہ یہ ظلم یہ جفا باعث　　　کچھ تو میں بھی سنو بھلا باعث
ایک تقصیر بھی تو ثابت ہو　　　بے جہت رہتے ہو خفا باعث

گر تیغ نگہہ سے تو کرے وار فلک پر　　　چل جاے فرشتوں میں بھی تلوار فلک پر

آنسو نہیں ہیں دیدۂ تر میں بھرے ہوے　　　موتی ہیں آبدار صدف میں دھرے ہوے
ابرو کی تیرے تیغ سے سورج ڈرے ہوے　　　پھرتا ہے اپنے مونہہ پہ سپر کو دھرے ہوے
خالی کرا نگو دل کے نشانے پر ایک بار　　　ترکش تری نگہ کے ہیں دونو بھرے ہوے

یہ سرو نہیں باغ میں ہے آہ کسو کی — نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسو کی

نے ہمیں تاب خموشی ہے نہ یارائے سخن — بات بھی تجسے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کسکو جینے کی توقع ہے بھلا اے فدوی — عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے

ملتے ہیں کوئی ہاتھ چلے یا زباں چلے — ہم داد خواہ ساتھ ہیں اوسکے جہاں چلے

فدوی (۵)

پنجم

جوانے بود مغل زا سعادۃ آما از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد خوبی القیام مرزا بھچو بیگ نام در افراط تفریطے کہ بحضرت دہلی [بہ ہنگامہ] افاغنہ ابدالی رو داد بعظیم آباد افتاد و ہمانجا توطن گزیدہ بجوار رحمت حق پیوست خداش رحمت کناد مختصر کلام عزیزے بود خوشرد عاشق مزاج سپاہی پیشہ باسرور د [ا] بہنلج در اخر ہا بہدائت سعادۃ سرمدی و رہ نمونی نیک بختی ابدی بدست حق پرستے یکے از اہل اللہ صاحبدل خدا شناس کامل دست بیعت در دادہ بحلقۂ درویشاں در آمدہ بشغولی حق درساخت و در مجالس درویشاں اہل سماع در آمدہ برقص و وجد صوفیان صافی می پرداخت نیاگانش بخدمت سوانح نگاری عز امتیاز داشتند نسبت تلمذ بہ شاہ گھسیٹاے عشق دارد اغلب کہ دست ارادہ ہم بخدمت سراپا برکت ایشاں دادہ باشد بہرحال ایں بیت بیت از گفتہائے آں ہدائت نمودہ موٗلے است ؎

گلہ آپس [میں] ایسا بھی کبھو تھا — تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا

دل میں کس بات کا ملال گیا — یار تیرا کدھر خیال گیا

کیا تسلی کر گیا تھا یار اس دل کو میرے — یہ تو کچھ جاتے ہی اوسکے اور گھبرانے لگا

تجھسے ہوتے ہیں درد مند جدا ۔ گو کرے کوئی بند بند جدا

کون اوسے یوں کہے کیوں قتل عالم کو کیا ۔ کیا کسو کا ڈر پڑا ہے جی میں آیا سو کیا
گالیاں کیونکر نہ دیوے تونے فدوی چھیڑ چھیڑ ۔ ایک تو وہ تھا ہی اوس کو اور بھی بد خو کیا

جوں شمع سر سے گو کہ بلا رات ٹل گئی ۔ دیوانے نکر آج کا کر کل کی کل گئی

وہ کافر ہماری شب تار ہے ۔ جسے دیکھنا صبح کا عار ہے

ساتھ پھرتے ہیں بہوت مائل لگے ۔ دیکھتا کیا ہے انہیں قاتل لگے ۲۲۳۷

چل ساتھ کہ حسرۃ دل محروم سے نکلے ۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ

شب ہجراں کی اور تو فدوی ۔ ہم کو تقریر کرنہیں آتی
پر یہ وہ رات ہے کہ جسکی ہمیں ۔ صبح ہوتی نظر نہیں آتی

رباعی

یارو ملے اب کوئی کسی سے کس طور ۔ منصف ہو ذرا دل میں کرو اپنے غور
جوں آئنہ کس کام یہ خاطر داری ۔ مونہہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ اور

دیگر

گلشن میں کہاں یار جسے دیکھیں گے ۔ بن اوس کے تو ہرگز نہ اسے دیکھیں گے
قاصد نے تو ملنے کی توقع کھو دی ۔ کیوں پھڑکے ہے آنکھ اب کسے دیکھیں گے

دیگر

کل تجکو تو ساری رات سوتے گزری | ہم کو تیرے پاس بیٹھے روتے گزری
القصہ نہ پوچھ جی ہی جانے ہے میرا | جوں شمع جو کچھ کہ تاصبح ہوتے گزری

یک رباعی محمد میر اثر علیہ الرحمۃ [اللہ الاکبر] ہم دریں معنی است اغلب کہ از عالم توارد است کہ نسبت سرقہ بیکے ازیں دو درویش طبیعت ایں خیر اندیش رخصت نمی دہد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دیگر

کیا ملیئے یہ آشنا گھڑی کے ہونگے | آخر دشمن پھر اپنے جی کے ہونگے
ان سنگ دلوں سے کیا توقع فدوی | یہ کس کے ہوئے ہیں جو کسی کے ہونگے

فراغ

تخلص طالب علمے است از طلباے حضرت دہلی کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر [استفاد] ہ کتب فارسی و صحائف عربی از خدمت سراپا برکت جناب فضیلت انتساب مولوی محمدی بشتمل غفرہ اللہ تعالے می نمود و بہ تعلیم صبیان ایام زندگانی بسری فرمود و کم کم بفکر شعر ریختہ می گرائید و از نظر فیض اثر آں حضرت میگذر[انید] نامش از صفحہ خاطر فاتر قاسم ہیچدان سراپا نقصان باوصف کثرۃ ملاقات بنابر مرور دہور و مضی اوان و شہور حک شدہ حاصل کہ مرد اہل و بصلاح و تقوی آراستہ و پیراستہ بود و درہماں زمان بساط ہستی در نوردیدہ و بروضہ رضواں خرامیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد رحیم و صاحب تکریم علیم بود بہرکیف ایں پنج شعر از ان آں مرحوم است ~

آتی ہے میرے اشک سے بوے عرق گل | ہے بسکہ نظر میں گل رخسار کسی کا

کب چشمۂ کوثر سے مرا کام بر آوے　　مدت ہے کہ ہوں تشنہ دیدار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے میں پیارے　　دل توڑ [یے] اسطرح نہ زنہار کسی کا

[یہی ہے جی میں کہ گر ہو سکے تو تا دم مرگ]　　کبھو نہ اوسکی محبت کو دل [سے کم کیجے]

خانقہ میں [شیخ کو] غیراز ریا کچھ کام نہیں　　امرد غنچہ دہن وہاں بھی سروں کا پھول ہے

فروغ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل

فروغ (۱)

مردے از عالی خاندان مسمی بہ میر ثناء الدین حسین خاں نیک نہاد [والا] نژاد از سکنۂ خیر بنیاد حیدرآباد این قطعہ دو بیتی وے کہ در مدح مشیر الملک گفتہ و بمن رسیدہ در سلک تحریر کشیدہ

قطعہ

قبلۂ فیض ہے مشیر الملک　　دل ہے خوش جس سے سب خلائق کا
ہے بہار کرم وہ دریا دل　　جس سے تازہ ہے روحدائق کا

دوم

فروغ (۲)

سیدزادہ فصیح زبان مسمی بہ میر روشن علیخان نیاگانش بنابر قرب و قدامت حضور سراسر نور بعہدہ معاشی

ورق ۳۴۴

ایام بکام دل بسر می برند خودش هم موافق [بعزت است] نہایت خلیق و مؤدب و بغائت خوش طبع و مهذب واقع شده و مشق سخن به شاعر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون نسبت تلمذ دارد این سه شعر منسوب بوے است ؎

بن تیرے ہوش ہم کو پیارے کبھو نہ آیا ۔۔۔ ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کاوش ہی دل کی تجکو مژگان یار آئی ۔۔۔ سوزن صفت پہ کرتا گاہے رفو نہ آیا
تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن ۔۔۔ گھر میں کبھو ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فرحت

تخلص سیدزاده ایست نوجوان سعادة نشان، محبت التیام میر امیر علی نام که بغائت سعادتمند نیک روش و بغائت ارجمند و خوبی منش و بسیار مؤدب و خیلے مهذب واقع شده مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت الله عشق مدعمره و زاد قدره میکند و ایام فرحت انجام خود به سپاہگری بسر می برد این بیت و یک شعر از زادہاے طبع منیع آں سیادة شعار مودت دثار است منه سلمه ربه و مد عمره ؎

اشک آنکھوں سے میری گرنے لگے تارے سے ۔۔۔ شب زنخداں کا تیری یاد جو وہ خال کیا

دیکھیئے کبتک حضرت دل اوس دشمن جاں کی فرقت میں
شور و فغاں اور واویلا اور گریہ و زاری کیجے گا
ابتو ذرا بھی قدر نہیں بندے کی تم کو صاحب من
یاد رہے پر بعد ہمارے یاد ہماری کیجے گا

ہجر جانکاه سے ہو یا تو رہائی یارب ۔۔۔ یا سما جاؤں میں پھٹ جاے زمیں کا پردا
تو نے فرحت کو قضا کیوں نہ بنایا شبنم ۔۔۔ تا یہ ہوتا کسی گلرو کی جبیں کا پردا

دیکھ اوس سرو صنوبر کو چمن میں فرحت　　　طرح آتی ہے مجھے اپنے طرحدار کی یاد

جی چاہتا ہے اوس لب جاں بخش کو بدل　　　رکھتا ہوں میں بھی چشمۂ کوثر سے ارتباط

توڑ کر لیجا نہ مرقد پر مری جس تس کے پھول　　　وہاں اوگے ہیں انتظاری میں تیری نرگس کے پھول
قیس کا غم کیجئے یا کوہکن کو روئیے　　　اب کریں چالیسواں اوسکا بھلا یا اسکے پھول
تو جو یوں سیپارۂ دل پر جھکی جاتی ہے آہ　　　بلبل خوشخواں چمن میں سچ بتا ہیں کس کے پھول
اس روش روندا چمن کو آج اوس گلرو نے آہ　　　غنچے سب کملائے او رمرجھائے سارے پس کے پھول
نقد جاں جسنے دیا تھا ایک بوسے پر تمہیں　　　فاتحہ پڑھنے چلو ہو ہیں اوسی مفلس کے پھول

بستر گل ہے نہ درکار نہ پوشاک ہمیں　　　آپ ہم خاک ہیں کیا چاہئے ہے خاک [ہمیں]

سوتے ہو کس نید تم کہتے ہیں کل کوچ ہے　　　حضرت دل اب تلک بے سروساماں ہو

گل میری تربت پہ تم غیروں سے مت بھجوائیو　　　فاتحہ پڑھنے کو میری جان آپ ہی آئیو
ہے میری یہی دعا ہو وصل میں میرا وصال　　　یا الٰہی ہجر کا پھر داغ مت دکھلائیو

نہ کیجے آشنائی بیوفا سے　　　اگر کیجے تو ثابت آشنا سے
لگا اب تیغ بسم اللہ کہہ کر　　　اگر میں مرگیا تیری بلا سے ۴۴

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے　　　قیامت تیرے قامت سے بپا ہے
نہ دن کو چین ہے نے شب کو آرام　　　خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

سوز دل شمع رخاں کو جو سنایا ہم نے　　آپ بھی روے اور اونکو بھی رولایا ہم نے

فرقت

تخلص عطاء اللہ خان است وے برادر زادہ محمد یعقوب خاں عرف میاں کلو خواص حضور پر نور وجوان سعادت مند ارجمند ہوشیار ستودہ اطوار است نیاگانش اکثر بخواصی سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم عز امتیاز داشتند خودش نیز بیشتر برکاب شہزادگان ایں دودمان عالیشان سفرہا گزیدہ ورنجہا کشیدہ و بدیار مغربیہ و جنوبیہ رسیدہ و راحتہا دیدہ از چندے برفاقت یکے از فرزندان نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بنواح کالپی ایام حیات مستعار بسر می برد وگاہ گاہ بطور خود فکر شعر میکند و خیال خودسری در سر دارد و برو بہ ایں وقت کہ بدیار شعر [قبہ رواج] ج یافتہ ہمت می گمارد بہرکیف ایں دہ شعر منسوب بوے است[1] ؎

میرے گھر کے پاس آکر جو وہ بدگمان اولٹا
تو ادہر زمین اولٹی اودھر آسمان اولٹا

شعلۂ آہ کا ہے کس کے اثر پتھر میں　　کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر میں
چشم بد دور نہ بن ٹھن کے پھرا کیجئے یوں　　کام کر جاے ہے ایجان نظر پتھر میں
سنگدل کہنے سے کیوں مانو ہو تم اتنا برا　　کیا گنا جاتا نہیں لعل گہر پتھر میں
ایک دل ہے یہ اوسی کا کہ نہیں اوسکو خبر　　ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر میں
حیف وہ دل کہ نہو عشق کی گرمی جس میں　　اور یوں ہاے نہاں رہوے شرر پتھر میں
تو نے پتھر کی زمیں زور نکالی فرقت　　تیشۂ کلک سے دکھلائے ہنر پتھر میں

---

[1] خوب ۱۰۱.

شعلہ ہماری آہ کا کس سے دم علم نہیں ‌ ‌ ‌ آتشکدے سے آہ یہ دل اپنا کم نہیں

ہاتھ دل پر رکھنے سے کیا ہووے ‌ ‌ ‌ دل ہی جب ہاتھ سے گیا ہووے
جی دھڑکتا ہے بات بھی کرتے ‌ ‌ ‌ کہ مبادا کہیں خفا ہووے

فراقی

تخلص در مرد میدا نم یکے ازاں انشاء اللہ تعالیٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگرے کنور پریم کشور ابن کنور
انند کشور ولد راجہ جگل کشور سخن فروش است جدش جشن طوی پدر وے بایثنے نمودہ کہ تا الیوم بحضرت دہلی
از احدے سرانجام نیافتہ تا بہ بلاد دیگر خود چہ رسد قطع نظر از خرج مبلغہائے خطیرہ کہ تحریرش بطول طویل
میکشد بدلجوئیہائے خلق بحسن خلق بمرتبہ اعلیٰ ہمت گماشت عامے کہ بنا بر ہمت خداداد از ضیافت وے
ابا آورد بکلبہ اش تشریف شریف ارزانی داشتہ گفت کہ بمجلس شادی برادر زادہ خود قدم رنجہ فرمائند کہ
محفل سور و سرور بے حضور سراپا نور برادراں نورے ندارد زہے گردش دور دوار نا ہنجار بدکردار ہماں ۲۲۶ :
کہ خدا را دیدم کہ لباس [فقر] اور برکردہ بمومن آباد برندابن رخت اقامت افگندہ فقیرانہ ایام زندگانی
بسر می برد اگرچہ اظہار اسلام بہر کس نمی کرد اما بلاشک و شبہ مومن بود بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خاکپائے
مومنان نیک ایمان ما فی الضمیر خود بمیان افگندہ آب در دیدہ گردانید و طلب مغفرۃ از جناب حضرت غفار
نمودہ از چندے آنجہانی شدہ خداش رحمت کناد و ایں پریم کشور فراقی جوانے حسین و خلیق و متواضع و
با ادب و مہذب شیریں گفتار پسندیدہ کردار ہوشیار مودۃ شعار است شعر فارسی و ریختہ ہر دو میگوید از
چندے بمرشد آباد کہ جدش وکالت آں صوبہ داشت املاک وے را کہ بداں مکان فراوان است فروختہ
اوقات گزاری میکند بہر کیف ایں یک شعر از گفتہ ہائے اوست ؎

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے ‌ ‌ ‌ گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فراق

تخلص دو عزیزی شناسم

فراق (۱)

اوّل

کیقباد جنگ وے از امرائے نظام الملکیه و رُوساے ممالک جنوبیه [است] گوئند بشوة[۱] وشوکت ایام بسر می برد و شعر ریخته اکثر موزوں میکند این شش بیت از وے است ؎

ہیں داغ میرے سینے کے ننگ پر طاؤس
نے بنکه یه سب [باعث] رنگ پر طاؤس

ہم خاک پہ لوٹیں ہوں رقیبوں کو میسر
مخمل کی وہ توشک وہ پلنگ پر طاؤس

ہے چشم ہر ایک داغ کی دلکے مرے روشن
کیا ہوے طرف دیدہ [تنگ] پر طاؤس

اوس شوخ رنگیلے کو (کذا) کماں قوس قزح سے
ہو بو قلموں تیر برنگ پر طاؤس

برنگ [جلا] مرغ دل اب آتش غم سے
غیر اوس کا ہوا صید خدنگ پر طاؤس

گر سینه پر داغ فراق اپنا دکھاؤں
ہوں شیفته اوسکے جو ہیں رنگ پر طاؤس

فراق (۲)

دوم

جوانے فتوة وثار مروة شعار مودت گزیں محبت آئین سراسر حیا سر بسر وفا یکسر مہربانی جمله قدردانی شیریں زبان ملاحت بیان فصاحت قرین بلاغت آگین معنی ورع و تقوی مضمون پارسائی و اتقا جادو طراز سحر پرداز صاحب انداز شریف مالک طرز لطیف دوست یکرنگ سراپا دانش و فرہنگ جسم محبت راجان حکیم ثناء الله خان سلمه الرحمٰن وے از افاغنه لودہی که جد کلان ایشاں از بطن دخترے از سادات شریف

---

۱ بسروة در ہر دو نسخه، "۲ ہیں" بدله

النسب بود و برادر زادہ استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت عفوہ من لالہ البدائت والنہائت
و مرید شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ رحمۃ اللہ القدیر وعفی اللہ عنہ القلیل والکثیر و سخن خود بیشتر
باصلاح شیخ بزرگوار و ثم والاتبار خود رسانیدہ و بعضے از اشعار آبدار از نظر سرامد سخن سنجان فصاحت آثار مرزا
محمد رفیع سودا ہم گزرانیدہ از علوم ضروریہ بقدر کفائت بہرہ یاب و در فن طبابت حذاقت انتساب است
اکثرے از تازہ مشقان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے ص۲۲۰
از سخن سنجان حضرت دہلی بہ تتبع وے موزونی سخن بر روے کار آرند و ازانجا کہ محبت و مودۃ وے با قاسم
ہیچمدان [سراپا] نقصان نہ باں مرتبہ ایست کہ بحیطہ تحریر در آید و قلم وقائع رقم با وصف دو زبانی از عہدۂ تسطیر
آں بر آید عنان بشدیز خامہ الفت شمامہ را ازاں جولانگاہ منعطف نمودہ[1] بہ [مضمار] ترقیم بندی از اشعار
عشق اشعار ریختہ طبیعت صفوۃ شعارش کہ ہمگی دو صد و ہفتاد و دو گوہر آبدار و لولوے شاہوار است
برشتہ سلک آراستہ کلک خود میکشم منہ سلمہ ربہ ؎

کروں کیا وصف میں صیاد تیری خوش نگاہی کا — ہر ایک دام نگہ میں جال ہے [بس] پشت ماہی کا
متاع دل فراق ارزاں ہے یوں بازار خوباں میں — کہ جیسے مال بکتا ہو کسو مفلس سپاہی کا

قتل کا انکار گر تو نے کیا تو کیا ہوا — یہ ترا دست نگاریں ہم کو دست آویز تھا

ہمکو بتخانہ تمہیں کعبہ مبارک ہو شیخ — ہم اودھر جائینگے اور آپ ایدھر جائیے گا

گلزار کہاں کے یہ چمن زار کدھر کا — دیکھوں ہوں تماشا میں گل زخم جگر کا

[ہر] ذرہ میں [جلوہ ہے تری] جلوہ گری کا — ہر شیشے میں یہاں رنگ جھلکتا ہے پری کا

---

[1] ساختہ ۱۰۱ :

توسن ناز پہ یہاں تک بت بے باک چڑھا   گیند خورشید کی دی بر سر افلاک چڑھا

ق

خرق افلاک پہ مت بحث ادھر دیکھ حکیم   اوج گردوں پہ نہ تو طائر ادراک چڑھا
صاف عینک سے گذر جاے ہے جوں نور نظر   بام افلاک پہ یوں صاحب لولاک چڑھا

فراق اپنا ارادہ قصر دل کے ہے بنانے کا   محل کی فکر ہے ہم کو نہ غم دیوا [نخا] نے کا

دل غرق ہوا لخت جگر بہ گئے سارے   یک قافلہ اس اشک کے طوفان میں ڈوبا
اوس لعل کے ہونٹوں پہ پسینہ [جو] بہے ہے   آیا ہے نگر شہر بدخشان میں ڈوبا
یہ شیشۂ دل تجکو نہ دینا تھا ستمگر   پھوٹے مرے طالع کہ تری شان میں ڈوبا

داغ دل رکھتے ہیں گو ہووے نہ پر کا تکیا   یعنی کافی ہے سپاہی کو سپر کا تکیا
زانوے یار پہ سر یوہیں میرا رہنے دے   ہمنشیں ہیں نہیں گر سر سے یہ سر کا تکیا

دل کے ٹکڑوں کا پر[یو]ش نہیں انبار لگا   تیرے کوچے میں یہ ہے آئنہ بازار لگا
ہاتھ سے عشق کے میں سخت اذیت کش ہوں   دل میں ہے تیر لگا پاؤں میں ہے خار لگا

نہ بیگانہ پھرا وہاں سے نہ کوئی آشنا آیا   عدم کے جانیوالوں کو دلاور پیش کیا آیا

خونچکاں نخچیر کب تڑپھے ہے اس انداز سے   پاس سے ٹک دیکھ تو ظالم میرا دل ہوے گا

بارے فرمائیے میں تم سے یہ پوچھوں ہوں فراق   آپ اب آئے کہاں سے ہیں کیدھر جائیے گا

نہ لخت دل کو جدا تار اشک سے کر چشم — کہ یہ امام ہے اس موتیوں کی سمرن کا

رات کو میری بغل میں آ چھپا بے اختیار — سایے سے اپنے جو اس رشک پری کو ڈر لگا

گالیاں ہیں کہ پھول جھڑتے ہیں — ذکر یہ مہربان ہے کس کا — ورق ۲۲۸

کیف سے آنکھوں کے تیری [جو] رمیخانہ ہوا — جام کیا ٹوٹے کہ شیشہ دیکھ مستانہ ہوا

تجھسے برابری ہے غلط آفتاب کو — میزان حسن میں اوسے تولا تھا کم ہوا

تیکھا ہے ' نکیلا ہے ' طرحدار ہمارا — اے سرو چمن دیکھ یہ ہے یار ہمارا

چین دن کو نہ رات کو ہے قرار — اس دل بیقرار نے مارا

اے کاش یہ بلا میں سر اپنے سے ٹالتا — زنجیر زلف کو نہ گلے بیچ ڈالتا
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا تیری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا

داغ ہجراں جو دیا مجکو سپہر بے مہر — اسے تو شمع شبستاں ہی بنایا ہوتا
کشتۂ ناز کا [تا] بوت لیئے جاتے ہیں — تونے بھی اوٹھکے ذرا ہات لگایا ہوتا
قدر و منزل نہیں یہاں دل کی تجھے خانہ خراب — وہاں جو ہوتا تو ہی عرش کا پایا ہوتا
شعلہ آہ جو آنسو نہ بجھاتے تو فراق — اوسنے تو خیمہ افلاک جلایا ہوتا

ہر چند یہ چاہا جو کبھو اوسے نہ بولو — بن بولے یہ کم بخت میرا دل نہیں رہتا

خبر دیتا تھا کس کے وصل سے شوق ہم آغوشی　　کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

سایہ مار سر زلف سے اپنے ڈر کر　　رات تو یار [بغل بیچ میرا سے آن [چھپا]

سرشک چشم پہنچا اوس گلی تک رشک ہے مجکو　　کہ دل افسوس ہے وہاں تک نہ تو پہنچا نہ میں پہنچا

عش عش کیا بہت ہی صنعت گر تصنا نے　　نقشے کو تیرے جبدم رشک بہار کھینچا

اللہ رے نزاکت چولی مسک گئی سب　　دست خیال نے جو دامان یار کھینچا

دل میں بستی ہے میرے فندق [پا] اوسکی فراق　　خوں سے لبریز ہے یا رنگ حنا سے شیشا

کون سا معشوق ہے جسکو نہیں عاشق کا غم　　خیمۂ لیلیٰ سدا مجنوں کے ماتم میں رہا

نظروں ہی میں دل اوڑا گئے تھے　　پر ہم نے بہت شتاب دیکھا
گر دی ہے خدا نے تجکو نعمت　　اوروں کو بھی نان و آب دے کھا

یہاں تلک مجھسے[1] وہ بھڑکے ہے غزال وحشی　　کل جو نکلا میں ایدھر سے وہ اودھر سے نکلا

فکر میں تعمیر کے منعم نہ مر تو رات دن　　گھر کسو کے دل میں کرا[یا][2] عاقبت خانہ بنا

---

[1] بھڑکے ہے مجھسے وہ غزال ۱۰۱ ٭ ۵۲ "تا" اصل نسخہ ۔

کسی سے تمکو لگ چلنا کسی سے یار [ہوجانا] ستم ہے یہ کہ ہم چھیڑیں تو پھر بیزار ہوجانا

فراق کرتا ہے اشکباری لبوں پر اوسکے ہے آہ جاری
یہ ساری جائے ہے بے قراری کوئی یہ کہدے کہ یار آیا

دل اوسے جو ہیں مانگا آئینہ اوٹھا لایا دیدے کی صفائی سے کیا بات بنا لایا
اسباب سفر میرا انک دوش پہ لے چلنا رہ جا تو نہ کر جلدی اے باد صبا لایا
کس سحر سے کس فن سے کس پیچ سے کس ڈھب سے سچ کہیو فراق اوسکو کیونکر تو [منا لایا]

چٹکی اور چھیڑ یہاں تک رہی بس کیا کہیئے رات اوس شوخ ستمگار نے سونے نہ دیا

اللہ رے صفا تیرے ساعد کہ جسکو دیکھ پاے خیال وہم بھی یہاں آپھسل گیا ق ۲۲۹
آنے کو نیم راضی ہوا تھا وہ رشک گل پاؤں کو جو ہیں ہات لگایا مچل گیا
حسرۃ ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف نکلا ادھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا
[جیسے نمو کی] وہ نظر سے گرا فراق جو اشک مونہہ چڑھا سو وہ ماٹی میں رل گیا

جذبۂ الفت کا بندہ ہوں کہ مجنوں تھا جہاں آنکر وہاں ناقۂ لیلیٰ کا محمل رہ گیا
ق
دوش بوے گل پہ آیا ہوں جریدہ رشک گل جو میرا اسباب تھا سب رشک محفل رہ گیا
دل رہا طاقت رہی صبر و توانائی رہے کارخانہ جابجا منزل بہ منزل رہ گیا

دیتا ہے دن کو چین نہ شب کو قرار آہ کیا جانیے کرے گا دل بے قرار کیا

پیری میں اوٹھا پردۂ غفلت کو [تو] دل سے رکھے ہے مسافر کو ضرر وقت سحر خواب

دل کو لے خوب کی وفا صاحب   آفریں باد مرحبا صاحب

کل اوسکی زلف کو ہم یاد کر بہوت روئے   عجب مزے سے ہوئی ہمکو شام بر لب آب

رنگ گل [ہے] باعث نشو و نمائے عندلیب   وا شد ہر غنچہ ہے مشکلکشائے عندلیب

ترسیں ہم اور رہائے آئینہ تیری لوٹے بہار   حیف بخت افسوس طالع ہائے قسمت یا نصیب

[استعارہ] عشق بے تابی ہے اور بے طاقتی   مزرع الفت کا دیکھا ہم نے [حاصل اضطراب]

دل فراق اوسکو نہ دینا تھا بس آگے کیا [کہیں]   بات گر کہئیے بھلی اوسے برا مانے ہیں آپ

یارب یہ کس کے ہات سے شیشہ ہوا ہے چور   ابتک شکست دل کی نہیں کچھ خبر درست

پاؤں کو میرے اشک سے دھویا کرو سدا   صندل ملا کیا نہ کرو درد سر کے وقت

چراغ و شمع مرے گھر میں گو نہوں تو نہ ہوں   جلا کرے ہے دل داغدار ساری رات

شوخ گو تیرے گیا رنگ حنا [ہات سے چھوٹ]   دعوی خون نہ جاویگا پر اس بات سے چھوٹ

شب فرقت میں آنسو ہی گرے نے چشم سے پٹ پٹ   نہ پہلو سے لگا پہلو نہ کروٹ سے لگی کروٹ
بلائیں اوسکی زلفوں کی نہیں تو پیار سے لیتا   کہ شانے انگلیاں تیری نہیں اب بولتیں چٹ چٹ
رہیگی پردہ مینا میں کب تک دختر رز تو   مثل مشہور ہے جب ناچنے نکلی تو کیا گھونگٹ

میرا دل لے چوکے پھر کس لیئے بوسہ نہیں دیتے
سبب موجب غرض کچھ وجہ بھی تکرار کیا باعث

کیا ہے نالۂ بلبل نے بے دماغ مجھے
میرے مزار پہ کیوں کی یہ گلفشانی آج

سبزۂ خط [نے] کیا دونا تیرا اظہار حسن
خط تیرا [کشاف] ہے تفسیر قراں کی طرح
ہر ادا و ناز میں ہے نوک چوک اوسکے فراق
کھب گئی جی میں ہمارے یار کی بانکی طرح

ایدھر زلفیں بناتے ہو اودھر دشنام دیتے [ہو]
بھلا صاحب یہی ہے کیا نماز شام کی تسبیح

بوسہ جب مانگوں ہوں پھر پھر کے یہی کہتا ہے
دور ہو مجکو یہ آتی نہیں تکرار پسند

ق

گھر سے کل نکلا جو وہ مست خرام ناز حسن
دیکھ کر اوس کا بسنتی جامۂ و دستار زرد
خلق کے چہرے پہ بس اوڑنے لگیں ہتاییاں
ہو گیا رستہ مکاں کوچہ در و دیوار زرد

نالہ کیا جو ضبط تو آنسو ٹپک پڑے
کس کس کی آہ ییئے[ل] خبر یک نہ شد دو شد

نام دھرتے ہو سبھی خوبان عالم کو بھلا
ہے تمہیں بھی مشفق من کس قدر کتنا گھمنڈ ورق ۲۳۰

اتنے بیزار جو بندے سے ہو تم صاحب [من]
خط آزادی] مجھے [لکھ] دو مگا کہ کاغذ

ل پہنچی و. ا.

سینے سے کل نکل ہی چلا تھا شتاب سے ‌ ‌ ‌ پر ہاتھ رکھ لیا تیں دل بے قرار پہ

نہیں چھٹنے کے بعد از مرگ [بھی پابند] الفت کے ‌ ‌ ‌ سواد زلف لیلیٰ سے یہ لحد و خاک مجنوں پہ
کمیت [فکر کمرا] ی ہوگیا یہاں تک لنگا پو کی ‌ ‌ ‌ نہ آیا زینہار اوس کی کمر کا ہاتھ مضموں پر

میرا سینہ جواب یکدست گل مہدی کا تختہ ہے ‌ ‌ ‌ یہ کس پائے نگاریں کی لگی ہے لات چھاتی پر
برا کرتے ہو آئینے کو اپنی چھب دکھاتے ہو ‌ ‌ ‌ یہ نامحرم لگا بیٹھے گا پیارے ہات چھاتی پر
نہ کیونکر سانپ لوٹے اپنی چھاتی پر کہ وہ گل رو ‌ ‌ ‌ رکھے ہے ہار کو پھولوں کے ساری رات چھاتی پہ

مکھڑے کے دیکھتے ہی غرض جی نکل گیا ‌ ‌ ‌ طاقت کسے رہی جو کرے عرض حال پھر

اے چشم نہ گریہ اس قدر کر ‌ ‌ ‌ میری بھی طرف تو ٹک نظر کر

ہماری طرح تجکو بھی سدا بے چین رکھے گا ‌ ‌ ‌ کرے گا کیا مرے دل کو تو اے آرام جاں لیکر

آیا دل نشگفتہ مجھے یاد تو رویا ‌ ‌ ‌ [چھاتی سے بہت غنچہ] تصویر لگا کر

صانع نے آپ اپنے لیے ہاتھ چوم چوم ‌ ‌ ‌ [عش عش کیا بہوت تیری] تصویر کھینچ کر

جفا کے پردے میں ایک گونہ پیار ہے آخر ‌ ‌ ‌ برا بھلا ہے پھر اپنا وہ یار ہے آخر

یار کا حسن جو میزان خرد میں تولا ‌ ‌ ‌ ہے کئی درجہ یہ ان شمس و قمر سے بہتر

لہ آپ ہاتھ لئے اپنے - ا۔ ا۔

اشک کا تار بندھا ہے تو مجھے یار نہ چھیڑ
ٹوٹ [جاوے] نہ کہیں موتیوں کا ہار نہ چھیڑ

[مہ جبیں باندھ] کے نکلا جو کمر آخر روز
مہر نے ہاتھ سے دی ڈال سپر آخر روز

آرام دل جلوں کو محبت کے سبب ہے کہاں
شاد [اب پھلجھڑی ہے نہ شا]خ [انار سبز]

[دیتا] ہے بات بات میں تو مجھکو گالیاں
یہ بھی ہے کوئی طور بھلا بد زبان بس

عکس عارض نہیں در ہائے بناگوش کے بیچ
متصل لگ رہی ہے آب گہر سے آتش

آرام ہے شب کو نہ مجھے چین ہے دن کو
یارب نہ ہو الفت کا گرفتار کوئی شخص

ایک دل جس کے طلبگار کئی کیا کیجے
زلف و ابرو و لب و [دندان] و زنخدان عارض

پہونچے ہے کوئی خط ترے خط کی بہار کو
دیکھے [ہیں نو خطوں] کے میں چندیں ہزار خط

فراق مجھسے تو کیفیت شراب نہ پوچھ
کہ ہم نے خوب اوٹھائے ہیں چشم یار سے حظ

کیا عجب ہے لوگ [تیرے] گرد ہوں جانا نہ جمع
شمع پر دیکھا نہیں رہتے ہیں نت پروانہ جمع

مہوش میرا جو شب کو کبھو ہو حضور شمع
مانند رنگ گل وہیں [او]ڑ جاے نور شمع

لہ ہم سے ۱.۱ ٭

روشن دلوں کا دونو جہاں سے ہے جی بجھا — [پابند] جامہ ہے نہ [اسیر کفن] چراغ
مانند لالہ پوچھ نہ ہم دل جلوں کا حال — آتش سے غم کی [ہے یہ سراپا] بدن چراغ

گریاں ادھر یہ شمع ساں خنداں اودھر وہ شکل [گل] — [داغ دل و زخم جگر] یک اسطرف [ایک] اوسطرف

میں کھویا گیا ہوں کہ جاؤں کدھر — دہن کی طرف یا کمر کی طرف

کیا کروں جوش جنوں سے ہمنشیں ناچار ہوں — خود بخود کچھ دل کھچا جاتا ہے ویرانے کی طرف درق ۲۳۱

میرا دل لے لیا پھر کیوں مجھے بوسہ نہیں [دیتے] — ادھر لاؤ نہیں جھوٹی میں اس تکرار سے واقف

[چراغ لاؤ نہ گل] چڑ [ھاؤ ہماری تربت پہ آپ ہی] آؤ
کہ تم ہی گل ہو تمہیں چمن [ہو] تمہیں ہو شمع مزار عاشق

عشق کی سرکار میں موتی ہی بٹتے ہیں مدام — مردمان چشم کی [ہوتی] ہے نت تنخواہ اشک

زلف کا سو [دا چڑھا] رہتا ہے چھاتی پر میری — رات کو نیچے ہے اوس کا مجکو کابوس خیال

[کھویا] گیا ہے دل کسی بلبل کا ظاہرا — ڈھونڈے ہے اپنے ہاتھ میں لیکر چراغ گل

مت مونہہ لگا رقیب سیہ فام کو تو اب — کچھ بھی بھلا ہے ربط کہ باہم ہوں زاغ و گل

فراق ناتواں کو کوچۂ دلدار تک لے چل — بٹھا کر دوش پر اسکو صبا گلزار تک لے چل

فراقؔ خستہ جاں اتنی نہیں حامی کوئی بھرتا　　کہ لے چلتے ہیں ہم تجکو ترے دلدار تک لے چل

دل کو میں ہر چند سمجھایا سمجھتا ہی نہیں　　آ پڑا ہے مجکو یارو سخت دیوانے سے کام

خانہ بخانہ در بدر و کو بہ کو پھرے　　[ہاتھوں] سے تیرے اے دل خانہ خراب ہم

ہر غنچہ میں بو ہے تیری ہر گل میں تیرا رنگ　　تسپر بھی تری شکل و شمائل نہیں معلوم
کیا جانے کدھر کشتی لگی لخت جگر کی　　دریاے سرشک اپنے کا ساحل نہیں معلوم

میں رکھ کے ہاتھ جو سینے [پر اپنے] دیکھوں ہوں　　بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

گل منتظر و دیدۂ نرگس نگراں ہے　　عاشق ہیں ترے سرو خراماں ہمہ تن چشم

خواب سے چونکا جو اوسکو دیکھ حیراں رہ گیا　　گاہ موندوں تھا گہے کھولوں تھا سو سو بار چشم

اوسکی صورت تو ذرا میں [دیکھ] لوں خانہ خراب　　پھوٹ پھوٹ اتنا نہ بہ دم لے ذرا خونبار چشم

جب سے دیکھے ہیں تیرے دست حنائی تب سے　　خون روتا ہوں پڑا [ا] پنجہ مرجاں کی قسم
کوچہ یار کو فردوس بریں سمجھے [ہیں]　　باغ [جنت کی قسم رو] ضہ رضواں کی قسم

نسیم سحر اوس کا کوچہ نہ جھاڑ اب　　ابھی وہاں سے کشتے اوٹھا [نے بہت ہیں]
قسم ہے میرے سر کی اے چشم تر تو　　ق　　نہ تھمنا کہ [آنسو] بہا [نے] بہت ہیں
تن زار کا بار ہے شمع آسا　　ابھی کھوج اوس کے مٹانے بہت ہیں

ایک دن بھی نہ کبھو آن کے پوچھا احوال   آپ عاشق کی بس ایسی ہی خبر رکھتے ہیں

نہ کھانا ہے نہ سونا ہے پڑا راتوں کو رونا ہے   بھلا یہ بھی ہے [شکل زیست یہ ناچار] جیتے ہیں

اس دل کے لبھانے کے اسلوب سمجھتے ہیں   باتوں کو تیری پیارے ہم خوب سمجھتے ہیں

تیری نظروں سے لے پیارے اگر ہم دور [رہتے] ہیں   ولیکن دل کے آئینے میں تجکو گھور رہتے ہیں

ترا خط لے کے قاصد سے نہیں پھولے سماتے ہیں   کبھو آنکھوں پہ رکھتے ہیں کبھو سر پہ چڑھاتے ہیں

گاہ اشک آنکھوں سے گہہ لخت جگر جھڑتے ہیں   واہ کیا نخل محبت [کے ثمر] جھڑتے ہیں

لے کر نقاب موںہہ پر دیکھے ہے چوری چوری   عین حجاب میں بھی [کیا بے حجا] بیاں ہیں
ہرگز فراق اوس کی تقصیر کچھ نہیں ہے   اس د[ل سے ہم] جدا [ہونے کی ساری] خرابیاں ہیں

فراق اوسکی کمر کے سوچ میں وقت سے نیند آئی   زباں سے کیا کہوں [کیا] مطلب شوار تھا دلمیں

یاد کر اوسکی کمر رات یہاں تک رویا   صبح دیکھوں تو میں ہوں تا بہ کمر پانی میں   ورق ۲۳۲

تیری صورة کو جسدم مانی و [بہزاد] نے دیکھا   پٹک دی ہاتھ سے یوسف کی لے[1] تصویر پانی میں

---

[1] بھی ا۔ ا +

مرا اشک مسلسل دیکھ کر کہتے ہیں یوں مردم بہا جاتا ہے [لیجو موتیوں کا ہار پانی میں]
[صفا بنیاد جو ہیں اونکو] کچھ مطلق نہیں لغزش کھڑی ہے [آئینے کی دیکھ] لو دیوار پانی میں
جو کہتا ہوں قدم رنجہ کرو تا دیدہ نم تک تو کہتا ہے کہ آتی ہے مری پیزار [پانی میں]

اوس طرف برسے ہے ساون اسطرف چشم پر آب یوں بسر کرتے ہیں تجھ بن سیمبر برسات میں

ہوچھ کیوں یہ شیشہ دل کو کیا ہے چور [مونہہ] سے تو پھوٹو کچھ تو کہو مونہہ سے ہاں نہیں

ق

صحبت فراق اوسے [میسر ہو کس طرح] دن کو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہیں
اور رات کو جو کہیئے تو پھر وہ [بہانہ جو] [زلفیں او] ٹھا کے مونہہ سے یہ کہتا ہے شب نہیں

جب دلکو مانگتا ہوں کہے [ہے] جھڑک کے یوں میں نے کہا نہ دل ترا مجھ پاس چل نہیں

دیکھا جو غور سے تو بشر ہے بھی اور نہیں جوں عکس شخص پیش نظر ہے بھی اور نہیں

شیشۂ مے سے بھی نازک ہے اسے مت پٹکو دل ہے کم بخت یہ پتھر نہیں فولاد نہیں

[اوسکے] دہن کا وصف میں کیونکر لکھوں فراق رکھتا ہوں عذر [قافیہ تنگ درمیاں]

طپش ہے درد ہے زاری ہے بے تابی ہے اور میں ہوں
[شکست رنگ ہے وحشت] ہے بے خوابی ہے اور میں ہوں
دوا یہ چشم تر کا دیکھ زاہد خشک [ہستا] ہے
اگر تنہا ملا مجکو یہ پنجابی ہے اور میں ہوں

تونے کیں چہرے پہ زلف آرائیاں میرے کیا کیا جی میں لہریں آئیاں
جنکا دھڑکا تھا مرے جی میں فراق ہجر کی [راتیں] وہی پھر آئیاں

ہزاروں گل کھلے اس باغ میں اور سینکڑوں کلیاں کھلا ایکدم نہ [دل] اپنا گئیں جی سے نہ بیکلیاں

دیکھڑانے ہیں بلا کافر کے کچھ [انداز ہے ٹھوکریں اوس مست کی دیکھیں] غرض مستانیاں

زلفوں سے دل لگا کر جوشش جنوں خریدا [پاؤں] میں تجکو ڈالا زنجیر اپنے ہاتھوں

[ہونٹوں] پہ جان آئی ہے پہنچو شتاب سے گر تم نے دیر کی تو مری جان ہم کہاں

حال دل سب تمہیں سنا دینگے ابھی آنے تو دو بحال ہمیں
چلو گالی نہ دو نہ ٹھکراؤ نہیں [بھاتی یہ] چال ڈھال ہمیں
ق
دل کو لے جوڑے میں چھپایا ہے آ گیا [ہے یہ اب خیال] ہمیں
آپ ہیں ایک بال باندھے چور سب دو [کھادیجے] بال بال ہمیں

یاران عدم کو کوئی کہدے کہ سدھاریں آہستہ چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکاریں

خط تو اوس کو لے چلا ہے پر کسی عنوان سے ڈھب ملے تو ساتھ لے چل نامہ بر میرے تئیں
میں تیرے پاؤوں پڑوں زنجیر تو پاؤوں نہ پڑ جانے دے لے جاے یہ وحشت جدھر میرے تئیں

اظہار کر کے الفت اوس غنچہ لب کو کھویا کم بخت کیوں ہوئی یہ میری زبان دشمن

[کیا ہے] لشکرِ غم نے گذر اب کشورِ دل پر — کوئی ساقی سے کہدینا کہ ہاں اب جامداری [ہو]

تکلیف [کیوں کرے] ہے چاک جگر پہ ناصح — میں ہاتھ کاٹ ڈالوں تجھسے اگر رفو ہو

اوس مہجبیں کے روبرو آئینہ تو نہ ہو — ہم صاف مونہہ پہ کہتے ہیں بے آبرو نہ ہو ورق ۲۲۳

رہنے دے کوئی دم تو ہمیں [کوے] یار میں — مت چھیڑ لے صبا مرے مشت غبار کو

کہے ہے شوخ [رخ] دکھلاؤں جو ناز دل ربائی کو — ابھی آدھی نگہ [پر] مول لوں ساری خدائی کو

[دو] ش ہوا پہ بار نگہ اوس کی چشم کا — کرتا ہے صید طائر رنگ پریدہ کو

[نہ] دندان سفید اوسکے [مسی و پان میں] دیکھو — کھلی ہے موتیا[۵] لالہ و نافرمان میں دیکھو
غرض [ہر ایک] میں واجب ہے تیرا رنگ آ[ے پیارے] — کہاں نیرنگیاں ہیں یہ گل امکان میں دیکھو
نہیں [مژگان] خون افشاں میں تار اشک یہ مردم — لڑی ہے موتیوں کی پنجۂ مرجان میں [دیکھو]

[وقت] بوسے کے نکہ لب رہے دشنام کی چھیڑ — خالی جاتی نہیں گپ چپ کی مٹھائی مجکو

اثر تو یاں ان آہن دلوں سے کم کرنی تھی — خدا جانے ہوا کیا ان دنوں آہ سحر تجکو

مرے جس رنگ سے چاہے تو نے اوس دست نگین کے — لگی گر ہاتھ مل ڈالوں گا پاؤوں سے حنا تجکو

---

۵ موتیا یہاں لالہ نافرمان ۹۰.

دل فراق اوسے جو مانگا تو کہا ناز سے یوں ہاں جی بس ایک یہی دل اسے لوٹنے دو

ٹکڑے کیا ہے شیشہ دل کیوں مرا بھلا مونہہ سے تو پھوٹو چکے ہو کہیں کچھ جواب دو

[ابھی کاٹیں گے سار] سے ہات یہ دندان حسرت سے
ذرا دو انگلیاں مسی کی تم اوس کو [لگا] نے دو

جی نکلے عشق میں دل تو بھی نہ آہ کیجو اوس پر نظر نہ [کیجو] مجھ پر نگاہ کیجو
دل اتنی بیکلی پر گلرو سے ترک الفت اس بہتے پر کسی سے پھر جاکے چاہ کیجو

نہیں آتی ہے غم سے نیند میں سوتا ہوں جس پہلو نہ اس پہلو نہ اوس پہلو نہ اوس پہلو نہ اس پہلو
یہ کنج [فقر] بہتر ہے میاں اکسیر اعظم سے زر خالص سے وہاں کے مارتا [ہے یہاں کا مس پہلو]
[جگر میں درد ہے ادھر] اودھر ہیں آبلے دل میں الٰہی سخت حیراں ہوں کہ اب سوؤں میں کس پہلو

مجھکو دیکھا جو اونے بھر کے نگاہ نکلی بے اختیار [دل سے آہ]

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے میرا وہ ماہوش قطرہ قطرہ میں جھمکتا ہے پڑا [دریا] کو دیکھ

تجھ سوا غیر کو ہم چاہیں گے امکان ہے یہ افترا محض غلط [جھوٹ] ہے بہتان ہے یہ

جہانتک صاف طینت ہیں اسیر زلف [خوباں میں] نمایاں موج دریا سے بھی ہے زنجیر کا نقشہ

سلہ تو ۱۰۱ء

اے چشم تجھسے آگے ہی تھا نام نم کے ساتھ — سو بات ہی گئی وہ گیا جام جم کے ساتھ

ق

بے جو بحر لطف ندا گوھر مراد — ملتا ہے گو ہو مشفق عالی مقام سا [تھا]

ظلمات سے لے آئے سکندر کو تشنہ لب — تھے باوجود خضر علیہ السلام ساتھ

نازو انداز سے جوں اونے رکھا ناک پہ ہا [تھ] — ہم گئے بیٹھ وہیں رکھ دل [غمنا]ک پہ ہاتھ

لشکر حسن نے کیا تاب و [تواں غارت کی] — بلکہ کہتے ہیں پڑا [شعلہ] ادراک پہ ہاتھ

[آئنہ ابرق نمط] وہیں [تڑپھ] کر بھاگا — جا پڑا رات کو جو اوس بت بیباک پہ ہاتھ

اپنی ہی چھاتی ہے کہ اوس گل کے — داغ پر داغ کھائیے ملیئے

ہر گل و [تیرا غنچہ مرآت جمال دوست ہے — ایک کھڑا جس کی خاطر ہیں یہ آئینے کئی ٤٤٤

دامن تلک گیا تھا نک اوسکے یہ دست وہم — اللہ ری نازکی وہیں [چم] لی مسک گئی

سن مرا [حال یہ کہتا ہے نہ ٹک سونے دے] — نید تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

[حکیم صا] حب بلا ہے گرمی میری [نہ نبضو] ں پہ ہات رکھیے
مجھے یہ ڈر ہے نصیب اعدا کہیں نہ تم کو بخار آوے

کہا کسی نے جو پروانگی ہو مجرے کی — یہاں فراق بھی اے رشک ماہ ہو جاو[ے]

کہا یہ سن کے کہاں خیر کیا مضائقہ ہے — کہو او[سے] بھی کہ وہ گاہ گاہ ہو جاوے

رات دن یہ رفیق رہتا ہے　　[اے میں تیرے] خیال کے صدقے

آنکھوں نے بھی اوس شوخ سے یہاں راہ نکا[لی]　　[ساتھ] اپنے ڈبویا مجھے کیسا چاہ نکالی

جو مر جاؤں [چراغ] و شمع کی تکلیف مت کیجو[۱]　　خراماں ناز سے مرقد پہ آنا تو صنم خالی
تیرے پاے نگاریں کا ہوں اے رشک چمن کشتہ　　بجاے گل مر[ی] چھاتی پہ رکھدینا قدم خالی

سنتے ہی میرے قصۂ[۲] غم کو میاں سچلے　　کیا ایسی نیند ہے ابھی بیٹھو کہاں چلے
تم گالیاں دو مجکو تو میں چٹکیاں نہ لوں　　پیارے کسو کا ہاتھ کسو کی زباں چلے

عشاق کی [صفوں کو پل] میں اولٹ پلٹ دے　　مکھڑے سے گرد وپٹہ وہ رشک ماہ اولٹے

[یہی رہ رہ] کے اب مجکو فراق افسوس آتا ہے　　کہ کس بے رحم پر عاشق ہوا [یہ کیا کیا تو نے]

آمد یہی گر اون کے رہی پارۂ دل کی　　لو شیشہ گروں کی لگی دوکان ٹھکانے

اوس مہ جبیں سے رات کہا میں نے اے فراق　　پیارے شتاب آ تو کہ جاتی ہے چاندنی
زلفیں اوٹھا وہ مکھڑے [سے] بولا کہ واہ واہ　　ق　　کچھ آپ کو تو بہوت خوش آتی ہے چاندنی

درد دل ہوتا ہے پیہم دیکھیے کیسی بنے　　جی رہے یا جاے ہمدم دیکھیے کیسی [بنے]

---

[۱] کیجو ۱۰ ز ٭　　[۲] قصہ جانسوز کو چلے ۱۰ ر +

[چار یاروں] سے ہی بنیاد جہاں ہے قائم — یعنی ہر جسم میں ہے آگ ہوا گل پانی

آبلے دکھلائے جب اوس دل رنجور نے — دانت میں تنکا لیا خوشہ انگور نے

چشم بدمست سے غارت دل و جاں کیجے خیر — کشت امید چراگاہ غزالاں کیجے

تجھ بن کسے خوش آئے ہے یہاں بادۂ گلگوں — پانی بھی جو اوترے ہے تو دشوار [گلے سے]

ہاتھ سے دست جنوں کے پیرہن صد چاک ہے — کب تلک یارب کروں میں [بخیہ کاری ایک سی]
ٹکڑے ٹکڑے جیب کیا دامن ہے سارا چاک چاک — سوزن خار جنوں تو باری باری [ایک سی]

کہنا اگر ہمارا ایسا برا لگے سے — کاہیکو کوئی چھیڑے کیوں بولے کوئی ہم سے

ہاتھ جوں پکڑا لگے کہنے کہ بس چلتے رہو — یہ زبردستی نہیں بھاتی حکومت آپ کی

گلبدن لی خبر بھلی دل کی — مارے ڈالے ہے بیکلی دل کی
سوز سے شمع کے ہے روشن بات — کیا کہے یہ زباں جلی دل کی

جور و جفا] اوٹھاویں کس واسطے بھلا کیوں — پیارے غلام ہیں ہم [اے واہ کیا کسی کے]
[زنجیر] یہ [دو] اسنے آپ ہی سمجھ رہیں گے — [پاؤں پڑے ہیں] ناحق تیری بلا کسی [کے]

ص۱ ہی سے ۱۰۶

دل نہ دینا تھا تجھے آفت جاں کیا کہیئے	صرف یہ ہم نے غلط فہمی و نادانی کی

ہماری آہ سے پتھر بھی آ گئے موم ہوتا تھا	خدا جانے ہوئی کیا ان دنوں تاثیر آتش کی ورق ۳۵

نہیں کرتا کوئی بے درد علاج گریہ	حضرت درد سے پوچھوں گا دوا رونے کی

فراق خستہ جاں کا حال ٹک [اٹھو چلو] دیکھو	بناتے کیا ہو [زلفیں چہرہ] گلفام پر بیٹھے

شیخ صاحب بھلا خدا سے ڈر [و]	دخت رز سے غلام رہتا ہے

شعلۂ برق اوس کا سایا ہے	دل تڑپنے ہی کو بنایا ہے

قیمت بوسہ میں دل لے چکے پھر جھگڑا کیا	ہو چکا یار جو سودا وہ بھلا پھرتا ہے

بوسہ [لیا] ہے کنے جھوٹی قسم نہ کھاؤ	بہتان ہے غلط ہے تہمت ہے افترا ہے

[سرشک] چشم سے اپنے بعینہ	مژہ جو ہے سو پھولوں کی چھڑی ہے
خیال [زر] لف [میں] کیونکر نہ روؤں	اندھیری شب ہے ساون کی جھڑی ہے

ہزاروں دلکو اوس زلف [سیہ] نے مار رکھا ہے	وہ تس پر بھی پریشاں خاطر و دلگیر رہتی ہے

خاک ہو بیٹھیں ہیں دامن تئیں دامن نہ جھٹک	کیا بلا اس میں بھی کچھ شان جلی جاتی ہے

چشم تر برس جلدی کچھ بھی تجکو غیرت ہے — روبرو مرے ہووے ابر نوبہاری ہے

شاید کہ کسی زلف میں ہو گا میں گرفتار — اے خواب پریشاں تری تعبیر یہی ہے

دل کے پرزے ہی کترتا ہے ہر ایک بات میں تو — [کیسی] قینچی کی طرح تیری زباں چلتی ہے

کیوں خاک سے ہماری کاوش صبا کرے ہے — [رہنے بھی دے چمن میں] مت چھیڑ کیا کرے ہے

برنگ موج کیا کیا جی میں اپنے [پیچ تاب آیا — لب دریا] یہ اونے بال جس دم کھول کر باندھے
نہیں حلقوں میں زلفوں کے تیری [یہ] عارض تاباں — پھرے ہے ساتھ اپنے تو لیئے شمس و قمر باندھے
دہن کے وصف میں حیراں ہیں تیرے نکتہ چیں سارے — کمر کا کیا کوئی مضموں تری اے سیمبر باندھے
دہن کا فکر اوسے ہو جسے شوق عدم ہووے — وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

جانے تحسین اوسکی گالی ہے — چاہ کی بات ہی نرالی ہے

بعینہ اشک کی یوں بوند مژگاں پر جھمکتی ہے — کہ جیسے تار میں قندیل شیشے کی لٹکتی ہے
کناری سے نہ جوڑا باندھ کر نکلا کرو گھر سے — [اندھیری رات ہے سر پر پڑی بجلی چمکتی [ہے]

فصل گل آئی نہیں خانہ زنجیر کے بیچ — اپنے دیوانے کو کہدو ابھی آرام کرے

رباعی

مت کر تو فراق آہ و زاری ہر دم — گریہ سے نہ آستین و داماں کر نم
لکھ صفحہ سینے پہ محمد کی ثنا — پتلی کو بنا دوات مژگاں کو قلم

دیگر

مطلوب نبی ہیں اور علی طالب ہیں — کیوں [کر] نہوں وہ ابن ابی طالب ہیں
جوں نور و نگاہ مرتضیٰ و احمد — دیکھا تو ایک جان و دو قالب ہیں

دیگر

کہتے ہیں لوگ جی سنبھل جاویگا — اسلوب محبت کا بدل جاوے گا
پر ہمکو تو یہ ہجر میں سوجھے ہے فراق — روتے روتے ہی جی نکل جاوے گا

دیگر

کہتا تھا میں [جان سے کہ] اے جان حزیں — محبوب کے غم سے تو بہت ہے غمگیں
اللہ کرے کہ وہ شتابی آ جاے — دل بول او [ٹھا] وہیں کہ آمیں آمیں

دیگر

بے تابی دل بھی کیا بلا لائی ہے — لوگوں نے جدی جان مری کھائی ہے
گر اوسے نہ ملیے تو ستم ہے جی پر — ملیے تو غم و درد ہے رسوائی ہے

دیگر

پہلے تو وہ ربط و آشنائی کیجے — باتوں باتوں میں دلربائی کیجے
پھر آخر کار اے ستمگر بے رحم — یوں چھین کے دل کو بیوفائی کیجے

دیگر

نت آنکھ [میری اوسے لڑی رہتی ہے] — پہروں بندھی آنسو کی جھڑی رہتی ہے
گھڑیاں کی یہ ہنگام کٹھوری ہے مگر — دن رات جو [پانی میں پڑی رہتی ہے]

مستزاد

شبنم گلے لگتی ہے گلوں کے باہم — با دیدۂ نم
بلبل کہتی ہے ہو کے نالاں ہر دم — با درد و الم
شبنم یہ مزے لوٹے اوڑا وے یہ بہار — اپنے یہ نصیب
ہم جور و جفا واٹھاویں اور کھاویں غم — اے وائے ستم

فغاں

تخلص اشرف علیخان مرحوم است وے کوکلتاش بادشاہ جم جاہ احمد شاہ خلف الصدق حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ و بسیار عمدہ معاش و[نہا]یت یار باش و خیلے ظریف الطبع لطیف مزاج سراسر سرور سر بسر[ا بتہا]ج بود شعرش پختگی تمام دارد سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بسیار ستائش دیوانش میکرد بنا بر[ا]فراط و تفریطے کہ در ہنگامہ آرائی افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد بدیار شرقیہ [شتافتہ رحل اقامت] انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت بسران فرنگ در ساخت و در ہماں نواح رشتۂ زندگانی وے در [گست] و بجوار رحمت حق درپیوست ایں چہل و پنج بیت از گفتہائے آں مغفور است منہ عفی اللہ عنہ ؎

ساقی میں نہیں آپ سے کچھ چشم تر آیا — دل دیکھتے [ہی] ابر کو ناچار بھر آیا — ورق ۲۲۶

مت قصد کر صبا تو دل داغدار کا — [ظالم] یہ ہے چراغ کسی کے مزار کا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

مجسا گرفتہ دل بھی کبھو شاد ہوئے گا — یہ خانماں خراب بھی آباد ہوئے گا
اس سال ہم قفس مرے آزاد ہوگئے — مجھپر بھی مہرباں کبھو صیاد ہوئے گا

ایسی نگاہ کی کہ میرا جی نکل گیا — قصہ مٹا عذاب [سے چھوٹا] نے خلل گیا

تمکو روزی ہو مری جان دعائیں لینا — مجکو ہر شب تیری زلفوں کی بلائیں لینا

اگر عاشق کوئی بندا نہ ہوتا — تو معشوقوں کا یہ چرچا نہ ہوتا
گریباں چاک کر روتے کہاں ہم — اگر یہ دامن صحرا نہ ہوتا

جز اشک و آہ و سوختگی عاشقی کے بیچ — تونے ہمیں بتا تو فلک اور کیا دیا

رات جو غیر تیری بزم میں اے یار رہا — [یہ فغاں] سر کو پٹکتا پس دیوار رہا
نہ اوٹھا پردۂ غفلت نہ تجلی دیکھی — دل مرا منتظر جلوۂ دیدار رہا

مسکرانا ترا کیا کم ہے میاں تیغ نہ کھینچ — کیا مرا جی نہ نکل جائیگا اس آن کے بیچ
یاد کر گوشۂ دامان کو اوس ظالم کے — سخت اولجھا ہے مرا ہات گریبان کے بیچ

لکھ دیکھو نامہ بر در و دیوار یار پہ — گذرا جو کچھ الم دل امیدوار پہ
ممکن نہیں کہ غیر نہو ویں رکاب میں — تجکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پہ

عاجز ہوں تیرے [ہاتھ سے] کیا کام کروں میں
کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

مبتلائے عشق کو اے ہمدموں[۱] شادی کہاں
آ گئے اب تو گرفتاری میں آزادی کہاں

گر روز جزا داغ شب ہجر دکھاؤں
تو صبح قیامت کے تئیں شام کروں میں
تا حشر بھی کم ہوگی نہ ظالم [تپش] دل
کافر ہوں اگر گور میں آرام کروں میں
جاتا ہے فغاں قافلہ [ہم نفساں] کل
کچھ راہ کے چلنے کا سرانجام کروں میں[۲]

میں منتظر جلوہ دیدار کھڑا ہوں
پردے سے نکل تا پس د [یو] ار کھڑا ہوں

تقویت ہے داغ سے میرے دل بیمار کو
اے فلاطوں کیا مرض کہتے ہیں اس آزار کو

اس مبتلا کی چشم کہاں تک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
جم جم پلائے دوست [تجھے] جام مے مدام
تو [مست رہ] فغاں تیرا دشمن خراب ہو

فغاں ہم نے سنا ہے یوں کہیں مائل ترا دل ہے
خدا آساں کرے [بندے] محبت سخت مشکل ہے

مفت سودا ہے پھر آیا ر کہاں جاتا ہے
اے مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ تیغ بکف چین بابرو بے باک
یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے ورق ۲۲۷

بھول کر پاؤں فغاں گل پہ نہ رکھیو زنہار
[ان پھپھولوں] کا مزا خار بیاباں جانے

---

۱ کذا ، ۲ و۱۰ میں یہ بیت موجود نہیں۔ 'ہم نفساں' پروفیسر محمد شفیع کے قلمی نسخۂ دیوان فغاں سے لیا گیا ہے ،

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے — دل گرفتہ کو ظالم کبھو تو وا کیجے

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا — تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی
آخر فغاںؔ وہی ہے اسے کیوں بھلا دیا — وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدھر گئی

بھر لیجیو دامن میں فغاںؔ لخت جگر تو — ہم خانہ بدوشوں کا [سرنجام] یہی ہے

ترے فراق میں کیونکر یہ دردناک [جیے] — مرے [تو] مر نہیں سکتا جیے تو خاک جیے

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاںؔ اوس کو چاہیئے — اپنے کیے کو اے میرؔا صاحب نباہیئے

یہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے — فغاںؔ میں اوسکے تصدق ہوں جو نباہ کرے

ملا بھی خاک میں تن دل کی آرزو نہ گئی — عجب یہ گل ہے کہ مرجھا گیا [پہ] بو نہ گئی
یہ خاک وہ ہے تیمم کریں ملک جس سے — مرے مزار پہ شبنم بھی بے وضو نہ گئی

کون کہتا ہے کہ حلاجوں کا یہ دستور ہے — کلمہ حق جو کوئی بولا وہی منصور ہے

قطعہ

کیا حال پوچھتے ہو فغاںؔ کا سنا نہیں — خانہ خراب عشق نے دنیا سے کھو دیا
اوسکی وصال و ہجر میں یونہی گذر گئی — دیکھا تو ہنس دیا جو نہ دیکھا تو رو دیا[1]

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ۔ [2] ۱۰۱ میں اس قطعے کے پہلے اور چوتھے مصرعے کو ملا کر بیت کی شکل میں درج کیا گیا ہے۔ دوسرا اور تیسرا مصرع غائب ہے۔

دیگر

رنگ کیوں زرد ہے واللہ اعلم　　آہ کیوں سرد ہے واللہ اعلم
چشم کیوں تر ہے خدا [ہی] جانے　　دل میں کیوں درد ہے واللہ اعلم

دیگر

ہم نے شب فراق میں سنتا ہے اے فغاں　　کیا کیا مزے سے حسرتیں دل کی نکالیاں
یہ تھا خیال خواب میں دیکھیں گے روز وصل　　آنکھیں جو کھل گئیں وہی راتیں ہیں کالیاں

فقیر

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

فقیر (۱)

میر شمس الدین مرحوم وے عزیزے بود شیریں مقال بسیار [صاحب کمال] خوش فکر عالی منش نیک سیرۃ پاکیزہ روش فصاحت بیان بلاغت نشان بر غوامض عروض وقافیہ نہائت تیز نظر از نکات صنائع و بدائع خیلے باخبر رسائل [کثیر] ہ دریں فنون شریفہ از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است و دیوانے فارسی مملو انواع سخن در غائت جودۃ ونہائت خوبی در کارگاہ [ہستی] بر روے کار بیروں ازیں ہمہ کرامات ائمہ اثنا عشر سلام اللہ [علیہم ورضی اللہ عنہم] بفصاحت تمام و بلاغت مالاکلام در رشتہ نظم کشیدہ و [بنا] بریں [نیک] عمل بخیر و سعادۃ ابد و ازل وارسیدہ بر محاورۂ ایرانیاں مرتبہ اعلی اطلاع داشت و بروبہ ایشاں در سخن طرازی ہمت می گماشت سخن سنجان ایران زمین از و حسابے بر میداشتند وشعر و شاعری ویرا بے سقم و مسلم الثبوت می انگاشتند اگرچہ پیادۂ خود را بعالم می نمود اما تحقیق آنست کہ شیخ عباسی بود حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بطریق

سلہ کذا

طبیعت بر زبان [کر] امت توامان می آور دند کہ عباسیاں ہمہ چیز بجبر و قہر از بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا و رضی اللہ
عنہم ربودہ ہمیں یک سیادۃ باقی بود کہ میر شمس الدین فقیر پسند فرمود مختصر کلام بعزم بالجزم زیارۃ حرمین شریفین
ورق ۲۳۸ زادہما اللہ تعالے شرفاً و تعظیماً کشتی سوارہ بسفر حجاز شدہ بود کہ در اثنا رطے راہ دریا قضار الٰہی غریق بحر رحمت
نامتناہی نمود انا للہ و انا الیہ راجعون ملخص سخن اگرچہ ریختہ گوئی دون مرتبہ آں شہسوار عرصۂ سخنوری و شہباز اوج
ہنر گستری است شعر ریختہ ہم [از طبع] وقاد ش گاہے ریختہ ایں دو شعر منجملہ آنہاست ؎

دم کا آنا حباب ہے گویا — زندگی موج آب ہے گویا
خال اوسکی بیاض گردن کا — نقطۂ انتخاب ہے گویا

فقیر (۲)

دوم

مولوی فقیر اللہ مرحوم وے طالب علمے بود از قصبہ گلاوٹی کہ در حضرت دہلی بمعلمی ایام بسر می برد سودائے
عزیمت خوانی و احضار اجنہ ہم در کاخ دماغش پیچیدہ بود در [ایام] سالف شعرش را میر قمر الدین منت عفی
اللہ عنہ اصلاح می نمود [اشعار رطب و] یابس دارد و ازاں جملہ ایں سہ شعر کہ بایں ہیچمدان سراپا نقصان
رسیدہ می نگارد ؎

[آہ تونے] تو کئی بار ہلایا ہے فلک — زیادہ گستاخ نہ ہو عرش کو پہنچے گی دھمک
طور ہستی سے ترے نالے اٹھیں ہیں اس طور — ہوش موسے کا جسے دیکھ کے جاوے بے شک

روتے روتے جو مرے دیدۂ تر بیٹھ گئے — ایسی برسات ہوئی آہ کہ گھر بیٹھ گئے

فقیر (۳)

سیوم

بزرگے از خاندان حری الاحترام میر فقیر اللہ نام وے عزیزے است بسیار سنجیدہ و نہایت پسندیدہ

نیک خصائل پاکیزہ شمائل از شعرائے پائے تخت سلطانی و سخن سنجان باریافتگان حضور پرنور خاقانی درعلم مہارتے داردگاہے بہ تکلیف احبا شعر ریختہ ہم برروے کار می آرد ایں پنج بیت از گفتہائے وے است سلمہ ربہ ؎

میرے سحاب چشم کو نیساں پہ ہے شرف — ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشاں نہیں
دونوں جہاں کو طالب حق جانتے ہیں ہیچ — ہمکو تو بیم دوزخ و میل جناں نہیں

وہ حسن صندلی نظر آوے اگر مجھے — دونوں جہاں کا پھر نہ رہے درد سر مجھے
معانی دلوں کی دید کو مانع نہ ہو حجاب — عینک سے ہو دوچند نظر پر نظر مجھے
بیٹھے ہی بیٹھے ہستی کو اپنی کیا فنا — جوں شمع ہے وطن میں ہمیشہ سفر مجھے

فگار

تخلص مرزا قطب علی بیگ مرحوم است وے [ہندوستان زاے] بود بسیار پرگو امانیک خو نہائت زباں آور ولستاں لکن بغائت خوش گپ و شیریں زبان پروضع داروخیلے ستودہ اطوار اشعار آبدار اساتذہ بکثرۃ یاد داشت و در محافل ومجالس بموقع خوانی ہمت می گماشت بیشتر اشعار دیگراں بنام خود [میخو] اند و سخن سخن سازاں بے تحاشا مالکانہ بر زباں می راند وگاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد و خود را بہ زمرہ شعرا می شمرد از چندے رشتہ درگستہ برحمت [حق درپیوستہ] بہرکیف ایں دوازدہ شعر کہ منسوب بوے است ایں احقر ثبت فرمود و دو شعر دیگر کہ از ان فرحت الہ آبادی است و وے از خود می گفت دراینجا قلم انداز نمود ؎

اے شیخ تو مسجد میں ہے وعظ غلط کہتا — گنبد تو لرزتا ہے منبر کا خدا حافظ
دریا میں اٹھیں لہریں طوفان ہوا برپا — کشتی تو تباہی ہے لنگر کا خدا حافظ

سلہ بنائی ۱۰۱ +

ق

آیا ہے گدھے چڑھکر کعبے کی زیارۃ کو	دنیا میں یہ نوبت ہے محشر کا خدا حافظ
مت کہہ تو [فنگا] ر آگئے یہ راز نہاں رکھیا	مہتر کی یہ نوبت ہے [کہتر] کا خدا حافظ

ہجراں کی سرگذشت کا کیا دیں حساب ہم	[کرتے] ہیں اپنے کہنے سے آپ ہی حجاب ہم
سو [دے] کو میرے شیخ تو ساقی سے کچھ نہ پو [چھ]	[دنیا و] دیں کو بیچ کے پی لیں شراب ہم
کس کے کہاں کے کون ہو کیا ہو بتا نہ یہ	کوئی اگر جو پوچھے تو کیا دیں جواب ہم
یکدم کے ہمکو آنے کی ہرگز نہیں امید	کب کر سکے ہیں دعوی ہستی حباب ہم
بنتے ہی نقش چشم کے رونے سے مٹ گیا	تھے ہی ازل سے پوچھو تو خانہ خراب ہم

اوڑتی سی خبر یار کے آنے کی سنی ہے	ہو جاے اگر راست تو اللہ غنی ہے
کوکب نہیں سیاں چرخ پہ سوفار سمجھنا	ہر [سقف] سبھی آہ کے تیر کی چھنی ہے
مت پوچھ فنگار اب تو مرا مسکن و ماوی	مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے ورق ۲۳۹

فیض

تخلص فیض علی فرزند دلبند سخن سنج بے نظیر محمد تقی میرؔ است وے جوانے است طبع موزوں محبت مشحوں کہ مشق سخن از پدر والا قدر خود میکند و سوداے شاعری خیلے در دماغ خود می پزد بہر کیف ایں ہفت شعر از وے است سلمہ اللہ تعالے

گل کھا موئے جنہوں کے لیے جسم زار پر	دو پھول بھی نہ لاے کبھو وہ مزار پر

دور میں ساقی ترے آ نکلے ہیں مے نوش ہم	جام خالی دے ہے کیا اتنے نہیں بیہوش ہم
شوق میں تیرے کنارہ بوس کے اے بحر حسن	موج کی مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش [ہم]

نہیں معلوم کس رشک قمر کی راہ تکتے ہیں
کہ ساری رات آنکھوں میں گنا کرتے ہیں تاروں کو

خدا جانے کہ تجھ سے بغض کیا ہے اوس کو بیزاری
جہاں دیکھا تجھے اوسنے پکارا اپنے یاروں کو

یہ ترک چشم ترے مست ہیں جواں دو نو
کہ سو رہے ہیں تلے سر کے رکھ کماں دونوں

نہ مانی تونے میری اپنی ضد اے بیوفا رکھی
کہیں ہم کس سے جا کر اب ہماری تونے کیا رکھی

فیاض

تخلص مردے است درست میثاق مسمی بہ عبدالرزاق از سکنۂ خیر بنیاد حیدرآباد کہ بسیار نیک نہاد و بغائت پاکیزہ بنیاد خیلے یارباش و خوش اختلاط [و] نہائت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ ایں دو بیت ازاں است ؎

بعد آداب و نیاز اے قبلہ گاہ
عرض یہ فدوی کی ہے اب بید رنگ
ایک دکن کو کن کہ ہندوسند تک
ہو قلمرو میں تری روم و فرنگ

حرف القاف

درطے ایں حرف ذکر چہار دہ شاعر کہ ازاں جملہ دو شخص قائم تخلص می کنند و دو عزیز قربان اندا[ج] یافتہ و جملگی اشعار اینہا ..... شعر است کہ منجملہ آں ...[۵۱] رباعی واقع شدہ است

---

[۵۱] دونوں نسخوں میں تعداد اشعار کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے +

قائم

تخلص دوکس میدانم

اوّل

قائم(۱) شیخ قائم علی وے مرد معلمی پیشہ از قصبہ اٹاوہ است کہ در ابتدا امیدوار تخلص میکرد وے بحکم قضا و قدر رب الارباب در ایام دولت نواب غفران ماب احمد خاں بہ رہبری شوق فراو[ان] بنا بر دیدن سرامد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بوساطت مقبول نبی خاں مقبول سلمہ رب العقول خلف الصدق انعام اللہ خاں یقین علیہ رحمۃ رب] العا[لمین] مبارک بنیاد فرخ آباد خود را رساند و غزلہاے چند در حضورش برخواند وے عفی اللہ عنہ بمقتضاے [طبعی] وطبیعت جبلی بدیہہ برزباں راند کہ ؎

ہے فیض سے کسی کے یہ نخل ان کا باردار　　اس واسطے کیا ہے تخلص امیدوار

آں بیچارہ اگرچہ ارادہ تلمذ داشت اما منفعل گشتہ مراجعت نمود و زمزمہ ایں بیت بزبال حال میفرمود ؎

از در دوست ندانم بچہ عنواں رفتم　　ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

و قائم تخلص ساخت و بہ شاگردی ہیچ کس نہ پرداخت بہرکیف ایں شش شعر از گفتہاے اوست ؎

جس زمیں پر کہ وہ گلپوش نگارہ آجاوے　　گر خزاں کا بھی ہو موسم تو بہار آجاوے

ورق ۲۴۰ دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ　　جو دم خوشی سے گذرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل میں بسر کی ہے زندگی　　جو دم ہے [تن] میں جان سو ہی دم ہے واہ واہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچے میں ترے دلدار ہم　　ہو کہیں قسمت کہ پاویں ایک نظر دیدار ہم

رباعی مستزاد

دیکھا جو میں ایک طفل فرنگی [گورا][1] سنگین نگاہ
ہنس ہنس کے نگہ کی تیغ سے دل کو توڑا بے جرم و گناہ
میں نے جو کہا ظالم صاحب سے تو ڈر اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا دل کیا پرواہ

ایں رباعی مستزاد را بعضے بہ[2] نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دوم

قائم (۲)

قیام الدین علی مرحوم [صلش] از قصبہ چاند پور است مدتے در حضرت دہلی اقامت گزیدہ در آخرہا قاضی قصبہ امروہہ شدہ[3] بعد نصبش بدیں منصب شریف یکدو مرتبہ بشاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد رسیدہ بملاقات اصدقا و اکابر شہر فائز گشتہ مراجعت نمودہ از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمود در بدو شوق ریختہ گوئی انخدمت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمت لاالہ البدائت والنہائت استفادۂ سخن میکرد چنانچہ چند شعر بزبان قصباتیاں از طبع زادش بیاد آں استاد والا نژاد بود بعد چندے بجناب فیض مآب معمار سخن سازی رایکہ تازمرد خواجہ میر درد روح اللہ روحہ توسل جست واز مربی قدیم بحدے انحراف ورزید کہ قطعہ در ہتک شان آں تجرد نشان انشاد کرد کہ یکسر بوے بے سعادتی میدہد و معہذا سرقہ شعر محمد طاہر غنی است

قطعہ قیام الدین علی قائم[4]

شاعری کا اسے آیا ہے بہت سا غرا جو یہ کہتا ہے وہ استاد زماں سنتے ہو
امر ہووے تو ہدائت کو کروں میں سیدھا واں سے ارشاد ہوا یوں کہ میاں سنتے ہو
راستا ہوتے ہیں کسی سے بھی کہیں کج طینت تیر ہوتی ہے کہیں شاخ کماں سنتے ہو

---

[1] اصل نسخے میں زادہ ہے ۔ [2] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔ [3] شدہ بود؟ [4] بھی ا، ا

شعر محمد طاہر غنی ؎

نتوان راست نمودن به تکلف نے را · کے تیر تواں ساختن از شاخ کماں ہا

واین اوستاد درویش نہاد ہم بمقتضائے بشری اگرچہ بوطرف شدن مناسب نبود ایں قطعہ در شانش گفتہ ؎

چشم انصاف سے دیکھو تو میاں قایم تم · چاہیئے یوں کہ ہدائت [کو اب] استاد کرو
اور جو کچھ شاعری کا دل میں تمہارے ہو گھمنڈ · کہہ چکے ہم تو غزل [بارے] تم ارشاد کرو

بہر حال در آخر حال بخدمت سرآمد سخن سنجان فصاحت آ مرزا محمد رفیع سودا در پیوست و بنا بر خباثت اصلی از شاگردیش ہم پہلو تہی میکرد مرزا ساقی نامہ در ہجوش گفتہ کہ بعد انابت و رجوع وے آں ہجو را بنام شاعر خیالی فوقی تخلص قرار دادہ قرار داد ملخص کلام ازینہا درگذشتہ و چشم از حق ناپوشیدہ میگویم کہ وے رحمہ اللہ تعالے شاعرے بود فصیح زبان شیریں بیان فصاحت آئین بلاغت آگیں صاحب گفتار استوار مالک اشعار آبدار بلبل خوشنوا عندلیب وستانسرا دیوانے مختصر مشحون اکثرے از انحاء سخن دارد واین عاصی بانواع المعاصی ہشت و شش شعر غیر از قطعہ ہجو استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمۃ [من لالہ البدائت والنہائت] ازانہا درینجا می نگارد ومنہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۱۴۲
پڑھکے قاصد خط میرا اوس بدزباں نے کیا کہا · کیا کہا پھر کہہ بت نامہرباں نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے · پر سنا ہوگا کہ ہم کو ایک جہاں نے کیا کہا

جلوہ چاہے ہے اوسے اوس بت ہرجائی کا · یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا
صحن صحرا کو سدا اشک سے کرنا چھڑکاؤ · بس وہ اناہوں میں قائم تری مرزائی کا

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا · پر دیکھیو لیتا ہو جو تو نام کسی کا

جو کوہکن تجھے قوۃ ہی آزمانا تھا · عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اوٹھانا تھا

فہرست میں خوبان وفادار کی پیارے — دیکھا تو کہیں اوسمیں تیرا [نام] نہ پایا

ہر گلی کوچہ ہے رستے کا پراچہ کی دوکان — دھجیاں ہوکے اوڑا بسکہ گریباں میرا

بے دماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا — مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا — اوٹھ جاے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو دردتہ جام مے کشو — ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

دن کو ملیے گا یا شب آئیے گا — بندہ خانے میں پھر کب آئیے گا

ہو گرایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت — تم سلامت [رہ] ہو بندے کے خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو پھر جھگڑا کیا — تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرفدار بہت
قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تیری — مرچکے ہیں اسی آزار کے بیمار بہت

آج خالی سی کچھ لگے ہے بغل — دل گرا شائد اضطراب میں رات

انکی نہ آنکھ خط میں تری چشم دیکھ کر — سبزی پیے ہے کون مے ناب کے حضور

بھلا اے ابر مژگاں ابتو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل پیالے کاٹ [ہس] کر

پی کے مے تم کہاں رہے شب باش — واہ وا رحمت آفریں شاباش
سینہ کاوی ہی کام ہے کچھ اور — کوہکن بود مرد سنگتراش

آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف — اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
اے گریہ پس قافلہ دل نام ہے ایک یار — یہ خستہ بھی نہ جاے جو ایکدم ہو توقف

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن — بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہیں

جوں شمع دم صبح کو یہاں سے سفری ہوں — ملک منتظر جنبش باد سحری ہوں

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں — کبھو روئے تھے سو خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

مجھے اس اپنی [مصیبت سے] ہے فراغ کہاں — کسی سے چاہوں جو صحبت رکھوں دماغ کہاں

شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجھکو — جسکے میں ہاتھ لگا اوس نے جلایا مجھکو

راہ پینڈے میں جو رکھتا ہوں اوسے گھیر [کبھو] — ہنس کے کہتا ہے کہ اب جانے دے چل پھیر کبھو

دل مرا چھین یہ کہتا ہے وہ دلبر قائم — جی جہاں چاہے تمہارا مری فریاد کرو

خوناب دل سے ہاتھ ملا کر تو جائیے — پہنچے گئے ہیں آپ نے اکثر حنا کے ساتھ

جی میں جو کچھ تھی خوشی سو تو گئی یار کیساتھ — سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

میں دوانا ہوں صدا کاٹ مجھے مت قید کرو — جی نکل جائیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

ورق ۲۴۲

یونہی طوفاں طراز ہے جو چشم — تو پھر آفت جہان پر آئی
گھل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم — کیا بلا اس جوان پہ آئی
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس [سے] اب بگڑتا ہے

توفیق جو بوسے کی نہیں گالی ہی دے لو — کیا خوب ہے رکھ چھوڑنی تنخواہ کسو کی
پھولوں کی چھڑی ہے یہ ترے ہاتھ میں گلرو — یا لخت جگر سے ہے گتھی آہ کسو کی

گہہ پیر شیخ گاہ مرید جواں رہے — اب تک تو آبروسے [نبھی] ہم جہاں رہے
صبر و قرار و ہوش و دل و دیں تواں رہے — اے ہمنشیں یہ کہہ تو بھلا ہم کہاں رہے
مسجد سے شیخ تونے نکالا ہمیں تو کیا — قائم وہ میفروش کی اپنے دکاں رہے
عیاد و شور نوحہ کچھ آنے لگا ہے کم — یاروں کے دور ہم سے مگر آشیاں رہے
تو تو چلی بہار پر اون کی بھی کچھ خبر — جو سر بجیب غنچہ نشگفتہ ساں رہے
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار — کیا ہے برا کہ مفت میں اک شعر خواں رہے

یوہیں جو یہ چشم تر رہیگی — آخر کو خراب کر رہے گی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جزرسی میں کیا سخن ہے
یہ صحرا ہے بھلا دیکھیں تو بارے — جنوں کیسا ترا دیوانہ پن ہے
وہ گویا زخم ہے چہرے کے اوپر — جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

نہ ہم فلک کے کبھو ریو و رنگ سے چھوٹے — پڑے بھنور میں جو کام نہنگ سے چھوٹے
نہ اوسکی زلف سے چھٹنے کا قصد کر قائم — کوئی سنا ہے کہ قید فرنگ سے چھوٹے

ملہ بتا تو سہی ہم ۱۰۱+

خوگر درد ہوں میں کرتے ہیں درماں میرے
آہ کیوں ترپے جاں ہیں یہ عزیزاں میرے

یارب کوئی اوس چشم کا بیمار نہ ہووے
دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
صورت میں تری گر نظر آوے ملک المیت
پھر مرگ کسی طرح سے دشوار نہ ہووے

وہ بھی کیا دن تھے کہ جی کو لاگ اوسکے ساتھ تھی
میں تھا اور کوچہ تھا اوسکا اور اندھیری رات تھی

شکوہ نے غیر سے سنے یار کی بیزاری سے
جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

مردن دشوار ہیں [ہیں] جان [کی] تقصیر ہے
حسرت دل سو طرف سے اوسکی دامنگیر ہے
گرم رفتن ہوکے شعلہ قید میں آتا نہیں
موج آتش گو سراسر صورت [زنجیر ہے]

روز و شب ہے حالت انجام مے نوشی مجھے
کیکی آنکھوں نے دیا پیغام بیہوشی [مجھے]
[گو] بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا
ہے تصور سے ترے ہر [دم ہم] آغوشی مجھے
منحصر ہے شرح سوز دل پہ میری زندگی
[شمع] ساں مرتا ہوں گر یکدم ہو خاموشی مجھے
شب ہی [کی] بدمستیوں سے ہوں ہنوز اب تک منفعل
آج تو کرتا ہے [پھر] تکلیف مے نوشی [ ] مجھے

پھرے زمانہ [جہاں] تنگ ہی [ہم سے یا نہ پھرے]
کسی کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

[دل مرا دیکھ] دیکھ جلتا ہے
شمع کا کس پہ دل پگلتا ہے
مدق ۲۴۲ ہمنشیں ذکر یار ہی کچھ کر
اس حکایت سے جی بہلتا ہے

شب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
سوزن گم شدہ جوں آئے نظر رشتے سے

سلہ دل و ۰ ۹ +

گریہ کو تاؔ [تم تھمیا] مژگاں ابھی ہو نگے [نہ خشک] دیر تک ٹپکے ہیں باراں کے شجر بھیگے ہوئے

دل ڈھونڈنا جینے میں مرے بو العجبی ہے ایک ڈھیر ہے یہاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

شب غم سے میری جان او پر آن بنی تھی جو بال بدن پر تھا سو برچھی کی انی تھی
شب گریے سے وابستہ مری دل شکنی تھی جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی
قائمؔ یہ غزل طرز کیا ریختہ ورنہ ایک بات لچر سی بزبان دکھنی تھی

ق

نواب پالکی میں تری ہے وہ زرق برق چشم ستا [رہ خیرا] ہو جس کے خیال سے
اس لطف سے غلاموں کا کہنا ہے [بانس] پر طرّے عکس ہیں مہر کے گویا ہلال سے

رباعی

نواب جہاں طعام یکتا ہو ترا چاول ہے نچوڑنے کی گردوں صافی
مطبخ ہے یہ اسقدر ترا کم جس کے تحصیل ہو سانبھر کی نمک کو کافی

دیگر

کیا پشم ہیں دنیا کے تو یہ اہل نعیم عزت نہ کریں اپنی جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجے سجدہ محراب نہ ہو خم جو برائے تعظیم

دیگر

کب باغ ارم ہے اس مکاں سے بہتر جس کی ہے ہر ایک جہاں سے بہتر
جو پھانک ہے رنگترے کی یہاں کے قائمؔ ہے وہ لب شیریں بتاں سے بہتر

ل یہاں ایک سہ حرفی لفظ مثلاً 'ادا' یا کچھ اور رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے۔

دیگر

شیطاں کبتک یہ نفس بہکتے پھرنا ہر مرد کے ذائقے کو چکھتے پھرنا
دادا کو تو سجدہ نہ کیا نخوت سے اور پوتوں کے آگے رکھتے پھرنا

دیگر

روٹی کے لئے کہاتے تو میر جی میر کہیے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
پر میر ہوے یہ اوس طرح کے جیسے ساگوں میں کو تہہ میر راگوں میں حمیر

دیگر

کیا کہئیے کہ گرمی کے یہ دن کیسے ہیں مفلس کی تسلی کو تو ہیں جیسے ہیں
گر[بھول کے] جا پڑے ہے خصیوں پہ ہات دارائی کے درمیاں میں دو پیسے ہیں

دیگر

قاضی شیخی ہے یہاں تو گا ڈھی تیری تدبیر پر اور ہم نے کا ڈھی تیر[ی]
گو حشر کو دامن کو نہ پہنچے گا ہاتھ واللہ کہ ہم ہیں اور داڑھی تیری

قاضی

تخلص قاضی عبد الفتاح است سلمہ ربہ وے از سادات ضلع قصبہ سنبھل و قاضی زادہاے آں نواح است مرد طالب علم خوش اختلاط صاحب انصاف نیک ارتباط دیدہ شد بقصور ریختہ گوئی معترف است میگفت کہ ا مردم بیرونجات را بزبان اردوے معلی چہ مناسبت بنا بر عادۃ مستمرہ بایں امر اقدام می نمائم بیشتر شعر فارسی از ہر گونہ میگویم گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں می کند شاید قیام الدین علی قائم در ہجو ہیچ ہمیں قاضی رباعی گفتہ باشد کہ بود باش ہر (دو) بیک ضلع واقع شدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ ایں دو بیت رباعی بحضور ایں سراپا قصور خواندہ بود تحریر نمود ہ

دنیا میں تو ہمنے کچھ نہ حاصل دیکھا دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی		مانند سراب عین ساحل دیکھا

قاصر

تخلص جوانے است مغل زا شجاعت آما سپاہی منش ہوشیار لشکری روش پختہ کار یار باش نیک معاش تفقن التیام مرزا بیر علی نام از چندے ترک سودائے سپاہگری نمودہ بسوداگری ایام بسر می برد شعرش باصلاح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسد از چندے بہ بلاد شرقیہ اقامت گزیدہ کہ بوطن مالوف معاودت نمود وقت اظہار مردم شعرش را میاں غلام ہمدانی مصحفی اصلاح فرمود اگرچہ وے اباے کلی ایں معنی بمیان می آید و خیال خود سری در سر دارد بہرکیف ایں سی و پنج شعر [او راست] منہ سلمہ ربہ

ص ورق ۲۴۴
نالہ کیجے جو کبھو سوز نہاں سے پیدا		شمع سا [ں چاہیئے] ہو شعلہ زباں سے پیدا
قاصر اس صفحۂ آفاق پہ اب ہم نے کیا		صورت نقش نگیں نام نشاں سے پیدا

کل اس بہار سے وہ گلبدن نظر آیا		کہ وقت دے ہمیں رنگ چمن نظر آیا

ولا چھڑائیو تو تیر دلستاں کی گرد		کہ جھاڑتے ہیں سبھی اپنے میہماں کی گرد

شب خیال زلف مشکیں مجکو کس کا آ گیا		سر بسر جو میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

[میرے] آگے نہ کسو غیر کا تو دل رکھنا		سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
سخت جانی ہے گلوگیر ترے بسمل کے		ہاتھ تھا تجکو دم ذبح نہ قاتل رکھنا
تیری ابر[و سے مہ عید] نے سیکھی ہے یہ طرز		نیم نظارہ پہ اک خلق کو مائل رکھنا

کھل گیا کس [غرقۂ] الفت کا مدفن [آب] پر — نخل فوارہ ہوا جوسب یہ انگن آب پر
تا نہاں چشم صدف نظارۂ عالم کرے — کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

کیوں نہ عاشق سے رہے روز لڑائی سر پر — تو یپ کی آپ نے اوڑھی [ہے] رضائی سر پر

دل میں اوس بت کے میرے نالے اثر کیونکر کریں — یہ پتنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں
طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو — وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں

کیا سوز جگر اپنے کو تحریر کروں میں — جل جائے زباں میری جو تقریر کروں میں
تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا — اس شرط پہ آمادہ تقصیر کروں میں
[ہے] جی میں کہ ہو [جس] میں رقم حسن کی قیمت — اوس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں
[پھر جا] جب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے — خواہش کی نظر گر سوے شمشیر کروں میں
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کروں میں
اوس رشک پری کے جو ملے ہاتھ کا توڑا — اپنے دل دیوانہ کو زنجیر کروں میں
تقدیر کو خواہش ہو مری خواہش دل کی — اب جی میں ہے قاصر کہ وہ تدبیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں — اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت [سفر] میں

خوب لگ چھاتی سے ملنا پھر ہمارا ہو نہو — ہے شب [وصل] آج کیا جانے دوبارا ہو نہ ہو
فرش مخمل پر بھی اوس بن مجکو [نیند] آتی نہیں — بستر گل خار ہے جب تک وہ ہم بستر نہ ہو

کہنا بجا ہے خار کو مانوس آبلہ — ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پا بوس آبلہ
برگشتگی بخت نے نوبت میری یہ کی — معکوس پا بہ خلق ہوا کوس آبلہ

کیوں نہ رکھوائیں جنازے پر اب اپنے کو ہم | دل میں جاتے ہیں لیئے حسرتِ و[ید] ار چلے
میں وہ [میکش] ہوں مغاں چاہیئے چالیس قدم | ساتھ لاشے کے میرے خانۂ خمار چلے
ظلمت زلف بتاں میں نہ گذر پیک نگاہ | اوس مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

اوس گل کی بوے کاکل [گذ] رے اگر چمن سے | بہر نشا نکالیں غنچے زبان دہن سے

کیوں نہ وہ آہ شرر افشاں اثر پیدا کرے | صورت گلریز جو ہر دم شرر پیدا کرے

وہ ہوشربا جسدم وا کردہ نقاب آوے | موسیٰ کا تو کیا مونہہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

نگاہ آرزوے ہمکناری سے جو مرجھاوے | جو سے کیا ربط کیا جانہ کی وہ گلبدن جانے[۱]

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے | واگرنہ مجھ تک آسکتے ہو پیارے ہر بہانے سے

اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے | روبرو میرے فغاں کے شور محشر سرد ہے

اے دست تصور تجھے تا شانہ کروں قطع | جو گردن جاناں پہ تو پیچیدہ نہ ہووے

قاسم

تخلص ایں [ہیمدان] سراپا نقصان خاکپاے طلباے جہان خوشہ چین شعراے صاحب زبان عاصی بانواع المعاصی کمتر از ہر دانی و قاصی نامہ سیاہ یکسر گناہ سید ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری است غفر اللہ [لہ ولو] ورق ۱۱۳

---

[۱] یہ مصرع دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے ٭

الدیہ واحسن الیہا والیہ سلسلہ علیہ نسب آباے کرام واجداد ذوی الاحترام کہ یکے از ایشاں سید اسمعیل غوربندی است قدس سرہ و دیگرے سید فاضل [گجراتی] روح اللہ روحہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایں بزرگوار در گجرات حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ والغفران بمحلہ آہنگران واقع شدہ وتا الیوم [مر] جع خاص و عام آں دیار است یزارو یتبرک بہ بجناب امامت انتساب حضرت [امام] موسیٰ [رضا] سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام [ام میرسد] اوقات شریفہ [ہمگی ایں بزرگا]ن بہ ترک و تجرید و توکل و تفرید و درس و تدریس و تعلیم و تعلم بسر می شد و ایں احقر اگرچہ از بدو شعور بخدمت سراپا برکت اہل علم و صاحب دل مانند زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس [اللہ سرہ] و مرجع طلاب جہان مولوی خواجہ احمد خان نور اللہ مرقدہم شتافتہ کسب علوم عقلیہ واکتساب فنون نقلیہ می کرد اما بنا بر عدم مساعدۃ ایام و ناموافقت بخت نافرجام بر جادۂ اجداد عالی مقام نتوانست رفت یک چند از خدمت بارفعت شریف الحکما رئیس الاطبا خلاصہ فضلاے زمان حکیم محمد شریف خان مدظلہ وسلمہ ربہ استفادہ فن شریف طبابت نمودہ ایام بسر میکند و ہم از ابتداے سن تمیز خیال شاعری در سر [دارد و] استحصال طرز ایں فن جلیل القدر دراں اوان از جناب ہدائت انتساب استاد و صاحب درائت ہدائت اللہ خان [ہدائت] عفی اللہ عنہ نمودہ تا الیوم ہفت ہزار بیت تخمینا [از] انواع سخن رطب و یابس در دیوان فراہم آمدہ و بیرون ازیں مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی رحمہ اللہ قریب سہ ہزار و پنجصد بیت در قصہ معراج حضرت خیر الانام علیہ والہ التحیۃ والسلام و [مثنوی دیگر در] بحر بوستان شیخ شیراز بہ بخشش و یارا خداے بے نیاز قریب پنج ہزار و دوصد بیت در کرامات حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ بر صفحہ روزگار ثبت نمودہ و عزم بالجزم نظم غزوہ بدر پیش نظر دارد بشرط خیریت و مساعدۃ زندگی انشاء اللہ تعالے از کتم غیب بمنصۂ ظہور جلوہ گر میشود ملخص کلام از کلام نقص انتظام خود . . . [1] بحکم بودن ضرورۃ خار باگل و خس و خاشاک در گلستان با اشعار عالی مرتبہ بزرگان دریں روضۂ فردوس توامان مندرج می سازد و باللہ التوفیق و علیہ التکلان ؎

جہاں میں آن کر یار و زمین و آسماں دیکھا | وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا
تمنا ہے یہی قاسم کہے یوں خلق بعد اپنے | جہا[ں سے کس] مزے سے یہ محمد گو اوٹھا دیکھا ورق ۲۴۶

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوں مسافر تو کیا کریں پھر | پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

[1] دونوں نسخوں میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے،

ترے ہاتھوں دل میرا داغ ہے نہ سرخوشی نہ فراغ ہے　　نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے غم عشق تونے یہ کیا کیا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیراں ہوئیگا　　زلف کو شانہ نہ کر کافر پریشاں ہوئیگا
شب پس دیوار سن میری فغاں بولا وہ ہائے　　[ہونہ] ہو یا [رو دہی] کم بخت نالاں ہوئیگا

کیا مرے قتل کا دیوینگے جواب آپ بھلا　　جس گھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

پاؤں تلک جو پہنچا تصویر لکھتے لکھتے　　مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھینچا
پتھراگئیں کل آنکھیں بر راہ تکتے تکتے　　اوس سنگدل کا میں نے یہ انتظار کھینچا

چھین کر دل جو مرا گو نہ رکھا کاکل میں　　آپ کے سر کی قسم آپ نے احسان کیا
بر سر ہر مژہ ہے بوند لہو کی دیکھو　　عشق نے کیا لب جیحوں پہ چراغان کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم میں اے شمع رو　　کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی مذکور تھا

[اندو] ہ دو عالم سے چھڑایا مجھے تونے　　بندہ ہوں میں اے وحشت دل تیرے کرم کا

ہزار افسوس اے دل کل نہ تھا تو آپ میں ورنہ　　کھلے بندوں کھڑا تھا باغ میں گل [پیرہن] تیرا
[گریباں] پھاڑ سر کو پھوڑ نعرے مارتا قاسم　　چلا دشت جنوں کو واہ رے دیوانہ پن تیرا

خط پشت لب جاناں کو دیکھا تونے اے قاسم　　سواد چشمہ حیواں میں کیا سبزہ لہکتا تھا

ہے تب الفت نہایت اوسکو مزن با غباں　　بلبل بیدل کہا [ظالم جلد قرص گل کھلا]
گل کرے گا حسن ہر یک سے باندازِ دگر　　طفل غنچوں کو ذرا دل دیکھے لے بلبل کھلا

ہواجب خوب رکتی ہے گھٹا البتہ برسنے ہے   گھٹا ہے بیطرح [اب دل یہ] ہے آثار رونے کا

یہ کہیئے اب کہ بھول پڑے آج کسطرف   اسطرف بارے آپ کا کیونکر گذر ہوا

حب پیغمبر سے مالامال [ہے د] ان [دوستو]   ان دنوں معمور ہے بارے مدینا عشق کا

جی ہے آنکھیں ہیں کلیجہ ہے بغل ہے دل ہے   جونسا بھائے مکاں لیجئے اوس میں ڈیرا

بل بے تیری کاوش اے جوش گداز عشق ہائے   [بچ رہا] جو استخواں گلنے سے وہ شانہ ہوا   ورق ۲۴۷
[دور] گل گذرا کہیں جلدی قدح دے ساقیا   یعنی اپنی عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

سقف گردون کہن مسمار تھی ایک پل میں آہ   خیر گذری نالہ کل آکر [دہا] ں تک رہ گیا
کچھ قلم ہی کے نہ تنہا ہونٹ چپکے ہمنشیں   وصف لب میں قاسم شیریں زباں تک رہ گیا

بوسۂ خال لب لعل بتاں نے دوستاں   کر رکھا ہے دل کو بندہ اپنے کاٹے تل کھلا
اے کنار عاشق اس لڑکے سے مت اغماض کر   طفل اشک سرخ اب تجھسے گیا ہے ہل کھلا

دل [نہیں یہ کہ مل اشکو] ں سے ہو راہی نکلا   ساتھ ٹانڈا لیے اپنے [ہے] نکاہی نکلا
یاد میں اوس قد موزوں کے ہر ایک نالہ و آہ   دل پر درد سے ہو مصرع آہی نکلا

میری بھی آہ جوانی [تھی] نہ تھا دن کوئی   کہ یہ سر اور در خانۂ خمار نہ تھا

ہم تو عشاق میں قاسم کو بھلا سمجھے تھے   تم جو کہتے ہو برا خیر [برا] اہووے گا

لہ برستی و۔ و ۔ سنہ گذا

خون ہو رشک سے دل عاشق جانگاہ کا [آہ] پانو پڑ پڑ یہ ترے رنگ حنا نے چاہا

گردن ڈھلک رہی ہے اور آنکھوں میں دم ہے آہ بیمار چشم کی ترے حالت عجب ہے اب

اللہ رے جور حسن بتاں جسکے ہاتھ سے یوں دادخواہ با سر عریاں ہو آفتاب

دلکی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

غیریں تو ہیں بہار حسن دلبر ہے غضب [ہم سہیں] ظلم وستم اے ولے قسمت یا نصیب

باغ حسن یار میں گلچیں نہ ہوں ہم ہے غضب اور بہار رنگ گلشن یوں اوڑائے عندلیب
پھول پھول اب بیٹھتی ہے شاخ گل پر یہ نسیم بندہ رہی ہے کیا گلستاں میں ہوائے عندلیب
توتیاء چشم گل گرد خیاباں ہے صبا دیکھ لے کحل البصر ہے خاکپائے عندلیب ورق ۲۴۸

محرم آب رواں پر ہے بایں آب حباب مٹ گئے دیکھ صفا جنکی سر آب حباب
ناف کے گرد پھرا یہ دل پہ آبلہ یوں جمع باہم ہوں پھریں جوں سرگرداب حباب

لو چلے ہم خوش رہو کاکل سنوارو بیٹھکر اپنی زلفوں کی طرح کیوں اتنے بل کھاتے ہیں آپ
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر ایسی ایسی باتوں کو مونہہ پر بھلا لاتے ہیں آپ

موسم گل ہے جنوں ہے جوش پر جانے دو اب [بس دو] وانے کو نہ چھیڑو ورنہ پھر سیانے ہیں آپ

خیال زلف میں رویا کیا میں ہمدم آہ برنگ ابر سیہ زار زار ساری [رات]

کریں اب تجھسے ہم کچھ اور[ڈھب کی] بات کیا طاقت — ترے پاؤں تلک پہنچے ہمارا ہات کیا طاقت

شکست شیشہ دل کی یہ ہے آواز اے ساقی — میرے نالوں سے ناداں خندۂ قلقل کو کیا نسبت

بت آزر کو کیا دیتے ہو اوس بیباک سے نسبت — مغاں پتھر کو دو مت شعلۂ ادراک سے نسبت

کہاں اے وائے اب وہ دن کدھر وہ وصل کی راتیں — سرک سونے پہ رہتی یار سے کیا کیا ہمیں کھٹ پٹ
نہ گھڑ تعویذ تربت کا مری خارا شکن لبس کر — لگی ہے آنکھ سونیدے کہیں [ظالم نہ کر] کھٹ کھٹ

ہجوم آہ ہے اور فوج طفلاں ساتھ ہے قاسم — چلا [تو اوسکے کوچے] سے ہے با ایں شان کیا باعث

اودھر ہی اب لگی رہتی ہیں آنکھیں رات دن قاسم — تکا کرتا ہے تو کیوں رخنۂ دیوار کیا باعث

ہم کہتے نہ تھے کل لب میگوں کے نہ مونہہ لگ — [کھینچا نہ دلا اوسکا بھلا] تونے خمار آج

ہائے کیوں جلد کھلیں تم سے گلا ہے آنکھو — [ایک مدت میں میں] دیکھا تھا اوسے خواب کے بیچ
قوت ضعف سے کوچے میں رہا کل اوسکے — یوں بھی ہوتا ہے کبھو عالم اسباب کے بیچ
سر کھلے ناز سے [انداز سے] جوڑا باندھے — کل وہ خورشید کھڑا تھا شب [مہتاب کے بیچ]

بوسہ تو در کنار ٹک ادھر تو دیکھیے — کچھ یاد ہے کیا تھا بھلا کیا قرار صبح

دیکھیے کیا اب کے ہو اس جیب و داماں کیطرح — پھر لگی ہم کو خوش آنے کچھ بیاباں کی طرح
چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن — جلوہ گر ہے یک قلم تجھ میں گلستاں کی طرح ورق ۲۴۹

دل میں چبھتی ہے مرے دزات پیکاں کی طرح | ہے غرض کیا ہی نکیلی تیری مژگاں کیطرح
حال چشم زار و اشک تر نہ پوچھ اے ہمنشیں | برسے ہیں دو دو پہر یہ ابر باراں کی طرح
اس ملاحت سے ہے یہاں شور محبت جلوہ گر | بھر رہا ہے زخم دل سارا نمکداں کی طرح
پھول بیٹھے باغ میں تو رشک آتا ہے مجھے | گل میں کچھ ملتی ہے بلبل میرے جاناں کی [طرح]
[تختۂ گلنار سینا] آب جو سیل سرشک | یہ نئی ڈالی ہے ہم نے باغ و [بستاں کی] طرح
موجب طوفاں سرشک و باعث محشر فغاں | طرز گریہ وہ غضب اور یہ ستم نالے کی طرح
لڑکھڑاتا [جھومتا ساغر] بکف آتا ہے یہ | دیکھیو اے میکشاں اس میرے متوالے کیطرح

قسم[1] ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم[2] | کہ شب تھی کاکل مشکیں سے مو بمو گستاخ

جب تجھے جانتے ہم ایدل کہ ہو دلدار پسند | ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند
زلف جنجال مژہ قہر قیامت قامت | کیا کیا تو نے یہ اے دیدۂ خونبار پسند

اوس زرد پوش بت کا میں کشتہ ہوں بسکہ آہ | چھاتی پہ میری چاہیئے سنگ مزار زرد

آنسو گرے پر آہ نہ آیا وہ لعل لب | او لٹے گئے گرہ سے گہر یک نشد دو شد
طاؤس اب ہوا ہے یہ تو بردہ آپ کا | داغی غلام تھا ہی قمر [یک نشد دو شد]

حور پر ہنسا پری کو نام رکھنا رات دن | واہ رے تیری شکوہ اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہو [وقت بوسہ کیوں نہ شکر خند] بامزہ | باہم ملیں تو ہوتے ہیں شیر و شکر لذیذ

---

[1] و.و. میں یہ بیت درج نہیں۔ [2] کذا،

[چھٹے ہے قیس کی] چھاتی مرا چاک جگر دیکھے   خدا جانے کرے گا عشق اب اور امتحاں کیونکر

چلی جاتی ہے شب باقی گھڑی دو چار ہے ظالم   بہت ہٹ ہو چکی [اب] مان لے میرا کہا بس کر

تربت سے اوٹھا پھینک دو اوسطرف عزیزو   تعویذ ہے چھاتی پہ مری سل کے برابر

چا[ندنی میں] بیٹھ مت مونہہ سے اوٹھا ظالم نقاب   داغ ہوگا دیکھ یہ ماہ درخشاں سر بسر

بات ہی اور نہیں تم کو سوائے دشنام   آپ کی چلتی ہے کچھ بہت زباں میرے پر

نہ ہونا مبتلا زنہار کوئی چشم مے گوں پر   سواد مردمک سے لکھ رکھو یہ خاک مجنوں پر ورق ۲۵۰
سر ہر مژہ تم قطرۂ خوناب مت سمجھو   چراغاں ہے یہ اسے روشندلاں دریائے جیحوں پر

عاشق نہ ہوجیو کوئی روے نگار پر   لکھو یہ دوستاں مری لوح مزار پر
سچ سچ نہ پوچھ اوس بت بیدیں کی ہمنشیں   باللہ کہ آج ہے وہ قیامت [بہا] ر پر
یہ تیرہ بختی اپنی غنیمت سمجھ دلا   خال سیہ کو دیکھ لب لعل یار پر
کس واسطے میں کیوں تجھے دل دوں بتا مجھے   کیا اعتماد ہے ترے قول و قرار پر

بخل نظارہ نہیں دیدۂ تر سے بہتر   اور جو مرضی ہے یہی آپ کی تر سے بہتر

کچھ نہ بیٹھی شکل تعمیر شکست دل درست   [قاسم] اپنے سے کئے ہر چند میں نے توڑ جوڑ

ابر تر اوسکے نہ مونہہ چڑھ[لہ] ابھی دم لے تھم جا   بر سر جوش ہے یہ دیدۂ خوں بار ہنوز

لہ ق ۱۰۹

طلعت ماہ وشوں کے ہیں یہ کشتے جن کی　　تربتوں پر ہے کھچی چادر مہتاب ہنوز

درد دل میں نے بہت آج چھپایا لیکن　　کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ تر آخر روز
ہائے لے لے کے مزے کھاتے ہیں عاشق یارو　　شام غم غصہ سحر خون جگر آخر روز
وعدے اپنے پہ کبھو تو مرے گھر آ ظالم　　نصف شب وقت گجر شام سحر آخر روز

اژدہام داغ و گل ہے اور ہجوم یاس آہ　　ہائے تس پر بھی لگے ہے دل کی آبادی اداس
کیوں نہ دل وحشت سرا معلوم ہو بن صبر ہائے　　ہے مقرر ہمنشیں لگتا ہے گھر خالی اوداس

ہے تمریں محتبس عکس رخ عالم تمام　　یہ صفائے دل بھی اے مہرو ہے تسخیر و قفس

شیخ و زاہد وہاں نہ ہوں تو [لطف جنت ہے کہ ہے　　سیر گلزار ارم] بے زحمت [اغیار خوش]

[ہے عشق میں اوس شوخ] کے یہاں خشک [تر آتش　　دل آتش و اشک آتش و خون] جگر آتش
سینے [میں اس انداز سے بھڑکے] ہے دل اپنا　　مانگے ہے او [سے دیکھ] کر آب [الحذر] آتش

ہے اشک و سوزش سے غم کی یہ دل گہے بآب [و] گہے بآتش
ہو جیسے انجام مرغ بسمل گہے بآب و گہے بآتش
طراوۃ و رنگ لعل [نوشیں اس آبداری] سے دیکھتا ہوں
ہو جیسے جوہر [شناس] مائل گہے [بآب و گہے بآتش]

جب آوے پیار میں تب مسکرا کے گالی دے　　نئی طرح کا میں دیکھا یہ کچھ یہاں اخلاص　　ورق ۲۵۱

ہوں مست چشم پر لب مے گوں کا ذوق ہے
ہے مجھ تنک شراب کو رطل گراں کی حرص

اے بتاں کیجے قبول اب زلف کے مارونکی عرض
کافرو مانو کبھو توان سیہ کاروں کی عرض

چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر
اب بھڑا دو لب سے لب ہے یہ گنہگارونکی عرض

کارسازی میں دیا ہیں تجکو تا ایساں غرض
ہے پر نکلی نہ تجسے اے لب جاناں غرض

مسکرانے سے ادا سے ناز سے انداز سے
جوں بنے لینا میاں تجکو دل حیراں غرض

آب ہوں لعل و گہر داغ ہوں خورشید[و] قمر
[کھولے] گھونگٹ سے جو تو بالب خنداں عارض

سربسر قول تیرے اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

بوسہ لیا ہے ہم نے دغا سے نشے میں آج
ہرچند ادنے کی لب میگوں کی احتیاط

تار نفس کو ربط ہے نوک مژہ سے آہ
شریان جاں کو یعنے ہے نشتر سے ارتباط

کرشمہ عشوہ تغافل حیا نگہ چشمک
ہیں دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے [حظ]

ہر آن آہ و نالہ ہر دم فغان و زاری
ہیں عاشقی میں یہ بھی دو تین چار کیا حظ

چوں بلبل اسکے روبرو شور و فغاں نہ کر — نازک دماغ گل ہے وہاں اے زباں لحاظ

مہر وسے میرے آنکھ لڑاتی تھی رات کو — کس شعلہ خوسے اٹکی ہے دیکھو شعور شمع

ہے آنسوؤں میں اس دل بیتاب سے چراغ — روشن ہے سیل اشک میں کس آب سے چراغ
کیونکر نہ گل ہو شمع رقیبان تیرہ روز — جلتا ہے آج کل مرے پیشاب سے چراغ

جلوہ گر ہو جیسے آیئنے میں فانوس و چراغ
ہے دل پر داغ یوں سینے میں فانوس و چراغ
وہ بھبھوکا سا بدن وہ سبز جوڑا ہائے رے
جلوہ گر ہے جس طرح مینے میں فانوس و چراغ
وہ دوشالہ پوش بت چمکا تھا نور سے سے [شب]
یا خدایا تھے یہ [پشمینے] میں فانوس و چراغ

داغوں سے دل جگر کے اور اشکوں سے چشم [کے]
گھر بیٹھے ہم کو یہاں ہے صبا سیر چار باغ
وحشت جنوں کو دیکھیو قاسم تو آج کل
جوش بہار اشک سے ہوتا ہے نار باغ

کون یہ دل سوختہ گذرا ہے گلشن میں نسیم — لگ رہی ہے آگ سی [کچھ] یہ گلستاں کیطرف
موجب جمعیت خاطر ہوا ہے ان دنوں — دیکھنا قاسم مجھے زلف پریشاں کیطرف ورق ۲۵۲

دیکھیے تیغ ستم سے جانبری ہو کس طرح — ہو [گیا] دل بھی مرا کم بخت قاتل کی طرف

دیکھے ہے زلف چہرۂ گلفام کی طرف　　یہاں کفر کو بھی میل ہے اسلام کی طرف

کافر خدا سے ڈر ٹک دامن کو مت جھٹک یوں　　برباد دے نہ ناحق مشت غبار عاشق

ہوا تھا جوں توں کے یار مہرو [ہے] یہ بھی قاسم بھلا کوئی خو
نشے میں دیکھ اوس کو بڑھ چلا تو بس اب گیا اعتبار عاشق

شیشے میں پری رہتی ہے جس رنگ سے یارو　　یوں موج تبسم سے گئی دل میں سما برق

اللہ رے فرہاد تری گرمی عشق آہ　　اٹھتا ہے دھواں سا سر کہسار سے ابتک
ہمدم لب جاناں سے ہے دیکھو نے قلیاں　　ہم تکتے ہیں سو نہہ بیٹھے گنہ گار سے ابتک

سرگشتگی دل سے یہ دیتا ہے نشاں آہ　　چکر میں کلال آج جو ہے کوزہ بسر خاک

ہے یہی رونا اگر قاسم تو اب شام وسحر　　بے نکلتے ہیں دل بیدل کو بھی ہمراہ اشک

دستار بسنتی سے کرے سیر چمن تو　　صد چاک ہو کیونکر نہ قبائے گل صد برگ

ٹک چشم غور سے گل نرگس کو دیکھنا　　یارو وہ شوخ چشم ہے چشم و چراغ گل
ہے خط [سبز] و خال سیہ روے لالہ گوں　　بیٹھے بہم ہیں یا کہ یہ طوطی و زاغ و گل

گھبرا کے نکل جائے گا جی یوہیں کسی روز　　کچھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر تپش دل
وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے　　مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل

باللہ کہ آج اوس بت کافر کے شوق میں   نکلا پڑے ہے سینے سے بے اختیار دل

شعلے سے کوہ طور کے روشن ہے داغ دل   شمع حرم سے کم نہیں اپنا چراغ دل

میرے رونے پر نہ ہنستا کیونکے وہ جوہر شناس   سلک گوہر میں نہ تھا کچھ اس در غلطاں کا مول
ایک [سر] مو بھی کلاہ فقر سے ہرگز نہ دوں   چاہے گر گردون دوں اس افسر خاقاں کا مول

ہیں روسیہ و خستہ جگر مثل نگیں ہم   اے وائے کہ تسپر بھی نہیں خانہ نشیں ہم

وائے خوش بختی نصیب دشمناں ہوں گالیاں   دوستاں ہوں اوس لب [شیریں] سے یوں مایوس ہم
دسترس ہاتھوں تلک وزد حنا کو ہو تیرے   وائے قسمت چوری چوری بھی نہوں پابوس ہم
دل ہی گلدستہ [نہیں] داغوں سے اسے محو چمن   کھاکے گل دستوں پہ ہیں رشک پر طاؤس ہم
چتر شاہی کی ہوس دل میں نہیں قاسم ہمیں   ہیں کسو کے سایۂ دیوار سے مانوس ہم

دیدہ قربانیاں رہنے سے وا پیدا ہے آہ   لے گئی یعنی جہاں سے حسرۃ دیدار چشم
اوس خور محشر سے چشم دید ہو قاسم اگر   تا قیامت قبلہ رو بیٹھوں نہ کھولوں یار چشم   ورق ۲۵۳

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ   لوٹے بہار حسن نہ ہوں کامیاب ہم
ہے اب کہ سر[د] ہو تری گرمی عروس مہر   مکھڑے سے اوس پری کے اوٹھاویں نقاب ہم
کب نیند آئے بالش کمخواب پر ہمیں   کرتے رہے ہیں آپ کے زانو پہ خواب ہم

لہ کذا

جوں کاکل آشفتہ پریشاں ہوں ہم اے وائے　　جمعیت خاطر سے وہ زلفوں کو سنواریں
ہے [تہرا] کہ حسرت زدہ حسن تو ہم ہوں　　اور آئینہ لوٹے ترے مکھڑے کی بہاریں
بوسے کے اشارے پہ وہ کچھ ہونٹوں میں کہکر　　مونہہ پھیر کے بوسے انہیں کہدو کہ سدھاریں

ہے اگر یہی مرضی ہم چلے پر اس دل کو　　[۲] ہینے دو کہ عاشق کی کچھ رہے نشانی یہاں

آہ کے ساتھ ہی تاثیر ہوئی اوس کو آج　　واہ رے مرو کہ [جس] [۱] یہ ثمر جھڑتے ہیں
گال رومال سے پونچھے ہے وہ مہ رو دیکھو　　ہے یہ مضمون نیا شمس و قمر جھڑتے ہیں

آتش داغ جگر سے پھل گیا سینا تمام　　یہ ملا نخل محبت کا ثمر میرے تئیں
چشم کے بہنے کو روؤں یا طپش کو دل کی آہ　　وہ او دھر دست ہے مجھے دکھ یہ ادھر میرے تئیں
وحشت عشق بتاں شب لے پھری اے دوستا　　کو بکو خانہ بخانہ در بدر میرے تئیں

دل پہ رکھنے کی یہ ہے تاثیر سیدھے ہاتھ میں　　درد ہے او کافر بے پیر سیدھے ہاتھ میں
صورت اوسکی جیب سے دیکھی دوستو حیرت سی ہے　　دست چپ ماتھے پہ اور تصویر سیدھے ہاتھ میں

گئے وہ دن کہ دو دو پہر تک مجھ ساتھ باتیں ہیں
بس اب خاموش گریاں میں ہوں اور ساون کی راتیں ہیں

غم درد رنج محنت آفت ستم قیامت　　فرقت میں تیری دیکھیں بندہ نواز ساتوں

---

[۱] کے ۱۰۱ ہ

میں دور سے گل صد برگ اوسے دکھا قاسم   جتا دیا دل بیدل کا حال پردے میں

الہی محرم آب رواں میں اوسکے پستاں ہیں   کہ مستی سے ہیں خوش بیٹھے یہ دو سرخاب پانی میں

ہزار حیف کہ تو آپ ہی نہ تھا قاسم   نہا رہا تھا وہ گل بے حجاب پانی میں

دشنام دے مناتے ہو روٹھے کو آن میں   کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زباں میں

دیدہا سے تر کو دل کی کیا خبر اے ہمنشیں   یہ بچارے آپ ہی اپنی گرفتاری میں ہیں

میں منعمو وہ فلک نشیں ہوں کہ مجکو یہاں   قالی تو یک طرف ہوس بوریا نہیں

شب ہجران زلف یار کی مت پوچھ اے قاسم   یہ طولانی بلا ہے موت کی سی رات آنکھو نمیں

میں متوالا کہاں رکھتا شراب نخوۃ اے منعم ورق ۲۵۴
تھیں آنکھیں صرف حیرۃ ساقی سرشار تھا دل میں
ذرا بھی میں جو پاتا فرصت اس حیرۃ سے اے منعم
بناتا دل کے ٹکڑوں سے مرصع ہار تھا دل میں

اوس چنچل شوخ کے قد کو اب کیا میں با آب و تاب کہوں
طوبائے جناں یا شمع حرم یا آہ دل بے تاب کہوں

یہ سب اوسکی نظر سے گر پڑے جن نے تجھے دیکھا   پری ہو حور ہو غلمان ہو نوری ہو ناری ہو

پھبن جب دیکھئے سیمیں بروں کی لے ہوسناکاں　　بنت ہو گو کھرد ہو لہر ہو گوٹا کناری ہو

جینے دو اپنی زلف کے ماروں کو ہاے اب　　جانے دو بس نہ کاکل مشکیں کو تاب دو
آنکھوں میں ہاں ہوں یہ نہیں وقت بوسہ ہاے　　ہے یہاں سوال ایک تو وہاں ہیں جواب دو

بندہ ہوں اس پھبن کا اللہ رے جامہ زیبی　　جھلکے ہے یہاں خدائی حسن بتاں تو دیکھو

وہ خوں نوش دل عاشق مے گلگوں سے کیا واقف
شراب سرخ کی لذت لب جاناں سے مت پوچھو

مجکو گلہ ہے دیدہ خانہ خراب سے　　مضطر کیا ہے اسنے دل آرمیدہ کو

لخت دل گرتے ہیں مژگاں سے نہ انکے مونہہ چڑھے　　ہاں صدف کہدے ذرا یہ ابر گوہر بار کو

ہم دل سے ہیں خواہان بلا کوئی بلا ہو　　کاکل ہو سیہ چشم ہو یا زلف دوتا ہو

وقت آخر ہے جہان گذراں میں قاسم　　کوئی دم دیکھ لو سیر گذری دیکھو تو

ناصحا طرز محبت تری بھائی مجکو　　پر نصیحت یہ خوش آتی نہیں بھائی مجکو
نالہ برباد کیا آہ ہے باقی سو کیا　　وہ بھی آتی ہے نظر باد ہوائی مجکو

سلہ کذا +

نہیں بو تو چمن میں تم کسو سے آہ جانے دو | ذرا غنچوں کو کھلنے دو گلوں کو کھلکھلانے دو
لگاتیں ہیں یہ آنکھیں آگ اشک تر بجھاتا ہے | ہماری خوش گذرتی ہے لگانے دو بجھانے دو

بھنا جاتا ہوں سرتاپا تپش دل کی بجھانے دو | خدا کے واسطے یارو مجھے آنسو بہانے دو
چلے آتے ہیں غش پر غش نہ پوچھو آہ جانے دو | ذرا دم لو نہ گھبراؤ بجا ٹک ہوش آنے دو
ہمارا دل گھر اوسکا ہے وہ جو چاہے کرے اوسکو | بناوے تو بنانے دو اگر ڈھاوے تو ڈھانے دو
بکف شمشیر و [کف برلب] غضب آلودہ آتا ہے | کنارے ہو ہٹو سر کو مرے قاتل کو آنے دو
کہوں میں قصہ درد دل و سوز جگر تم سے | ادھر آؤ سنو بیٹھو یہ ہیں نادر فسانے دو
کہونگا میں پلک نے اوس کمر کی کیا کیا مجھے | میاں صاحب میرے دلکو ذرا آنے ٹھکانے دو
جوانی ہے جنوں ہے جوش گل ہے وحشت دل ہے | خدا کیواسطے مانع نہ ہو دھومیں مچانے دو

ورق ۲۵۵ عشق میں کیا قلق ہوا دل کو | راس آئی نہ یہ ہوا دل کو
چین مطلق نہیں اسے قاسم | کیوں میاں [جان] کیا ہوا دلکو

کھلا جس وقت میاں زلف و رخ دلدار کا پردہ | وہیں اوٹھ جائیگا ہر کافر و دیندار کا پردہ
مرے رونے پہ رحم آیا بت بے دید کو بارے | خدا نے رکھ لیا اس دیدۂ خونبار کا پردہ

دور بھی کیجے کہیں روے حسیں کا پردہ | یہ نکالا ہے بھلا تم نے کہیں کا پردہ
کام دل پاوے نہ تا عاشق بے دل پیارے | آپ نے خوب یہ رکھا ہے نہیں کا پردہ

چپ ہو تو مونہہ تھتالے بولے تو دیوے گالی | طرز سکوت وہ کچھ انداز گفتگو یہ

۱؎ کذا ۔

زلف سیاہ و عارض کافور فام ساتھ   اعجاز حسن ہے یہ کہ ہے صبح و شام ساتھ
نے قیس ہے نہ وامق و نے کوہکن ہے آہ   ہم رہ گئے عدم کو سدھارا تمام ساتھ

واہ رے شوکت عشاق کہ مرتے مرتے   طرۂ شمع ہوا تاج سر پروانہ

صحبت دل گرم ہو کیونکہ نہ تبخالے کے ساتھ   ہے اسے پالا پڑا آتش کے پرکالے کے ساتھ
لڑکھڑاتا جھومتا گلشن میں کل پھرتا تھا وہ   سایہ ساں پر میں بھی تھا اوس اپنے متوالے کے ساتھ

ہر ایک غنچہ بشکل [دل ہو] ہر ایک گل داغ دل کی دے بو
چمن میں جب جانے عندلیبو جو اس مزے سے بہار آوے

ہزار خاک ہوں پر خاک پاک ہوں قاسم   زباں سے جب مری یا بوتراب نکلے ہے

تنگی دہن سے تو سمجھا نہ سخن لیکن   اتنا تو میں دیکھا تھا کچھ ہونٹ ہلاتا ہے

سائل جو میں بوسے کا ہوا اوسے دعا دے   بولا وہ بت شوخ کہ پھر مانگ خدا سے

سپر تلوار کے باندھے تو کیا ہوتا ہے اے ظالم   دوانا قتل کر مجھا کوئی تو بانکپن جھمکے

ابر اس چشم سے چھینٹے جو لڑے پانی کے   ہم پھر اوس وقت بھریں کچے گھڑے پانی کے
غرق ہو آئینے میں عکس نہ کیونکر قاسم   بیشتر ڈوبے ہیں پیر اک گھڑے پانی کے   ورق ۲۵۶

شعلہ خودہ [تر] زباں ہم دیکھیے کیسی بنے   آب و آتش یہاں ہیں باہم دیکھیے کیسی بنے

ایک بوسے پر تو کل بگڑی تھی [تسپرا] آج پھر　　طالب صد کام ہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

دل چاک جگر ٹکڑے سر خاک پھٹے کپڑے　　اے وائے یہ نقشے ہیں عشاق بچاروں کے

شعلہ شرار اخگر صد برگ غنچہ لالہ　　عاشق کے دل کو یارو جو کچھ کہو بجا ہے

ڈھالی ہے خود خدا نے زبس اپنے ہات سے　　فائق ہے چھب تری بت آزر کی گات سے

اس صفائے رخ نے کھو دی آبروے آینہ　　[صا] ف تو یوں ہے کہ تجھے نالشی آئینہ ہے

کوچہ ہر زخم یہاں صد خانہ خوش بنیاد ہے　　ان دنوں معمورۂ دل خوب [ہی آبا] د ہے
باندھ کر زلفوں میں دلکو بھول جانا ہے غضب　　کیا ستم کیا قہر ہے کیا ظلم کیا بیداد ہے
کوہکن تو تھا ہی کاریگر ولیکن آج کل　　قاسم اپنے کام کا یارو بڑا استاد ہے

جاے بادہ خون دل جاے گزک لخت جگر　　تیرے عاشق کو بھی میاں دیکھا بڑا عیاش ہے

سن قصہ شب کو میرا ہس ہس کے آپ بولے　　کیا جانئے یہ کہانی کہتے ہو تم کہاں کی
ذیب مزار عاشق یہ شمع و گل ہے دیکھو　　غیرت کہاں گئی اب اللہ ان بتاں کی

دل میں تو ہو ہی پر آنکھوں میں بھی میرے صاحب　　آئیے کیجے کرم بیٹھیے یہ بھی گھر ہے
ہیں دغا سے [جو] لیا بوسہ تو مونہہ پر اپنے　　پھیر کر ہاتھ کہا خوب بھلا بہتر ہے

حرارۃ بحر اشک اپنے کی آتش کے برابر ہے　　اور اوسمیں لخت دل جو ہے برائے خود سمندر ہے

نہ دل جانو ہمارے سوختہ سینے میں ہمدردو ۔۔۔ یہ پرکالا ہے آتش کا نہ خاکستر اخگر ہے

مژہ ا[س] ترک کافر کیش کی آفت سراسر ہے ۔۔۔ نہ ناوک ہے سناں ہے خنجر براں ہے جمدھر ہے
[یہ تیرا] ی دوسری گالی جو بااین کیف میٹھی ہے ۔۔۔ مے دو آتشہ ہے یا مگر قند مکرر ہے
تمہاری نرگس فتاں کو چشم غور سے دیکھا ۔۔۔ غزال مست ہے بیخود ہے فتنہ ہے فسونگر ہے
نہ دو نوشیں دہن کو شاعر و تشبیہ غنچے سے ۔۔۔ یہ تسنیم جناں ہے چشمۂ حیواں [ہے] کوثر ہے
یہ دل شیشے سے آئینے سے جام جم سے ساغر سے ۔۔۔ محاذی ہے مقابل ہے مساوی ہے برابر ہے

تیس دن بادہ خوری شوق سے کیجے بیٹھے ۔۔۔ شیخ جی لی نہیں یہاں کوئی کر چلّے بیٹھے
زخم پر دل کے سدا لون چھڑکنا ہس ہس ۔۔۔ آپ نے چہل نکالی ہے یہ بیٹھے بیٹھے
سن کہانی میری کہنے لگے سن تو قاسم ۔۔۔ قصہ خوانی ہے یہ کیا خیر بس آ کے بیٹھے

خرید اسپ حروں مت گدھے پہ چڑھ لے شیخ ۔۔۔ بھلا تو کس لیئے کیوں یہ سرنگ بدلے ہے دق، ۲۵
تو اسکی پیار کی نظروں پہ بھول مت قاسم ۔۔۔ نگاہ اب وہ بت شوخ و شنگ بدلے ہے

غنچے کو سب ہیں کہتے مانا ترے دہاں سے ۔۔۔ تو بھی تو پھوٹ [کافر] اپنی ذرا زباں سے
گلبرگ تر [ہو] گلرو یا غنچہ چمن ہو ۔۔۔ مونہہ دیکھو ہونگے ہمسر ترے لب و دہاں سے
کافر ترا یہ کوچہ یا [دشت کر] بلا ہے ۔۔۔ کتنے پڑے ہیں کشتے کتنے ہیں نیم جاں سے

یہ بت گر سر عزم تسخیر ہونگے ۔۔۔ تو بااللہ الاکبر جہانگیر ہونگے
نہ ہوگا جنہیں درد دل دردمند ۔۔۔ خدا جانے وہ کون بے پیر ہونگے

سلہ یہ شعر و ۔ ا ۔ میں درج نہیں +

وہ ہیں خوب پرسے جسدن ملیں گے — بھبوکا پری حور تصویر ہونگے
کہاں مان قاسم نہ روک آنسوؤں کو — یہ لڑکے ہیں ناحق گلوگیر ہونگے

زلفوں کا دیکھ جلوہ کچھ برہم سا ہو رہا ہے — آئینہ جب سے دیکھا برہم سا ہو رہا ہے

روؤں کیونکر نہ میں تم پہنو ہو دو دو بالے — کس طرح [مہ] نہ ہوں چاند یہ دوہرے ہالے
تونے کیوں کان میں ڈالیں[۱] ہیں یہ دو دو بالے — ٹک ادھر دیکھیو او زرد دوپٹے والے

میں [جو ہیں] زلف کو چھیڑا [د] کھاکے بل بولا — یہ باتیں کرتے ہو تم دیکھو مار کھانے کی

[میں] دیکھو جم رہے ہیں جا بجا قطرات خون اسپر — بنی ہے سوکھ کر ہر ایک [مژہ] عناب کی لکڑی
مجھے اس گردش طالع سے یوں معلوم ہوتا ہے — کرے گا چرخ میرے استخواں دولاب کی لکڑی[۲]

تونے یوں ہم سے یہ سر [رشتہ الفت] توڑا — جیسے تار نفس باز پسیں [ٹوٹے] ہے

وہاں زیر گلو کندن کی دمک جگنو کی چمک پھر ویسی ہی
یہاں آتش دل کی تہر بھڑک نالے کی کڑک[۳] پھر ویسی ہے
کیا سیر چمن کا کیجے بیاں وہ شوخ بغل میں خندہ زناں
وہ سنبل و گل وہ آب رواں [سبزے] کی لہک پھر ویسی ہے
جب چھیڑیے کچھ تب چیں بجبیں دیکھی ہی نہیں یہ ہٹ میں کہیں
آنکھوں میں ہاں ہے[۴] ہونٹوں پہ نہیں بوسے پہ [اٹک] پھر ویسی ہے

---

[۱] کذا ۔ [۲] ا ۔ ا ۔ میں یہ شعر نہیں ہے ۔ [۳] کھڑک ا ۔ ا ۔ [۴] نشا ا ۔ ا ۔

دل ایسی ادا پر کیوں نہ مرے جی جان تصدق کیوں نہ کرے
جھنجلا کے یہ کہنا دور پرے یکبار جھجک پھر ویسی [ہے]
پھولوں ہیں اٹکے دل نہ بسے اس لہر میں لہرا جی نہ پھسے
ہیں چھنپے تہر پیچھے سے نقطری یہ دھنات پھر ویسی [ہے] ورق ۲۵۸
گھر میرے شب جو وہ شوخ رہا کیا کہئیے لوٹا کیا ہی مزہ
وہ عطر کی لپٹیں روح فزا پھولوں کی مہک پھر ویسی ہے

والشمس تو [رو] خ ہے ہی پر اوس زلف پہ اے ماہ
واللیل پڑھی جب شب معراج کی [سوجھی]
صبر و دل و دیں تاب و تواں دیکھتے ہی آہ
اوس ترک سیہ چشم کو تاراج کی سوجھی

گھنگرو جو دم نزع لگا بولنے ہمدم اس تار نفس پر مجھے طنبور کی سوجھی
جب عرش بریں مینے کہا دل کو تو جبریل نزدیک سے بولا کہ بہت دور کی سوجھی

مثل آیینہ یہ لبریز [بکا] تھے لیکن پی گئے ڈر سے ترے دیدۂ حیراں پانی
اشک سے سبز ہے یارب [دل] پر داغ کہ ہے باعث روشنی سرو چراغاں پانی
حلقۂ نتہ کے تصور میں تمھارے پیارے اشک آنکھوں سے [بہے] ہو کے سنہرا پانی
جا بھڑا عشق سے تیرا ہی جگر تھا قاسم یار ہوتا ہے یہاں شیر کا زہرا پانی

بیعت پیر مغاں کر محتسب خیرہ نہ ہو بے خبر کیفیت دست سبو کچھ اور [ہے]

لہ سشرا ۱.۱ ، لہ اٹکے ۱.۱ ، لہ جھپنی ۱.۱ +

اودھر بدن میں لگی آگ آبلے نکلے | ایدھر یہ لخت دل آنکھوں سے آبلے نکلے
ہجوم آہ و وفور فغان و جوشش سرشک | طلب میں بھی دل بیدل کے قافلے نکلے

یار بن مطرب صدائے چنگ دل پر شاق ہے | گو تجھے ساز عراق و پردۂ عشاق ہے
آئے آئے ہو رہی ہے ہر طرف سے شیخ جیو | آئیے کیجے کرم یہ رند بھی مشتاق ہے

کونسا دل آج کل اوس کا نہیں مشتاق ہے | [اندنو]ں وہ ماہرو ایک [شہر]ہ آفاق ہے
خضر عمر جاوداں بے بادہ و دلدار حیف | یہاں دوروزہ [زند]گی بھی دل پر اپنے شاق ہے
دلکو سینے کی کٹھالی میں ترے [ہا]تھوں سے آ[ہ] | رات دن اے سیم تن تکلیس ہے احراق ہے

عشقبازی میں یہ دل سر دفتر عشاق ہے | ایک ہی یکا ہے تنہا ہے نہایت طاق ہے
صنعت چاک گریباں میں جنوں میرا بھی آج | دستکار دہر ہے استاد ہے مشاق ہے
مجمع اضداد ہے خلوۃ سرائے دل بھی آہ | بند ہی آزادگی ہے قید ہے اطلاق ہے

دل ہے اور ہجوم گل چشم و اشکباری ہے | سیر باغ رضواں ہے لطف [آب] جاری ہے
آہ ہے علم دیکھو نالہ [طبل شوکت] ہے | آج حضرت [دلکی کس] طرف [سو]اری ہے
حال قاسم خستہ کیا کہوں میں اے ہمدم | جوش عشق و وحشت ہے شور آہ و زاری ہے

خوبصورۃ ہے جہاں میں ایک آمۃ آپ کی | حسن یوسف بھی ہے ادنی سی عنایت آپ کی
ایک نگہ پر دین و دل صبر و خرد بکتے ہیں آج | مفت ہے سودا یہ لیلو ہے کفایت آپ کی

ایک گونہ سرو میں ہے گو شباہت آپ کی | پر کہاں یہ چال یہ سج دھج [یہ] قامت آپکی

اس آہ نارسا کو عرش عظم تک رسائی ہے ۔۔۔ پر اوس دل تک پہچتی ہے تو [پھر باد ہوائی] ہے ورق ۲۵۹
شب تا[ریک میں] جیسے کوئی تارا چمکتا ہو ۔۔۔ نمود اس طرح اوس جوڑے میں تعویذ طلائی ہے

[تاکتی ہے پردہ مینا] سے مستوں کو مدام ۔۔۔ دخت رز بھی اے مغاں رند مشرب تھر ہے

دمبدم آئینہ دلکو صفا ہے اپنے ۔۔۔ کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتا ہے

مجھے دیں پر در کو [یوں] بند ابتاں کا کیجے واہ ۔۔۔ صاحبی کی غیرت اے اللہ یوہیں چاہئے
جوہنی قاسم نے کیا عزم شہادہ گاہ آہ ۔۔۔ بولی قسمت وہیں بسم ا[للہ یو]ہیں چاہئے

خال مشکیں تیرے چہرے پہ بنایا کس نے ۔۔۔ چاند سے [مکھڑ]ے کو یہ داغ لگایا کس نے

خط و زلف بتاں یا سبزہ و ریحان و سنبل ہے ۔۔۔ یہ تعلیقات شم[عیہ ہے] یا دور و تسلسل ہے
مزا [ہے یار] سے [مل] مل کے پینے کا اب آ ساقی ۔۔۔ ہوا نوبہاری ہے بہار سنبل و گل ہے
بندھی ہے کیا ہوا عیش کیفیت سے گلشن میں ۔۔۔ [نوا]ے شوق بلبل ہے صد[ائے] [شور] قلقل ہے

ایدل گذر گیا تھا کام اپنا کل دوا سے ۔۔۔ ابکے تو بچ گئے پر بارے تری دعا سے
ٹوٹا یہ شیشۂ دل میں نے کہا تو بولے ۔۔۔ ٹوٹا تو کیا کروں میں ٹوٹو میری بلا سے
کیا خوب آدمی [تھا ان] عاشقوں میں قاسم ۔۔۔ [اب خیر] تیری بھائی اچھی بنی خدا سے

ہے خاک دنیا اور اوسکی ثروۃ [سراب] ہے سب یہ جاہ و حشمت
کہاں ہے اونکی وہ شان و شوکت [کدھر ہیں] سلجوقی و کیانی

۱

دن توجوں توں کٹے ہے پر شب کو — سخت دل بیقرار ہوتا ہے
عشق ہے مجھے میرے دلبر کو — یہ بھی کم اتفاق ہوتا ہے
آج کچھ کیا ہے) یہ خدا جانے — خود بخود دل میں درد ہوتا ہے

اب نہیں ہے متعلق امید شفا یابی مجھے — بے طرح دینے لگی دکھ دل کی بیتابی مجھے

اشک ہی تنہا نہیں ہے مدام شراب نرگسی — عشق میں آنکھوں کے ہے دل بھی کباب نرگسی
موجزن زرد آب دل سے ہے زبس بحر اشک — بلبلا جو دیکھو اوس کا ہے حباب نرگسی

[کوئی بجھتا] ہے سر کوئی کف افسوس ملتا ہے — [جنازہ] تیرے کشتے کا جدھر ہو کر نکلتا ہے
کبھو ہم بھی ملیں گے اپنے اوس رخسار مصحف سے — تمہاری فال میں بارے میاں جی کیا نکلتا ہے
تماشا سا تماشا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں — یہ دیوانا [تمہارا جس] طرف ہو کر [نکلتا] ہے ورق ۲۴

میں کرتا ضبط گریہ پس اگر چلتا کچھ آنسو سے — نہیں تھمتا وہ لڑکا جو نکل جاتا ہے قابو سے
کروں وصف کمر میں کس دہن سے کونسے رو سے — میاں نکتے ہزاروں ہیں یہاں باریکتر مو سے
میں جاگا رات کا بس سو گیا کل صبحدم ہمدم — شمیم زلف و کاکل سے نسیم عنبریں بو سے
وہ کیا پنپے [بھلا] جسکی غذا ہو [یہ کچھ] اے ہمدم — سدا لخت جگر کھاوے ہمیشہ خون دل چوسے
نظر آتا نہیں بچتا دل و دیں اے مسلماناں — اس آفت فتنہ دوراں سے اس کافر جفا جو سے
بچے کس کس [بلا دین و ایماں] سے دل حیراں — نگہ سے چشم سے نوک مژہ سے تاب گیسو سے
[خجل] زنجیر و برق و ماہ تاباں مطلع عالی — سر کاکل سے چشمک سے جبیں سے بیت ابرو سے
چراغ زندگانی جب تلک روشن رہے قاسم — لگنے رکھ سدا لو جوں کبوتر ذکر یا ہو سے

ا مرم ۱۰ ۱ + ۲ عاشق ۱۰ ۱ + ۳ ۱۰ ۱ میں یہ بیت درج نہیں +

آگے بوسہ ایک دل دینے پہ ملتا تھا ہمیں　　چھوڑ زلفیں جان بھی لی دام اب دونے لگے
دل جگر میرے تو ہیں معمور داغوں سے پر آہ　　یہ مکاں تجکو خیال یار کیوں سونے لگے
عشق میں ہم نے بہت چاہے پچنے لوہے کے پہ　　مارے لذت کے ساونے چرپرے بھونے لگے
داغ دل یہ نکلے یوں سوز دروں سے ہمنشیں　　نان آبی جوں تنور گرم میں چونے لگے

قطعہ

رندی قاسم [کی کیفیت نہ] پوچھو اے مغاں　　جان دے میخانے میں کیا کیا یہ مستانہ بنا
[بسکہ] طینت میں ازل سے اوسکی تھی سرگشتگی　　گاہ خم گاہے صراحی گاہ پیمانہ [بنا]
عاقبت با ایں ہمہ جوشش وخروشش [سرخوشی][1]　　بزم میخواران عالم میں وہ افسانہ [بنا]

دیگر

ناشپاتی کا مزا تھا اون لبوں سے جلوہ گر　　وقت بوسہ غنچہ ساں جبدم وہ گل [گل گل] کھلا
یہ بھی ایک اعجاز ہے قاسم بتان ہند کا　　دیتے ہیں ہونٹوں سے اپنے میوۂ کابل کھلا

دیگر

دیکھا نہ ہوگا آجتک آتش [کو] دوستاں　　فیض صبا سے ہوتے کبھو زینہار سبز
لیکن نسیم آہ کی تاثیر دیکھنا　　خط سے ہوا ہے کیا ہی یہ رخسار یار سبز

دیگر

کل خفا ہو کے جب اوسے یہ کہا میں قاسم　　دن گنوا کر جو وہ آیا مرے گھر آخر روز
جنکے گھر صبح سے تھے جاؤ سدھارو اونکے　　کسلیئے کاٹنے کو کیوں آئے ادھر آخر روز　　ورق ۲۶۱

[1] نسخۂ اصل میں ’ سرکشی ‘ ۔

ہنس کے بولا کہ خدا سے تو ذرا ڈر کم بخت ... شام کے وعدے [پہ] آؤں میں مگر آخر روز
تو بھی خاطر میں نہیں تیری یہ میری [لعنت] ... صبح سے آؤں گا کل آج نہ مر اے خر روز

دیگر

[نفرت ہے] تجکو بادہ گلگوں کی بو سے شیخ ... کھاتا ہے دل میں پیچ تو دیکھے ایاغ و گل
رکھے ہے پھر تو پھول بھی دستار پر گدھے ... گیدی ذرا شعور پکڑ یہ دماغ و گل

دیگر

[یار و شہید تیغ] تغافل ہیں اسلیئے ... کرتے ہیں اپنی گور میں آسودہ خواب ہم
[کہدو کہ بیٹھیں] ایک طرف منکر و نکیر ... رکھتے نہیں دماغ سوال و جواب ہم

دیگر

اوسنے چمٹ گیا جو میں شب داؤ [گھات] سے ... ہر چند قاسم اوسکے رہی زیر لب نہیں
جھجلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگا کہ تو ... پھر کہیو بے حیا مجھے ملنے کا ڈھب نہیں

دیگر

[دو] نو اپنی مٹھیونکو بسند کر بولا وہ شوخ ... کیا چھپایا ہے یہ کر تدبیر سیدھے ہات میں
تو اگر سچ سچ بتا دے مجکو اے قاسم تو میں ... دوں تجھے انعام با توقیر سیدھے ہات میں
تب کہا میں نے جو دونو.. [1].. امداد ہوں ہم ... دست چپ کی بھی کروں تقریر سیدھے ہات میں
طائر رنگ حنا ہے دست چپ میں جان من ... بند ہے مرغ دل دلگیر سیدھے ہات میں

---

[1] و. ا. میں یہ شعر درج نہیں ہے۔ اور اصل نسخہ میں اس مقام پر عبارت کٹ گئی ہے۔

دیگر

ہے وہ زبان حضرت دہلی کی ان دنوں
دو چار شعر پڑھیں اگر اصفہان میں
"ترباں روم بایں سخن نغز دوستاں"
صائب سا خوش زباں کہے اپنی زبان میں

دیگر

لگ چھپ اوسکو نہ دیکھ لے جبتک
چین آتا نہیں ذرا دل کو
اجی صاحب میں کیا کہوں تم سے
اب یہ لپکا برا پڑا دل کو

دیگر

کس بات کے تمہاری شرمندہ ہیں بھلا ہم
کیوں گالیاں [ہمیں] تم دو بیحساب بیٹھے
کس وقت تم نے ہم کو بوسہ دیا خوشی سے
کب آنکر بغل میں [ہو] بے حجاب بیٹھے

دیگر

ہر شاخ گل زمیں پر جھک جھک گرے ہے دیکھو
ہر نونہال رعنا کچھ [خم سا] ہو رہا ہے
گذرا ہے [اسطرف] کیا وہ مست ناز و عشوہ
گلشن پہ ایک [نشے] کا عالم سا ہو رہا ہے

دیگر

[سیر] چمنستاں کو گیا صبح جو قاسم
اے یار زر گل پہ مجھے تاج کی سوجھی
نرگس کی کٹوری پہ نظر جو ہیں پڑی بس
بے ساختہ پھر ساغر پکھراج کی سوجھی

دیگر

یہ جو نرگس کی کٹوری ہے بصد آب و نمک
پر مز عفر سے ہے تو کہتا ہے قاب نرگسی
میری نظر دنہیں تو یوں ہے اے لئیم تنگ چشم
ساغر پکھراج ہے یا آفتاب نرگسی

ورق ۲۶۲

دیگر

مدح [صدیق] [ہو] سکھے کیسے — مادح اوس کا ہے واحد قہار
صدق دعوی پہ میرے شاہد ہے — ثانی اثنین اذ ہما فی الغار

دیگر

محبوں کو بشارۃ ہو علی حبہ جنّہ — کہ ہے وہ سر حق قاسم قسیم النار [و] الجنہ
سو [ا] لافتی بر حق وہی مصطفےٰ حقا — دلیل سالکاں بیشک امام [الانس] والجنہ

رباعی

عالم یہ تمام دل لگا کر دیکھا — خورشید سے ذرہ تک سراسر دیکھا
ہے عین نہ کوئی ظل بچشم تحقیق — تو ہی تو ہے جدھر نظر بھر دیکھا

دیگر

اس دیر صنم کو اور حرم کو دیکھا — مغ کو اور شیخ محترم کو دیکھا
کافر کہو مجکو یا مسلماں کوئی — ہیں سب ہیں رسول محتشم کو دیکھا

دیگر

صدیق وہ یار غار باصدق وصفا — فاروق وہ درہ دار شرع غرا
عثماں وہ کہ جسکا ہے لقب ذوالنورین — حیدر وہ کہ ہے زوج بتول زہرا

دیگر

ایوان رسالت و خدائی کی بنا — کہنے کو یوں ہو کوئی ان کا بنّا
دیکھا جو بچشم [غور] لیکن قاسم — باللہ کہ پنجتن سے ہے یہ برپا

دیگر

غوث الثقلین و بادشاہ و و سرا قطب دوجہان وسید ارض و سما
بیشک ہے امام تیرھواں اے قاسم عبد القادر حبیب و محبوب خدا!

دیگر

بے طرح ورق ہوا ہے برہم دل کا کوئی نہیں یار دوست محرم دل [کا]
تجھ بن کیا کہیئے [آہ اے] راحت جاں کچھ اور ہی ان دنوں ہے عالم دل کا

دیگر

احوال کہوں میں آہ کیسا آنکھوں کا گھر ہجر میں تاراج ہوا آنکھوں [کا]
اب دیکھنے کو نہیں در اشک اے وائے سب جوہری بازار [لٹا آنکھوں] [کا]

دیگر

جی آٹھ پہر ہے یوں تو مضطر میرا پر رات کو تڑپے [ہے] دل اکثر میرا
اے زلف دراز [یار قصہ کو] تا [ہ] تجھ بن ہے حال سخت ابتر میرا

دیگر

کیا ہی شوکت سے [اور حشم] سے ہیں آپ سب کی نظروں میں محترم سے ہیں آپ
معلوم ہے آپ کی شرافت [ہمکو] باللہ کہ شیخ جیو حرم سے ہیں آپ

دیگر

غصے سے ان دنوں بہم سے ہیں آپ مانوس بہت ہی درد و غم [سے] ہیں آپ
عاشق کہیں آپ بھی ہوے ہیں شائد ہم سے ہیں آپ چشم نم سے ہیں آپ

دیگر

دوران میں پیچ ہے تسلسل کا پیچ — گلشن میں موج ہے یہ سنبل کا پیچ
افعی کی لہر کیا بلا ہے قاسم — جسنے دیکھا ہے اوسکے کاکل کا پیچ

دیگر

قاسم یہ بشر بھی عین شر ہے بیدرد — بااین شرف آہ جانور ہے بیدرد
بالفرض فرشتہ بھی ہے تو پھر کیا ہے — جبریل اگر ہے مشت پر ہے بیدرد

دیگر

لکھیے جو سوز جاں لگا کر کاغذ — ہوتا ہے راکھ جل سراسر کاغذ برق ۲۶۳
ایسی تحریر کو نہیں ہے قاسم — دل کے پرزوں سے اور بہتر کاغذ

دیگر

گو موت کی رات بد بلا ہے قاسم — اور حشر کا دن بہت بڑا ہے قاسم
پر یہ شب فرقت و جدائی کا روز — کیا جانیے کیا بلا ہے کیا ہے قاسم

دیگر

واعظ اور مسجد اور بیان موزوں — عابد اور [خانقا]ہ و چشم پر خوں
قاسم اور عزلت و خیال دلبر — کل حزب بما لدیہم فر[حو]ن

دیگر

شاعر کو را[ند]ن ہے فکر مضمون — زاہد کو سعی حور و جنات و عیون
[قا]سم کو عشق سے ہے [الفت] یعنی — کل حزب بما لدیہم فرحون

مستزاد

وہ قطب مدار عالم و [روشن] دل — [مرآت] صفا

فانی فی اللہ و عارف حق واصل ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ با علم وحیا
قاسم وہ محب نبی و مرشد کل ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہے بیشک رب
فخر دنیا و دین ولی کامل ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ حقا بخدا

دیگر

جلدی ہو جا کہیں اب اے پیک صبا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ سوے دلدار
میرا پیغام دل بصد صدق وصفا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ یوں کر اظہار
پیارے کچھ بس نہیں میں پہنچوں کیونکر ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تجھ تک لے وائے
دیکھوں پھر کس طرح لاتا ہے خدا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تجھے اے یار

قدرت

تخلص سہ کس میدانم

اول

قدرت اول

شاہ قدرت اللہ مرحوم وے از اولاد امجاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکربار است قدس سرہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایشاں متصل کوشک [انور] واقع شدہ وے شاعرے بود بسیار خوش فکر فصیح زبان نہایت سیر مشق بلاغت نشان [زور] طبعش از زادہائے طبع بلندش پیداست و قوۃ فکرش از اشعار آبدار [ریختۂ فکر] ارجمندش ہویدا مرد درویش نہاد والانژاد آزاد منش پاکیزہ روش ذکی الطبع صاحب فکر سلیم قویم الفکر سالک طبع مستقیم بود در شروع شوق شعر گوئی از دیوان سخن سنجی راد بیر میر شمس الدین فقیر کہ [از] بنی اعمام وے بود مشق سخن میکرد و در آخرہا بہ سخن [سنج فیض گستر] مرزا جان جان مظہر توسل جستہ بنابر افرا[ط] و تفریطے کہ در شورش افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد رخت سفر بر بستہ بمرشد آباد رحل اقامت انداخت و از ہمانجا بجوار

رحمت حق جا ساخت مختصر کلام ایں بیت وچار شعر از گفتہائے آں مغفور شیریں کلام است ؎

ہنگامہ پرہیز [ورع] اب بسر آیا ‏ ‏ اے بادہ کشاں مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

ہوا ہے عشق سے گر مقابلہ دل کا ‏ ‏ بھڑا پہاڑ سے جاہل بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ سے شور جنوں ہے وحشت ہے ‏ ‏ عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر ‏ ‏ میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ ‏ ‏ جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ ‏ رق ۲۶۴

کھٹکتا ہے سدا کچھ روز و شب جوں خار پہلو میں
ہوا اوس دل کے ہاتھوں ایک نیا آزار پہلو میں

سینہ اوس کا ہے دل اوس کا ہے جگر اوس کا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوس کا ہے

شب تو جو گذرے ہے [سو یہ] کچھ بلا انگیز ہے ‏ ‏ روز بھی تجھ بن [ستمگر] روز رستاخیز ہے
آہ اس کم فرصتی میں ہونے نشے سے کیا [سرور] ‏ ‏ شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے
جرم پر اپنی سیہ بختی کے روز حشر کو ‏ ‏ ہات میں قدرت کے تیری [زلف] دست آویز ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے [چمن] چھوٹے ہے ‏ ‏ مژدہ اے شام غریبی [کہ] وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے ‏ ‏ مرہم تازہ ناسور [کہن چھوٹے] ہے

سرمہ آلودہ نگاہوں نے کیا دل ٹکڑے ‏ ‏ اشک خونی سر مژگاں پہ مرے مو سے ہے

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مایوس ہے — جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا داروں سے کاوش ہے مدام — ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کے [کوچ] یہاں سے کر گئے — اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم و کیا ہی سرزمین طوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گالگوں کا دور — رات ہو تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرۃ سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے
سنتے ہی عبرۃ یہ بولی ایک تماشا میں تجھے — چل دکھاؤں تو کہ قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گور غریباں کیطرف — جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر ہے یہ دارا ہے [یہ کیکاؤس] ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و مکنت دنیا سے آج — کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرۃ و افسوس ہے
کل تو قدرۃ پاے خم رکھی تھی تسبیح ریا — آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس [ہے]

قدرت (۲)

دوم

مولوی [قدر] ۃ اللہ سلمہ اللہ کہ بالفعل در رام پور سکونت دارد و طرح مراختہ بخانہ خود می انداز د و تذکرہ ریختہ گویاں ہم نوشتہ [مرد] ے است کہ باہلیت مشہور عالم گشتہ ایں دو بیت از زادہاے طبع اوست ؎

لاکھوں جلاوے مردۂ صد سالہ آن میں — فیض دم مسیح ہے اوس کی زبان میں
انصاف بھی ضرور ہے [یہ ظلم] تا کجا — [کتنوں] کے گھر تو جاتے رہے امتحان [میں]

قدرت (۳)

سیوم

عزیزے سخنور شاگرد محمد عارف رفوگر سعادۃ التیام شیخ قدرۃ اللہ نام ایں شعر از وے است ؎

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی — حالت بہوت (کذا) بری ہے دل بیقرار کی

قرار

تخلص سید زادہ ایست سعادۃ التیام میر حسین علی نام وے نوجوانے است زیبا منظر نیکو سیر خوش اختلاط باادب یار باش مہذب نیاگانش پیوستہ زند[گی] بعمدگی [می نمودند] و بہ تنعم و تعیش اوقات گرامی بسر می فرمودند گاہے بہ تکلیف شوق ریختہ از طبعش می تراود و ریختہ طبع خود از نظر میر نصیر الدین ترنج میگذراند ایں ہفت شعر از وے است منہ سلمہ ربہ ؎

غرقہ جوں ڈھونڈے پناہ خس ہجوم اشک میں ‌ ‌ ‌ لگ کے یوں مژگاں سے ہر ایک پارۂ دل رہ گیا درق ۲۶۵
خم جو کی گردن میں اوسکے ہاتھ یوں بولا وہ شوخ ‌ ‌ ‌ تھا ترا [ہی] ہاتھ ہونے کو حمائل رہ گیا
کب سے آنکھیں تھیں لگیں ذوق جراحت میں ادھر ‌ ‌ ‌ ہاے حسرۃ اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
گیا روانہ ہوگئی کشتی رفیقوں کی قرار ‌ ‌ ‌ پہنچ کر اسباب اپنا تا بسا [حل رہ گیا]

ٹک بھر [کے] نظر دیکھنے کی آہ تمنا ‌ ‌ ‌ دل میں ہی رہی تا بہ لب گور کسو کی
مدہوش سمجھ ہر گھڑی کرتی ہے تغافل ‌ ‌ ‌ دل لے کے مرا نرگس مخمور کسو کی
کس طرح قرار اوسے کروں درد دل اظہار ‌ ‌ ‌ [سنتا] ہی نہیں وہ بت مغرور کسو کی

قربان

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

میر [قربا]ن علی عظیم آبادی وے سید زادہ ایست شیریں زبان نیکخو عذب البیان پاکیزہ [رو] ایں قربان (۱)

دو شعر از گفتہایش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

نکالوں دل سے کیونکر اوس کماں ابرو کے پیکاں کو   کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہماں کو[1]

کب اوس تیر نگہ کے روبرو کوئی بشر ہووے   اگر کچھ سامنے ہووے تو میرا ہی جگر ہووے

قربان (۲)

دوم

میر محمدی شاہجہاں آبادی خلف الصدق میر کلو حقیر وے جوانے است سعادۃ منش نیک نہاد پاکیزہ روش پاکیزہ نژاد عالی فطرۃ محبت آگیں صاحب مروۃ فتوۃ آئیں سراسر حیا سر بسر وفا شجاعت شعار سخاوۃ دثار جسم رافت جان رفاقت عین؛ خلاق شاگرد رشید حکیم ثناء اللہ خان فراق ملخص کلام این چہل و یک بیت[2] از زادہائے طبع آں جوان محبت نشان است ؎

آگے ایسا تو ترا گرم یہ بازار نہ تھا   دوسرا میرے سوا کوئی خریدار نہ تھا
[کیا نہیں دیکھا ہے قاتل کو مرے اے یارو   کھڑا تولے ہوئے وہ ہا[تہ میں] تلوار نہ تھا

رونے پہ ہمارے رشک کھا کر   گریاں ہو کر سحاب [نکلا]
تھا بلبل [کہیئے] حال جو وہ   گھر سے خانہ خراب نکلا
صورت دیکھی تو آگیا غش   مونہہ سے نہ ذرا جواب [نکلا]

مونہہ سے پردہ اوٹھائیے گا کب   ا[پنی صو]رت دکھائیے گا کب
اب تو جاتے [ہو جائیے] بارے   سچ کہو آپ آئیے گا [کب]

[1] این شعر سرقہ شعر فارسی مشہور استاد است (منہ) [2] ۵ شعر ۹۰۹

اختلاط اتنا کرتے ہو پیارے[1] — گالیاں پھر [سنائیے گا] کب
نیند [آتی نہیں ہے] اب ہم کو — ساتھ بارے سلائیے گا کب
کوئی دم میں [یہ جا]ن جاتی ہے — اب نہ آ[ئے] تو آئیے گا کب

وعدہ کرتے ہی رہے آئے نہ پر رات کی رات — دیکھیے کب ہے [نصیبو]ں میں ملاقات کی رات
شب فرقت میں یہ روتا ہوں نہیں کچھ معلوم — ہجر کی رات ہے یارب کہ ہے برسات کی رات

بیماری دل سے تو مسیحا نہیں واقف — بچنے کا نہیں مجکو ہے آزار ہی کچھ اور
ٹلنے کا نہیں ہوں [مجھے] بوسے پہ نہ ٹالو — مجسے تو کیا تم نے ہے اقرار ہی کچھ اور
قربان تر[ی] بندش [گفتار] کے صدقے — ہوتے ہیں ترے اندنوں اشعار ہی کچھ اور

ڈوروں کے چھوٹنے سے ہیں خونخوار انکھڑیاں — سرمے سے ہوگئیں ہیں دھوا دھار انکھڑیاں

گہہ ناز گہے عشوہ گہہ آن گہے شوخی — دل لینے کے بھی تمکو کیا خوب ڈھب آتے ہیں

کوہکن کے چلو قصے کو میاں[2] جانے دو — ہم ہیں اور تم ہو یہاں شیریں و فرہاد نہیں
دلکو ہاتھوں میں اوچھالو نہ بایں بیدردی — غنچۂ دل ہے یہ کچھ بیضۂ فولاد نہیں ص ق ۲۶۶
دیکھ کر مجکو جو مونہہ پھیرے ہے اللہ رے گھمنڈ — [ایسا] اے یار [تو] چند[اں تو] پریز[اد نہیں]
مونہہ سے کہنے کا نہیں یوہیں مرونگا رک رک — کھینچنے کا کبھو میں منت صیاد نہیں
حال کیا کہیے گرفتا[ری کا] اپنی قرباں — کوئی سنتا نہیں فریاد کہیں داد نہیں

---

[1] بارے و.و. [2] یہاں ا.ا.

کہوں کتنے اوس کی جفاکاریاں   کرے کون اس دل کی غمخواریاں

گالیاں بس جی مت بکو دیکھو   مونہہ نہ کھلواؤ چپ رہو دیکھو
گالیاں بات بات میں دینی   کیا نکالی ہے [واہ خو] دیکھو
بوسہ مانگا جو میں کہا معقول   آپ لیجے گا مونہہ تو دیکھو
کیوں [عبث] جان کھاتے [ہو یارو]   [تم] ابھی عاشق کسی [پہ ہو] دیکھو
ہاتھ پکڑا جو میں کہا اے واہ   کچھ دوانے ہوئے ہو [لو دیکھو]
چھوڑ دو تم کو میرے سر کی قسم   کوئی سنتا کھڑا نہ ہو دیکھو
ہجر میں خواب [ہے] کہاں قرباں   نید آوے اگر تو [سو] دیکھو

چار دن کی نہ تو اس گرمی بازار کو دیکھ   اور سے کام نہ رکھ اپنے خریدار کو دیکھ
بال و پر ٹوٹ گئے کنج قفس میں صیاد   جان برلب ہے ذرا صید گرفتار کو دیکھ

رات خلوۃ میں لگے کہنے سرک سو نیدے   ارے کم بخت گئی چولی مسک سو نیدے
غم کے ہاتھوں سے شب و روز یہاں ہائو و پکار   سووں بہتیرا اگر ہم کو فلک سو نیدے
ہاتھ زانو پہ جو مارا میں نشے میں اون کے   ق   ہنس کے بولے کہ بس اتنا نہ بہک سو نیدے
کیا ہے مرضی تیری اسوقت کہا میں اون سے   آپ تو جانتے ہیں بولے نہ بک سو نیدے
نید میں ہاتھ کہیں جا جو پڑا چھاتی پر   ق   کچھ دوانا ہے کہا ہاتھ جھٹک سو نیدے
مجکو بھاتا نہیں گرمی میں لپٹنا تیرا   جا پرے ہٹ کہیں پہلو سے سرک سو نیدے
نید تو اوڑ گئی باتوں میں تیری اے قرباں   مت دوانے تو عبث سر کو پٹک سو نیدے

بندگی میں اگر مرا رکھنا صاحب   رکھئے تو یہ غلام رہتا ہے
روز کہتے ہو پھر نہیں آتے   ایسا کیا تم کو کام رہتا ہے

قسمت

تخلص نواب شمس الدولہ پسر کلان نواب یادگار قلیخان است عمدگی و سرداری ایشان در دیار مشرق روشن تر از آفتاب است دریں فن شریف شاگردی جعفر علی حسرت نمودہ و در مرثیہ و سلام گوئی گوے سبقت از اکثرے ربودہ ایں یازدہ شعر از طبع زادہاے ایشان است ؎

مژگان تر ہے تیری ابر بہار قسمت
دامان کوہ و صحرا اکبار تر تو کر جا

دیکھا تو جنس دل کے خریدار تم نہیں [تھا]
پھرتے [ہو] بوالہوس سے [خریدار] تم نہیں

گر وہ بت کافر شب مہ بام پر آوے
ایک ماہ دویم ماہ فلک پر نظر آوے
جوں ماہ منور ہو شب تار ہماری
قسمت وہ اگر چاند سی صورۃ نظر آوے

امیدوار بوسۂ لب ہے کھڑا کوئی
دیتا ہے تجکو دیر سے پیارے دعا کوئی
تو ہے وہ اے صنم کہ تری چھب کو دیکھکر
کہتا ہے وا [چھوٹے] کوئی [نام] خدا کوئی
قاصد اگر گذر ہو ترا کوے یار میں
کہیو کہ آرزو [میں] تری مر گیا کوئی

پھر مجکو کیا جو غیر کے گھر جاکے تم رہے
میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
آتی نہیں کسو کی جو اب تک صدائے پا
واماندگان قافلہ یارب کدھر رہے

جو دل لے کر ہمارا دشمن جاں یار جانی ہے
تو اس سے موت بہتر ہے کہ یہ کیا زندگانی ہے
نہیں کوئی زیست کی صورت بقول مصحفی قسمت
نہ نامہ ہے نہ قاصد ہے نہ پیغام زبانی ہے

قلندر

تخلص ، رو [یشے] است خوبی التیام شاہ قلندر نام وے [فقیرے بود] از شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران [کہ] آزادانہ ایام بسر می نمود و وارستانہ زندگانی می نمود گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد این سہ شعر از و [ے] است عفی اللہ عنہ ؎

اس زمانے میں ہے کہاں اخلاص　　　مثل عنقا ہے بے نشاں اخلاص

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ غزل کی نئی زمیں　　　باقی نہیں ہے تا بفلک بندہ گئی زمیں

اوس بسنتی پوشش کو گر پائیے　　　آرزو دل کی جو ہے بر لائیے

قیس

تخلص مرزا احمد بیگ عرف مدارا بیگ است وے مشہدی الاصل ولکھنوی المولد وشاگرد جعفر علی حسرتؔ است گوئند کہ جدش بہ تولیت روضہ منورہ شاہ خراسان امام اہل ایمان پیشوائے رہروان باصفوۃ وصفا حضرت امام موسیٰ رضا علیہ رضوان اللہ والسلام وعلیٰ آبائہ الکرام شرف اختصاص داشت بہر کیف این ہشت شعر او را ست ؎ ورق ۲۹۷

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا　　　ہوا اور مضطرب تر جو فدا نقاب اولٹا

سنے بیٹھے ہو کہانی تو یہ کہدو مجھ سے　　　قصہ غیر کہوں یا کہ فسانہ اپنا

رفتہ رفتہ اوسے غـــرور کرے گا آخـــر دو قدم چلکے یہ [اے] قیس [پھرآ] نا تیرا

[illegible] وصال [ہوا] اب یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا
[illegible] سب کہنے ابتو چہرہ ترا محـال ہوا

دیکھنے کی بھر نظر ہے کسکو طاقت ہے غضب رخ ہے اوسکا یہ کہ ہے صبح قیامت ہے غضب
پھول سا کملائے مکھڑا گرمی نظــارہ سے ہاتھ لگتے میلے ہوجانا لطافت ہے غضب
بار گیسو سے لچکتی [ہے] کمر [ہر ہر] قــدم دل تو پتھر اور بدن میں یہ نزاکت ہے غضب

سنگ جفا سے شیشۂ دل توڑتا ہے کر بس اوٹھ گئے ناکھیل کو پیارے بگاڑ کر
بستا ہوا نگر مرے دل کا اجــاڑ کر کیا اوٹھ گیا وہ ناز سے دامن کو جھاڑ کر
دو ٹھنا مرا محال ہے دست فنا بغیــر بیٹھا ہوں اوس گلی میں قدم ابتو گاڑ کر

نگر تجھے خاطر اغیار ہے اے جان عزیز پھیر دے دلکو میرے مجکو بھی ہے جان عزیز

ہے ہم کو تم سے الفت اب تم سے کیا کہیں ہم اور تم ہو بے مروۃ اب تم سے کیا کہیں ہم
ناداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہـاری کیا [چیز] ہے محبت اب تم سے کیا کہیں ہم

جب سے لگی اوس بت کافر سے آنکھ نیند تو کیا موت بھی آتی نہیں

لے کے دل ہم سے تو کیا جانے چلا جائے کہاں تجھے عیار کو دل ہم سے دیا جائے کہاں

آتا ہے وہ نہ آتی ہے مجکو ہی کل کہیں یارو دعا کرو کہ اب آوے اجـل کہیں

کھڑا ہے وہ بت دلبر نظر بچائے چلو
خدا کے واسطے دل عاشقو چھپائے چلو

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

میں کہوں کچھ اور تیری گفتگو کچھ اور ہے
ہو گیا کچھ اور ہیں یا آج تو کچھ اور ہے
شاید اوس گل سے کیا ہے تونے شب بوس و کنار
آج تو اے قیس تیرا رنگ و بو کچھ اور ہے

وصیت ہے کہ میرا حال جب نوع دگر ہووے
تو مجکو [دفن] وہاں کیجو جہاں اوسکا گذر ہووے

ایک زلف پریشاں تھی پھر [ما] نگ سنواری ہے
بیمار محبت پر کیا رات یہ بھاری ہے

کچھ وہ لگے اضطراب نے رسوا کیا مجھے
کچھ دیدۂ پرآب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل [وہ] شوخ
[اس] عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں الفا [ب پو] چھتا
خط کے تیرے جواب نے رسوا کیا مجھے
کل سبحہ آج میں نے مصلی گرو کیا
کیفیت شراب نے رسوا کیا مجھے
کہتے تھے قیس یا لگے مجنوں پکارنے
اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

درسطے ایں [حرف] ذکر چاروہ سخن گو اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس گریاں تخلص میکند و مجموع اشعار [۱۲۸] شعر است ۔

کافر

تخلص مردے است از خاندان خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوات والتحیہ خوبی التیام میر علی تقی نام کہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسری نمود بسیار خوش معاش و یار باش سپاہی پیشہ بے اندیشہ بود خدا داند کہ از چہ رو ایں تخلص ویرا خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد بہر کیف ایں مطلع از ان آں مرحوم است ؎

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے ۔۔۔ کافران انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے ورق ۱۶۸

کاظم

تخلص جوانے است سعادۃ التیام ...[1] نام کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں دو بیت بوے منسوب است ؎

ہے دل میں مرے آہ تمناے شہادۃ ۔۔۔ یارب کہیں پھوٹے کف قاتل کا [پھپو] لا
شبنم رخ گل پر نہیں کاظم یہ سحر کو ۔۔۔ پھوٹا ہے کہیں یار عنادل کا پھپولا

در مصرع آخر شعر ثانی چیزے ہست کہ بر شاعر ماہر پوشیدہ نیست فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ ؛

کبیر

تخلص [حکیم کبیر علی] سنبھلی است وے از شیخ زادہاے انصاری مشغول [بحضرت] باری مرد نیک

---

[1] دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

نہاد طالب علم صاحب استعداد شنیدہ شد ایں شعر او راست ؎

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت

تخلص میر کرامت علی فر [زند] ارجمند میر امانت علی نبیرہ سید مراد علی بخاری اورنگ آبادی است و ایں اورنگ آباد قصبہ ایست بہ مسافت سہ مرحلہ از حضرت دہلی و ایں میر کرامت [علی] در قصبہ [شکار] پور کہ دوازدہ گروہ از قصبۂ موسوم واقع شدہ بروبہ اجداد امجاد علم درویشی [برافر] اشتہ کوس خدا [اند] یشی می نوازد و ظاہر بلباس فقرا آراستہ می دارد گاہ گاہ از [جنس] موزوں چیزے بر زبان می آرد ایں دو بیت منجملہ آں جنس است ؎

کوئی لے تو میں حق کا گھر بیچتا ہوں — درخت جگر کا ثمر بیچتا ہوں
ملے گر مجھے عشق کی بے قراری — دو عالم کے سارے ہنر بیچتا ہوں

گرم

تخلص شخصے است دہلوی المولد لکھنوی المسکن کہ اشعار خود از نظر میاں غلام ہمدانی مصحفی گذرانیدہ و در ایں ولا بہ بلدۂ خیر بنیاد حیدر آباد توطن گزیدہ ایں ہر دوہ شعر او راست ؎

ہر چند گنہ گار ہے کشتے کا پر اپنے — لاشہ تو بھلا آن کر اٹھوائیے صاحب
میں گرم گیا ملنے کو ان کے تو انہو نے — فی الفور ظرافت سے کہا آئیے صاحب

شب رخصت ہے رہو تم میرے گھر آج کی رات — جاں بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات

آگے آنکھوں کے اندھیرا سا سرِ شام سے ہے　　دیکھیے ہوتی ہے کس وقت سحر آج کی رات

تصویر کا عالم ہے ترے روئے حسیں پر　　سجتا تو پری چہرہ نہیں روئے زمیں پر
اخلاص اوسے غیر سے ہے واسطے اسکے　　کھدواتے ہیں وہ سورہ اخلاص نگیں پر
ہم جسکے محبت میں لہو پیتے [ہیں] اپنا　　وہ باندھے ہوئے پھرتے ہیں تلوار ہمیں پر
رہتا تو ہوں گلشن میں پہ رہتی ہے [نت آفت]　　[فریاد] ہے بلبل کی مری جان حزیں پر
نالے نے مرے گرم شب آتش جو لگائی　　ایک شور فرشتوں میں پڑا عرش بریں پر

بلبل کے سر سے جاتی ہے کوئی ہوائے گل　　ہوتی ہے وہ قفس میں بھی پھر پھر فدائے گل
جس رخ کے آگے مہر درخشاں بھی گرد ہو　　عارض کو رنگ سیکھے ہے کب اوسکے صفائے گل
کل شب کو لا دیئے جو گل اوسکو رقیب [نے]　　ہم نے بھی گرم رشک سے [چھا]تی پہ کھائے گل

نالوں کی گرمیوں سے پھکتے دل و جگر ہیں　　لب خشک ہو رہے ہیں کانٹے زبان پر ہیں
[تیغ] نگاہ کس کی دیکھی ہے ہمنے یارب　　جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں
یاران رفتگاں کا مت پوچھ مجھسے قصہ　　اے ہمنشیں میں بھی حیراں ہوں وہ کدھر ہیں
سینے کے داغ سوزاں آنکھوں کے اشک خونی　　اس نخل عاشقی کے یہ گل ہیں وہ ثمر ہیں
کس شعلہ رو کے غم میں رویا ہے اسقدر تو　　جو گرم اشک تیرے سوزندہ جوں شرر ہیں

گرم کل آئے جو سنے وہ مرا احوال دل
سوچ کر کچھ جی ہیں اپنے مسکرا کر پھر گئے

ے گنا ،

گریاں

تخلص سہ کس میدانم

گریاں (۱)

اوّل

عزیزے از خاندان حری الاحترام میر امجد علی نام وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و مرد کشادہ رو و خوشخواست

ایں دو بیت او راست ؎

ورق ۲۶۹ سنے قصّہ اب اکدم جو میرے درد و مصیبت کا — نہ لیوے زندگی بھر نام پھر ہرگز محبت کا
مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا — نکالا طور اوسنے اور یہ صاحب سلامت کا

گریاں (۲)

دوم

غلام محی الدین خاں خلف الصدق مولوی ساجد مرحوم کہ بحلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور صلح و صلاح پیراستہ است ایں شعر او راست ؎

گریاں کروڑ کوس ہے عنقا سے یار آہ — اوس شوخ کا مکان ہے وہ لامکاں کہ بس

گریاں (۳)

سیوم

سید زادۂ نیک خصلت پاکیزہ خو مسمی بہ میر حسام الدین علی عرف میر بھجو وے بیشتر بمرثیہ و سلام گوئی میل دارد ایں سہ شعر وے ایں احقر می نگارد ؎

اے واے ہم نے آنکھیں تھیں کس گھڑی لڑائیں — جو ایسی اب جفائیں ظالم تری اوٹھائیں
دن وصل کا دکھا کر افسوس کجروی سے — راتیں ہمیں فلک نے پھر ہجر کی دکھائیں
کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے
جو بیقرار [دل] ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گرفتار

تخلص منگلی بیگ ابن رحیم یار خاں مرحوم است وے مغل زائے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ خوش اعتقاد بارشد و رشاد از شاگردان اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم این سی و ہشت بیت از گفتہائے اوست

ساقی یہ غنیمت ہے جو دم جام سے گذرے — اس عالم فانی میں بھروسا نہیں دم کا

فائدہ ہے کیا قفس میں نالۂ و فریاد کا — نرم کب ہوتا ہے بلبل سنگدل صیاد کا
جستجو دنیا کی مت کر لے گرفتار اس قدر — کیا بھروسا ہے جہاں میں عمر بے بنیاد کا

جور و جفا جو دل نہ سہے آہ کیا کرے — دیوانہ ہو رہا ہے ستمگر کی آن کا

مکھڑے پہ اوس صنم نے جو پردہ اوٹھا دیا — واللہ کیا کہوں کہ ایک عالم دکھا دیا
خانہ خراب عشق کا ہو اور کیا کہوں — خواب عدم سے سوتوں کو ناحق جگا دیا
ہے کشمکش میں آج گرفتار کیا سبب — دام بلا میں پھر کہیں دل کو پھسا دیا

دوپٹے کی کناری اس قدر چمکے ہے مکھڑے پہ — پڑا مہتاب کے ہے گرد گویا ہالہ آتش کا

آج وہ دن ہے کہ دشمن سے بھی مل جاتے ہیں — عید کو بھی نہ گلے ہم کو لگانا کیا خوب
جانیوالے او میاں جان ادھر تو دیکھو — پاس سے آنکھ چرا یوں چلے جانا کیا خوب

اوسطرف گذرے کبھو اوس شہسوار حسن کو — اے صبا کیجو ہماری خاکساری کی خبر

لطف سے تیرے تو کچھ دور نہیں پر ہم کو — ناتوانی سے ہے ہر ایک قدم کی منزل

خدا کے واسطے کوئی کہو میرے مسیحا کو — جو آتا ہے تو آ کوئی رمق ہے جان آنکھوں میں

اے گرفتار اوسکی باتوں پر نہ بھول — یہ لگاوٹ کی ہیں دل آویزیاں

شکایت ترے جور کی کیا کریں ہم — خدا جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہیں
جھجک کر[1] ترا مونہہ چھپانا غضب ہے — میاں چشم بد دور ہم دیکھتے ہیں
جگر جل گیا آتش غم سے اپنا — تعجب ہے آنکھوں کو نم دیکھتے ہیں

جلتا ہے جگر جا کے کہو دیدۂ تر کو — اے خانہ خراب آگ لگے ہے ترے گھر کو
ہم جاویں کہاں کہہ تو ترے چھوڑ کے در کو — لیکر دل غمگین کو اور دیدۂ تر کو
او قاتل بے رحم لگا اور بھی اک وار — بسمل ہی سسکتا تو چلا چھوڑ کدھر کو

کیا گھٹا اوٹھی ہے ساقی چرخ نیلی [فام] سے — بادہ نوشوں کو چھکا جلدی لبالب جام سے
وصف میں آنکھوں کے حیراں ہوں کہ نسبت کس سے دوں — چشم آہو سے گل نرگس سے یا بادام سے
آتش غم سے شب ہجراں میں با سوز و گداز — شمع کے مانند جلتا ہوں سحر تک شام سے

شب ہجراں میں تیری کیا کہوں جو کچھ کہ گذرے ہے — کٹے ہے دن تو جوں توں پر قیامت رات بھاری ہے
خبر لے اپنے بسمل کی وہ اے قاتل تڑپتا ہے — گرفتار محبت کے جگر میں زخم کاری ہے

---

[1] جھمک کر ۔ و۰و۰

ورق ۲۷۰

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجے — جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے
رسم عالم ہے اے مرے صاحب — عید کو تو گلے لگا کیجے

گوشہ چشم کے اشاروں سے — دل لبھانا ترا قیامت ہے
ماہرو پردہ نقاب کے بیچ — مونہہ چھپانا ترا قیامت ہے
مست بیخود نشے کے عالم میں — لڑکھڑانا ترا قیامت ہے
آہ ہنگام وصل میں پیارے — روٹھ جانا ترا قیامت ہے
اچپلاہٹ سے آکے چھاتی پر — لوٹ جانا ترا قیامت ہے
کیا کہوں اور تو بغل کے بیچ — کلبلانا ترا قیامت ہے
کام ہے اس گھڑی تو جانے دو — یہ بہانا ترا قیامت ہے

اوس بت کے دل میں آہ نے تاثیر کچھ نہ کی — صد حیف تو نے نالۂ شبگیر کچھ نہ کی

موج گل حلقۂ زنجیر ہوئی ہے بلبل — پھس گئے ہم تو کہیں تو نہ خبردار پھسے

دل جو ہے بے قرار کیسا جانے — کس کا ہے انتظار کیا [جا] نے
دردمندوں میں دیکھیے وہ شوخ — کس کا ہو غمگسار کیا جانے

کلیم

تخلص میر محمد حسین والد ماجد میر محسن تجلّی است عفی اللہ عنہما[۱] وے از معاصران میر و مرزا و منجملہ استادان آں وقت بود بیشتر غزلہاے ریختہ با[ئین] مرزا عبد القادر بیدل علیہ الرحمۃ در بحور دراز می گفت و اشعار فارسی ہم متفرقہ از وے یادگار روزگار است قرابت قریبہ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد و سیزدہ شعر از گفتہاش

[۱] یہ شعرا۔ ا میں داخل نہیں ہے +

کہ باین احقر رسیدہ می نگارد ؎

آتی ہے دل پہ قلقلِ مینا سے اب شکست　　وے دن گئے کلیمؔ کہ [یہ] شیشہ سنگ تھا

نقاب اپنے رخ سے جو تو باز کرتا　　تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا

لغزشِ مستی سے گرلے بے خبر اور سجدہ کر　　یا برنگِ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

درازیٔ شبِ ہجران زلفِ یار کلیمؔ　　مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

نیرنگیٔ جمال سے حیرت نشانہ ہوں　　طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں
مانند بہلہ گو نہیں گیرائی مجکو لیک　　اوس ترک مومیاں کی کمر کا میں شانہ ہوں
جوں شمع عمر رفتہ کا ہوں منتظر میں آہ　　رنگ پریدہ کا بخیال آشیانہ ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے　　شور کرتی رہی بانگ درا کیا کیا کچھ

اوسکے ابرو کی اگر تصویر کھیچا چاہیے　　اول اپنے قتل پر شمشیر کھیچا چاہیے

بات اوس کی زبان پر آئی　　پھر خرابی جہان پر آئی

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے　　عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے
رکھوں میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات　　یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے
مری مژہ کو ہے تاکِ بریدہ سے نسبت　　لہو کہ چشم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے

۱؎ حسرت ۱۰۱

کمال

تخلص شاہ کمال الدین حسین مانک پوری است کہ نیاگانش منصبدار بادشاہی بودند خودش ترک سوداء دنیا نمودہ بزہد و توکل در بلدۂ لکھنؤ اقامت گزیدہ فقیرانہ اوقات بسر میکند از شاگردان رشید میاں قلندر بخش جرأت است ایں شانزدہ شعر ازویست ؎

کیوں تو پھرتا ہے ولا گرد اوسکے سودائی ہوا　　　لطف کیا ملنے کا ہے اوسے جو ہرجائی ہوا

غنچۂ دل کو دم سرد سے جیسے ہے شگفت　　　یوں صبا سے نہ کبھو غنچۂ تصویر کھلا

تیر سا ایک کلیجے میں مرے آن لگا　　　اوسکی مژگاں کا تصور جو کیا دھیان لگا

شہر[ۂ] لعل لب یار جو ہے شہر بہ شہر　　　چھپنے اب سنگ میں بس لعل بدخشان لگا

بوسہ لبوں کا مجکو ملیگا کہ گال کا　　　کچھ تو جواب دیجیے میرے سوال کا　مق ۱۷۴

پھرا نامہ بر جو وہاں سے بصد اضطراب اوٹا　　　دیا شائد اوسنے خط کا مرے [کچھ جواب] اوٹا

دل کے ہر داغ کا ہے رنگ کچھ اے یار نیا　　　سیر کر تو بھی کہ پھولا ہے یہ گلزار نیا

کسطرح کہیئے نہ پھر بوقلموں جلوہ اوسے　　　رنگ ہر لحظہ دکھاتا ہے وہ دلدار نیا

اعتماد اوسکے ہو پھر قول پہ کیونکر جس کی　　　دمبدم بات نئی ہر گھڑی اقرار نیا

اوجھل نظر سے ہووے کیونکر جمال اوسکا　　　آنکھوں میں اوسکی صورۃ دلمیں خیال اوسکا

زلف کے کوچے میں جو آیا دل اپنا کھو گیا　　عقل سے جاتا رہا مائل بہ سودا ہو گیا

غم نے آتے ہی مری تاب و تواں کو لوٹا　　کھد گیا مفت میں جو کچھ تھا دفینہ میرا

دل بیچنے نکلا ہوں پہ تب فائدہ ہو جب　　یہ جنس رہے آپ کی سرکار میں صاحب

یہ بھی کوئی بیٹھنے کا بزم میں اسلوب ہے واہ　　جوں جوں ہم آگے بڑھیں آپ سرکتے جاویں

کروں کس طرح باطل آپ کی بات　　جو فرماتے ہیں صاحب وہی حق ہے

پاس اپنے گل جو گلشن میں بٹھایا آپ نے　　چٹکیوں میں غنچہ ساں کیا کیا اوڑایا آپ نے

چاہ کا دعویٰ بھی ہے اور گھر بلانا شاق ہے　　ایسی چاہت کا چلو جی کون یہاں مشتاق ہے

کمترین

تخلص پیر خان مرحوم است وے سخن گوئے بود از معاصران شاہ مبارک آبرو و میر شاکر ناجی اما تا ہنگام ہنگامہ آرائی شعرائے طبقہ ثالثہ مانند سرآمد سخن سنجان فصاحت امام مرزا محمد رفیع سودا و شاعر بینظیر محمد تقی میر بقید حیات بود چنانچہ بنا بر نوشتن میر در تذکرہ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی راکہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر ہجوہائے رکیکہ بو اجبی نمود بیشتر ایہام می گفت در حق ہر جنس مردم چیزے گفتہ عامی وضع بود دستار کلاں بر سر می بست و کمر بند بلدار بر میان راست می کرد و علم در دست میداشت و اشعار خود بر پرچہائے کاغذ نوشتہ در کمر بند گذاشتہ روز میمنت افروز آدینہ بگذری چوک غفران مآب سعد اللہ خان می برد اطفال

مکتب نشین و نوجوانان فرحت قرین باشتیاق تمام بہ بہاے تمام خریداری میکردند افغان ترین بود میگفت که این تخلص نظر بر قوم و کم رتبہ خود در شعر گفتن مقرر کردہ ام ملخص کلام این یازدہ شعر از گفتہاے آں مغفور درایجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

کل ہم سے اس طرح سے باورچنی قبولی ۔ قلیہ پکا کھلاؤں میں تم کو اپنی خوش کا

اگر بھانڈوں سے مقصدی نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں ۔ تو پیسے کیوں کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

اگرچہ چڑوہ بھڑبھونجے مکڑ کر شہر کھاتے ہیں ۔ بہریوں کی کمائی سے دکاں پر ال کہلاتے ہیں

نداف کا جو لڑکا بیٹھا دکان اوپر ۔ گالوں کو صاف کر کر پنجے ہے خوب روئی

پلا کر مست نفرانی کو تاڑی ۔ اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

فوج مجنوں یعنی فنا او سکے یہ پیدل بھی فنا ۔ کمتریں تو بھی فنا نام رہے گا باقی

دس چکوروں سے چڑی مارن بھڑی ۔ آج نہیں چڑتی تو چھاپو کل چڑی

لگا پت جھڑ مرے اس نیم جاں کو ۔ کبھو کڑوی مری میٹھی نہ بولی

چل تماشا دیکھ موہن دید ہے کیلاس کا ۔ گلرخوں سے کھل رہا ہے باغ جیونداس کا ۲۶۲

پہن جامہ تاش کا مینار پر اکبر کے بیٹھ ۔ جگمگاتا دیکھ تو بھی یہ دیا آکاس کا

کمتریں بندوں کی خاطر حق نے یہ برسات کی ۔ پھر بچھایا ہے زمیں پر فرش ڈوبا گھاس کا

گنا بیگم

مرحومہ بعضے گویند کہ تخلص وے منظر است اما ازاں کہ بسرحد تحقیق نہ پیوستہ بود تحریرش در حرف میم مناسب نہ نمود بہرکیف وے دختر روشن اختر مرد بہشتی علی قلی خان شش انگشتی و محل خاص ذات الاختصاص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزنے جمیلہ شوخ مزاج شکیلہ ظرافت امتزاج تیز ذہن ذکی الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب بدیہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو بسیار صاحب جمال در امور دنیائی خیلے دانا و صاحب کمال بود طبع شعر آشنا مزاج نکتہ پرا فکر درست تلاش رنگین و چست داشت عروسان بکر فکر خود گاہے از نظر سخن سنج فصاحت افروز محمد میر سوز میگذرانید و گاہے زیبا شاہدان طبع رنگین خویش بہ تصرف سرآمد سخن آرایان بلاغت آما مرزا محمد رفیع سودا میرسانید بہرحال ایں بیت و یک در ناسفتہ و آبدار ازآن ال نادرۃ العصر [و] عجوبۂ روزگار است ؎

[نیم] بسمل نہ چھوڑ جانا تھا   زخم ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا   دم مسیح نے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا   دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت   کیونکہ ہے یہ رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شکوہ میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک   جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک
میری بھی مشت خاک کا ٹک پاس ہے ضرور   اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر   کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

عشق میں خواب کا خیال کہاں — نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

ابر چھایا ہے مینہ برستا ہے — جلد آجا کہ جی ترستا ہے

جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی — اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے — کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسو کی
نے نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی — حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے — ہم کو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جس لئے روتی ہو سو اللہ کرے — انکھڑیو تم کو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام — مجکو باور نہیں جب تک نہ نشانی آوے

مجھے کرتی ہے تری زلف کجی کیا کیجے — دل مرا لے کے یہ کہتی ہے نہ جی کیا کیجے
دیکھنے تیرے بغیر ابتو نہیں رہتی چشم — اسکی تدبیر کہو ابتو اجی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو تو سوا اس نہیں ہے — کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
کی جس سے محبت وہ ہوا دشمن جانی — کچھ جی کا لگانا ہی مجھے راس نہیں ہے
اب خواب ہی میں وصل ترا ہووے سو ہووے — ظاہر میں تو ملنے کی ہیں آس نہیں ہے

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے درپے جاسوسی ہے

کوچک

تخلص مرشدزادهٔ جہان و جہانپناہ صاحب عالم و عالمیان شہزادہ وجاہت لزوم مرزا وجیہ الدین مرحوم
المعروف بہ مرزا کوچک صاحب است جناب ایشان از چندے بدیار شرقیہ تشریف شریف ارزانی داشتہ رحل ورق ۲۷۳
اقامت افگندہ از ہماں نواح برحمت جاودان یزداں شتافتہ جسد مبارک ایشان را بحضرت دہلی آوردہ بجوار فائض
الانوار حضرت سلطان الاولیا برہان الاتقیا قدوۂ واصلان درگاہ پیشواے سالکان راہ خدا محبوب رب العالمین
سلطان نظام الدین قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم مدفون ساختند طبع وقاد ایشان بہ شعر و شاعری
مناسبت تام داشت اما صرصر فنا گل عمر گرامی آں دوحہ سلطنت کبری و نوباوہ خلافت عظمی را بسرعة ہرچہ تمامتر
بہ باد فنا دردا و انا للہ و انا الیہ راجعون بہرحال ایں سہ شعر کہ ہر یکے ازاں درے است بے بہا و لؤلوے است
لالا بہ سلک تحریر میکشم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

درویش کو تو خوش رکھ خوش تجھسے خدا ہوگا ۔۔۔ ایک بوسہ ہمیں دے جا جاتیرا بھلا ہوگا

یہاں تلک پاؤں میں پھپھولے ہیں ۔۔۔ کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا

دل بھی دوں اور جان دوں کوچک پر اپنا دیں نہ دوں ۔۔۔ آخر اپنے نام کو مرزا وجیہ الدین ہوں

کیفی

تخلص سیدزادہ ایست از سادات بارہ کہ نام وے از صفحہ خاطر فاتر حک شدہ گویند کہ شوق مے نوشی
بدرجہ اعلی در سر دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آوردگاہے ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں سہ شعر اوراست ؎

دل جا پھنسا جو زلف میں اوسکی تو کیا کروں ۔۔۔ دام بلا میں آپ گرفتار ہو گیا

دورِ اں میں اسقدر ہے جو آشوب اندنوں — کیا فتنہ اوسکی چشم کا بیدار ہوگیا

بیقراری سے ٹھہرتا ہی نہیں — دوستاں یہ دل ہے یا سیماب ہے

حرف اللام

درطے ایں حرف سہ سخنگو کہ دو ازاں لطف تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ایں ہر سہ ہزدہ شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لطف

تخلص مغل زادئے است نیک فرجام مرزا علی نام وے در بلدہ لکھنؤ سکونت دارد و خود را در زمرۂ شعرائے آنجائی شمارد و شاعر خوشنوا و از جملہ تلامذ[ه] سخن [سنج فصا] حت امام مرزا محمد رفیع سوداست ایں شش شعر از طبع زادہائے [اوست] [ه]

وہ زلف ہے یا قہر کی شب کچھ نہیں معلوم — مکھڑا ہے الٰہی کہ غضب کچھ نہیں معلوم
خاموشی ہماری کے تئیں سحر ہی جانو — گو ہم کو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہیں معلوم
یہ بھی ہے نئی چھیڑ کہ او ٹھ وصل میں سو بار — پوچھے ہے کہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کھل گئی اب یہ کہ وصل اوسکا خیال خام ہے — آج امیدواں کا دل ہی دل میں قتل عام ہے

ه گوادر ہر دو نسخہ ،

ورق ۴

رباعی

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے | اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلادے اوسے تو اپنی یہ تیغ نگاہ | جس کا مارا کبھو نہ پانی مانگے

لطیف

تخلص دو کس میدانم

لطیف (۱)

اوّل

عزیزے از اولاد امجاد حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام نیک سرانجام میر شمس الدین نام وے از سادات سورت است اما از چندے بہ بلدہ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ جوان شائستہ و با ادب و تیز ذہن و مہذب است این سہ شعر اوراست ؎

مژدۂ وصل اگر کوئی سناتا ہے مجھے | میں یہ سمجھوں ہوں کہ جی ذان دلاتا ہے مجھے
ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولھے میں | جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر میں جا بیٹھ رہا اوسے خفا ہو تو لطیف | کیا ہی غصہ تری اسبات پہ آتا ہے مجھے

لطیف (۲)

دوم

میر لطیف علی مرحوم وے از سادات جہاں آبادی واز [مر] یدان و شاگردان مضمار سخن سازی رایگہ تاز مرادا خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران بود در جواہر شناسی [نظرے واشت] اوقات خود بدلالی جواہر بسر میکرد این نہ شعر از گفتہاے ان مرحوم است ؎

ہو گیا بیگانہ ایسا آشنا گویا نہ تھا　　اے وفا بیگانہ ہم سے بھی کبھو یار نہ تھا

میں گلہ کیوں کے کروں دل کی پریشانی کا　　زلف کا حال بھی دیکھا تو پریشاں نکلا
روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں　　گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا
گریہ آور ہوں نہ کیوں شعر لطیف اب تیرے　　دل کہے تھا جسے تو درد کا دیواں نکلا

رسم گر ظلم کی کم کیجے گا　　یہ بڑا ایک ستم کیجے گا

مثل جلوۂ برق کر گئے ہم　　آتے ہی ادھر اودھر گئے ہم
کیا ہے یہ لطیف زندگانی　　دم میں جیے دم میں مر گئے ہم

ہے درد اٹھ پہر دل ناتواں میں　　کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زباں میں

جس جا سے کل ملا تھا یار و جواب ہم کو　　پھر آج لے چلا وہاں یہ اضطراب ہم کو

حرف المیم

درطے ایں حرف ذکر [ہشتاد] وسہ[1] شاعر اندراج یافتہ منجملہ انہا دو کس مائل و دو شخص مجرم و دو مرد محبت و دو عزیز مخلص و سہ سخنگو مرزا و دو موزون الطبع مسرۃ و سہ شاعر مسیح و دو سخن سنج مشتاق و دو شعرگو

---

[1] دو ۱۰۱

مضطرب و دو سخن آرا مفتون و دو فصاحت مشحون ممنون [و سہ] صافی ضمیر [منیر] و دو طبع [ذکی] منتی و دو صاحب نعم [منعم] وسہ ذو فنون موزون و دو ممتاز زمن تیرن تخلص میکند و جملہ اشعار اینہا . . . شعر است کہ منجملہ انہا . . . رباعی واقع شدہ

مائل

تخلص دو کس میدانم

اوّل

مائل (۱) شاہ محمدی مرحوم وے بزرگے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد بزیور حلم و حیا آراستہ و بحلیہ مہر و وفا پیراستہ بسیار درو یشا [نہ] و آزادانہ ایام بسری برد نسبت [تلمذ] بہ میاں قیام الدین علی قائم داشت و ا [ستاد] بھوریخاں آشفتہ و محمد نصیر الدین نصیر و خسر کے است و ایں نہ شعر از نتیجہاے طبع اوست ورق ۲۷۵ رحمہ اللہ تعالٰے ؎

جیا جو ہجر میں سو وصل یار دیکھے گا　　　جو اس خزاں سے بچے گا بہار دیکھے گا

اتنا میں مر کے دل سے ترے دور ہو گیا　　　اک دن بھی آ کے تو نہ سر گور ہو گیا

بتوں سے ملکے گنواتا ہے دین و دل مائل　　　یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

معلوم کچھ نہیں دل بیمار کی خبر　　　کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر

ــــــــــ

سلہ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

کیا کیا کہوں میں تجھسے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہان میں بیمار کی [ہو]س

کہتا نہ تھا کہ باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے — آخر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

کٹانے سر پہ کسکی جان بے تقصیر ہستی ہے — مگر ایک شمع کو دیکھا نہ گلگیر ہستی ہے
نہیں چمکیں ہیں تارے خندۂ دنداں نما ہے یہ — [کہ] شب سنکر ہمارے نالہ شبگیر ہستی ہے

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے — یہ اشک مسلسل ہی رہے تار نہ ٹوٹے

دوم (۲)

مرزا محمد یار بیگ وے جوانے است مغل زادہ صاحب حیا [خلیق] باا د[ب] متواضع مہذب حلیم و بامروۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأت این پنج شعر اوراست سہ

پیتا ہوں جام مے کے [عوض] کاسہ جنگ کا — مائل ہوا ہوں جب سے میں ایک سبزہ رنگ کا

کیا جانیے ہے راہ کدھر ملک عدم کی — یارب نہ ر[ہے] قافلے سے کوئی بچھڑ کر

آنکھوں کے سامنے نہو وہ گلعذار حیف — اور اوس بغیر میں رہوں جیتا ہزار حیف

مائل تجھے اضطرار کیوں ہے — اتنا بھی تو بیقرار کیوں ہے

اختر سے ہیں گر موتی اوس کان کے بالے کے — ایک چاند بھی جھمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کے

ماہر[له]

تخلص سیدزادہ الیست مفاخرۃ الایام میر فخر الدین نام خلف الصدق سید اشرف علیخان علیہ رحمۃ اللہ

له ۱۵ ۱۰۱ +

الملتان وے ورابتدا فخر تخلص میکرد ہر یک از نیاگانش بمنصبداری سرکار گردوں اقتدار بادشاہی ایام بسر می برد شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سوداؔ نمودہ و بہ سفارش آں مرحوم در سرکار دولت مدار نواب نعلے القاب شجاع الدولہ بہادر بمواجب مبلغ شصت روپیہ متعلق بودہ حالا ہم [بہ بندہ لکھنو] سکونت پذیر است و ایں ہشت شعر از گفتہاے آں روشن تقریر سے

جو اوسکے در پہ بیٹھے ہیں سمجھتے ہیں وہ در کسکا
ہوے جو اوسکے آوارے وہ کہتے ہیں کہ گھر کسکا
ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اوٹھ کر مانگتے پانی
ہوا تیر نگہ یوں آہ دلمیں کارگر کسکا

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات
رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات
ہمارے سائے سے چونکے ہے وہ بت وحشی
رہے ہے غیر سے جا ہمکنار ساری رات

ہمیں خیر خواہ اپنا جانو نہ جانو
کہیں گے بھلائی کی مانو نہ مانو
ہوا کام ماہر کا تیر نگہ سے
کمان ابرو اپنی کو تانو نہ تانو

بات کیجے غیر سے اور ہم سے مونہہ کو موڑیے
اب خدا سے ڈریے ان [ضعو] ان کو اپنی چھوڑیے
مونہہ نہ موڑے گا یہ عاصی گر یہی منظور ہے
لیجیے سنگ جفا اور شیشہ دل [پھوڑیے]

مبتہج

تخلص لالہ ملوک چند کائٹ است وے مرد نیک نہاد پاکیزہ بنیاد و اسم بامسمی [مبتہج و] با سرور خوش زیست صاحب شعور بود ایں دو بیت او ایں احقر تحریر نمود سے

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا
نکل کے آنکھ سے آنسو نے پا تراب کیا

چلتا ہے جب تو قاصد رو رو کے مین بچارا   دانوں پر آنسوؤں کے دیکھوں ہوں استخارا

متقی

تخلص میر متقی خلف الصدق میر جواد علیخان ہادی است وے از مدتے ترک لباس کردہ بلباسے مقید
ناگشتہ آزادانہ ایام بسر می برد درشناوری دستے دارد و در تیراندازی دسترسے گاہے بنابر [موزونی] طبع شعر ریختہ   ورق ۲۷۹
از فکرش می ترا[و] د و از نظرِ والد ماجد خود میگذراند ایں سہ شعر اور است ؎

کیوں نہ اے زلف رہے حال پریشاں میرا   دل ہے [سو] دامیں ترے بے سروساماں میرا
متقی خو[بی] شمشاد ابھی ہو پامال   آن نکلے جو کبھو سرو خراماں میرا

نعش ہماری پہ [تو] مجمع یاراں ہوا   پر دل پہ درد کا کوئی نہ درماں ہوا

مجذوب

تخلص مرزا حیدر بیگ است وے جوانے است نیک خو از سکنہ بلدہ لکھنؤ مغل زا متبنائے سرامد
شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بہ سپاہگری ایام بسر می بردو دم از [شا] گردی مربی خود می زند ایں یازدہ
بیت از و است ؎

جور و جفا پہ یار کے دل مت [نگاہ] کر   اپنی طرف سے ہووے جہاں تک نباہ کر

خاک [وخوں] میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں   اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں[1]

[1] یہ بیت سودا کے دیوان طبع ۱۳۱۱ھ مصطفائی دہلی صفحہ ۲۴۶ پر بھی موجود ہے ٭

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو　　بید مجنوں کی نہ شاخیں [ہم نے پھلیاں] دیکھیاں

عداوت سے [تمہاری] کچھ اگر ہووے تو میں جانوں　　بھلا [تم] زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
[تمہارا] سے ہم سے جو عہد وفا ہوں اونکی تم [جا] نو　　مرے [پیا] اں میں کچھ نوع دگر ہووے تو میں جانوں

بس [اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی　　نہ آیا وہ] کافر [بہت] راہ دیکھی

خاموش جو اتنا ہوں مجھے گنگ [نہ] سمجھو　　[ایک عرض تمنا ہے کہ آ] مونہہ پہ ا [ڑی] ہے

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لئے　　ہیں بھی [تو یار کم نہیں دو] چار کے لئے
ہے [ور] دسری بلبل آزاد کی صفیر　　موزوں ہے نالہ مرغ گرفتار [کے] لئے
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار　　جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لئے

اے میر سمجھیو مت مجذوب کو اوروں سا　　ہے وہ خلف سودا اور اہل ہنر بھی ہے

مجنوں

تخلص دوکس میدانم تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ گذاشتم و بہ تسطیر دیگرے درینجا ہمت گماشتم و آں عزیزے بود در حضرت دہلی مشہو [ر] بہ [د] رویش [سر برہنہ] نیاگانش جدید الہدائت و [عمدہ معاش] بودند او برہنمونی سعادۃ ازلی و [ہد] ائت لطف لم یزلی ترک علائق گزیدہ بہ لباس فقر ملبس گشتہ فقیرانہ ایام بسر می نمود مرد سیر مشق و شاگرد شاعر بے نظیر محمد تقی میر بود ہشت شعر از گفتہائے او ثبت افتاد خداش رحمت کناد ؎

پھر اب یہ چرچا ہے کل وہ قسرار ٹھہرا — کہتا ہے مجھے چل بے تو کب کا یار ٹھہرا

بیٹھا تھا مجکو دیکھ [بہلنے سے] اوٹھ گیا — حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

پیا نہیں قدح مے کو میں کبھو تجھ بن — رہا مدام مرے جام میں لہو تجھ بن
[نپوچھ] چھ [حال] تو [مجنوں] ں کا اے بت کافر — خر[ا]ب وخوار وہ پھرتا ہے کوبکو تجھ بن

سجدہ دل [نے] میرے [قد]رت اپنی دکھائی اب تو — پوجے ہے تجکو اے بت ساری خدائی اب تو

جتنے [دل] چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو — [مجھے] کیا پوچھتے ہو[ا]پنے ہی جی سے پوچھو

چڑھا کر ساغر لبریز جس دم تو نکلتا ہے — تیرا انداز [ہنے] کا گلوں کے ہونٹ ملتا ہے

[سرکٹا] دینگے ہم [اپنا] اس تری [شمشیر] سے — لڑگئی [تدبیر] اپنی گر کہیں تقدیر سے

مجرم

تخلص دوکس می شناسم

[اوّل]

جوانے بود از دودمان حری الا[حتر] ام میرفتح علی نام مدتے است کہ بہ تلاش کیمیا بنا بر سودا[مہوسی] کہ [در سر داشت از حضرت] دہلی برآمدہ [آوارۂ دشت] ناکامی است خداش [خوش] داراد و بکام دل رساناد ایں [دو بیت از گفتہائے آں غریب] است ؎

ہو تری فرقت میں کیا حالت ہماری دیکھیے ‏ ‏ [کیا] دکھاتی ہے یہ دل کی [بیقراری دیکھیے]
اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل ‏ ‏ چپ چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

مجرم (۲)

دوم

[شیخ رحمۃ اللہ] اکبر آبادی و [سے عزیزے است] خوشگو شیریں زبان شوخ طبع عذب البیان بذلہ سنج لطیفہ گو ظریف مزاج پاکیزہ خو نہائت متواضع و باادب بغائت مرتبہ شناس و مہذب شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و ہم مرید آں و ا[لا تیا] راز چندے بتلاش روزگار بحضرت دہلی کہ [درین] روزگار متنفسے خاصہ [از اہل ہنر حکم اکسیر اعظم] وارد وارد دشدہ خداش بمرا[د] دل رسانادہ باقاسم [بیچمد] ن سراپا نقصان نظر برا خوۃ دینی شاد معظم [ا] لیہم خیلے ورق ۲۷۷
بہ بزرگی پیش می آئد مختصر کلام ایں نیست [د] چار بیت از کلام آں نیک فرجام است منہ سلمہ ربہ

خواب میں آئی نظر شمشیر جوہر دار رات ‏ ‏ دھیان میں جو ابروے خمدار کا تل رہ گیا
کردیا سینے سے چلکر چشم میں دل نے مقام ‏ ‏ یہ مسافر ضعف سے چل ایک منزل رہ گیا
دیکھ کر مجلس میں تیری دلربائی کی ادا ‏ ‏ [ہاتھ] اپنے دل پہ رکھ ہر اہل محفل رہ گیا

[ہر] زخم ترے تیر کا اب دل کی غذا ہے ‏ ‏ [یا] قوت جگر ہے ترے پیکان کا لوہا
کرتا ہے جدا سبزۂ بیگانہ کو ہر دم ‏ ‏ یہاں باعث رونق ہے گلستان کا لو[ہا]
ہو [زیب] کمر بنکے ترا خنجر و جمدھر ‏ ‏ گلتا ہے اسی شوق میں ہر کان کا لوہا

[جتنے پوچھا] مجکو بولا ہس کے یار ‏ ‏ وہ تو مدت سے دوانا [ہوگیا]
او [ٹھ] گئے [سب یا] ر مجرم [تو بھی چل] ‏ ‏ قافلہ کب کا روانا ہوگیا

[مشغول ہو تو گنجفہ بازی [میں]] جس گھڑی ‏ ‏ سر اپنا پہلے نذر تری [لائے آفتاب]

نہ پوچھو شورِ غم سے اس دلِ بے تاب کی حالت — کہ [ہے معلوم سب] پر ماہیِ بے آب [کی حا] لت

آج گلشن میں پڑا بلبل قدم سے کس کے پھول — داغ و شعلے کیطرح جو جل اوٹھے جس تن کے پھول
میں دعا کرتا ہوں تو دیتا ہے ہر دم گالیاں — دیکھ اسے گل رو جھڑیں ہیں اب [د] ہن سے کسکے پھول
باغ میں مذکور اوس رخسار کا آتے ہی بس — رنگ و بو اپنی بغل میں مار کر سب [کھسکے] پھول
یار کے بند قبا کیونکر نہ محرم وا کرے — یہ کھلیں اوسے نصیبوں کے کھلے ہوں جس کے پھول

غرض اپنی کے آشنا ہو تم — مطلب [اے] جان بیوفا ہو تم

وہ کلائی جو نظر آہ کل آئی مجھکو — کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجھکو
نیند آنکھوں سے اوڑی بستر [گل] خار ہوا — سات سونے کی ترے یاد جو آئی مجھکو
[جب] سے [چپکے ہیں] مرے ہونٹ لبوں سے تیرے — بس خوش آتی ہی نہیں کوئی مٹھائی [مجھکو]
مجھ میں اور غیر میں کیا فرق ہے اے چرخ کہن — [لذت] وصل اوسے داغ [غ] جدائی مجھکو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولا [یہ] خفا ہو — گر ہم میں جفا ہے تو کسی اور کو چاہو
مسکی ہوئی چولی کہیں دیکھی ہے تمہاری — نکلا ہے جو گل باغ سے [اب چاک قبا ہو]
[ہر سانس میں] چبھتا ہے ذرا دیکھیو یارو — دل میں [کوئی پیکان نگہ کا نہ رہا] ہو
کل غیر کے گھر جانے کی کیا جھوٹ ہے صاحب — [کھا جائیے حاضر ہوں] مجھے گھورتے کیا ہو
[ہو دسترس] اپنی کہیں او [س زلف رسا تک — کم بخت] مرے بخت تم اتنے تو رسا ہو

مجبور

تخلص [میاں حق رسا است] سلمہ اللہ تعالے وے جوانے خلیق نیک اختلاط خوش خلق مضبوط ارتباط

تازہ مشق پاکیزہ [خوجدید الشوق خو[شگو] ست شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرسانند[ایں ہزادہ بیت کہ بوے منسوب است ایں ہیچمدان سراپا نقصان [می نگا] رد ؎

جیسے مری [وفایں] نہ ہرگز قصور تھا — ویسے نباد تجکو بھی ظالم ضرور [تھا] ورق ۲۷۸

جاکر تو اوس پر[دہ] نشیں کو ایسا کچھ سمجھا ناصح — دور کرے وہ ہم سے حجاب اسباب پر اوسکو لا ناصح
کیا کرتا ہے [تو] ہمکو نصیحت ہیں مجبور محبت ہم — وہ وحشی ہو رام ہمارا ایسا طور بنا ناصح

بہکے ہے کس مزے سے اوسکی زبان یارو — پڑہتا ہے جب نشے میں پی کر شراب کاغذ
یہہ بخت خفتہ شائد بیدار کچھ ہوے ہیں — مجبور اوس کا آیا جو وقت خواب کاغذ

[کہتے ہیں] تجکو پردہ نشیں اہل بزم پر — روشن [ہیں] تیرے سب [تہ] شرارت کے ڈھنگ شمع
بولا پتنگ شیشۂ فانوس دیکھ کر — سینے پہ عا[شقوں] کے تو رکھتی ہے سنگ شمع

[حلقۂ ز]لف بتاں میں دل عاشق یہ نہیں — ہاتھ میں اپنے [لیے ہے شب] دیجور چراغ
صبحدم محفل رنداں میں یہ [ساقی بولا] — نشہ نے سے نظر آے ہے مخمور چراغ

جو مار بیٹھے تو دم نہ مارا سنائی گالی تو[ہس] رہے [ہم]
ستم [سہے ہیں تمہارے کیا] کیا کرو تو صاحب نگاہ دل میں
ہوا ہے جاکر غریق د[حمت یہ جس کے چاہ زنخ میں ا]ب دل
اوٹھا ہے جینے سے ہاتھ [لیکن] اوسی کی [ابتک ہے چاہ] دلمیں
نہ [کیونکہ تاریک] ہو زمانہ نظر میں اوسکی [ذرا بتاؤ]
رہے ہے [لیل و نہار] جسکے خیال چشم سیاہ دل میں

ؔلہ و۔ا۔ میں یہ شعر درج نہیں ۔

ہو چلے بے بال و پر پھڑکانہ اے صیاد تو
آ تیرا[۱] احسان ہوگا کر ہمیں آزاد تو

نیم جاں کیوں چھوڑتا ہے ایکدم کے واسطے
جنبش ابرو کا صرفہ کرنہ لے [جلاد تو]

نکلتی ہے یہ بات اوسکے سخن سے
کہ گویا پھول جھڑتے ہیں دہن سے

سراسر ہے خطا تشبیہ دینا
تمہارا[ی] زلف کو مشک ختن سے

شب خوشی سے پاؤں پھیلا گھر میں تم سویا کیے
ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

[شرم] سے جنکے چھپے [یاقو]ت جا کر کان میں
اون لبوں کو دوں بھلا تشبیہ میں عناب سے

[محبت]

تخلص دو کس می شناسم

اول

نواب محبت[۲] اللہ خان سلمہ الرحمن خلف [الصدق حافظ] الملک حافظ رحمت خان شہید غفرہ اللہ المجید شکوہ و ثروۃ [و عمدگی] و شوکت ایشاں بنا بر غائت وضوح و نہائت شیو[ع] محتاج تسطیر و مفتقر تحریر نیست گویند کہ بسیار صاحب مر[و]ۃ و ہوشیار و جواد و باوقار صاحب [حلم و با] حیا و غلیق و مودۃ اما واقع شدہ بعد شہادۃ پدر والاقدر چار و ناچار [بہ] بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ بر قدر قلیلے کہ شایاں ملازمانش نباشد از دست [سران فر]نگ یا تذ [ایام بسر میکند] بہر دو زبان سخن میگوئد و بشمار [ہند و فارس رخش ہمت می پو]ید صاحب دیوان ریختہ است [بہ تحریک] فرنگی پسرے قصہ [سسی پنو بزبان] ہندی نظم نمودہ و مشق سخن از میاں جعفر علی

محبت (۱)

۱؎ اب تا ۱۰۱ ۔ ۲؎ محبت اللہ خاں ۱۰۱۔

ختمۂ قر[مودد ملخص سخن این] ہفت بیت از سخنان آن عالی شان است ؎

اوسکے کوچے کی طرف باچشم تر جو جوے گا　　پہلے اپنی جان سے وہ ہاتھ دھو کر جاے گا

ورق ۲۷۹

زخم دل کو مرے یوں دیکھ کے بولا جراح　　ہائے افسوس یہ ناسور نہیں جانے کا

آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں　　یہ نہ ہو جھوٹ تو [ہم] ہاتھ قلم کرتے ہیں

ہم سے [فرقت] اسے کیا کہتے ہیں　　اتنی وحشت اسے کیا کہتے ہیں
اسقدر یار سے گرمی کرنی　　کیوں محبت اسے کیا کہتے ہیں

فتنہ گر تو نے جو ٹک ہم سے چھپائیں آنکھیں　　ایسے ہم روے کہ آشوب کر آئیں آنکھیں

الفت میں جسکو اشک بہانے کی [خو نہ] ہو　　اوسکو خدا کرے کہ کہیں آبرو نہ ہو

محبت (۲)

دوم

دوستدار خفی وجلی میر [بہادر] علی وے جوانے است از خاندان نجابت و دودمان شرافت محلی بحلیہ حلم وحیا مخلی از دلس کذب وافترا وفادار یکرو ہوشیار پاکیزہ [خو] والاخرو نیک سیرۃ [عالی] منش خوش طینت یار باش کشادہ پیشانی وارستہ معاش شاد زندگانی سیر مشق پسندیدہ اخلاق شاگرد رشید حکیم [ثناءاللہ خان فراق] بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہربان [وباہل نفاق و کینہ توزاں نہائت متنفر وسرگردان] مختصر کلام بیست و ہشت شعر از کلام [آں خوبی آغاز وفرخندہ] فرجام در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[آزاد] نہیں سلسلہ عشق سے عاشق　　وابستہ ہے زنجیر محبت میں سدا کا

نہیں کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو　　[سیاہ چشم بنا] ہنے تو تیا [باندھا]

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دل کا — تو لگا دست نگاریں سے خوں بہا دل کا

ہمکو مرض ہے عشق کا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا — اس [درد کی] کم ہے دوا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

خال [رخ جبکہ پسینے] میں [تمہارا] ڈوبا — مہ جبیں دھوم پڑی جگ میں کہ تارا ڈوبا
بحر الفت کی [لگی] تھاہ نہ کچھ دل کے ہات — غرق ہوتے مگر اتنا ہی پکارا ڈوبا

خال اب کا غنچہ لب اپنے تماشا دیکھنا — برگ گل پر آن کر بیٹھا ہے بھورا دیکھنا

[دل کے ٹکڑوں] کو سوے زلف سیہ فام نہ بھیج — قافلہ اہل حرم کا ہے اسے شام نہ بھیج

یوں نمایاں ہے مژہ دیدہ پر آب کے گرد — جیسے [سبزہ کہیں روئیدہ] ہو تالاب کے گرد

گریں جو چند آنسو یاد مہرویاں میں جیبوں پر — حباب آسا نظر آویں ستارے پھر تو گردوں پر

کاش ہو جاے ہمارا شب فرقت میں وصال — دن جدائی کا الہی نہ دکھانا ہمکو

لڑیں ہیں ابروے پیوستہ جنگ تو دیکھو — پھبکیت دونو ہیں انکی ایک انگ تو دیکھو

صبح جب [باغ میں وہ رشک قمر پھرتا ہے — آفتابی] لیے خورشید سحر[1] [پھرتا ہے]

[مہر کو پٹک کر لگا من ہی میں من مارنے] — شب کو جو دیکھی تیری زلف [سیہ] مارنے
کچھ تو یہاں [بھید ہے محرم چسپیدہ میں] — ہاتھ جو اپنے ملے محرم اسرار نے

[1] قمر ۱۰۱

ہمارے ابر[مژہ] کی [مر] دم جو دیکھے [ایک پل یہ] در فشانی
تو آب گوہر ہو غرق خجلت [او ر ابر] نیساں ہو پانی پانی

گر تیرے ابرو کی تیغ اصفہانی دیکھتے　　[جنگجو] ہرگز نہ پھر شمشیرجا[نی دیکھتے] 　ورق ۱۸۰

گوہر شب چراغ ہے قطرہ عرق کا زلف میں　　قطرہ عرق کا زلف میں گوہر شب چر[اغ] ہے

ترے مکھڑے پہ خال رخ [بدیں][۱] صورۃ جھمکتا ہے　　سحر کے وقت جیسے صبح کا تارا [چمکتا] ہے

یہ شیرازی کبوتر چشم کا کل پر نکالے ہے　　ہمارا اشک گلگوں ر[نگ طرفہ تر] نکالے ہے
چمن میں اسقدر ابکے بہار جوش سودا ہے　　[رگ گل] کیلئے خار جنوں نشتر نکالے ہے

متصل رہنے نہیں دیتا جو ہمسایہ مجھے　　کس پری پیکر کا یارب ہوگیا [سایہ] مجھے

چین دیتی ہی نہیں گردش افلاک مجھے　　تھام تو[۲] بہر خدا یا شہ لولاک مجھے

ہو[۳] خبر دل کو نہ اوس کے آہ یوہیں چاہیئے　　بس ا[ثر] اے نالۂ جانکاہ یوہیں چاہیئے

نہیں ہے [عکس خط سے] آئینہ بستان خاموشی　　برنگ طوطی تصویر ہے حیران خاموشی
اگرچہ ضبط گریہ سے میسر [چپکے] رونا ہو　　[تنور دل میں اپنے بھر رکھوں طوفا]ن خاموشی

۱؎ بایں و۰ ا۰　　۲؎ تو و۰ و'　　۳؎ ہو خبر اوسکو نہ دل کی الخ و۰ و'

قطعہ

لکھیو نہ شعر حضرت قا[سم] بغیر تو ‏ سمجھے گا کون یہاں] تیرے ا[شعار چیدہ کو

شا[ہین] فکر تیری محبت بہو[ت] سے دور ‏ باندھے رہے ا[تو تو[طا]ئر مضموں پریدہ کو

محب

تخلص [شیخ ولی اللہ] مرحوم است وے مردے بود ہندوستان زا از اولاد امجاد حضرت شاہ: فضل خدا نما قدس سرہ و از شاگردان سر[امد] شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا روح روحہ بسیار سیر مشق دیوانے مملو انواع سخن از وے یادگار زمانہ است از چندے در سرکار: ولت مدار مرشد زادہ فتوۃ پژوہ مرزا[سلیمان شکوہ] بہادر بصیغہ شاعری ملازم بود اشعار جناب ایشاں را اصلاح می فرمود بہر کیف ایں یک صد و یک شعر از آں مغفور است ؎

ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر ‏ [بے زر] نہ نبھے عشق کبھی سیمبراں کا

[خود آرائی سے] ہتو[ہے] دلشکن ہمجنس بھی اپنا ‏ بھلا دیکھو تو دشمن کس قدر ہے سنگ شیشہ کا

شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے ‏ ہے بجا شکوہ اس اپنے طالع [ناساز] کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں میں تا بہ صبح ‏ ا[ب آ] پہنچ کہ [روز ہے] پیارے وصال [کا]

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہتے میں ‏ اثر اوس سنگدل کی ہے زباں میں مومیائی کا

شہ خوباں نے پروانا لکھا جوں شمع عاشق کو ‏ جلانے کا جگر کے سر کٹانے کا رولانے کا

ہ سہو ے ۱۰۱۔

مری دیوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں
کہ جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے
اپنا نشاں کھول سر جنگ سانپ کا

[دل تو پہلے لے چکے اب] کیا ہے مطلب آپکا
بے تکلف وہ بھی کہہ دیجے کہ [ہے] سب آپکا

[مستوں کو فصل مے سے ہے ر]احت کے بعد مرگ
ایذا نہ دیوے درد سر اون کو [خمار] کا

میں [معتقد ہوں اپنے اس] عشق کی کشش کا
پھیرا مزاج آخر اوس [میرزا] منش کا

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں بو ہوا
جس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا
اوس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عشق
ساغر کو خندہ گریہ نصیب سبو ہوا

کچھ بات تو بناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں
[گر مجکو مجبہ] میں چھوڑے فکر دہان تیرا ورق ۲۸۱

غیر حب علی نہیں اسؐ میں
اے محبت واہ واہ دل میرا

تو اور تری چاہ پوچھتا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

صورۃ گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار
ہے خرام ناز میں اوس گل کے گلشن [زیر] پا

دل مومن خدا کا گھر ہے یہاں عشق بتاں پایا
غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا

---

۱ دل ا، و۔

عبث منع ہوے رونے کے تم اے ناصحو اسدم　　عجب حالت میں تھا میں دل سے میرے غم نکلتا تھا

دلربا اور کہیں ہے تجھسا　　اے مری جان نہیں ہے تجھسا

وہ شعلہ خو لب دریا کرے جو بادہ کشی　　ہو عکس اوس کے سے ماہی کباب در تہ آب

عاشق مست کی پیدا ہوا گر خاک سے تاک　　صاف ہر دانہ انگور میں [اکسیر] ہو آب

جو کچھ کبھو نہ کہا تھا سدھارے کہہ کے آپ　　نشے میں [آ]ج عجب بانکپن سے بہکے آپ

تو بے دید ہے ایک او سب بے مروت　　ترے چشم کافر ہیں دو بے مروت

کر سیر ٹک حدیقہ دل کی کسی کے شیخ　　پھر کہہ جو سبز ہووے تو باغ جناں کی بات

وہ بھی دن پھر دکھائے گا اللہ　　رات کو سوے تو گلے سے لپٹ

اے گل خنداں ثبات عمر[1] ہے شبنم سے [کم　　یہاں] بہار رنگ پر ہنسنا ہسانا ہے عبث

کہیں پروین کو منتشر نہ کریں　　جھوم جھوم اوس پری کے جھومکے آج

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہینگے　　تو کہہ کہ نہ لایا کبھو یک حرف بلب سچ

صبح طرب کو شام غم اے مہروش نہ کر　　مکھڑے پر اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح

[1] عشق ۱۰۱۔

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے
یا رنگ سے حنا کے ہے اوسکا تنگ[۱] سرخ

پھر جاے رخ صفوں کی صفونکا کماں کیطرح
سیدھا کرے جدہر کو مرا تیر آہ رخ

کب [بنا سودا] صبا اوس کی شمیم زلف کا
تو خریدا چاہتی ہے مشک یا عنبر کے نرخ

کیا ہے جسنے دنیا چھوڑ سطح خاک پر بستر
بچھا اوس کا مسیحا سے پرے افلاک پر بستر
قرار اس باغ میں جوں شبنم و گل کس کو ہے یکجا
کبھو ہے سیج پھولونکی کبھو خاشاک پر بستر

مجھا نہ محب زیر فلک کوئی ہے تیرا
پیارے نہیں تجسا بھی دلارام زمیں [پر]

[سحاب و] برق ہیں یا شیشہ و ساغر ہیں کیا ہم تم
کہ ہم جسوقت رو دیں تم ہو اوسوقت قہ قہ کر
زمیں میں گڑ گئے دیکھ اوس قد رعنا کو خجلت سے
لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے [کیا سرو] لہ لہہ کر

آب اشک دیں گو ہر مژہ چشم کو لیکن
یہ نخل نہ لاویں [گے ثمر] لخت جگر بار

تو نے کیا [ہے] ایک مدۃ سے ہمکو یہ انعام مقرر
لیوے نام ہمارا پیچھے پہلے دے دشنام مقرر

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے
میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر

دلدوز نگہ یار کی ہوتے ہی مقابل
برچھی کی انی سی مرے[۲] سینے میں گئی گڑ

---

۱ برنگ و: و. ۲ گئی سینے میں مرے گڑ

پار کر دینے کی خاطر کشتی امید کو　　آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس

میں ہوں اور دلبر ہو اور ہوں راس چپ یہ دو ندیم　　جام [دست] چپ کے پاس اور شیشہ دست راست پاس

یہ آتش باغ میں ہم نے لگی دیکھی تھی کل تجھ بن　　[نسیم آتش چمن آتش گل] آتش گل کی بو آتش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھتا　　[کیوں اے بت پیماں شکن] اقرار فراموش

نگاہ شوخ ہے غارتگر ہوش　　ہجوم خواب ہے صبح بناگوش

محب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو　　کہ وہاں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش

قاصد تجھے قسم ہے خط اوس کو دیے کے بعد　　تھوڑی بہت زبانی بھی ا کیے نہ بھول عرض　　ورق ۲۸۲

وہ سجیں کہاں وہ دھجیں کدھر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط　　ترے قد سے دعوی ہمسری جو رکھے ہے سرو چمن غلط

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا اختلاط　　ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط

تم نے تو کیا اوٹھلے ہماری وفا سے حظ　　پائے ہمیں نے [خوب] تمہاری جفا سے حظ

تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا　　رکھے آشنا آشنا سے توقع

غم میں پتنگ کے وہ جلے ہے جھڑے ہے آگ　　خلقت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ

اے بندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف　　اوٹھیے غریب خانے چلیے بلا تکلف

دیر و حرم ہے دل میں یہاں شیخ و برہمن [اے] محب　　بھٹکیں ہیں رستا چھوڑ کر ایک اسطر[ف] ایک اوسطرف

مدفن سے عاشقوں کے وہ گلگوں سوار حیف　　[قدرے] عناں کشیدہ نہ گذرا ہزار حیف

دل اوسکو دیکے ہیں انعام سے نہیں واقف　　چہ جاے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

اوسکے آگے بات مونہہ سے کاڑھنی دشوار ہے　　بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیرا طمطراق

[عاشق] تیری آنکھوںکے [چمن] زار جہاں سے　　تسکین کے لئے ہیں گل بادام کے مشتاق

لرزاں ہے مرے نالے سے جان و جگر برق　　جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے پر برق

ہم اوس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ　　آنکھوں سے جسے پوجیں ہیں مردان خداتک

مائل کب استخواں [سے ہوا] جز رفوے عاشقاں　　ہے یہ خورش پسند ہمائے شکستہ رنگ

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل　　نشۂ مل سے مگر مل کر بنا ہے رنگ گل
اوس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ [کر]　　شبنم بے تاب ہو کر اوڑ چلا ہے رنگ گل
عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے　　مے نہیں جام بلوریں میں [بھرا ہے] رنگ گل

یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل　　جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل

ابر و باراں کو نہ لوں دیدۂ نمناک کے مول — صد چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول
پھونکدے رشک سے گو اوسکو فلک پہ نہ بکے — بر[ق] رخشندہ تیرے غمزۂ چالاک کے مول

خنداں لب اوسکے روسے فتح اور قدح سے ہم — بوسے کے [مست] بوسے قدح اور قدح سے ہم

مزرع امید دل لب سبز ہو وے ابر سے — اشک [کی] بارش سے یہ چشم کرم رکھتے ہیں ہم

ہم ہیں کدہر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں نہیں — سب [میں] تمہیں تمہیں ہو نہیں سو ہمیں نہیں

آراستہ آنکھوں کے گھر تیری ہی خاطر ہیں — چھڑکاؤ ہے پنکھا ہے چلمن ہے کٹھرے ہیں

خار ہے گلشن میں اوس گل بن ہمیں گل چشم میں — جسکے فرقت میں جو دیکھیں گل پڑے گل چشم [میں]

ہم سے کیا ہموار ہے پست و بلند راہ عشق — آہ آں طرف فلک اور اشک [آنسو] سے زمیں

بہت تھیں کبک کی رفتار کی دھومیں سو اب تیری — [ان] چیلیوں [کی] چالوں نے [ہ] سب پاؤوں تلے ملیاں

ساقی کو لے بغل میں ہم توبہ توڑتے ہیں — زاہد کے سر [سے شیشہ] تقوی کا پھوڑتے ہیں

جنوں کے پڑا ہاتھ کار گریباں — پھٹا اوڑ [گیا] تار تار گریباں

درد اوس بیدرد کے آگے کہا جاتا نہیں — بن کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں

میں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں — اوس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں

ورق ۲۰۳ ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں — کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں

اوس صندلی قبا نے کیا نقش پاسے آج — تو وہ عبیر کا مری خاک مزار کو

اور تو کیا نہیں یک آن جو ہم تک آؤ — [نذر جی] کرتے ہیں سو جان جو ہم تک آؤ

محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو — مرا[له] صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو

عکس اپنے سے زمیں پر آفتاب روز حشر — گرد کھایا اوسکے رنگ آتشی نے [آئینہ]

سائل بوسہ اگر ہوں تجھسے تو غصہ نہ کر — جان من درویش را چیزے مگو چیزے بدہ

تو مل گلے سے غیر کے ہم بھی ترے حضور — کاٹیں گے اپنا آج گلا کیا مضائقہ

بے نشاں زخم سے اوس تیر نگہ کے دل میں — درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہتی ہے

کیوں محب افسوس ہم میں اوسمیں کیا تھا اختلاط — ذکر مدت کا نہیں یہ حال کا مذکور ہے

یہاں غرض گل سے [نہ بلبل سے] [ہمیں] نے ابر سے — سینہ صد چاک و دل نالان و چشم زار ہے

[بڑہ] کچھ تو ایک بوسے پہ اے یار اور بھی — ہیں جنس دل کے ورنہ خریدار اور بھی

له کذا

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت — ملومت [انسے] اے بندۂ خدا کے

تیرے جو یہی ستم رہیں گے — تو کاہیکو جیتے ہم [رہیں] گے

دیکھوں میں نظر بھر تجھے ایک آن تو دم لے — یہ اشک مرے دیدۂ خونبار سے [تھم لے]

در پر اوس گل کے محب [تم] سے ہزار — پھرتے ہیں دل بیچنے والے پڑے

[کیچلی ڈالے] ہوے ہر ایک کا [لا] ناگ ہے — تیل میں دیکھے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوے

[رہتے ہیں بے اشک] یوں آنکھو نکے گھر سوکھے ہوے — سیپ جوں خالی پڑے ہوں بے گہر سوکھے ہوے

کس کی ہنسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی — گل گل شگفتہ ہے جو چمن کی کلی کلی

مجھ [صید] ناتوان پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال — دب جائیں گے یہ مشت پر انگشت کے تلے

وام گل مانگے ہے رنگ و بو صبا کی معرفت — گلشن ہستی میں اوس کے چہرہ گلفام سے

گل اندامون سے ملکر [آپ کو] رسوا کیا ہم نے — بہت چوکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے

محنت

تخلص مرزا حسین بیگ است وے مغل زادئے است از سکنۂ مغل پورہ حضرت دہلی اما از صغر سن بد[یا]ر مشرق افتادہ بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ ہمانجا نشو و نما یافتہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد [نسبت تلمذ] بہ میاں قلندر بخش جرأۃ وارد این ہفت شعر از وے است ـ٥

آہ نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤنگا قفس میں نہ ایسی خبر سنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا
بک بک کے میرا مغز نہ کھا میں [نہیں] سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن
کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
اوس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو
[مجھسے نہ کہو] بہر خدا میں نہیں سنتا
محتت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت
کہتا ہے وہ مجھسے تو ذرا میں نہیں سنتا

[ہو] رحم نہ کچھ اوس [بت] خونخوار کے دل میں
جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل میں

کل شب وصل میں کیا جلد بجائیں گھڑیاں
آج [کیا مر گئے] گھڑیال بجانے والے
ایں دو بیت را بعضے در سلک انتظام دادہ میاں غلام ہمدانی مصحفی منتظم می سازند واللہ اعلم بحقیقت [ا] لحال

محمود

تخلص مردے [است] حافظ قرآن مسمی بہ محمود خان کہ اسم سامی خود [را بتمامہ] بجاے [تخلص جا]
میدہد وے از افاغنہ سہرند و مرد ہوشمند [خوش] اختلاط نیک ارتباط است پدر والاقدرش بہ وقائع نگاری محالات
آں نواح از قبل حکام دار الحکومت کابل عز امتیاز داشت گاہ گاہ فکر شعر میکند اشعار متفرقہ دارد نہ بیت ازاں ایں ورق ۲۸۴
احقر می نگارد ؎

بایں شباہت و صورۃ بایں وجاہت و حسن
کوئی جہاں میں تو ایسا جوان ہو پیدا
نہ لیجے نام [کبھو میوؤں] سے کابل کا
جہاں اباد میں گر خشک نان ہو پیدا

اوسے یہ لخت جگر جا کے دیجیو قاصد
جو پوچھے خط ہے کہاں آہ کیجیو قاصد

برق چشمک زن ہوا پیماں شکن جوش بہار — مژدہ اے ساقی ہوا پھر بخت خوش بختاں سفید
دیکھ گل تکیے کو تیرے رشک سے اے مہ جبیں — آسماں پر ہو گیا شب یہ مہ تاباں سفید
چشم خوں آلود کی دولت [سے اے محمود] خاں — ایک دن ہمنے نہ دیکھا جیب اور داماں سفید

نسیم چاہیئے مرغ چمن کو کیا زنجیر — کہ رشتہ رگ گل ہے اسے بہا زنجیر
پکار جائے نہ در پر تو او سکے اے محمود — مباد گھر سے نہ نکلے ہلا کھڑا زنجیر

عجب انداز سے کل شیخ جیو جاتے تھے مجلس [کو] — [کہ] تھی ہر گام سم پر دانہ تسبیح کی کھڑ کھڑ

محسن

تخلص محمد محسن مرحوم است وے از اقربائے قر[یبہ سخن] سنج بدیہہ گو سراج الد[ین] علی خاں آرزو بود باشاعر بے نظیر محمد تقی میر ہم سررشتہ یگانگت داشت بقدر حال از علوم [عربیہ بہرہ] اندوزو بر مطالعہ کتب متداولہ فارسی فیروز و بسیار سلیم [الطبع و] نیک خو و نہایت [شیر]یں زبان و پاکیزہ گو بود و بعد رحلت خان مرحوم بر متملکاتش قابض گشتہ حس[ب دلخوا]ہ تصرف می نمود اگرچہ بیشتر شعر فارسی گفتہ اما دیوان ریختہ ہم از وے سرانجام [یافتہ] لیکن بمر [ور زما]ن د[ستبرد حوادث] اندراس پذیرفتہ کمیاب بلکہ نایاب گشتہ چار شعر کہ زبانی پیران [قدیم] بسمع رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ او راست عفی اللہ عنہ ؎

جسدن تری گلی سے میں عزم سفر کیا — ہر یک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ — زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

مرا رنگ رو اسقدر زرد ہے — کہ یہاں زعفران زار بھی گرد ہے
اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور — مرے پاس بھی ایکدم سرد ہے

مخزون

تخلص عالم شاہ مرحوم است وے از بزرگ زادہاے قصبۂ امروہہ [بود و وران] نواح اشعار نو مشقاں را اصلاح می فرمود و علم استادی می افراخت و کوس شاعری می نواخت ایں دو شعر او است ؎

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں ۔۔۔ کس کے آنے سے چمن میں [گل] کو سودا ہو گیا

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں مخزوں غم کی داد ۔۔۔ کوہکن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی

محشر

تخلص دو کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب می پندارم] دیگرے مرزا علی تقی مرحوم است اصلش از خطۂ کشمیر جنت نظیر بود و تولدش در بلدہ لکھنؤ رو نمود [بہر دو زبان] مشق سخن آرائی می ورزید یک چند وارد حضرت دہلی شدہ اشعار خود از نظر فیض [اثر] مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید گویند کسے را کشتہ بقصاص رسید و مجاور رحمت ایزدی گردید ایں دو بیت او است ؎

گفتگو [اردو] زباں کی کوئی ہم سے سیکھ جائے ۔۔۔ کیا ہوا دلی میں محشر اپنی پیدائش نہیں

[جا]ں منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے ۔۔۔ جلدی پہنچ کہ تیرے ہی [آ]نے کی ڈھیل ہے

محترم

تخلص خو[اجہ محترم] علیخاں عظیم آبادی است وے از عمدہاے آں نواح و مردے باصلاح و فلاح بودہ [شا]گردی شاہ گھسیٹا عشق نمودہ ایں ہشت بیت ازو است[1] ؎

جو دل سے گرے اہل دلو[ں کے وہ] کدھر کا ۔۔۔ دنیا کا نہ دیں کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا

سو بار گر لبوں پہ آ میری [جان پہنچے] ۔۔۔ تو بھی نہ دیکھنے کو وہ بدگماں پہنچے

پیغام اب جنوں کے آنے لگے ہیں مجھ تک ۔۔۔ شائد بہار کے دن نزدیک آ[ن پہنچے]

[1] اور ا ۱۰۹۔

اے محترم اتنی اشکباری — کھل جاے ہے ابر بھی برس کر
رونا ہے ترا یہ کیا کہ جے — بدنام ہوا ہیں اب تو بس کر

شفعانے مرے کہا اون سے — محترم [کو] کہو تو یہاں لاویں
گئے کہنے یہ شرط کر لو تم — ہم جو مجلس میں اپنی بلواویں
رونہ دیوے کہ جسکے رونے [سے] — [سا]ری مجلس کے [چھکے] چھٹ جاویں

مخلص

ورق ۲۸۵

تخلص دو کس می شناسم

مخلص (۱) **اوّل** رائے انند رام دہلوی وے از فارسی گویان قدیم المشق و از شاگردان سخن طراز بحق مشتغل مرزا عبدالقادر بیدل بود و در آخرہا بہ سخن سنج بدیہہ گو سراج الدین علیخا]ن آرزو توسل جستہ مدتے بشغل دیوانی [سر] کار دولت مدار نواب غفران مآب اعتماد الدولہ قمر [الد]ین خان بہادر اشتغال نمودہ و برخے از دہر بصیغہ وکالت نواب معلے ا [لقاب] ذکریا خان المعروف بہ خان بہادر عفی اللہ [عنہ] بسر فرمودہ بسیار حلیم و خیلے عظیم الخلقہ مخلوق گشتہ بود در تذکرہا ے فارسی گویاں احوالش بشرح و بسط مندرج است من اراد الاطلاع [فلیرجع] ملخص سخن گاہے بنا بر تفنن طبع شعر ریختہ ہم از وے بصفحہ زمانہ نقش افتادہ منجملہ آں دو شعر کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ او راست ؎

آتا ہے مہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

بعضے مصرعہ اول را بدیں [طو]ر میخوانند ع ہر صبح آوتا ہے تیری برابری کو

و اغلب کہ بہمیں طور خواہد [بود بز]بان آں وقت مناسب می نماید ؎

آنے کی دھوم کس کے گلشن میں یہ پڑی ہے — ہاتھ ار [گجے] کا پیالہ نرگس لیے کھڑ[ی ہے]

مخلص (۲) **دوم** مخلص علیخان مرشدآبادی وے از عمدہ زادہاے [آں دیار] و بسیار صاحب اقتدار بود از ہر کس بودۃ و مردۃ پیش می آمد و مردمی می نمود مدتے است کہ بدار القرار رحلت گزیدہ برحمت حق وارسیدہ ایں مطلع [از و] است عفی اللہ عنہ ؎

[بھوت] اپنو پہ تو کرتا [ہے] جفا کہتے ہیں — بے وفا لوگ تجھے دیکھ یہ کیا کہتے ہیں

[مختار]

[تخلص] غلام نبی خاں [استاد] زادہ نواب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است عفی اللہ عنہ کہ در ابتدا کلام تخلص میکرد و شعر فارسی بیشتر می گفت گاہے اشعار ریختہ ہم از طبعش ریختہ این مطلع منجملہ انہا است ؎

میں اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے — ملایا جنے تجھا یار اوس اللہ کے صدقے

مرید

تخلص مرید حسین خاں مہین پور العام اللہ خاں یقین است علیہما الرحمۃ والغفران [و] ے سپاہی وضع نیک طبع خوش نہاد [درویش] بنیاد یو و اشعار متفرقہ وارد این دو بیت از ان آں مرحوم است ؎

کیا ہی ہاتھوں میں ترے سجتی ہے شمشیر و سپر — کیا اگر نا تجکو اے رعنا جواں دیتا ہے زیب

درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم — دردمندوں کے مقتدا ہیں ہم
کس طرح غرق ہو سفینہ درد — کشتی غم کے ناخدا ہیں ہم
مثل سیماب کیوں نہ دل تڑپے — آئینہ رو سے اب جدا ہیں ہم

شائد یہ تیغ تیری [سیماب] میں بجھی ہے — کشتہ تری نگہ کا مضطرب ہے اب کفن میں

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا — ڈرتا ہوں کہیں صبح کی پھر شام نہ ہووے

وفا کا حق ادا کر نیکو ہم زمان سے گذرے — [گذرا] ظلم سے ظالم ہم اپنی جان سے گذرے

ل کذا اپنوں

و[قف] اگر نہیں تو نہ ہو ہم سے ہم صفیر ایک مدت اس قفس میں ہیں ہم بھی رہا کیے

رباعی

میں غور کیا جو چشم دل سے ہر سو جنت کہ یہ گل نکلے ہیں گل تے ہر سو
گلشن میں یہاں سے [دیکھ ہستی اپنی] آئے جو عدم سے ہیں خجل [سے] ہر سو

مرہون

تخلص مرزا علی رضا مشہدی الاصل جہاں آبادی المولد [شاگرد] رشید میر نظام الدین ممنون است سخنش به سخن استادش می ماند [ہفت] شعر ازان [این] حقیر [نگار] دست

ہر آرزوے دلکو حرماں نے خوں کیا ہے گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو [کا]

[عرق] اس لطف سے ہے زیر زلف اوس روے تاباں پر شب مہتاب [میں] جلوہ [ہ] ہو جو [ں] عقد ثریا کا]
[سراپا] ہو گیا آئینہ ساں جو محو حیرانی دل مرہوں ہوا ہے تجکو کس کے روے زیبا کا

پڑا [ہے شور جب سے] دلمیں اوس کان ملاحت کا یہاں ہر زخم ہے نہاں نمکدان قیامت کا
نہیں ہے ملتفت مدت سے یہاں وہ [شنہ] مژگاں لب ہر زخم دل سے خوں ٹپکتا ہے شکائت کا
یہاں گو حوصلہ طاقت کا [بر] گ کاہ سے کم ہے ولے روکش سدا رہتا ہے دل میں صد کوہ محنت کا
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل اوس نے کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا

مرزا

تخلص سہ کس میدانم

اول مرزا صادق علیخاں مرحوم عرف مرزا [مد] د اللہ سے مردے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر مرزا(۱)

ـلہ کذا در ہر دو نسخہ

والفساد نہایت ظریف الطبع نیک نہاد مزاج دوست مسرۃ بنیاد در موسیقی خیلے دست اعلےٰ داشت ونقشہاے ورق ۲۸۹
بدلیعہ می نگاشت شاگرد رشید سرکردہ سرود سرایان [میاں نعمت] خان بنہایت خوش اختلاط وشیرین زبان نقشہایش
مشہور عالم وشاباش برزبان اکثرے از بنی آدم با سرامد شعراے فصاحت اا مرزا محمد رفیع سودا ربط مستحکم داشت و
یار جانی و دوستدار روحانی و رمی انگاشت گویند کہ مرزا امجد بسیار د[مجید] بے شمار استہ عاے ترک شاعری از
وے نمودہ و وے براے خاطر داشت مرزا ترک ایں فن شریف نمودہ ملخص کلام ایں [سہ] بیت از زادہاے
طبع رسلے آں مغفور است ؎

اوسکی خو سے نہیں واقف انہیں رونے سے کام　　کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گر[یاں] مجھے

ایک بات ہے پر کیونکہ کوئی مونہہ سے نکالے　　کہدوں تو ابھی سن کے کئے پھٹ بے رزلے
دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جاے　　اے واے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھلے

مرزا (۲) دوم مرزا محمد حیدر آبادی وے تورانی [لاصل] بود از دوسہ پشت بدیار[ہ] کن توطن گذیدہ بہ[سپاہگری
ایام بسری نمود] اظہار خلق جمیل خود بہر کس وناکس میفرمود دو بیت از قصیدہ اش [کہ] درمدح [ناظم] آنجا گفتہ
دمبن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہٗ ؎

عجب ہے [تجھ پہ] اگر ہوں نہ جن وانس فدا　　کہ نام نامی ہے تیرا تو اعظم الامرا
سوار ہووے تو جب پالکی میں اے نواب　　نگاہ روبرو اقبال بولے آگے آ

مرزا (۳) سیوم حکیم فضل اللہ پانی پتی المعروف بہ مرزا نیناوی جوانے است ظریف الطبع کشادہ پیشانی مزاج دوست
نیک زندگانی خلیق ویار باش خوش طبع و پاکیزہ معاش صاحب شعور خردمند قابل صحبت ارجمند نسبت خویشی بہ حکیم
محمد حفیظ خاں سلمہ الرحمٰن کہ از احفاد امجاد برادر بزرگ سخن ساز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل کہ مرزا عبد اللہ نام
داشت ہستند دارد و بہر دو زبان سخن از زبانش می تراود ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

اس طرف یار کا گذار نہیں　　دل بے تاب کو قرار نہیں
سخت مشکل ہے ہجر میں جینا　　زندگی اپنے اختیار نہیں
خالی اوسے نہیں ہے کعبہ و دیر　　کونسے سنگ میں شرار نہیں

سلہ عفی اللہ عنہ ۱۰۹۰

رباعی

جس جا یہ غرور دلربائی دیکھا | وہاں مظہر کامل خدائی دیکھا
اعجاز میں جو ہوید بیضا سے دوچند | دیکھا تو وہ پنجۂ حنائی دیکھا

دیگر

اے چرخ تری ہزار[ا] بازی دیکھی | ہر لحظہ نئی ہی ترکتازی دیکھی
آخر کو کرے تو داغ دل کو[ا] ناصور | دیکھی تیری یہ چارہ سازی دیکھی

مروۃ

تخلص [شیخ ا] صغر علی خلف الصدق حکیم کبیر علی کبیر سنبھلی است وے جوانے قابل و طالب علم عقلمند و صاحب حلم ہوشیار محبت پیرا شاگرد سرامد شعرائے فصاحت اا مرزا محمد رفیع سودا است قصۂ [دلچسپ] درجواب بدر منیر میر حسن مرحوم برشتہ نظم کشیدہ و [بقدر] استعدا[د] خود [بہ] تہذیب و آراستگی وے وا رسید اکثر غزلہائے طولانی موزوں فرمودہ [اکتساب] فن طبابت وغیرہ از پدر والا قدر خود نمودہ ایں نہ بیت از گفتہائے اوست ے ورق ۴۸۷

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگاہ کا | چیں بر جبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب میں | پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

کیا صدف ہوں میں جو رکھوں ہر گھڑی گوہر بدست | جوہر شمشیر ہوں رہتا ہوں نت خنجر بدست
اپنی صیادی پہ وہ صیاد کیا نازاں ہے واہ | آگیا ہے ایک جو مجسا طائر بے پر بدست

ہے حسن کی ایک موج سر ماہ مبیں پر | قطرے یہ عرق کے نہیں اوس چین جبیں پر

کیوں تو نے وا کیا تھا بند قبا چمن میں | اوڑتی پھرے ہے بلبل گل سے خفا چمن میں
نرگس کی آنکھ تجھ پر پڑتی ہے بے طرح سی | مت وقت شام جانا بہر خدا چمن میں

ق

مہر رو پر تیرے گیسوے سیہ کے نیچے — خال مشکیں مجھے اسطرح نظر آتا ہے
جسطرح وقت سحر موسم سرما میں غزال — شاخ سنبل کے تلے دھوپ کھڑا کھاتا ہے

مزمل

تخلص شاہ مزمل مرحوم است وے از شعرائے طبقہ دوم و درویش آزاد منش نیک روش بود شعرش [بہ]وبہ آں وقت است وایں سہ بیت ازاں ال مغفور ست

آنکھ لاگی سو گیا سونا نہ تھا — ہو گیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
میں نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے — [نقد] ایسا [اُنکاں] کھونا نہ تھا
من ہرن میرا مزمل رم کیا — دشمنوں کے من کی چیتی ہو گئی

مسافر

تخلص میر پا[ئندہ] مرحوم است وے عزیزے بود کہ در ایام [سا]لف [بحضر]ت دہلی بعمدگی ایام بسر می برد و در آخرہا بنا بر افراط و تفریطے کہ در ہنگامہ افاغنہ ابدالی دریں دیار جنت آثار رو داد رخت سفر بربستہ بقصبۂ بریلی رحل اقامت افگندہ ایام حیات مستعار سپری نمودہ از ہمانجا سفر آخرۃ گزیدہ مسافر جوار رحمت حق گردیدہ ایں دو بیت ازان ال مرحوم رحمت ایزدی است ست

مار دنیا پہ لات بیٹھے ہیں — دھو کے عقبےٰ سے ہات بیٹھے ہیں
شش جہت سے پھرا کے اب موُنہہ کو — یار سے ہو دو چار بیٹھے ہیں

مسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول برخوردار کامگار شیخ وزیر علی مد عمرہ وے نوجوانے است ارجمند بسیار سعادتمند صاحب حیا نیک باوفا (مسرۃ ۱)
نہایت مؤدب [illegible] مہذب شعر خود از نظر برخوردار ستودہ اطوار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزادقدرہ میگذراند

ـــــــــــــــ

سلہ کذا ا . ر .

خداتعالے ہردو را بعمر طبعی رساناد و بمرادات دلی فائز گرداناد بیت و یک شعر از طبع زادہاے آں نونہال اقبال در ایجا ثبت افتادہ منہ مدعمرہ ؎

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر رکھوں چھاتی سے میں اوس شوخ کی تصویر لگا
زلف دلدار کا ہوتے ہی مسرؔۃ قیدی گھر کا د[ر] موند کے بیٹھا ہے وہ زنجیر لگا

خواہش گل ہے کسے کسکو ہے گلزار کی یاد [illegible] ہی دلدار کی یاد

کیا گرم وہ بولا مجھے کل [تیر لگا کر] یہ سرد ہوا کیا کروں شمشیر لگا کر
کر یاد بہت میں دل دلگیر کو رویا [گل] غنچے کو [لے] چھاتی سے تا دیر لگا کر

تقریر کی مسرؔۃ رکھتا نہیں میں طاقت بے درد [کو] [illegible] ں [غم] کی [کتاب کیونکر]

تار تار اس دل بے جاں کو کرے ہے ہر دم تیری اے [یار یہ] اس طرۂ دستار کی [رمز]

خون دل اسطرف پیتے آہ ہم ہر آن ہیں اوسطرف بیٹھے چباتے وہ خوشی سے [پان ہیں]
محو دیدار دں کا تیرے سادہ رو یہ حال ہے مونہہ سے کچھ کہتے نہیں جوں آئینہ حیران ہیں

جان [کا خطرہ نہیں] ہمکو مگر یہ سوچ ہے تجھے او خونخوار عالم دیکھیے کیسی بنے
زندگی سے عشق میں [پہلے] ہی دھو بیٹھے ہیں ہاتھ کس لیے پھر یہ کہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ہے دل کو بھی کسو طرح سے آرام نہیں ہے
آنکھوں نے مشابہ ہے تری اسلیئے ہم [نے] منظور نظر نرگس بیمار بہت کی
اب تاب تحمل کی نہیں جاتے ہیں ناچار خاطر سے تیری خاطر اغیار بہت کی

جسدم جھڑی لگے مری اس چشم زار کی ۔ پھٹ جاے چھاتی دیکھ کے ابر بہار کی
پتھرا گئے یہ دیدۂ تر راہ دیکھ دیکھ ۔ کیا پوچھتے ہو ہمت شب انتظار کی ورق ۲۸۸

میں بھی انسان ہوں کچھ مونہہ سے نکل جاویگا ۔ گالیاں ہر گھڑی مجکو نہ سنایا کیجے
کوئی غمخوار جہاں میں نہیں ایسا اے وائے ۔ جسے دو چار گھڑی غم کو بھلایا کیجے
اسے بہتر ہے یہی بیٹھ کر ایک کونے میں ۔ حضرت دل کو یہ افسانہ سنایا کیجے

وصال صندلی رنگ اب علاج اس دردسر کا ہے ۔ ہوا کب فائدہ ہم کو طبیبو تخم کاہو سے
عجب ہے قدرت حق دیکھنا جس بت کا شکل تھا ۔ سو وہ تکیہ لگا کر رات بیٹھا میرے زانو سے

مسرۃ (۲) دوم کائث زادہ ایست نیکی التیام ....[۱] نام در شعر گوئی بس دلیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر این چار بیت
ا[ز دا]ت ے

قرار و صبر دل سے ہیں رواں اور آہ سینے سے ۔ کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو تو ٹھہر دیکھو
ہوا ہے پاٹ دریا کا یہ میرا تختہ دامن ۔ عجب صورت سے طوفاں خیز ہے [یہ] چشم تر دیکھو
کہے ہے خضر اوسکی پشت لب پر یوں مرے دلسے ۔ یہ چشمہ آب حیواں کا ہے اسکو آن کر دیکھو
سراسر مانگ کی جانب یہ کہکر زلف پیچھے ہے ۔ کدھر [جاتے] ہو راہ عشق تو ہے یہ ادھر دیکھو

مستمند

تخلص یار علی بیگ عظیم آبادی است وے مرد اہل و صاحب [عقل] خوش اختلاط و مستحکم ارتباط و در شعر ہندوی شاگرد مرزا بچو بیگ فد[وی] است این مطلع اوست ے

نزع تک وصل کی ہے یار امید ۔ ہے مثل ا[یک دم ہز]ار امید

---

[۱] نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

مسیح

تخلص سہ کس میدانم

مسیح(۱) اول مرزا مسیح اللہ بیگ مرحوم عرف مرزا حاجی وے جوانے بود ہندوستان زا سپاہی منش با وفا بسیار جری ومتہور نہایت شجاع و دلاور تصحیح نسخہ آدمیت از جناب فیض مآب ہادی سالکان میر فتح علیخان حسنی مدظلہ می نمود و شعر خود ہم باصلاح حضرت ایشان درست می فرمود از چندے برحمت حق درپیوستہ واز کشمکش این جہان وارستہ خدایش بیامرزد این سیزدہ شعر از وے بہ تحریر می رسد ؎

بر ہم نہ کیجیو کاکل دلدار دیکھنا
اسمیں نسیم دل ہے گرفتار دیکھنا

جوں سمت قبلہ قبلہ نما تک رہے ہے یوں
میری نگہ کو ابروے خمدار دیکھنا

یہ گھر کا بانکپن تو نہیں معتبر رقیب
میداں میں تو مجھے کبھو للکار دیکھنا

زیادہ واہ و نالہ نہ وہاں کیجیو مسیح
نازک بہوت ہے خاطر دلدار دیکھنا

ایسے بد عہد بے وفا کو مسیح
کوئی دیتا ہے دل قسم لے کر

ہجر میں یہاں تلک خراب ہوے
[مرگئے ہم] جل گئے کباب ہوے

دلمیں مسکن تھا اوس پریرو کا
ہم عبث دربدر خراب ہوے

خانہ آباد تیرے ظلموں سے
کتنے عالم کے گھر خراب ہوے

کیا عدم میں مسیح تھا آرام
یہاں عبث آن کر خراب ہوے

کیا کیا مزہ سے سیر چمن کی ہے عندلیب
کیونکر نہ آوے یاد بھلا گلستاں مجھے

برگشتہ طالعی کا کروں کیا بیاں مسیح
آزار جاں ہوا ہے وہ آرا[م] جاں مجھے

۱؎ حسینی ۱۰۹ ۲؎ بیدار ۱۰۱

ہمارے سامنے غیروں سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتاں کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جاں بلب ہے

دوم مسیح اللہ خان سلمہ [اللہ] تعالیٰ وے جوانے است وارستہ مزاج باسرور و ابتہاج خوش زندگانی کشادہ مسیح (۲)
پیشانی شعر فارسی ہم [میگوید] و بمیدان ریختہ گوئی نیز رخش ہمت می پوید این ہر دو بیت از وے است ؎
لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگاں نے زور کام کیا

ترک آرام و [خواب و] صبر و قرار — عشق میں تیرے ہے نے کیا نہ کیا

ہماری چشم دریا بار نے ایک آن میں [یارو] — دوبارہ پھر دکھائی خلق کو طوفان کی صورت

اوٹھاوے یار حال دل کو میرے وے کیا کاغذ — کہ سنتے ہی ہوا جاتا ہے خود پشت دوتا کاغذ
شرار آہ و سیل اشک و سوز سینہ خون دل — سبھی حاضر تھے جس دم بیوفا تجکو لکھا کاغذ

وائے اوس مردہ جان عاشق پر — [جو] کہ دلدار بن جیا افسوس

آئی بہار کہہ تو کروں کیا میں ناصحا — ہر دم نسیم کہتی ہے مے نوش نوش نوش

کیجئے تو کیجئے کسی کامل سے اختلاط — ہے ورنہ خوب اپنے ہی پھر دل سے اختلاط ورق ۲۸۹
مست اوس کی یاد کا ہوں اے مسیح بے شعور — کس کا مینا کون ساقی مے کہاں کیدھر ایاغ
آیا نہ آہ وہ بت خود کام اب تلک — پایا نہ انتظار نے انجام اب تلک

آہ نے کچھ کیا نہ آہ اثر — سر کدھر ماریں آہ جا کر ہم
خالی ظہور اوس کے سے کوئی مکاں نہیں — وہ یار سب جگہ ہے بتاؤ کہاں نہیں

چھان مارا سب جہاں کو پر نہ دیکھا میں کہیں　　درد و غم کلفت کا دل اپنے سوا د مسار آہ

کعبے کی طرف کیا کریں جا اے بت طناز　　[حرم] ام دل اپنے کا بندھا کوے ہے تیری

یا آوے تو آوے کشش دل سے و اگر نہ　　ناداں کوئی آتا وہ تگاپو سے ہے تیری

مشک ختن و عنبر سارا نہیں درکار　　ہر آن ہمیں نکہت جاں بوت [ہے] تیری

جب کہی بات او سنے جانے [کی]　　اور گئی روح اس دوانے کی

سنے ہے کب وہ تیرا شور و درد اے بلبل　　غرور حسن بھرا ہے [illegible] گل کے

۳) سیوم میاں براتی [ہمشیرہ] زادہ نواب وجیہ الدولہ وجیہہ الدین خان بہادر [illegible] وجیہہ اصلش از خطہ جنت نظیر کشمیر است خودش در شاہ جہان آباد بہشت بنیاد تولد یافتہ جوانے ستودہ خصائل پسندیدہ شمائل [illegible] مہذب و آراستہ بسیار با ادب و پیراستہ واقع شدہ بہ تجارۃ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر میکند ایں دو بیت از [illegible] آں اقبال مند بخت بلند است ؎

شانہ کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر　　بے ڈھب رہا تھا دل تو رہے پیچ و تاب رات

یہ آخر دل ہے انساں کا نہ ساغر ہے نہ شیشا ہے　　کہاں پاؤگے پھر کیوں خاک [illegible] اسکو ملاتے ہو

مسکین

غیر از مسکین مرثیہ گو تخلص مرزا کلو بیگ است سلمہ ربہ وے جوانے است مغل زا[illegible] است آنا [خانہ جنگ] تہور آہنگ کہ در ایام سالف بہ سپاہگری روزگار بسر می کرد از چندے برہ نمونی سعادۃ ازلی [illegible] لم یزلی بر سودا [دنیا] پشت پا زدہ دست از ہوا و حرص باز کشیدہ بسیار مجردانہ و نہائت قلندرانہ ایام حیات مستعار بسر می برد و خیلے مسکین نہاد و خیر بنیاد افتادہ گاہے فکر ریختہ میکند اشعار متفرقہ وار د ایں سہ بیت از وراست ؎

اشک کہتے ہیں حیا سے دور ہو آئے ہیں ہم　　دار پر مژگاں کے چڑھ منصور ہو آئے ہیں ہم

رباعی

دنیا میں اسی کو بادشاہی بھی ملے — عقبیٰ میں اسی کو سرفرازی بھی ملے
جو دل سے کرے رجوع سوئے حسنین — شاہی بھی ملے و دلنشانی بھی ملے

مشتاق

تخلص دو کس می شناسم

ورق ۲۹۰ **اول** عبداللہ خان رحمۃ اللہ المنان کہ از پیشگاہ خلافت مخاطب بہ مشتاق علی خان و در سلک خواصان حضور پرنور منسلک بود و در زمرۂ شعرائے پایۂ تخت خاقانی سرافراز و امتیاز باسمان می سود نیاگانش از ایران زمین و مسقط الراسش خاک پاک این زمین بہشت آئین در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت و در نوشتن خط نسخ و تعلیق و ثلث و شفیعا علی قدر حال ہمت می گماشت سودائے خام مہوسی در سری پخت و ازاں ہوس بہ تلاش نباتات اکسیر بہ صحرا صحرا دشت و جبل میرفت طرز گفتارش دردمندانہ بود و اشعار آبدارش عاشقانہ درد آلودہ بہ آہنگ شعر میخواند در انشاد اشعار رخش ہمت بردوش شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز می انداز چندے داعی حق را لبیک گویاں اجابت فرمودہ دنجوار رحمت ایزدی جا نمودہ عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین آمین ایں یازدہ بیت از گفتہائش بسعی ہرچہ تمامتر بہم رسید تا برشتہ تحریر کشید ہ

[1]

. . . .

آہ لاحق عشق کی کیسی یہ بیماری ہوئی — بارہا نبضیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی
دل سنبھال رکھ وزدی بوسہ شب دیگر پہ رکھ — یار چوبکا پاسبانوں میں خبرداری ہوئی
کیوں نہ تو بھٹکی پھرے لے خواہش دل میرے بعد — کر چکے ہم عاشقی جو زندگی پیاری ہوئی
تو نہ آیا دیر تک چھاتی میں دم اٹکا رہا — ق — جان عاشق کی رہا تن سے بدشواری ہوئی
اب تو آ ظالم جنازے پر بہ تقریب نماز[2] — جانب گور غریباں اوس کی تیاری ہوئی

---

[1] دونوں نسخوں میں یہاں چھ سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے، [2] مصرعۂ ثانی چنداں چسپیدہ نیست منہ عفی عنہ

[2] شعر آخر قطعہ سرو بابا فغانی است او گوید علیہ الرحمۃ ہ

بگذرانید از سر آں کوے تابوت مرا — تا بتقریب نماز آں سرو ناز آید برون (۱۲ منہ عفی عنہ)

سبھی دوستوں سے ہے رخصت ہماری　　دم واپسیں سے ہے صحبت ہماری

عزیزے میگفت کہ ایں مطلع درحالت نزع گفتہ باشد

مشتاق (۱) دوم میر عنایت اللہ مرحوم وے جوانے بود صاحب ہوش و ہوشیاری از سادات جلیلہ بخاری خلیق و خوش اختلاط شگفتہ جبیں و قویم الارتباط درویش نہاد والا نژاد گاہ گاہے ہمت بریختہ گوئی می گماشت و با پیرزادہاے بجدیہ نسبت خویشی واشت از چندے بدیار شرقیہ افتادہ بقصبہ رامپور طرح اقامت افگندہ زندگی بسر می نمود از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ ایں شش [بیت] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

اے باغباں نہ جائیو بلبل کے متصل　　بیٹھی ہے کس خوشی سے وہ تک گل کے متصل

الجھے ہوے ہیں سیکڑوں دل اوسکے پیچ میں　　اے شانہ تو نہ جائیو کاکل کے متصل

مشتاق وہ جو شان محمد ہے اور علی　　پہنچے ہے کون اون کے تجمل کے متصل

جیو اپنے ایک بار تو گھائل کے متصل　　کھایا ہے اوس نے زخم جگر دل کے متصل

خونخوار سج بناکے وہ بیٹھا ہے اس گھڑی　　یار و سنبھل کے جائیو قاتل کے متصل

کیا جانے کیا کہے گا خبر آکے شوخ کی　　قاصد کو دیکھ دور سے چھاتی دھڑک گئی

مصدر

ورق ۲۹۱ تخلص [میرماشاء اللہ خان مرحوم والد ماجد میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمٰن است مجملے از احوالش در سلک ذکر فرزندارجمندش سمت تحریر یافتہ گویند کہ در بدیہہ گوئی مہارتے درست داشتہ باشد ایں دو شعر بال مرحوم منسوب است ؎

خدا کرے کہ میرا مجھے مہرباں نہ پھرے　　پھرے جہاں تو پھرے پروہ جان جان نہ پھرے

کافر ہو وہ تجھ بن جو کرے چاہ کسو کی　　صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی

مصحفی

تخلص میاں غلام ہمدانی است سلمہ ربہ وے از مردم بیرونجات است اما بتقریب روزگار با کلانہاے

خو: دربدو شعور وارد حضرت دہلی شدہ نشو و نما یافتہ عزیزے نیک سیرت مسکین نہاد خوشخو خوبی نژاد متواضع باادب مرتبہ شناس مہذب خلیق و شگفتہ پیشانی با تمکین و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے خوب دارد و بہرہ و زبان سخن سازی بر روے کار می آرد دیوانے مروف فارسی [وسہ] دیوان ریختہ مشحون اقسام سخن تا الیوم سرانجام دادہ و بیرون ازیں دو تذکرہ فارسی و ریختہ ہم نگاشتہ مدتے است کہ بہ بلدہ لکھنؤ طرح اقامت [مگندہ] علم استادی بداں نواح بر افراشتہ و تلامذہ بسیار فراہم آوردہ در ایام ملازمی سرکار دولت مدار شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر [قصا] ئد چندے در مدح آں والا تبار انشاد کردہ و داد سخنوری دادہ در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانہ خود انداختہ با قاسم ہیچمداں سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد خدایش خوش و سلامت دارد مختصر کلام ایں یک صد و یک بیت از شیریں کلامیہائے اوست سلمہ ربہ ے

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر | کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

چین سے کیونکہ میں سوؤں کہ شب ہجر مجھے | یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا

دست جنوں سے جبکہ لگیں اوڑنے دھجیاں | ہم نے بھی اپنا جیب سلانا اوڑا دیا

کچھ تڑپنے کا مجکو مزا ہی نہیں اوٹھتا | جب تک کے تیرے شانے سے شانا نہیں لتا
آو ے جو بہانے سے چلا شب مرے گھر تو | ایسا تجھے کیا کوئی بہانا نہیں ملتا

قصد کرتا ہوں جو اوس در سے کہیں جانے کا | دل یہ کہتا ہے تو جا میں تو نہیں جانے کا

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک یار رہا | میں رہروان عدم کو بہت پکار رہا
میں تیرے ڈر سے نہ دیکھا اودھر بہت شب وصل | ستارہ سحری مجکو آنکھ مار رہا

ے سے کذا

آرسی میں رونہ دیتا تھا جو اپنے عکس کو — مصحفی ایسے سے تیرا مدعا کیوں کر ہوا

نہ پوچھ عشق کے صدمے اوٹھائے ہیں کیا کیا — شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکل کے او بے مہر — کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہیں کیا کیا

انگڑائی [لیکے] مجھ پر اپنا خمار ڈالا — کافر کی اس ادا نے بس مجکو مار ڈالا
شب آسماں سے تارے آنکھیں لگے لڑانے — نرگس کا جب گلے میں اوس مہ نے ہار ڈالا ورق ۲۹۲
قاتل کی تیغ ابرو وحشی ہے سو ادا سے — بجلی کا جم طپانچہ اوسپر سے وار ڈالا
جب چل سکھا نہ ہم سے بار گران ہستی — یہ بوجھ ہم نے سر سے اپنے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا میں [اون] لگاوٹوں میں — اوسکی نگہ نے مجپر جادو ہزار ڈالا

تو ملے یا نہ [ملے اس] سے تو کچھ کام نہیں — ہمکو کوچے میں ترے روز میاں ہو جانا
کیا بری خو ہے تمہاری کہ مہ عید کی طرح — مونہہ دکھانا بھی تو پھر وہیں نہاں ہو جانا
سی رکھے کیا کوئی مونہہ اپنا عجب مشکل ہے — بات کہنے میں وو ہیں دشمن جاں ہو جانا
ہے تماشاکدہ [خلق] مری خاک [illegible] — [illegible] آوے تو کبھی آپ بھی یہاں ہو جانا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت — کرتا ہے خود بیاں لب خاموش نقش پا
میں ناتواں زمیں پہ قدم کیا دھروں کہ ہے — ہستی مری گراں بسر دوش نقش پا

میں بگھولے کیطرح پھرنے لگوں ہوں اوسکے گرد — جو کوئی پوچھے ہے تو اوسپر فدا کیونکر ہوا
میں تو دل سے لب تلک لایا نہ تھا خواہش کا حرف — چاہنے میرے کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا
رنجش خوباں کو یارو کیا سبب درکار ہے — پوچھتے کیا ہو کہ وہ تجسے خفا کیونکر ہوا

[کیا] یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہمسے　　یہاں ہاتھ سے اپنا ہی گریباں گیا تھا

آئینے میں دیکھ کہتا ہے وہ اپنے عکس کو　　تو نے کیونکر ٹھیک یہ نقشہ اوتارا دوسرا
تلوار کو کھینچ ہس پڑے واہ　　ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

درد سر ہووے ہے یہاں میرے تئیں　　سر کو صندل نہ ملا کیجے آپ

ق

میں تو کہنے کو تمہارے مانا　　اتنا میرا بھی کہا کیجے آپ
کیوں میاں مصحفی جی دیتے ہو　　درد اپنے کی دوا کیجے آپ

اوس گل کی باغ میں جو صبا نے چلائی بات　　غنچوں نے مسکرا کے کہا ہم نے پائی بات
کہتا تھا یہ کہ دل نہ کسی سے لگائیے　　مرغ چمن کی [رات] مجھے کیا خوش آئی بات
آنے کی تیرے کہکے مرا دل تو خوش کیا　　قاصد نے [گو کہ] اپنی طرف سے بنائی بات
آگے کسی کی بات نہ کہیئے کہ ہے مثل　　ہو جاتی ہے [نکلتے ہی] مونہہ سے پرائی بات

دل سینہ صد چاک میں رہتا ہے [یہ حیراں]　　ہو [جیسے] قفس میں کوئی مرغ قفسی بند
مذکور تری چال کا کرتا ہوں جو اوسے　　ہو جاے ہے [ایک] بات سے بس کبک دری بند

جاے جو کوئی اوس بت پر فن کے برابر　　اوس دوست کو ہم سمجھے ہیں دشمن کے برابر
میں کشتہ رنگ مسی و پان بتاں ہوں　　رکھیو [مجھے یارو] گل و سوسن کے برابر
گذرو ہوں جو آگے سے میں اوس بت کے تو وہ بھی　　مونہہ [اپنا] لگا دیوے ہے چلمن کے برابر
انداز تو بسمل کا سمجھ اپنے وہ کیا　　رہ جاے ہے آ کر ترے دامن کے برابر

دل کی بیتابی کہے ہے در پر اوسکے جا کے گر — کر بہانا شب کا اور سر دل سے سر ٹکرا کے گر
اوسکے کوچے میں جو جاؤں ہیں کہے ہے مجھسے عشق — ہے یہ گرنیکی جگہ دانستہ ٹھوکر کھا کے گر
یاد آتا ہے مجھے اوس مہ کا جب چاہ ذقن — [د]ل یہی [کہتا] ہے بس اب تو کوئے میں جا کے گر

ہمکو ترساتے ہو تم کیوں [یہ] ادا دکھلا کر — مونہہ چھپایا نہ کرو پھر خدا دکھلا کر
دل کو ہاتھ اوسکے جو بیچوں ہوں تو کہتے ہیں رقیب — لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

قفل در د زونکو دلوائے تھے میں نے شب وصل — یا الٰہی [گئی یہ بات] کدھر سے باہر

نہوا نرم مری گریہ و زاری سے کبھو — [ہے] دل سخت [ترا او] بت کافر پتھر
داغ چھاتی کے اسے اوٹھکے دکھاؤں پر گر — کاش کھولے مری تربت کا وہ آکر پتھر
چرخ دوار نے یوں مجکو زمیں پر پٹکا — جوں فلاخن سے پھرا کر کوئی چھوڑے پتھر
تیرے دلسوختہ جس دشت میں مدفوں ہیں میاں — شعلہ ٹپکے جو کوئی وہاں کے نچوڑے پتھر

آجائے ہے جب وہ سامنے سے — ہو جاے ہے سب گلا فراموش ورق ۲۹۳
نسیاں [ہے] یہاں تلک کہ خط میں — ہیں یاد کی جا لکھا فرامش
جب لکھنے لگوں ہوں خط میں اوسکو — ہو جاے ہے مدعا فراموش

حالت مری تباہ ہے اوس پر غرور کو — میری طرف سے کچھ تو مرے آشنا کہیں
ہوتا ہے دل جلوں کا ستانا بہت برا — وہ کام کر کہ جسمیں تجھے سب بھلا کہیں
لالہ کا پھول خاک پہ میری چڑھائیو — تا لوگ مجکو کشتۂ رنگ حنا کہیں

آنے سے میرے پیشتر اے وائے یہ کسنے — کہدی مرے آنیکی خبر اوسکی گلی [میں]

یہاں تک ہوئی پامال کہ پایا نہ صبا نے
کچھ خاک ہماری کا اثر اوس کی گلی میں
[اپنی] تو شب و روز کٹی عشق میں یوہیں
کی شام گھر اپنے تو سحر [اوسکی] گلی میں

کشتہ [تیغ] ہے وہ قاتل اور میں اوسکے حضور
کھڑا ہوں جیسے [گنہ] گار دیکھیے کیا ہو
ہماری بزم سے اے مصحفی سحر ہوتے
گیا جب ہوکے [و] ہ بیزار دیکھیے کیا ہو

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ
صدف تیرے میں ٹک ادہر کو دیکھ
[د] یکھتا کیا ہے عقد پرویں کو
اپنے آویزہ گہر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ
میرے حیرت بھرے جگر کو دیکھ
تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ
رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ

دیکھنے والوں پہ آجاتی ہے بیہوشی سی
موںہہ سے یکبارگی پردہ نہ اٹھایا کیجے
ہو چکا مصحفی خستہ کا تو کام تمام
آپ اب بیٹھے ہوئے باتیں بنایا کیجے

یاد اوسکو دیدہ بازی کے ہیں فن نئے نئے
نت ہر طرف کو نکلے ہیں روزن نئے نئے

خط نیا خال نیا زلف کی تحریر نئی
ان دنوں مجکو نظر آئی ہے تصویر نئی
کردیا اور خفا ملنے سے میرے اوسکو
دیکھی اے آہ سحر تجھ میں [یہ] تاثیر نئی
خانہ دل کے تو نقشے پہ ذرا غور کرو
دست صانع نے بنائی ہے یہ تصویر نئی
چھوٹے کیونکر کوئی طالع کی گرفتار [ی] سے
دمبدم پاؤں میں] یہاں پڑتی ہے زنجیر نئی
مصحفی شب میں [لیا او] سکے کف کا بوسہ
جاے خوں ہے [کہ] ہوئی مجسے یہ تقصیر نئی

آتا ہے بھبوکا سا نظر وہ گل عارض
کافر نے جو جام مے گلرنگ پیا ہے

معلوم نہیں مجھسے غرض کیا ہے صبا کو — کیوں میری کف خاک کو برباد دیا ہے
اے دست جنوں کیجیو تونک تو توقف — ناصح نے ابھی میرے گریباں کو سیا ہے

تیرہ بختی کا اثر دیکھیو اوسنے سب ہے — بالوں میں چاند سے مکھڑے کو چھپا رکھا ہے
شورہ بپا دہے ہر کوچہ و بازار کے بیچ — اوسکی ر[فتار نے فتنے کو] جگا رکھا ہے
کس کا وعدہ ہے میاں مصحفی ہم سے بھی کہو — آج دروازے کو تم نے جو کھلا رکھا ہے

نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے — کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے
نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصہ کہانی ہے — فقط اک ہم ہیں بستر پہ پڑے اور ناتوانی ہے
اگرہے دشمن جاں تو بھی اپنا یار جانی ہے — تغافل پر بھی اوس کی اک طرح کی مہربانی ہے
مجھے وحشت سی ایک ہوتی ہے پیدا آہ کیا کہئیے — کہ اوس بن کیا اندھیری رات میا[ون] کی [جوا]نی ہے]
لیا چلتے ہی چلتے جو اوٹھا ہاتھوں میں دامن کو — خدا جانے اوسے منظور کیا آفت اوٹھا[نی ہے]
خدا کیواسطے بل دیکر ان کو باندھنے کا فر — کہ اب موے کمر پر تیرے زلفوں سے گرانی ہے
اوٹھیں کیونکر نہ مردے گور سے وقت خرام اوسکے — کہ یہ بوٹا سا قد اوس کا قیامت کی نشانی ہے
کوئی کسوقت درد دل کہے جب سامنے ہو جے — تغافل ہے تجاہل ہے ادا ہے سرگرانی ہے
سر شب سے ہی سو رہتے ہو کیا تم ڈھانپ کر موتھہ کو — میاں کچھ شغل بھی لازم ہے قصہ [ہے کہانی ہے]
تو یوں بے پردہ ہو جایا نہ کر ہر ایک کے آگے — نیا عالم ہے تیرا اور نئی [کافر جوانی ہے]

زلف سے اوسکی پیشتر عارض رشک ماہ ہے — پیک نگہ جو جاے تو رات بسے [کی راہ ہے]

نزاکت پر نظر کیجو کہ کل اوسنے شب مہ میں — چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنے آفتابی سے
چل دلا وہ پتنگ اوڑاتا ہے — ابھی آنے میں اوسکے ڈھیل سی [ہے]
کس کی مژگاں نے یہ کیا جادو — میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے

[جب] ساری سری خوں میں ترے تیر کی بھرتی — تب زخم سے نیت تیرے [نخچیر کی] بھرتی

شکل ایسی دیکھ بھوے کیوں نہ بات آئی ہوئی — سرو سا، قد [چاند سا] موہنہ گلت [گلائی] ہوئی
ایک تو بالی بلا تھی اب ہوا بالا بلا — یہ بلا [نازل ہمارے سر پہ بالائی] ہوئی

ہیں وہ نہیں ہوں گا اوس بت سے دل میرا پھر جائے — پھروں میں اوس سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جائے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے مکھڑے پر — تو مارے شرم کے آ[ئی ہوئی] گھٹا پھر جائے

بندے کی ہے اب ہمکو نے کچھ خدا [ای چو] ری — جب دل دیا تو پھر گیا یار آشنائی چوری
تم جیتے رہو اور خریدار تمہارے — گو ہم نہ ہوے اور تو ہیں یار تمہارے

مضطر

تخلص دو کس میدانم

اول شیخ حسن علی لکھنوی وے شاگرد میر نظام الدین ممنون دمرد خوبی مشحون است ایں شعر وے است ورق۲۹۴

ــہ یار اغیار کا ہوا ہے وہ — کیا گلہ [کیجے] یار کا یارو

دوم لالہ کنور سین کائت وے دہلوی الاصل [و] لکھنوی المولد است اسلافش بعمدگی ایام بسر میبر[دند] مضطر(۲)

وخو[اہ]ش زندگانی [میکردند] شعرش کیفیتے دارد سخن خود باصلاح میاں غلام ہمدانی مصحفی میرساند [ایں] چار

بیت او راست ــہ

سیکھ کر ما غمزہ قد سے ترے رعنائی کو — [کام فرمانے لگا] سرو بھی مرزائی کو
دشمن اپنا ہمیں تم سمجھو ہو اور غیر [کو دوست] — ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی دانائی کو
اوسکے خال تہ ابرو پہ نہ مجنے آوے ہے رشک — لے کے بیٹھا ہے وہ کیا گوشۂ تنہائی کو
[جب سے اوس شوخ] کا عاشق میں ہوا ہوں مضطر — ہر کوئی دیکھے ہے میری [رسوائی] کو

مضطرب

تخلص دوکس می شناسم

اوّل - [میاں حا]جی پسر [سیو]م حضرت قاضی[1] وے [کشمیر]ی الاصل جہاں آ[بادی المو]لد نسبت برادران دیگر سلیم الطبع وخوشگو و حلیم و پاکیزہ رو متواضع [و شیریں] زبان مودب و عذب البیان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است [ایں ہفت بیت] از گفتہائے آں سعادۃ آماست ؎ مضطرب(۱)

باغ تھا گل تھا چمن تھا سیر [تھی] لیکن یہ دل — تیرے ہی کوچے میں ہوکر تجھ پہ مائل رہ گیا
وا[د]ی ہستی سے] جب گذرا تو ہے ملک عدم — چل یہاں سے مضطرب گھر ایک منزل رہ گیا

آ دیکھ رُخ زرد پہ یہ اشک لالہ گوں — دیکھا جو زعفران سے اوگا ارغواں نہیں
کٹتی کسی طرح بھی نہیں یہ شب فراق — شائد کہ گردش آج تجھے آ[سما]ں نہیں

پھر فلک ہجر کی ایذا جو دکھائی مجکو — وصل کے روز ہی کیوں موت نہ آئی مجکو
تو نے ہی آنکھ لڑا سب کو کیا ہے دشمن — ورنہ رہتی تھی بھلا کس سے لڑائی مجکو
ہا ے [رے بخت] کہ جب بے خبری آپہچی — آمد یار کی تب یہاں خبر آئی مجکو

[دوم]

مضطرب(۲) درگا پرشاد کائت وے از سکنۂ لکھنؤ [کہ یکے] مرد [خوش خلق و مہذب] و شگفتہ جبین و باادب است [نسبت] تلمذ [بہ محمد عیسیٰ تنہا کہ یکے] از شاگردان میاں غلام [ہمدانی] مصحفی است دارد [چار] شعر وے کہ بایں بے بضاعت رسیدہ می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

بہت بے اختیاری کر چکے ہم — نہائت آہ و زاری کر چکے ہم
ترے وعدے پہ ہے اب دم شماری — بس اب اختر شماری کر چکے ہم

---

[1] قاضی صاحب کا نام قاضی رحمت اللہ خان ہے۔ از تذکرہ کریم الدین ص۳۸۶ و نغمۂ عندلیب ص۲۱۹

اگر یار [ای یہی ہوتی ہے] صاحب — تو بس [آگے] کو یاری کر چکے ہم
نہ آیا مضطرب و [ہ رشک گل ہائے] — لہو آنکھوں سے جاری کر چکے ہم

مضمون

تخلص شیخ شرف الدین [مرحوم است] وے از اولاد امجاد شیخ الابرار شیخ فرید الدین شکر گنج [شکر بار بود]
قدس اللہ تعالے اسرارہم اصلش از نواح مستقر الخلافہ [فہ] اکبر آباد است مدتے درحضرت دہلی سکونت ورزیدہ بروضہ
رضوان خرامیدہ مرد بر [اندیشہ سپاہی پیشہ شگفتہ رو خوش خو ظریف [الطبع نکتہ پرواز] مزاج دوست معنی
طراز چٹیلے نکتہ رس و بذلہ گو از معاصران [میر شاکر] ناجی و شاہ مبارک آبرو بود درجرگہ اساتذہ [آ] نوقت — ورق ۲۹۵
محسوب وشعر سش [او] بخواہ مردم آں عہد و مرغوب است ایں [یازدہ] شعر از گفتہائے آں استاد مغفور کردست
دادہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ـ

[ہم] نے [کیا] کیا نہ تیرے غم میں [اے] محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

جو دو پیالے سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا — وہ تحت اپنے میں جوں خورشید [چار] دن جام کو لیگا

کرے ہے دار بھی کامل کو سر تاج — ہوا [منصور] سے نکتہ یہ حل آج

خط آگیا ہے اوسکے مری ہے سفید ریش — کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام صبح

کریں [کیوں نہ شکر] لبوں کو مرید — [کہ دا] دا ہمارا ہے بابا فرید

[نہیں] ہیں ہونٹ تیرے پان سے [سرخ] — [ہوا] ہے خون میرا آکے لبریز

نہ یہی [فتنہ] قد و قامت ہے ہس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

[ہمارا] اشک قاصد کی طرح جو تھم[1] نہیں سکتا کسی بیتاب کا شاہد لیئے مکتوب جاتا ہے

ہسی تیری پیارے پھلجھڑی ہے [یہی غنچے کے] دلمیں گلجھڑی ہے

میکدے میں گر سراسر فعل [نامعقو] ل ہے مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

[مظہر]

تخلص شہید مرحوم مرزا جانجاں مظلوم است وے علوی نسب مرزا لقب سخن سنج شیریں زبان عندلیب ہزار داستان عذب البیان بلبل خوش نوائے گلذار جاوید بہار جہاں آباد طوطی عذوبت سرائے باغ جنت فراغ ایں خیر بنیاد بود شعرش شعور افزائے ارباب سخن نقش [شخو][2] منت آرائے [قلو] ب اہل دل سبے سخن کلام صحت نظامش نہائت دلچسپ و مرغوب بیان ملاحت نشانش بسیار مطبوع و خیلے محبوب ادا بندیہائے کہ بسخنش درآمدہ بے اغراق در کلام احدے خاصہ ہندی نژادے تا الیوم یافت نہ شدہ و مزہ ئیہائے لطیفہ کہ بحصہ وے رسیدہ بے تکلف در سخن کسے خصوص ہندوستان [زاے] تا ایں وقت بنظر نرسیدہ دیوان فارسی ہزار بیت کہ از بیست و ہزار بیت خود انتخاب فرمودہ در کمال فصاحت و [جودة] ازو یادگار روزگار است و معدودے از اشعار ریختہ [کہ در ایام] سالف از طبع دربارش ریختہ ہم منقوش [صفحات] لیل و نہارا [ست ا] ز سخن سنجان ہندی زبان مانند انعام اللہ خاں یقین و میر باقر حزیں از فیض اندوزان آں سلطان اقلیم جادو طرازی اند و بیشترے از شعرائے ریختہ گویاں مثل احسن اللہ خاں بیان و فقیہ[3] در [دم] ند و دیگرے چند ارجمند از مستفیدان آں [گیہاں خدیو] قلمرو سخن سازی حق ایں است کہ ایجاد طرز و انداز [وے نمودہ] و اندراس رویہ ایہام دوئی ساز وے فرمودہ ہے ہے چہ گفتم غلط[4] کردم شعر ورق ۲۹۶

---

[1] یک دم نہیں تھمتا ا.۱. لیکن اصل نسخہ میں اسکو کاٹ کر ' جو تھم نہیں سکتا ' بنایا گیا ہے ' [2] سخونت دراصل نسخہ '
[3] یعنی میاں محمد فقیہ دیکھو تذکرۂ کریم الدین ص۱۵۱ [4] غلط گفتم ا.۱.

وشاعری خاصہ ریختہ گوئی : درں مرتبہ آں عالی نہاد است سخن [سنجی] و نکتہ پیرائی خصوص بزبان ہندوستان زائی
کمینہ رتبہ آں والا نژاد وے درویش بود کامل وشیخ بود [روشن] دل بتجرید و توکل ، دو غلام زر خریدہ ترک دنیا
و بیزاری عقبی دو کنیز حربیہ بود رسیدہ از انجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق حق بود ازرانی داشتہ
بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکہ عاشور بہ تعصب مذہب [سپلے] بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق
حب جناب ولائت مآب وحریق [عشق] [حضرت ائمہ] [سمت] انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ وکرم اللہ
[وجہہ] چنانچہ بعضے ا[شعا]ر آبدارش خاصہ ایں بیت ؎

نکرد [مظہر] اطاعتے ورفت بخاک نجات خود بتولاے بوتراب [گذ]اشت

بربے گناہیش گواہی [دہد] بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہداے کربلاے معلا علیہم السلام
والرضوان رسا[نید] شعرے کہ قبل ازیں واقعہ ہائلہ سالہا سال انشاد فرمودہ شاہد چست وگواہ درست بے
جرمی وے است و ہو ہذا ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے کہ ایں مقتول را جزبے گناہی نیست [تقصیرے]

مختصر کلام کلام در توصیفش پایانے ندارد لاجرم عنان کمیت خامہ حقائق شمامہ ازاں وادی منعطف ساختہ
بمضمار تحریر پانزدہ شعر از اشعار آبدارش بنابر استحصال تیمن و استکساب تبرک مسترخی العنان می سازد
منہ علیہ الرحمۃ والغفران ؎

چلی یہ گل کے ہاتھوں سے جلا کر آشیاں اپنا نچھوڑا ہائے [بلبل نے] چمن میں کچھ نشاں اپنا
یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزہ سے زندگی کر[تے] اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا
کوئی آزردہ کرتا ہے سجن ا[یسے] کو ہے ظالم یہ دولتخواہ اپنا مظہرؔ اپنا جان جاں اپنا

[گرچہ الطاف کے قابل یہ] دل [زار نہ] تھا لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہیں موا مظہرؔ بیکس افسوس کیا ہوا اوس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

جواں مارا گیا خو[با]ں کے بدلے میرزا مظہر بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

ہمنے [کی] ہے توبہ، وردھومیں مچاتی [ہے بہار] ہاے کچھ[1] چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ وگل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار
شاخ گل ہلتی نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شو[ر سے ایکدم] تو چپ رہے آخر میرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

[یہ دل] کب عشق کے قابل رہا ہے کہاں اسکو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ چھیڑو[2] یہی ایک شہر میں قابل رہا ہے
نہیں آتا اسے تکیے [اوپر] چین یہ سر پانو سے تیرے ہل رہا ہے ورق۲۹۷

اگر ملیے تو خفت ہے و اگر دوری قیامت ہے غرض ناز[ک] دماغوں[3] کو محبت سخت آفت ہے
کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یا دلبر اپنے کی کسی کا یار [جب] عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے

مظفر

تخلص دو کس[میدانم [یکے از] ان ہر دو انشاء اللہ تعالے [بہ تکملہ می] نگارم و دیگرے میر مکھو خاں سلمہ الرحمٰن فرزند ارجمند سید قلندر علیخان برادر زادہ [مکرم ا] لدولہ سید اکبر علیخان اکبر و جوانے نیکو سیر نیک اختر خوشخو پاکیزہ گو شگفتہ جبین [محبت آگین] متواضع با اخلاق خوشش اختلاط صاحب مذاق خوبی مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنو [ن است اشعا] ر متفرقہ دارد چار شعر ازانہا ایں ہیچمدان سراپا نقصان می نگارد او راست سے

کب سوے چشم دل[4] سے اپنے لہو نہ آیا پروا نہیں جو مے کا جام و سبو نہ آیا
ا[ے قدسیو سمجھ لو] ہے تب تک یہ لاف تقویٰ جبتک وہ دشمن دیں ٹک روبرو نہ آیا
کیا سرکشی تھی [میری آتش] موئیں جوں شمع گردن کٹی ولیکن ٹک سرفرو نہ آیا
تجکو ہی پوچھتا تھا [تا نزع] کل مظفر آیا بہت ہی رونا ہمکو جو تو نہ آیا

---

[1] مزا جوں ۱.۱. [2] اپنے دل سے ۱.۱. [3] "ٹوکو" - بدلہ [4] بس؟

معین

تخلص غلام [معین] الدین خان مرحوم است وے شاعرے بود از دیرینہ مشقان خوش نوا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت [آغا مرزا] محمد رفیع سودا گوئند کہ از مسکنہ بلدہ الہ آباد و بسیار مرد نیک نہاد بود و بعضے بر آنند کہ جہان آ[بادی] الاصل است اما از مدتے بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ بزفہ ایام زندگا[نی] بسر بردہ بروضہ رضوان خرامید بہرکیف ایں نہ شعر از آں مغفور است ؎

بیجا ان تاب وتاب عشق سے بلی افسوس
کسی نے آنکے یکدم خبر نہ لی افسوس
[اوٹھانے دیتے ہیں اہل محلہ اوس کو آج
معیں سے چھٹتی ہے پیارے تری گلی افسوس][1]

اے بادصبا باغ میں مت جائیو تڑکے
سوتا ہے وہ گل پات مبادا کہیں کھڑکے
جوں سیتم کی تختی اگر اوس راحت جاں کو
چھاتی سے لگا رکھیے تو دل کا ہے کو دھڑکے
آتے ہی نہیں گر کے سوے چشم پھر آنسو
اس گھر سے مگر روٹھ کے نکلے ہیں [یہ] لڑکے
قمری ہے فدا باغ میں شمشاد کی دھج پر
ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تیری اکڑ کے
قصہ ہی کرو مختصر اب جانے [د]و یارو
کیا لینا[2] ہے تم کو مرے قاتل سے جھگڑ کے
سررشتہ رہ عشق کا ہرگز نہ کروں گم
سو ٹکڑے اگر سبحہ نمط ہوں مرے [دھڑ] کے
اے ابر بہاری شب ہجراں میں خبردار
دامن ترا اس آہ کے شعلے سے نہ بھڑکے
ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے
زنجیر میں رکھتا ہے معیں مجکو [جکڑ کے]

معروف.

تخلص الٰہی بخش خان سلمہ الرحمٰن خلف الصدق عارف [خان] برادر زادہ اشرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ است رحمہما اللہ تعالے کہ از امرائے نامدار ایام دولت امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر غفی ا[للہ]

---

[1] یہ شعر اصل نسخہ میں مرقوم نہیں، [2] تم کو ہے لینا ۱۰۱.

عنہ بود وایں] الہٰی بخش خان جوانے است خوش خلق و یکرو محبت سیر نیکو شیریں کلام مودۃ ا [لتیام شگفتہ]
جبین فرحت آئین یار باش خوش معاشش فکرش درست و کلامش چست طبع مستقیم دارد و [عقل سلیم] کہ در
ایں ایام نیک فرجام دلش از دنیا سرد گردیدہ و بدل گرمی سوز و درد وا رسیدہ اعتقاد [وا] فی و عقیدۃ کافی بحضرات
چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خصوصاً بجناب ولائت [انتساب] زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین سلطان
مشائخ زمان و زمین حضرت محبوب ر [ب العالمین] روح اللہ تعالےٰ ارواحہم دارد و بیشتر ہمت بخدا
طلبی و اکثر اوقات شریف عمر گرامی بیاد [ربی] تعالےٰ شانہ می گمارد و می گذارد پدر والا قدرش و والدہ ماجدہ و
ورق ۲۹۸ برادران نیک اختران و دیگر کس [و] کوسے آں سعادۃ نشان دست بیعت بدست حق پرست حضرت
فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین علیہ رحمت رب العالمین دارد و خودش ارادہ ارادۃ بخدمت سراپا
رفعت میر ضیاء الدین کہ یکے از خلفاے راشدین حضرت فخر المرشد [ین] است و در بلدہ جے نگر علم اسلام
برافراشتہ بہ ارشاد مسترشدین پرداختہ دارد نظر بریں سر رشتۂ دینی [بر] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان
سیئے مہربان است و بر بدو شوق سخن سنجی از محمد [نصیر] الدین نصیر استشارہ نمودہ و حالا بتاشید ذہن رسائے
خود دیوانے مملو بیشتر انواع سخن تالیف [فرمودہ] ملخص سخن ایں چہل و یک شعر از سخنان دلاویز و سے
است سلمہ ربہ[1]

ہنسی سے اونکو پانی کا لگا [میٹھے جو ہم چھینٹا] — تو مونہہ پر ہاتھ رکھ بولے لگا کیا ہی ستم چھینٹا
تنور چرخ میں ہو سرخ قرص خور نہ اب کیونکر — کہ شیر کاسۂ مہ سے دیا ہے صبحدم چھینٹا
عرق افشاں نہیں ہے زلف گرمی سے کہ دیتی ہے — گل عارض کی تیرے تازگی کو دمبدم چھینٹا
نہال اس باغ گیتی میں ہے تیرے فیض سے عالم — کبھی تو ہاں ایدھر بھی کوئی اے ابر کرم چھینٹا
زبس ہے خانہ پر دود لے معروف [یہ گریا] دوں — ہمیں روتا نہ سمجھو تم کہ اب دیتے ہیں ہم چھینٹا

بولے وہ اپنی شکل کو کل آئینے میں دیکھ — دریا کے پار اور گلستاں ہے دوسرا
یارب نہووے کوئی گرفتار عشق [آ] ہ — گھر بھی شب فراق میں زنداں ہے دوسرا

جو بھیجتا مرے خط [کا] وہ دلفریب جواب — تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب

[1] نسخۂ اصل میں یہاں ایک لفظ کٹ گیا ہے جو ۱۰۰۱ میں درج نہیں،

جواوٹھلے قتل کو تھے عاشق بیدل کے ہات　　رنگ ہے تجکو حنا باندھے سواوس قاتل کے ہات

سوز جگر کا حرف جو آیا زبان پر　　بس پڑ گیا ہمارے پھپولا زبان پر
کہتے ہو کچھ زباں سے [نکلتا ہے] اور کچھ　　قابو نہیں نشے میں تمہارا زبان پر

دیکھ آئینہ مت دیدۂ تر ہی تو ہے آخر　　ڈر ہے نہ کرے کام نظر ہی تو ہے آخر
آنسو نہ ملا خاک میں اے دیدۂ گریاں　　بے آب نہ ہو جائے گہر ہی تو ہے آخر
دل اوسکو نہ دینا تھا بجا سے کہتے ہو ناصح　　یہ چوک بھی جاتا ہے بشر ہی تو ہے آخر
مژگاں پہ میں اب دیکھوں ہوں لخت جگر اپنے　　کب تک یہ ثمر لائے شجر ہی تو ہے آخر
گھبراؤ نہ یا مو میری اس آہ و فغاں سے　　انصاف کرو زخم جگر ہی تو ہے آخر
ہر چند[۵] کے ایک دم میں پہنچتے ہیں عدم کو　　سب جان چھپاتے ہیں سفر ہی تو ہے آخر

ساقیا دیکھے ہے کیا تار رگ ابر سیہ　　ہر مژہ کرتی ہے یہاں کار رگ ابر سیہ

مرے مونہہ سے جو اوس کا آ لگا مونہہ　　تو اونے پیٹ پیٹ اپنا لیا مونہہ
مکدر جو رہے وہ آج بو[سے]　　سحر [دیکھا تھا] کس کم بخت کا مونہہ
تصور میں ہوں ایک پردہ نشیں کے　　نہ کیونکر لوں ہر اک سے میں [چھپا مونہہ]
کہاں قاتل نے میاں ٹانکے دیے ہیں　　کہ زخم دل ہنسا تھا سی دیا مونہہ
پھرا کرتے رہے تب [تک ہم] آہیں　　نہ جب تک اونکے درباں کا پھرا مونہہ

محبت کی ہے خاصیت کہ سودا ہووے ہی ہووے　　یہ وہ سودا ہے ایسا جسمیں رسوا ہووے ہی ہووے

---

۵ کذا در ہر دو نسخہ

یہ غم [فرقت] سے آہ پر اثر میں درد ہے — جو مرے پہلو میں ہے اوسکے جگر میں درد ہے
جان گر شیشہ دل [پر مد] پر رکھا تھا ہاتھ — یا اثر دیکھو کہ دست شیشہ گر میں درد ہے
شب جو پہنچا تھا تصور میں نزاکت دیکھنا [؟] — صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہیں کمر میں درد ہے
ہاتھ گلچیں نے مبادا گل پہ ڈالا ہو [کہیں] — آج پھر کچھ نالۂ مرغ سحر میں درد ہے
ناز سے ماری تھی ٹھوکر دستۂ گل پہ سحر — جب سے ابتک ناخن رشک قمر میں درد ہے
ہے کئی دن سے ہمیں اب رات کا سونا حرام — جھوک سے جھمکوں کی گوش سیمبر میں درد ہے
اب میں جسکے پاس جاتا ہوں عجب ہوتی ہے سیر — ق — بسکہ [اے] معروف میرے شعر تر میں درد ہے
دور ہی سے دیکھکر کہتا ہے بھائی ایتو جا — تو رولاویگا مجھے آگے ہی سر میں درد ہے

جام بھر بھر کے جو ساقی تو پلاتا ہے مجھے — گردش چشم بتاں یاد دلاتا ہے مجھے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے — ہاتھ ملتا ہوں گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے ورق ۲۹۹

لے ہی صیاد اگر پیشۂ صیادی ہے — تو ہمیں کنج قفس بیضۂ فولادی ہے
صبح لے جائے ہے گلشن سے زر گل کو [صبا] — باغباں باندہ اسے چور یہ ایک بادی ہے
تیری تصویر کو کیا مونہہ ہے جو کھینچے نقاش — دست قدرۃ [ہی] کی یہ صنعت اُستادی ہے

عزیزو جب کوئی آگے ہمارے [وہیں] گاتا ہے — تو ہم پردیسیوں کو یاد اپنا دیس آتا ہے
گویند کہ ایں مطلع بدیہہ در راجپوتانہ ہنگام مجلس رقص وشنیدن راگ دیس گفتہ

رباعی

اس ماہ تمام کے تصدق جاؤں — محبوب کے نام کے تصدق جاؤں
معروف اگر پاؤں تو سو جان سے آہ — سلطان نظام کے تصدق جاؤں

مغل

تخلص مغل علی پسر خواجہ ہیگا[1] ولد خواجہ عسکری است اصلش خطہ کشمیر جنت نظیر و مولدش [خاک پاک] شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است ہر یکے از نیاگانش بہ علاقہ بندی و سودا [گری] ایام بسر می بردہ وے گاہ گاہ فکر شعر ہم می کند ایں شعر او راست ے

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزاں ہو — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ مہر لقا ہوگا

مفتون

تخلص سہ کس مید انم یکے ازاں ہر سہ انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و ازاں [دو] باقی

مفتون (۱) اوّل شیخ عبد الرحیم اصلش از دیار عرب و مسقط الراس آں نیک خو بلدۂ لکھنؤ و تن شدہ جوان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است ایں شعر او گفتہ ے

اس درد سے آگاہ ہوں بے رخصت بلبل — لے کر نہ کوئی پھول مری خاک پہ آوے

مفتون (۲) دوم میاں بدر الدین اصلش از پنجاب و مولد و ماوائش ایں خاک پاک جنت نصاب است بہ بزازی ایام بسر می بردہ و مشق شعر فارسی ہم میکند شاگرد شاعر سیادۃ مقرون میر فرزند علی موزون است و ایں شعر[2] گفتہ آں سعادۃ مشحون ے

سرخ جوڑا جو پہن کل تو گلستاں میں گیا — شاخ گل کو بھی لگی رشک سے یکبار آتش

مقبول

تخلص میاں مقبول نبی المخاطب بہ مظہر الدین خان سلمہ الرحمٰن پسر دوم انعام اللہ خان یقین رحمہ ارحم الراحمین

---

[1] خواجہ ہینگا - نغمۂ عندلیب ص ۱۲۹ [2] شعراز ۱۰۱

است و سے مردے مثال آئینہ صاف گو و عزیزے مثل در غلطان بہرسو نہائت مسکیں نہاد بغائت مسکنت بنیاد است خط نستعلیق [شیر] یں می نویسد و سعی ہرچہ تمامتر اشعار شعرا فراہم میکند جدش اظہر الدین خان دیرا بکنار عاطفت پرورده از پیشگاه خلافت خطاب خانی بنامش گرفته و در صغر سن روبروے خود بر پالکی خویش جا داده سوار می شد و ہر جا کہ می رفت باخود می بردگاہے فکر شعر میکند و احیانا ً ارخش ہمت دریں سرزمین می دوند مقید جشاگردی احدے نیست ہرکس کہ شعرش را اصلاح کند استاد وے است شصت ہزار بیت تخمیناً از شعراے قدیم و جد[ید] غالب کہ از سہ صد کس کما بیش خواہند بود فراہم آورده آں شوق مجسم بہ یک چشم زدن بہ آتشے کہ از باد ہوائی برکلبہ اش زد پاک بسوخت تا الیوم بآبیاری مار الحیواة عشق کامل قریب نصف[ے] ازاں [عظام رمیم] سوختہ جحیم احیا نموده بشرط رخصت زندگی در اندک فرصت بحشر ہمہ آں بلکہ بہ نشر نفوس شعراے کہ محروم از تعلق قالب مانده می پرداز د [خد]اش سلامت دارا د کہ عجوبہ روزگار و نادره لیل و نہار است مختصر کلام ایں بیست[1] و یک بیت از کلام آں خوبی التیام است ؎

پوچھا میں اوسسے رات کہاں مہ جبیں رہا   بولا کہ شو[ق د]ل کا تجھے کیا کہیں رہا[2]

[بانکپن اوسکو سکھایا تھا کچھ اس دن کے لیئے   کون جانے تھا کہ اپنا ہی وہ قاتل ہووے گا
کہتے ہیں تجسے دیدۂ و دل ہو کے متفق   تو نے ہی اوسکو یار کیا ہم نے کیا کیا
دسترس رکھے ہے پاے یار تک ہر دم رقیب   یا الٰہی ہاتھ اوس کا ہووے شانے سے جدا

خط سے تو جی بچا تھا پر زلف ہوشاں نے   ہرگز مجھے نہ چھوڑا آخر ندان مارا

قطعہ

پیک[2] غریب عاشق مقبول تھا جو تیرا   فرقت نے تیری اوسکو اسے بدگمان مارا
جنے سنا یہ بولا ایک آہ سرد بھر کر   افسوس ہے (کہ) کنے یہ کم زبان مارا
ایک جو ہم رہ گئے تھے سو بھی سچلے   اب تو اوس شوخ کو فراغ ہوا

---

[1] سی و یک [۳۱]؛ [2] اس بیت کے سوا مقبول کے جسقدر بیت ہیں ا.ا سے منقول ہیں اصل میں اشعار کی جگہ جو ایک صفحہ سے زائد ہے چھوٹی ہوئی ہے [3] کدا

کون رویا نہ حال پر میرے — رحم تجکو مگر نہیں آتا

خوش خرامی کا جب خیال کیا — ایک عالم کو پایمال کیا

کیا مزا ہو جو یار آجاوے — چاندنی رات ہے بہار ہے اب
نام خدا تو ہے آپ اسے بت محبوب خوب — آن طرحیب غضب گات کا اسلوب خوب
یہ بیمار بچنے کا ہرگز نہیں — مری نبض کو دیکھ بولا طبیب
اگر عزم بالجزم ہے قتل کا — تو نصر من اللہ فتح قریب
بعد مدت کے تو آیا ہے میری جان یہاں — ایک دم پاس مرے بیٹھ ذرا بات کی بات

تبسم ہے نہ ہنسنا ہے نہ وہ گفتار کیا باعث — خفا رہتا ہے مجھسے کیوں مرے دلدار کیا باعث
ہمیشہ صحبت اغیار میں خوشوقت رہتے ہو — ہمارے پاس آنیسے جو ہو بیزار کیا باعث
بھلا مقبول سے تو دوست کو گھر سے نکالے ہے — یہ کیوں کا ہیکو کہہ کسواسطے دلدار کیا باعث

ہم وہ شہید عشق ہیں تیرے کہ بعد مرگ — برپا ہماری خاک سے ہوگا غبار سرخ

غم سے جسکے ہیں ہوا مر کے غبار آخر کار — خاک پر بھی مری آیا نہ وہ یار آخر کار
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس
سیم تن جاتے ہیں خوش ہو ہو کے زرداروں کے پاس — کون آتا ہے دلا ہم جیسے بیچاروں کے پاس

چالاکی اپنی برق نہ دکھلا فلک پہ تو — میں بھی زمیں پہ آتش غم سے طپیدہ ہوں

ہر بات میں رکھاوٹ طرز ادا تو دیکھو — ہر آن میں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

اکسیر شو سے پرے ہو جو پاوے کہیں قرار — پر چین ہے کہاں دل سیماب وار کو

کیا مزے سے عیش ہو ساقی جو یہ اسباب ہو — ماہرو ہووے ہو مینہ ہو اور شب مہتاب ہو

بزم میں اغیار کی رات صریحاً تھے تم — کھاتے ہو کیوں اس گھڑی جھوٹی قسم واہ واہ

از بسکہ عکس روے تیرے آب ہو گیا — ہے تیرے آگے دست بفریاد آئینہ

خوشنما تھی تجھ لب نازک پہ سرخی پان کی — سامنے ہو جان کیا یاقوت اور مرجان کی
غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات چیت — سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبول کو پیارے — سب خلق میں تمہارا مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہمدمو ملک عدم — کاٹ دینگے یہ بھی چلکر راہ اٹھتے بیٹھتے
یاد سے تیری صنم ایک آن ہم غافل نہیں — دھیان تیرا ہے مجھے واللہ اٹھتے بیٹھتے]

مقتول

مدق ۳۰۰

تخلص مرزا ابراہیم بیگ است وے صفاہانی الاصل دہلوی المولد شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است در انشا پردازی دستے دارد و در شعر فہمی سلیقۂ درستے کلامش مرغوب است و سخنش محبوب القلوب ایں چند شعر او راست ؎

۱۔ و۔د میں جس سے یہ تمام اشعار منقول ہیں، اکسیر کو 'ث' سے لکھا ہے۔ ۲۔ کنا

بتاں جبکہ زلف دوتا باندھتے ہیں
گرہ میں دل مبتلا باندھتے ہیں

میں یہاں غرق رہتا ہوں ہاتھوں سے اونکے
جو پاؤں میں تیرے حنا باندھتے ہیں

یہاں حال مقتول دیکھا نہیں کیا
کمر اب یہ کس پر بھلا باندھتے ہیں

رنگ شفق کی خاک میں ملجائے سب بہار
جس دم وہ کھولے اپنے حنا بستہ ہات کو

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے
سو طرح کے اوسمیں شے بیساختہ پن نکلے

مقصود

تخلص سقلئے است در بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد مقصود نام وے با وضعے کہ عامی است بنا بر مناسبت طبع در جرگۂ اطفال عامیاں علم استادی برافراختہ کوس سلطان الشعرائی نواختہ ایں دو شعر او راست ؎

عشق کیا جانو کدھر تھا مجھے معلوم نہ تھا
عشق کا دل ہی میں گھر تھا مجھے معلوم نہ تھا

بوسہ لینے سے [خفا ہوتے] ہو کیوں مشفق من
بوسہ وہ شے ہے کہ دونو کو مزا دیتا [ہے]

مکھو

شیخ زادۂ یست [خوشنویس خط نستعلیق می نویسد] دہلوی الاصل فرخ آبادی المولد کہ اشعار متفرقہ دارد و ایں احقر تخلصش یاد نمی دارد اما ایں مطلع [وے] می نگارد

مصحف رو کی قسم ہے تجکو درکار چمن
میں برنگ شمع ہوں پروانہ زار چمن

ملول

تخلص درویشے است بزرگی التیام شاہ شرف الد[ین] نام سخنش با اسلوب [است و کلامش]

مرغوب این مطلع او گفته ؎

تری جدائی نے بہا تنگ [ہمیں ملو] ل کیا | کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

ممتاز

تخلص دو کس می شناسم تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب می پندارم و دیگرے مولوی نور احمد مرحوم جد مادری برخوردار کامگار میر عزت اللہ [عشق مدعمرہ] و زاد [قدرہ] است وے بزرگے بود [بحلیہ] علم و عمل آر [استہ و بزیور عقل] و فضل پیر استہ ملبس بلباس علما مودب بآداب صلحا نیکذات غریب پرور ستو [دہ] صفات محبت گستر دریا دل شجاعت آگین روشن جان سخاوۃ آئین ظریف الطبع لطیفہ گو مزاح دوست پاکیزہ خو سر بسر ابتہاج یکسر سرور جسم فطرت و ہوش جان عقل و شعور صاحب اقبال بلند مالک بخت ارجمند حافظ کلام ربانی غلام خاص حضرت محبوب سبحانی در ایام جوانی بعزت تمام و حرمت مالاکلام بمجالس ملوک و سلاطین و وزراے صاحب تمکین جامی یافت یک چند بحضور سراپا نور حضرت ظل سبحانی سلیمان مکانی در ایام شاہزادگی بعلاقہ استادی می شتافت بعد تشریف شریف ارزانی داشتن جناب ایشان [بار] شرقیہ بہ سلطان ہدایت بخش مغفور و نواب عماد الملک مبرور در پیوست [اما] سررشتہ بزرگی و استادی را درہم نہ شکستہ در آخرہا ترک این سودا کردہ بخانہ نشینی بقیۃ العمر بسر بردہ بکیفیتے کہ در خانہ نشینی ایام میگذرانید نصیب قاسم ہیچمدان باد دبا لطفے کہ دبا وان گوشہ گزینی اوقات شریفہ بانجام می رسانید او سبحانہ جل شانہ روزی این سراپا نقصان گرداناد بر در امیر و وزیر نمی رفت تا باستدعاے حاجت خود چہ رسد و باہر جنس [مردم] شہر عموماً و اہل محلہ خویش خصوصاً حاکمانہ پیش می آمد اطاعت و انقیاد کسے خود چہ امکان داشت [روزے] کہ جہان فانی را پدرود کرد باوصف غوغاے خاص [و] عام چندے [از] عامیان سر برہنہ نعرہ زناں ہمراہی جنازۂ آں برگزیدۂ حضرت غفار اختیار کردند دار حینے کہ این سراے گذاشتنی را خیرباد گفت باوجود ازدہام ہر گونہ مردم معدودے از عوام الناس روہاے خود سیاہ کردہ واویلا گویاں رفاقت نعش آں اختیار کردۂ حضرت ستار تا بمدفنش رفتند روز روشن در نعلہ آں روز حکم شب تیرہ بہم رسانیدہ بود کہ بازاریان دکاکین را تختہ کردہ تا منزل اول نرسانیدہ از پا نہ نشستند مختصر کلام تا الیوم کہ سی و سہ سال از رحلتش منقضی شدہ ممکن نیست کہ در حین ذکر خیرش دریا دریا اشک از چشم اہل محلہ نبارد باروح پرفتوح حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ نسبتے قوی داشت

ورق ۱۴۱

بہر مدعا کہ از جناب کر[امت] مآب حضرت ایشاں روح اللہ روحہ بطریق استخارہ می خواست مانند[فلق] الصبح منکشف میگشت در بہر یازدہم ربیع الاخر سنہ بنام نامی آں قدوہ اولیاء کرام و اسم سامی آں پیشوائے اصفیا[ئے عظام بہ] ز [بلنے کہ] داشت گذارش می کرد بہردو زبان سخن میگفت ریختہ اش بردیع پاسنا[سیا]ان می ماند بہر حال ایں چاردہ شعر تیمناً درایں جامی نگارم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

زلف مہرو میں یہ دل جب سے گرفتار ہوا — مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا
بتائے ناصح . . . . [1] — کس طرح ہمکو روا عشق کا انکار ہوا

دل کا آ[ئینہ] صاف کر کر دیکھ — اپنے ہی دید کے ہیں عاشق سب

ہر چند پھرے دیکھتے بازار محبت — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
ورق ۳۲ درکار [صرا]حی نہ نہیں جام ہے ساقی — ایک عمر سے ہیں کیفی سرشار محبت
ازبسکہ مریضوں میں ہوں ممتاز میں سب سے — بھاوے ہے مجھے دل سے یہ آزار محبت

نپوچھو کوہکن کے درد کو [مجنوں] سے مت پوچھو — دوانا اسکو کیا جانے محبت اسکو کہتے ہیں

یارب یہ جان شیریں تڑپھتی [نہ] تن سے جاوے — مجنوں نہ کیجیو مجھے فرہاد کیجیو
دشمن کے دوست ہم ہیں جو مانگیں ہیں یہ [دعا] — یارب دل خراب [کو آ]باد کیجیو

زاہدا زہد ا[سکو کہتے] ہیں — دل میں کچھ ہے زبان میں کچھ ہے
دل مرا [درد] سب سے [ہے] ممتاز — آ[ن میں] کچھ ہے آن میں کچھ ہے

[صا]ف آئینے سے ہوا روشن — مونہہ ہی دیکھنے کی جگ میں الفت ہے

[1] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

رُباعی

یوہیں ہر دم [جو اشکباری] ہوگی		تسپر دل کی یہ بے قراری ہوگی
[تو ہی بے رحم] کرنگ اسکا انصاف		کس طور سے [زندگی] ہماری ہوگی

ممنون

تخلص دو [کس] می شناسم

ممنون (۱) **اوّل** میر امانت [علی] سلمہ اللہ العلی وے سید زادہ [ایست] نیک نہاد از بلدہ [عظیم] آباد یک چندی بہت تحصیل علم وارد حضرت دہلی شدہ [بو] دگاہ گاہ فکر ریختہ [میفرمود] و شعر [خو] د باصلاح شاعر سیادۃ مشحون میر قمرزند علی موزون می رسانید [بالفعل] معلوم نیست کہ از دور زمانہ حالتش بچہ انجا میسد ایں [شعرا] وگفتہ ؎

اے وائے کہ تیرے لیئے اس خاک نشیں کو		جوں باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون (۲) **دوم** میر نظام الدین سلمہ رب العالمین خلف الصدق [ق] میر قمر الدین منت علیہ الرحمۃ وے جوانے است شیریں سخن واقف اکثر اصول ایں فن سلیس گفتار [فصیح] زبان نیکی کردار عذوبت بیان در سلک شعرائے پائے سریر خاقانی انتظام و بقدر شنا [سی] و دیدہ وری حضرت ظل سبحانی بخطاب مستطاب فخر الشعرائی عز و احترام داشت و [موافق] طبع مشکل پسند بادشاہی بدیہہ ہم از و سرنجام می یافت حسب الحکم ارفع اعلےٰ قصۂ برشتۂ نظم کشید [ہ] و بدرجہ قبول خاطر ظل اللٰہی رسیدہ فیض سخن از پدر والا قدر خود ربودہ ا [ند چندے] استعفا ے خدمت حضور فیض گنجور نمودہ لمحص [کلام ایں جہل] و دو بیت [از] سخنان آں صحیح البیان است ؎

دور فلک میں کس کو نہیں مے کشی کا ذوق		رکھتا ہے ماہ ہا [ت میں] ساغر بلور کا
ممنوں برنگ مصرع [سودا جو دیکھیے		ہر سنگ] میں شرار [ہے] اوسکے ظہور کا

بسکہ وقت گریہ [ہوش چشم] وہ مہ پارہ [تھا]		بہ چلا جو [اشک] سو یہاں اختر سیارہ تھا

یہا[ں] یا[ں] ذوق خستہ [خنجر] قاتل نہیں رہا — دل چاہیے تڑپنے کو [سو دل نہیں] رہا
کیوں بزم میں جھکی جھکی [آنکھیں تھیں کل] اگر — چتون [میں کوئی] بوسے کا سائل نہیں رہا

رات [تم] [بن] نہ تک آسودہ [یہ] بہجور ہوا — رشتہ بستر راحت دم سا طور ہوا
چاندنی [مار] گئی اس دل زخمی کو رات — پرتو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ — اگر خیال ہے [تلوار] آزمانے کا
کسی کے ہونٹ کے ہلتے ہی بس تمام ہوئے — ملا مزا نہ ہمیں گالیاں بھی کھانے کا

ورق ۳۰۳

نام جانے کا نہ لے یار کہ مر جاؤں گا — سنتے ہی نام سفر جی سے گذر جاؤں گا
ہے یہی گریۂ بے صرفہ تو اس محفل سے — ہو کے آخر ہی میں جوں شمع سحر جاؤں گا
تیغ بے درد لگا تو کہ اگر محشر میں — مجھے پوچھیں گے ترا نام نکر جاؤں گا
خوب اس کشور ہستی میں غم بیا[نہ پھرا] — اب ہے ٹک قصد عدم یعنی کہ گھر جاؤں گا

کو[ئی] کہدے [تیز] رو ناقہ نشیں سے یوں پکار — گر کے اب ایک ناتواں دنبال محل رہ گیا
دیکھ [اٹکھیلی] کہ سو سو بار بوسے کے لیئے — لا کے وہ مونہہ کو مرے مونہہ کے مقابل رہ گیا
عرض بیتابی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ — وہ لگے کہنے کہ لے ابتو تر[ا] دل رہ گیا
ہم رہے اسے موج خیز فتنہ اس گرداب [میں] — کشتی امید ٹوٹی دور [سا] حل رہ گیا
چل بسا سر لشکر اہل جنوں ممنو[ن] کہا[ں] — آج اس وادی میں کچھ شور سلاسل [رہ] گیا

وہ تفتہ جگر ہوں کہ دم ذبح سے ابتک — ہے گرم مرے [خنجر] بر[ان کا] لو[ہا]
[بل بے دل] گرم اپنے کی سوزش کہ ہوا جذب — بن قطرہ آب آپ [کے پیکان] کا لوہا
کب سلسلہ تقدیر کا کٹتا ہے گھسا مفت — آ[ہنگر] تدبیر کی سوہان کا لوہا

تبسم لب غنچہ کو دیکھ رو تا ہوں — کہ ٹھیک رنگ ہے اوس خندۂ نہانی کا
نہیں بجا مرض [عشق] سے کوئی ممنون[1] — ہمیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا

جگر کے دود سے رنگیں نشان آہ کیئے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کیئے
ہجوم بوسہ وہاں کیجے واہ اے لب شوق — کہ نیم رنگ جو عارض ہوا [یک] نگاہ کیئے
ہزار خرقہ و عمامہ ہوں خراب جو آئے — قبا وہ کھولے ہوے اور کج کلاہ کیئے
غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز — کہ گھر کے گھر تری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

اضطراب دل ذرا فرصت کہ لوں بوسے کئی — پھر لب معشوق سینے میں کسی کا [تیر] ہے
قتل کر بیتاب کو اپنے کہ ہے یہ کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
ہمکو رونا آئے ہے ممنون[2] تجکو کیا ہوا — وہ [بیدم] کیوں رنگ پر تیرے بھلا تغییر ہے

دل کے سب داغ ہیں ایک آگ لگانے والے — جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جلانے والے
جیتے جی داغ تو دیتے ہو بہت [پر] پس مرگ — میری تربت پہ نہ دو پھول بولانے والے
[تو چٹکنے دے ذرا غنچوں] کو اے [نکہت] گل — چٹکیوں میں[3] تجھے [ہم بھی ہیں] اوڑانے والے
بو تک اوس عطر گریباں کی سنگھادی [اوسنے] — ہم زخود رفتہ نہیں آپ میں آنے والے
طالع [خفتہ نہ بیدار ہوے] اپنے کبھی — گو یہ نالے تو ہیں سوتوں کے جگانے و[الے]
دل جو سلگے ہے ادھر سے ہے نکلتا کچھ دود — چاک پہلو کو [نہیں ہم تو سلانے] والے
پاؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت دیکھو تو — ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے

کیا دلکو [ئی اوس] قاتل بے باک سے باندھے — جو ذبح کرے اور نہ فتراک سے باندھے ورق ۳۰۴
رندوں سے [ملے] آن کے تا ساقی بے رحم — چلا کوئی جا کر شجر تاک سے باندھے
کچھ درد کی لذت ہے فراموش کوئی [اب] — الماس کا سودہ جگر چاک سے باندھے

---

[1] ممنون کر ۱۰۹ [2] میں ہیں تجھے ہم بھی اڑانیوالے ۱۰۱.

رباعی

کسے کہوں تنہائی و بد روزی کو | جز داغ کوئی نہیں جگر سوزی کو
کوئی غمخوار گاہ گاہے جوں تیر | پہلو میں جو بیٹھے ہے تو دل دوزی کو

منت

تخلص میر قمر الدین مرحوم والد ماجد میر نظام الدین ممنون است سلمہ ربہ دے از سادات قصبہ سونی پت و مرد صاحب رتبت سخن سنج شیریں گفتار شاعر عذوبت شعار نکتہ پرداز فصاحت نشان معنی طراز بلاغت توامان بود بر کتب متداولہ نظم و نثر نظر مستوفی داشت و در شعر گوئی [بیشتر ہمت بہ صنائع] بدائع می گماشت بیروں از دیوان مردف فارسی کہ مشحون انواع سخن است کتابے چند در نظم و نثر مانند شکرستان در جواب [گلستا] ن شیخ شیراز قدس سرہ و مثنوی [درم] جواب سحر حلال کہ ذو بحرین و ذو [قا] فیتین بصنعت تجنیس یا [د] گار اہلی شیرازی [رد] ح اللہ ر [وحہ تصنیف نمودہ و فیض سخن طرازی فارسی از جناب افاضہ انتساب نکتہ سنج روشن تقریر میر شمس الدین فقیر عفی اللہ عنہ [ربودہ] و در [ریختہ] گوئی نسبت تلمذ بہ قیام الدین علی قائم داشت اما بایں شغل ہمت عالی خود بسیار کم می گماشت در ا [و] ائل حال بمصاحبت نواب معلی [القا] ب عماد الملک مرحوم سر افتخار باسمان می سود از اں پس دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ مثال خلافت حاصل نمود در اخر ہا [رخت] سفر بدیار شرقیہ کشید اتفاقاً قاسم ہیچدان سراپا نقصان ہمسفر آں فصاحت زبان دریک گردون تا بلدہ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین و برادر اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آں میر [مید] ان سخنوری درہماں [نو] اح توطن گزید و بوساطت میر محمد حسین[۱] کہ از اجلہ فضلا و ارباب . . . ظاہری بود نقش مرادش بسیار درست نشستہ بسرعت ہرچہ تمامتر بمدارج علیائے دنیوی ارتقا فرمود و بہ سفارۂ حیدر آباد شتافتہ قصیدۂ در مدح ناظم آنجا گفتہ مبلغ پنجہزار روپیہ برسم جائزہ حا [صل] نمود گوئند اما باور نمی آید کہ در آخر قال حالش بدیار شرقیہ دگرگوں گشتہ [بود رقاصہ زنے بمتعہ گرفتہ مسی بر دنداں مالید و ازیں ہا در گذشتہ] رسالہ در رد صوفیہ ادام اللہ برکاتہم نوشت در ایام بودن حضرت دہلی

۱؎ مرزا محمد فاخر مکین و . و . لیکن اصل نسخہ میں مرزا محمد فاخر مکین کو کاٹ کر اسی قلم سے "میر محمد حسین کہ از اجلۂ فضلاو ارباب . . . ظاہری بود" حاشیہ پر اضافہ کر دیا گیا ہے +

ازیں چیزہا ہیچ در پیرامونش نمی گشت [امابرادران بہ تقیہ] تشنیعش نسبت [میکردند] وبس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ اینہا از افترا حسودان است یا راست بہرحال در لکھنؤ برحمت حق پیوست خدایش [بیامرزد] ایں پنج بیت منجملہ سخنان آں مرحوم شیریں گفتار است ؎

مدعی اوس سے سخن ساز بسالوسی ہے　　پھر تمنا کو [یہاں شقہ مایوسی ہے]

آہ اے کشتۂ داغ غم خوباں کہ مدام　　صفحہ سینہ پر از جلوہ طاؤسی ہے　ورق ۳۰۵

میری ہی طرح جگر خوں ہے ترا مدت سے　　اے حنا کس کی تجھے خواہش پابوسی ہے

تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجکو منت　　ہاں یہ سچ ہے ملنے کی خوباں سے تو ایک خوسی ہے

ہم سے وہ جوشش [وہ] الفت دور کی　　آپ کو سوجھی نہایت دور کی

منتظر

تخلص درویش زادہ ایست سعادۃ النیام نور الاسلام نام نیاگانش درویش صاحب قال و حال بودند خودش ہم بلباس [صلا] ح و تقوی ملبس است گونہ تحصیل علم ہم نمودہ و از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ است و شاگردی میاں غلام ہمدانی مصحفی فرمودہ ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

ایک یہ عرض ہے صاحب مری [تقصیر معاف　　پائی] گر رہے کہئے تو غلام آج کی رات

[ہمارے] جی میں [یہ تھا زہر کھا] کے سو رہیئے　　و [لے یہ ڈر] ہے نہ تہمت ہو یار اپنے پر

صدمہ جو شب ہجر کا یا [د] آتے ہے مجکو　　[ایک] دو ہیں پر ہری [سی کچھ] آجاے ہے مجکو

پیدا ہوئی [کچھ] مجکو نئی طرح کی وحشت　　نے شہر [نہ صحرا نہ چمن] بھاے [ہے] مجکو

ہے روز [حشر د] یکھنے کا [شو] ق گر تجھے　　اے منتظر تو اپنی شب انتظار دیکھ

منصف

تخلص منصف علیخاں عظیم آبادی است وے [از] فاضلۂ آن نواح و بسیار مرد قابل و زباں داں صاحب شعور و فصاحت بیان واقع شدہ اکثرے از کتب متداولہ فارسی از بر نمودہ و بعضے مسائل عربی ہم تحصیل فرمودہ گونہ از علوم شعریہ بہرہ ور [و] بعضے از قواعد عروض و قوافی باخبر است خیال خام ہوسی خیلے در سرمی پزد و نقوش اشعار اجنہ ہم می نویسد بیشتر شعر فارسی موزوں می فرمائد [و] اظہار تلمذ نظام[1] خان متجز علیہ الرحمت می [نما]ئد بنا بر کساد بازاری بہ معلمی ایام بسرمی بردایں نہ شعر کہ نسبت بوے دارند بہ تحریر می رسد ؎

یعقوب تنگ حوصلہ مت جانیو مجکو | تا حشر مرا[سے] اشک کا طوفان رہے گا
گر عشق مرا یہ ہے تو پھر دست جنوں سے | داماں رہے گا نہ گریبان رہے گا

قسمت میں خدا جانیے کس کی [ہے] شہادہ | پھرتا ہے [وہ] کافر لیئے [تلو] ار بغل میں

خیال جاوے ترا کیونکے میرے سینے سے | جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

[مکھڑا] ترا خور [شید] ہے اور ابر سیہ زلف | [ہے] اختر تابندہ ترے کان کا موتی

ورق ۲۰۶ اگر پاؤں پڑوں بولے جھڑک کر | پرے ہو دور ہو کیوں سر چڑھا ہے

عوض لطف کی جفا تو نے | خوب کی بے وفا وفا تو نے

قطعہ

جی دھڑکتا ہے ہاے قاصد نے | نامہ[2] جب اوسکے تیں دیا ہوگا
پڑھ کے احوال زار منصف کا | در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

---

[1] نظام الدین متجز علیہ الرحمۃ، [2] جبکہ نامہ اوسے دیا الخ ۱۰۱۔

منیر

تخلص سہ کس میدانم

اول

منیر (۱)

جوانے تمکنت التیام میر آفتاب علی نام و [سے] اگرچہ بلباس عامیاں بہ صیقل گری ایام بسر می بردا از خاندان شرافت و دودمان نجابت [است] نہایت باغربت و بغایت بامکنت واقع شدہ باوصفے کہ از سواد خوانی چنداں بہرہ ندارد شعرش کیفیتے خوب دارد از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است، ملخص کلا [م ا] ین سی [و] یک بیت از گفتہاے وے است ؎

چاہیئے اول کفن [سے شمع سر] سے باندھنا
رشتۂ الفت نہیں آساں جگر سے باندھنا

کار دنیا ہیچ اور اسباب دنیا بے ثبات
ہے عبث [یا] ں اپنے دلکو [سیم و زر] سے باندھنا

یار و اوسکی اس نگہہ کو کیا نظر بندی ہے یادا[1]
جو کوئی دیکھے اوسے تار نظر سے باندھنا

آگئے پروانے کے ہے آسان جل مر[نا] و لے
نامہ میرے شوق کا مشکل ہے پر سے باندھنا

باغباں ہٹ کر بنا تار رگ گل کی کمند
چور بادی ہے صبا شاخ شجر سے باندھنا

اوسکی زلفوں میں پھنسانا دل بھلا کیا ہے ضرور
اور ایک کالی بلا ناحق کی سر سے باندھنا

تم جو کہتے ہو کہ عاشق ہے منیر اب اور پر
یہ بنا کر باندھنو سیکھے کیدھر سے باندھنا

شب فراق میں ہے کون یار[2] عاشق کا
نہیں ہے غم کے سوا کوئی یار[2] عاشق کا

ہمیشہ تیغ لیئے اپنے دست رنگیں میں
پھرے ہے تشنۂ خوں وہ نگار عاشق کا

تری گلی میں ہمیشہ پھرے ہے اوڑتا ہاے
طرح بگولے کے مشت غبار عاشق کا

یہ اضطراب خدا جانے لائے کیا طوفاں
کریگا دیکھیے کیا انتظار عاشق کا

کہاں دماغ جو دیکھے وہ حال عاشق کا
بلا کو اوس کی پڑا ہے ملال عاشق کا

زکوٰۃ حسن ہی دے ڈال [کیا] ہے اک بوسہ
[نہ کر تو ر] د یہ پیا [رے] سوال عاشق کا

[1] آ۔ ا۔ ا۔ [2] کذا در ہر دو نسخہ

جو [بے سبب] تم اوسے را [ندا]ن ستاتے ہو — پڑے گا کس پہ بھلا یہ وبال عاشق کا
بتاں کے عشق میں پروانہ وار [جل] [ا]جھنا — [یہی بڑا ہے] [م]نیر اب [کمال] [عا]شق کا

گیا ہے آگے [دل] سوزاں کے [شرر] آتش کا — یہاں ہر اک داغ جگر میں ہے اثر آتش کا
عشق یوں چاہیئے ہو دل میں ہر اک انساں کے — جیسے ہر سنگ میں اے یار ہے گھر آتش کا — ورق ۳۰۷
آبلے پڑتے ہیں جس جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی میں اثر [آ]تش کا
یارو ٹک دیکھیو سینے میں کہاں آگ لگی — دود یہ دود یہ اوٹھتا ہے کدھر آتش کا
یار کچھ میرے تپ دل کی حقیقت مت پوچھ — ہے کباب آگے مرے دیکھے جگر آتش کا
جاے اشک آہ نکلتے ہیں منیر انگارے — چشم ہے میری کہ جھرنا ہے مگر آتش کا

شعلہ رو شب کو تری یاد جو گذری دل پہ — شمع ساں سینے میں ایک سیل بہا آتش کا
ر[شک] صد باغ ہر ایک داغ دل اپنا ہے منیر — جوں خلیل اپنے [یہ گلز]ار کھلا آتش کا

تصدق بے ثباتی [کے نہیں] کچھ بیم زردی کا — گرہ میں باندھ کوئی کیا در شبنم کو لے جاوے
دکھاؤں زخم دل اوسکو تو [ٹانکے] توڑ دے ظالم — جراحت پر [نمک] چھڑکے اوٹھا مرہم کو لے جاوے
نسیم صبح سے کیا دور ہے یارو جو ایسا ہو — [منیر ناتوا]ں کی [بند] گی ماتم کو لے جاوے
بتاں تو جمع ہیں لیکن خدا حافظ ہے مجلس کا — غضب سے گر چڑھا تا آستیں وہ [تندخو] آوے
تری زلفوں کی کیفیت سے لے پیالے یہ دل میرا — ابھی در نجف ہووے جو اوسمیں ایک مو آوے
منیر اسواسطے کرتا ہے سیر باغ اے یارو — مگر شاید محبت کی کسی بھی گل سے بو آوے

رُباعی

دنیا داری ہمیشہ دل ریشی ہے — پابند عیال و مال اور خویشی ہے
آزادہ و وارستہ و فرد و فارغ — دیکھا تو یہاں عالم درویشی ہے

دوم

منیر (۲)

جوان سعادة نشان مسمی بخواجہ آفتاب خان وے خواجہ زادہ ایست نیک دین شاگرد سعادة یارخاں رنگین
ایں دو بیت ازواست ؎

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں — کنگھی کے دانت توڑ کر اپنی زباں کریں

مکتب میں تجھے دیکھ کے شوق سبق ہے — ہر طفل کے وہاں اشک سے آلودہ ورق ہے

سیوم

منیر (۳)

سیدزادہ خوش آئین مسمی [بہ] میر نظام الدین پدر والاقدرش کہ شاہ پیر(؟) علی نام دارد مرد نیک [نہاد درد] یشش سزاد وا [یں میر] نظام الدین [جو] اپنے سلیم وفہیم دوستی [دوست] دشمنی دشمن است شعرش کیفیتے خوب دارد ایں عاصی بانواع [المعاصی] شش شعر وے اینجا می نگارد ؎

یوں تو [خط] اوسکو میں اے پیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی [کا] جدا لکھوں گا

تجھ بن شب فراق میری یوں بسر ہوئی — روتے ہی روتے شام سے آخر سحر ہوئی]
آیا سمند ناز پہ جس دم وہ شہسوار — کاوش ہمارے دل کی [بنو] ع دگر ہوئی
دم کر شتاب سورۂ جن پڑھ کر اے منیر — تجکو کسی پری کی ہے شاید نظر ہوئی

قطعہ

ورق ۳۰۸

تنہا یہ کٹے گی کیونکے منزل — اب پاؤں میں پڑ گئے ہیں چھالے
کہدیجو سلام رفتگاں سے — او ملک عدم کے جانیوالے

منجھو [خاں] مرحوم

پسر دوم [م] حکیم عسکری خاں عفی اللہ عنہ و برادر کوچک حکیم بوعلیخاں سلمہ الرحمن تخلص بہ سرحد تحقیق نہ پیوستہ گاہ گاہ بہ ندرۃ [یک] دو شعر موزوں می کرد ایں مطلع ازان آں مغفور است ؎

۱ بند علی ن ۹۰۹.

اوس لب لعل [سے اب] لاگ لگی ہے دل کو — چشمۂ خضر سے یہ آگ لگی ہے دل کو

[منور]

تخلص دوکس میدانم یکے ازاں بہ تکملات اللہ تعالیٰ می نگارم و دیگرے سید زادہ ایست خوبی التیام میر منور علی نام خوش طبع شیریں زبان کشادہ رو عذب البیان صاحب شعور یکسر سرور ایں مطلع ازوست ؎

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا [رہا] جوانی کا

منشی

تخلص دوکس می شناسم

اول

منشی (۱)

میر محمد حسین] غلف الصدق میر ابوالحسن عرف میر کلن خوشنویس وے از [سا] دات رضویہ مشہدی الاصل دہلوی المولد است جد کلانش بحضرت دہلی رسیدہ تو [طن] گزیدہ نستعلیق و ثلث و شکستہ درست می نگارد در فن انشا پرد [از] ی دستے دارد بہ سر [کا] ر دولت مدار شہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بصیغۂ منشی گری سرفراز است و بمصاحبت آں [و] الاتبار ممتاز شروع ریختہ گوئی باشارۃ بابشارۃ آں عالی مقدار نمودہ و منشی تخلص ہم حسب الارشاد واجب الانقیاد آں قرہ باصرہ سلطنت کبری فرمودہ جوان خوشخو نیک رو است و

ایں دہ شعر ازان او ؎

صبح شب وصال ذرا ٹھہر کر نکل — ورنہ یہ جی ہوا ہے مرا تیرے دم کے ساتھ
منشی رقم کروں ہوں جب اپنا میں سوز دل — نکلے ہے دود آہ صریر قلم کے ساتھ

نہ پوچھ اوس پری کے حسن کا عالم کچھ آفت ہے — بلا شوخی غضب رفتار قامت ایک قیامت ہے
جو پوچھا اوسے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے — مجھے کچھ [یوہیں] اوسے دور کی صاحب سلامت ہے

گھر سے جو نکلے ہو اجی آج [تم] اس تراش سے　　آپکو [کچھ] خبر بھی [ہے] دلکی مری خراش سے
کو [چہ] یار کا پتہ جب نہ ملا تو مر گئے　　خوب ہوا کہ چھٹ [گئے] روز کی ہم تلاش سے
منشی خستہ دل کو ہے عشق میں اوس [پری] کے آ　　فکر نہ کچھ معاد کی کچھ نہ خبر معاش سے

نہ رکھیے دیر سے مطلب اب طوف حرم [کیجے]　　بتنگ آیا ہے جی ہستی سے [تک] سیر عدم کیجے

ق

اگر خط بھیجئے اوسکو [تو] پھر حضرت سلیماں کا　　یہ مصرع کر کے تضمیں ایک شعر اب یوں رقم کیجے
سوا احوال [د] ل اپنے کے منشی نے اگر [تمکو]　　لکھا ہو حرف شکوے [کا] تو ہاتھ اوسکے قلم کیجے

منشی (۲)

دوم

لالہ مونچند وسے کائتھ زادہ ایست [باحلم وحیا] آراستہ و بمہر [و] وفا پیراستہ نہائت یکرو ولغائت
ورق ۲۰۹ خوشخو بسیار باادب وخوش تقریر شاگرد رشید محمد نصیر الدین نصیر در قلعہ مبارک آمد و رفت وارد وحسب الحکم
ارفع اقدس قصہ منظوم میسازد ایں بیت و ہفت شعر از زادہائے طبع اوست ؎

سب نے جانا کہ شفق چیر کے نکلا خور [شید]　　صبحدم او [ڑ] ھ جو [د] ہ سرخ دو شالا نکلا

دو چار آئینہ اے رشک مہرو [ما] [ہ] ہوا　　پر ایک نگاہ [سے] شرمندہ میں نہ گاہ ہوا
تری ہمیشہ سے تھی رسم بے گناہ کشی　　مجھے نہ قتل کیا تنے کیا گناہ ہوا
یہ دلکی دیکھئے شامت جو زلف سے چھوٹا　　تو پھر اسیر [خم] کاکل سیاہ ہوا

مرغ بسمل کیا دل افگار و مضطر بن گیا　　مر [دما] ں ہر اشک یہاں لوٹن کبوتر بن گیا
دل ہمارا مہ جبینوں کا زبس گھر بن گیا　　ساحت دل چاندنی چوک اب سراسر بن گیا
شعلہ آ [ہ] دل سوزاں جو پہنچا چہر [خ پر]　　وہ ہی شیشہ آتشی خورشید انور بن گیا
[فر] ط نقش بوریا سے ابتو بے ریو [ریا]　　[صفحہ مسطر] کشیدہ جسم یکسر بن گیا
چشم خون افشانکی دولت دیکھ منشی [یک قلم]　　دامن اپنا تختہ گلہائے [احمر] بن گیا

پڑھو نماز آگر جو کچھ ورثہ ہے خدلے پاک کا — [ہے جنا]زہ تیرے ہی یہ عاشق غمناک کا
کرو میں بدلے تھا جس جا کل ترا رنجور ہاے — اوس مکاں پہ آج جا کر ڈھیر دیکھا خاک کا

ماہ رو کش ترے اے طفل فرنگی کیا ہو — اوسے [گو]را ہے تو سب پیر و جواں کہتے ہیں
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیئے لوگ تمہیں آفت جاں کہتے ہیں
یہ عجب دور ہے ایک جام ہوا جسکے نصیب — آج وہ آپ کو جمشید زماں کہتے ہیں

یہ کہدو اوسنے کہ مصحف کی [کھاتے قسمیں ہیں — تمہارے روے [کتابی] کی ہم ہوس میں ہیں
کبھی نہ یہاں سے ہوں آزا[د] اس ہوس میں ہیں — تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

یہ عالم پھر کہاں اسے دلبران سیمبر دیکھو — بدلتا ہے زمانہ روپ دیکھو ٹک ادھر دیکھو
سنا ہے آپ ایک ٹھوکر سے مردے کو جلاتے ہیں — یہ جب اوسنے کہا ہنسنے [لگے] کہتے کہ مر دیکھو

سب طرح اپنے مقابل ابر [دریا] بار ہے — ہمکو چشم [مردمی] اب تجھے چشم زار ہے
آئینے میں یہ ترا عکس رخ گلنار ہے — یا لگی پانی [میں] آگ اے غیرت گلزار ہے

وقت رخصت کیا بیاں کیجے عجب حالت ہوئی — تم [او]دھر رخصت ہوئے اور جاں ادھر رخصت [ہوئی]

دل تجکو دیجے زلف [گرہ گیر] کس لیے — ہاتھ اپنے کیجے پاؤں میں زنجیر کس لیے

آہ قمری کو جو اے سرو ستایا تونے — راستی یو[ں ہے] کہ کچھ پھل بھی [نہ] پایا تونے

گلشن میں جبکے آپ لب جو کھڑے ہوے — پانی میں دیکھے سرو و صنوبر پڑے ہوے

لہ ہے ڈ ۱۰۱.

بے نور ہا سحر کیا رخ نیکو سے ہے تیرے　　　بے قدر شب قدر بھی گیسو سے ہے تیرے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا　　　کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی
مر گئے ہم تو کیا ہے غم منتشی　　　حیف یہ ہے او سے خبر نہ ہوئی　　　ورق ۳۱۰

منعم

غیر از محمد یار بیگ سا[ئل] کہ در [آخرہا] منعم تخلص نمودہ بود تخلص دو کس میدانم

اول

منعم (۱)

درویشے بود بے دغل بقصبہ پھول در دلق اہل اللہ المشہور بہ مولوی سر اللہ عاشق پیشہ بہ اندیشہ برقاصہ زنے کہ سبحانی نام [دا] رد سر خوشش داشت اکثر جا در اشعار خود نامش می نگاشت مدتے است کہ عمرش بسر آمدہ و آن زنکہ بقید حیات دیوانش مانند حرز جان با [خود دارد] در ہینے کہ ذکر آں مرحوم در مجلس میرود دریا دریا اشک از چشم [د] ربار می بارد و قصہ پاکبازیش داستاں داستان می سازد گویند کہ شعر خود بیشتر [از نظر] رنگین قدیمی گذرانیدہ و برخے [بسمع] شریف سخن سنج فیض گستر [مرزا جانجاناں مظہر] علیہ الرحمۃ والغفران رسانیدہ مختصر سخن ایں بیت و یک بیت [از آں مغفور کہ نزد سبحانی] یاد است بہ [تحر] یر درآ [مدہ] منہ عفی اللہ عنہ

چھوٹیں نہ [عشق] سے ہم جبتک ہے جی سلا[مت]　　　[نا] صح تو کیو [ں] کرے ہے [ہمکو عبث ملامت]

کریں [احو] ال اپنا تجھے ہم اظہا[ر کیا طاقت　　　[لگاویں ہات] دامن کو ترے اے یار کیا طاقت

زاہد [کو] باغ اور گل و گلزار ہے بہشت　　　ہمکو بس اوسکا سایۂ دیوار ہے بہشت
عاشق کو کب خیال ہے باغ و بہار کا　　　مجنوں کو اپنا دامن کہسار ہے بہشت
رضواں سے کام کیا جنہیں طالب ہیں وصل کے　　　حلاج کے تئیں یہ سر دار ہے بہشت

کیوں نہ ہو اب جگ میں اوس کی آبرو   جا لگے موتی تمہارے کان [آج]
کیوں کے دیکھے اوس کماں ابرو کی اور   تیر سے تکتے ہیں مژگان آج
چھوڑیاں [زلفیں] جو مونہہ پر پیچھے ہو   قتل کا کس کے ہے یہ سامان آج

جا کے اولجھا ہے یہ دل اوس الفت شانے کیطرح   دیکھیے ہو وئی کیا اب اپنے دیوانے کی طرح

افسوس تھا یہ دل نہ کسی غم سے آشنا   کیا عشق کا لگا اسے جنجال [بے طرح]

ہوتی شیریں لباں میں گر الفت   مرتا کا[ہیکو سر اپٹک فرہاد
کسی گل[رو] میں نہیں [وفا] کی بو   بیوفائی میں ہیں یہ [سب اوستاد]

ق

رات مجکو بہ چند محنت و درد   روح مجنوں نے یوں] کیا ارشاد
بعد میرے یہ خانۂ زنجیر   اب ہے خالی تو کر[ا]سے آباد

طریق] عشق میں کہتے [ہیں سخت خطرا ہے   رکھا ہے [ابتو قدم ہمنے ہرچہ] بادا باد

کریگی کب تلک فریاد بلبل   [نہیں سننے] کا تیرا [با]غبان داد
[سنیں گر] ریختے تیرے [کو] منعم   [مقرر ہے کریں] تحسیں میاں [داد]

[شبنم کو] دیکھیو زری گلشن میں ہر سحر   روتی ہے بیوفائی گل [دیکھ زار زار]
موسم گل میں عبث مت قید اے صیاد کر   ا[زنا] ہو مار چکے ورنہ ہمیں[۱] آزاد کر
کوہکن دوں مرگیا مجنوں کی وہ صورت ہوئی   گر طلب شہرۃ ہے ایدل تو بھی کچھ ایجاد کر
ورق ۷۱ جب نفاق آیا دلوں میں پھر کہاں منعم مزا   کب گرہ میں نیشکر کی دیکھ لے ہوتا ہے رس

[۱] کہیں، نسخۂ اصل،

ستم (۲)

دوم

کائت بچہ خوبی الشیام موہن لعل نام بتازہ مشقی سخن طراز دو شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر [می]
[ساند] ایں سہ شعر [بو] سے منسوب است ؎

پھونکدے ایسا نہ ہو یہ خانہ افلاک کو　　مجکو [اندیشہ] ہے آہ آتشیں کے پھول کا

سرنوشت اپنی میں کیا جانے لکھا ہے کیا آہ　　یہ کھلا ہم پہ نہ مضموں خط پیشانی کا

ہوگئے شعلہ جواوڑ ارات یہ دل آہ کے ساتھ　　[illegible] روتے ہوئے نظر [ ] [illegible]

موزوں

موزوں (۱)

غیر از اقبال بسر کہ شعر موزوں ، نام موزوں رطب [ایں] درمدح مہاجی سندھیہ مرہٹہ در کوچ ہمراہ فیلش انشاد کردہ میسرفت و او را خوش [دا] ساخت [illegible] موافقت باو می باشت [illegible] [بیم] قسمت جائزہ می یافت [وکفا فے ہم مقرر شدہ بود] کہ در ایام [illegible] الستہ [illegible] دل [illegible] [illegible] رسیدہ ؎

اول [ ]

سیدے بود بزرگ ذات [illegible] [فضل و علم آر] [illegible] زیور [illegible] و ہنر پیراستہ [ ] [illegible] بودہ مہد] حضرت فردوس [آرا] مگاہ [illegible] نژاد [کہ نام نامی [illegible]] بزرگ [illegible] خورد [illegible] رسیدہ [illegible] آں صاحب [در انثت ایں سے بغا] [illegible] مطلع [illegible] [ ] [illegible] شرف الدین [مضمون] و بالجملہ حسب [رو] [illegible] وقت [illegible] [ ] دو شعر [illegible] رحمت [illegible] [ ] بایں احقر رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

زرد ہوتے بن نہ دیکھا ہم نے کچھ روسے ہی　　پھل یہی پایا جہاں میں تجھ رُخ کو سیو کر

اگرچہ خوش کمر موزوں بہت ہیں　　فدا ہے جی میرا اوس مومیاں پر

موزوں ۲۱

دوم

[illegible] خوش فکر و ذی کرد[illegible] شگفتہ و نیک خو

خلاق [illegible] انگ [illegible] شمس الدین فقیر بہرہ وزبان سخن

گوید [illegible] انواع سخن سرانجام داده و تصانیف [د]یگر

[illegible] انگند [illegible] بر دایں پنج شعر دسے

[illegible]

جب آپ سے [illegible] کیا نشان اپنا پایا نشان تیرا

آؤ خوش چشموں کہ ہم بندے ہیں اس تاثیر کے اپنی مجلس میں ابھی [مذکور تھا بادام کا]

تیغ ابرو سے کبھو مونہہ کو نہ موڑا ہرگز [عشق بازوں میں یہ دل صاحب جو] ہر نکلا

نرگس کا پھول بھیجے نامے [ہیں یار کو] معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

یار ہے چت [چڑھا ہو] ابیٹھے ہیں [ہم] اور [اس سے ذکر] کر اوس کا ہمنشیں [وہ تو] نہ ہمارے پاس سے

سونہوں ۱۳

[سیوم]

[رائے] چھتر سنگھ دے از کایتان حضرت دہلی است بہ دیوانی نواب [غفراں مآب] معتمد الدولہ یعقوب

ورق ۲۱۲

علیخاں بہادر عز امتیاز داشت میگویند کہ نبیرہ منشی مادھورام و در بھاگ ہم بہارتے وارم حاصل کہ مرد خوبی آما و بہرہ

دوزبان سخن پیراست ایں پنج بیت او گفتہ ؎

بیت ابرو کو تیرے دیکھ کر اے مطلع حسن جو تیرے کوچے سے نکلا سو غزلخواں نکلا

گلی میں اوس پریرو کے بنا کر [ایک] مکاں اپنا چلے ہیں اوس جہاں میں چھوڑ ہم بھی [یہ نشاں] اپنا

لہ رارد ۹۰۱

دوستی سا[دہ] رو کی آئینہ وار آبرو خاک میں ملاتی ہے

بلبل چمن میں آج جو باد سحر گئی کچھ کان گل کے تیرے ہی شکوے سے بھر گئی

پڑیں اس رونے پہ [پتھر] کہ نہیں ایک سرشک کوئی یاقوت نکلتا ہے کوئی گوہر ہے

مہجور

تخلص تازہ [مشقے] است نوجوان سعادۃ آئین مسمی بہ محمد صدر الدین اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراس ش ایں گلزمین بہشت تزئین نسبت تلمذ بہ [شا] عرفصاحت مشحون میر نظام الدین [ممنو] ن دارو گاہ گاہ شعر ریختہ برروے کار [آر دایں سہ] بیت اوراست ؎

یک تبسم [پر] چکے تھا یہاں ہمارا خوں بہا عزم خونریزی کا کرکے کیوں تو قاتل رہ [گیا]

تو [اگر اے] شانہ تہیے تو ذرا کیجو سراغ دلربا [کے کا] کل [یہ] پیچ میں دل رہ گیا

کس طرح [مجو] ر پہنچے ہو [گی] راہ عشق سے پہلی ہی منزل میں تو تو پائے در گل رہ گیا

مہلت

تخلص مرز[ا] علی است و [سے عز] یزے خوشگو از سکنہ بلدہ [لکھنو] مردے صاحب خبرۃ از شاگردان میاں [قلندر] بخش جر[أ]ۃ بسیار خلیق و خوش اختلاط و نہایت گرمجوش و نیک ارتباط است ایں [د] وشعراو گفتہ ؎

گر یاد گلرخوں کی تہ خاک کیجیے تو قبر میں بھی تن پہ کفن چاک کیجیے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش آرام زیر خاک بھی کیا خاک کیجیے

لـه ہو گی بنخسے ۱۰۱۰

مهاراج

تخلص راجه نهلاش رائے [کا] ئت وے دربده بریلی بدیوانی سرکار دولتمدار حافظ الملک حافظ رحمت خان] شهید مغفور ومبرور مزا [متیاز] داشت و به نها[ئت] جود وجوانمردی وبدرجه اعلی مروة و[نیک] نهادی همت می گماشت بهرکس وناکس بردمی وفتوة می ساخت وباهرعامی واهل هنر زدمحبت واخلاص می باخت باهل فضل وکمال بکمال عجز وانکسار ملاقات می نمود وبه صاحبان علم ودانش به نهائت مسکنت وغربت اختلاط می فرمود دیوانے مروف ازوے بزمانه یادگاراست واین غزل هفت بیتی منجمله طبع زادهاے آں خوبی[کر] دار

ـه آر[ام] کاہے کون سا اسباب فلک پر — عیسیٰ کو بھی آئے نہ کبھو خواب [فلک پر]
مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھو رات کو تیرے — رہتا ہے [کھلا دیدۂ] مہتاب فلک پر
سجد[ہ] کرے عاشق جو مہ نو [کو بجا ہے] — معشوق] کی ابرو کی ہے محراب فلک پر
[دیکھا ہے] کہیں اُنے ترے حسن کا [جلوہ] — آئینہ خور] شید ہے بے آب فلک پر
گو خوشہ پروین کو ہے انگور سے نسبت — [لیکن] نہوا گل کی یہ دوشاب فلک پر
[سا] قی تو نہائت ہی خفا ہم سے ہے [کے] ابر — برسا تو اگر ہووے مے ناب فلک پر
دیکھے سے تیرے یا[ر] کے مکھڑے کو مہاراج — رہتا ہے یہ خورشید بھی بیتاب فلک پر

میر

تخلص سخن سنج طبع زکی میر محمد تقی است اصلش از مستقر الخلافه اکبرآباد و بود وباش وے در اکثرے از ایام عمر گرامی در دار الخلافه شاه جهان آباد صانها الله عن الشرور الفساد است [د] ر آخرها به بلد[ۂ] لکھنؤ [طرح اقامة] افگند[ه] بصیغه شاعری بمواجب مبلغ د[و] صد روپیه ملازم سرکار دولتمدا[ر نواب] غفران مآب و[زیر] الممالک آصف الدوله یحیی خان بهادر گشته پسر شوهر همشیره سخن پرداز ... گو سراج الدین علیخان آرزو است نسبت تلمذ هم

له بهلاس ۱۰۱

بجناب افادۂ انتساب خان ممدوح شار الیہ دارد ا ما بنا بر نخوتے کہ د[رسرا]ش جا گرفتہ ازیں امر کہ فی الحقیقۃ نحو دے است
ابا ء کلی بمیان آرد از کبر و غرورش چہ بر طرازم کہ حدے ندارد و از نخوت و خود سریش چہ برنگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم
ورق ۳۱۳ می نگارد بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز باشد سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے
اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرا نمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین ، بر زبانش رود در
تذکرہ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در[حق] شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان
مشہور تر و سزاے ایں کردار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجو ہاے متعددہ او کرد[ہ] کہ بعضے
ازاں بغائت رکیک و بیہودہ[در] افتادہ و قطع نظر از تذکرہ اژدرنامہ سرشتہ نظم کشیدہ کہ دراں خود را اژدہاے مردم
خوار و شعراے دیگر را حیوانات مسکین و خوار قرار دادہ و در جواب آں از ہر سخن ساز صاحب امتیاز ہجوے
در نہائت رکالت بر روے کار آمدہ

حکائت

در مجلسے کہ اژدر نامہ انشاد کرد اتفاقاً قبل ازیں بسمع میاں محمد امان نثار قصہ اژدر نامہ گفتن رسید وے
یکسو بگوشہ نشستہ در ہماں مجلس غزلے موزوں نمود و بعد خواندن وے اژدرنامہ را بدورۂ [خود آ]ں غزل را بہزار
شد و مد انشاد فرمود و در مجلس غوغائے عجیب و غریب بر (خاست) و بہ محمد تقی میر رسید آنچہ رسید مقطع آں غزل
بنا بر تفریح یاراں در ینجا مرقوم گردید ؎

حیدر کرار نے وہ زور بخشا ہے نثارؔ ایک پل میں دو کروں [اژدرکے] کلے چیر کر

بر ایں مقطع اہل مجلس ہزاراں ہزار آفریں کردند کہ فی الحقیقۃ براژدرنا[مہ] بلکہ بر قائلش صد ہزار نفریں
بود بہر حال از ینہا درگذشتہ میگوئم و حق نمی پوشم محمد تقی میر [شا]عرے است بے [نظیر] و سخن سنجے است
خوش تقریر عندلیب خوش نواے باغ فصاحت بلبل ہزار داستان گلزار بلاغت شیر بیشۂ سخنوری ہزبر صحراے
ہنر گستری شہسوار عرصۂ سخن طرازی فارس مضمار نکتہ پردازی جادو کلام معانی آفریں سحر بیان صنائع بدائع آگین
میر اقلیم شیریں زبانی دبیر قلمرو عذب البیانی طرز گفتارش بے بدل انداز اشعارش ضرب المثل زعم بعضے آں کہ
سر آمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی سخن بوے نرسانیدہ اما حق آنست کہ ع

۱؎ برخواست در ہر دو نسخہ ۲؎ میگردد ا۔ا۔ ۳؎ دم ا۔ا۔

ہر [گلے] را رنگ و بوے دیگر است

مرزا دریائے است بیکراں و میر نہرے است عظیم الشان در معلومات قواعد فن میر برمرزا برتری است و
در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری ملتمس کلام دواوین متعدد مملو ہر گونہ سخن و مثنویات متوفرہ مضمون چندیں
صنائع بدائع فن بر صفحہ روزگار ثبت فرمود . . . . شعرائے اشعار بلند رتبہ آں استاد مسلم الثبوت اہل انصاف
رقم زدہ کلک وقائع سلک ایں خوشہ چین خرمن اہل سخن منود سلسلہ بہ ہے

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
اشک تر قطرۂ خوں لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک عدم آنکھ سے بہتر نکلا

کھا نشے میں جو بگڑی کا تیج اوس کی میر — سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

جواے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادھر کو چلتا تھا — تو کہیو جب چلا ہوں میں تو اوسکا جی نکلتا تھا

کیا کہیے عشق حسن کا آپ ہی طرف ہوا — دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا

مے گلگوں کی بو سے بسکہ میخانہ مہکتا تھا — لب ساغر پہ مونہہ رکھ رکھ ہر ایک [شیشہ بہکتا] تھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا نہیں سیا نہیں — وحشت میں ہیں سیا تو کہیں کا کہیں سیا

اوٹھوں نہ خاک سے ہیں کشتہ کم نگاہی کا — دماغ کس کو ہے محشر کی داد خواہی کا
ہے لب نمکیں علاج میرا — پر بے مزہ ہے مزاج میرا

کیا کہوں میں میرا اپنی سرگذشت — ابتداے قصہ میں وہ سو گیا

ورق ۳۱۴ لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے — ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئے آرام کیا
پوچھتے کیا ہو ہم سے یارو میرؔ کے [دین] اور مذہب کو — قشقا کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

دیوانہ پن ہمارا آخر یہ رنگ لایا — جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

مغاں مجھ مست بن یہ خندۂ قلقل نہو ویگا — مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لیکے رو ویگا

خواب میں شب پاؤوں اپنے دوست کے ملتا تھا میں — آنکھ دشمن کھل گئی سو ہاتھ ملتا رہ گیا

مسجد میں امام آج ہوا آکے کہاں سے — کل تک تو یہی میرؔ خرابات نشیں تھا

کسی وقت پاتے نہیں ہم اوسے — بہت میرؔ نے آپ کو گم کیا

ٹک میرؔ جگر سوختہ کی جلد خبر لے — کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
داغ [آنکھوں][۱] سے کھل رہے ہیں سب — دل[۲] [بھی] دستہ ہوا ہے نرگس کا

قامت خمیدہ رنگ شکستہ بدن نزار — تیرا تو میرؔ غم میں عجب حال ہو گیا

۱؎ آنکھیں، در ہر دو نسخہ، مگر کلیات طبع کلکتہ میں 'آنکھوں' ص۱۴۳ ' اور آنکھوں سے کھل رہی ہیں' ص۲۸۴ ایضاً ۲؎ 'ہاتھ' کلیات'

بیتاب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا — جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

سوکھتے ہی آنسوؤں کے نور آنکھوں کا گیا — بجھ ہی جاتے ہیں دیئے جس وقت سب روغن جلا
آگ سی اک دل میں سلگے ہے کبھی بھڑکے تو میر — [دیکھئے] میری ہڈیوں کا ڈھیر جوں ایندھن جلا

مر چلے بے قرار [ہو] کر ہم — اب تو تیرے تئیں قر[ا]ر ہوا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیراں — اک روگ میں بسا ہا جی کو کہاں لگایا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر چڑھا ہے — چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا — دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
قسم جو کھائیے تو طالع زلیخا کی — عزیز مصر کا بھی صاحب اک غلام لیا

کیوں کے نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا — کام ہے اک تیرے موںہہ پر [کھینچنا] شمشیر کا
کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں — ر[نگ] اوڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

روے عرق فشاں کو بس [پوچھ] گرم مت ہو — اوس گل میں کیا رہے ہے جسکا گلاب نکلا

میں نہ کہتا تھا کہ موںہہ کر دل کے اور — اب کہاں وہ آینہ ٹوٹا گیا
میر کس کو اب دماغ گفتگو — عمر گذری ریختہ چھوٹا گیا

اتنی [گذری] جو تیرے ہجر میں سو اوسکے سبب — صبر مرحوم عجب [مونس] تنہائی تھا

ف ۱ " دیکھے " اصل نسخہ

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا　　آن بیٹھے جو تم نے پیار [کیا]
سخت کافر تھا جنے پہلے میر　　مذہب عشق اختیار کیا

لے گئی صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے　　آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا　　ورق ۲۱۵

نمود کرکے وہیں بحر غم میں بیٹھ گیا　　کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

گلی میں اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر　　میں میر میر کر [او]س کو بہت پکار رہا

دل کے تیں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا　　گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا
گل میں اوسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا　　ہم کو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا
کاوکاو مژہ یار و دل زار و نزار　　گتھ گئے ایسی شتابی کہ چھڑایا نہ گیا
دل میں رہ دل میں کہ معمار قضا سے ابتک　　ایسا مطبوع مکاں کوئی بنایا نہ گیا
میر [مت] عذر گریباں پھٹے رہنے کا کر　　زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ابتو جاتے ہیں میکدے[1] سے میر　　پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری [صنعت]　　معمار نے قضا کے دل کیا مکاں بنایا
وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی　　دو چار اینٹیں رکھ کر پھر میں نشاں بنایا

خوش رہا جب تلک رہا جیتا　　میر معلوم ہے قلندر تھا

حسرۃ اوسکی جگہ تھی خوابیدہ　　میر کا کھول کر کفن دیکھا

[1] "بتکدے" ۱۰۱۔

تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دے — ہمیں کچھ کہیگا تو ہوتا رہے گا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا — خانہ خراب ہوجیو آینہ ساز کا

[ایں شعر سرقہ نا] صر علی است اما خوب بستہ وے گوید ہ
دست غواصم بدامان مکندر روز حشر — شوق لیلی زادہ ام را طبع مجنوں کردہ است

چشم بہت سے کبھو رہی نہیں — کچھ مدح اسے میر اس نا[سُور]¹ کا

کئی دن سلوک وداع [کا]² میرے درپئے دل زار تھا — کبھو درد تھا کبھو داغ تھا کبھو زخم تھا کبھو وار تھا

شہرۂ عالم اوسے یمن محبت نے کیا — ورنہ مجنوں ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا

[یہ]³ اتصال اشک جگر سوز کا کہاں — روتی ہے [یونتو] شمع بھی کم کم تمام شب

دریا میں قطرہ قطرہ ہے آب گہر [کہیں] — ہے میر موجزن ترے ہر یک سخن میں آب

اس لیئے عشق میں نے [چھوڑا]⁴ تھا — تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب
میر شاعر بھی زور کوئی تھا — دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

---

¹ نسخۂ اصل میں 'ناصور'   ² 'کے' درہردو نسخہ 'کا' از کلیات ص ۴۸
³ 'یہ' از کلیات – 'نہ' درہردو نسخہ   ⁴ 'چھوڑا' کلیات ص ۸۱

کھاکے دانہ یہ دام بچھوایا ہووے آدم کو بھی بہشت نصیب

تنگ ہو جاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر گر ہمیں زیر زمیں سونپا دل نالاں سمیت

[ا]بتو چپ لگ گئی ہے حیرت سے پھر کھلے گی زبان جب[١] کی [بات]
[ظ]لم ہے قہر ہے قیامت ہے [غصے] میں اوسکے زیر لب کی بات

تو کس نیدوں پڑا سوتا رہا دروازہ مو[ندے] شب میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

آئے ہیں میر مونہہ کو بنائے خفا سے آج شائد بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

چ[شم] بد دور کہ کچھ رنگ ہے اب گریہ پر خون جھمکے ہے پڑا دیدہ گریان کے بیچ
کان رکھ رکھ کے بہت درد دل میر کو تم سنتے تو ہو [پہ] کہیں [درد نہو کان] کے بیچ

، ہم سیہ کاروں کا رستہ وو ہے میخانے کے اور آگئے ہیں میر [مسجد][٢] میں چلے مستی کے بیچ

فتنہ اوٹھے گا ورنہ نکل [گھر]سے تو شتاب بیٹھے ہیں آکے طالب دیدار بے طرح ورق۲۲۶

گہہ گل ہے گاہ رنگ گہے با[٣]غ [گا] ہ بو آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
[نہ] پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد آخر کار کیا کہا قاصد

میرے سنگ [مزار] پر فرہاد رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

[١] کی جب' د.ا. [٢] مستی درہردو نسخہ [٣] باغ کی ہے بو. کلیات صفحہ ٨٦ '

کچھہ [ہو] رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز   آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

جوں شمع صبحگاہی یک بار بجھ گئے ہم   اوس شعلہ خو نے ہم کو [ا] جلا جلا کر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفریں الفت   یہ سینہ ہم کو بھی [ایسا] ہی تھا درکار بس بہتر

کس ڈھب سے راہ عشق چلوں [ہے یہ ڈر مجھے   پھوٹ] میں کہیں نہ آبلے [ٹوٹ] نیں کہیں نہ خار

قیامت تھا سماں اوس خشمگیں پر   کہ تلوار [یں چنیں] ابرو کی چیں پر

یہ عشق بے اجل کش ہے بس ایدل اب توکل کر   اگرچہ جان جاتی ہے چلی لیکن [تغافل] کر
گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا   جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہوگئی گھل [کر]

چاک دل پر ہے چشم صد خوباں   کیا کروں یک انار و صد بیمار

مرے کہیں اے میر تھا [سرگشتہ پھرتا] تا کجا   ظالم کسو کا سن کہا کوئی گھڑی آ [را] م کر

ضعف یاں تک کھچا کہ صورت گر   رہ گئے ہاتھ میں قلم لے کر
میر صاحب ہی چوکے اے بد عہد   ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہوگیا   اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

چلو میں اوسکے [میرا] لہو تھا سو پی چوکا   اوڑ [تا] نہیں ہے طائر رنگ حنا ہنوز

دل جلوں پر روتے ہیں جنکو ہے کچھ سوز وگداز　　شمع رکھتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز

ہے پریشاں دشت میں کس کا غبار ناتواں　　گرد کچھ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس]

سب سے آیینہ[نمط] رکھتے ہیں خوباں اختلاط　　ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کیتنے پریشاں اختلاط

شیخ ہیچ خوب ہے بہشت کا باب　　جا ٹینگے گر وفا کرے گا دماغ

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ[دروغ]　　کہاں دماغ ہمیں اسقدر[درد] غ دروغ

کس نے [لیا ہے تم سے مچلکہ] کہ داد دو[و]　　تک کان [ہی رکھا] کرو فریاد کی طرف

[محبت] نے شاید کہ دی دل کو آگ　　دھواں سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں　　[سب کی آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

[نقا]ش کیوں کے کھینچ چوکا تو شبیہ یار　　کھینچوں ہو[illegible] ساز ہی [illegible] میں ایک ملک

اللہ رے عندلیب کی آواز[دل خرا]ش　　دل ہی نکل گیا جو کہا اونے ہائے گل

[ملنے] کی رات داخل ایام کیا نہیں　　برسوں ہوئے کہاں تئیں اے یار آج[کل]

گرچہ آوارہ جون صبا ہیں ہم　　لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

نقد[دل چھوڑتے نہیں]خوباں　　ا[س پہ] گو[یا] کہ قرض کھاتے ہیں

ورق ۱۷۱

بے کلی بے خودی کچھہ آج نہیں — ایک مدت سے [وہ مزا]اج نہیں

[اسطرح دل گیا]کہ اب تک ہم — بیٹھے روتے ہیں ہاتھ ملتے ہیں
ایک بیمار جدائی [ہوں]ں میں آپ ہی تسپر — پوچھنے وا[ا]ے جدا جان کو کھا جاتے ہیں

پھاڑا ہزار جاں سے گریبان صبر میر — کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کان میں

تو زبوں شکار تو تھا و لے میر صید گہ میں — تیرے خوں سے ہے حنائی کفِ پائے صید بندا[ں]
بارہا وعد[وں] کی راتیں [آئیا]ں — طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا — حضرت بکا کیا نہ [کرو[1]] رات کے تئیں

نوحہ پہ میرے عندلیب [نالے کو اپنے] سر نہ کر — بات میں بات [عیب ہے] مینے تجھے کہا نہیں

[جنو]ں میرے کی باتیں دشت اور گلشن [میں] جب چلیاں — نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیاں بید کی [ہل]یاں
گریباں شور محشر کا اوڑے گا دھجیاں ہو کر — فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ بلیاں
[دوانہ] ہو گیا ہے میر آخر ریختہ کہہ کہہ — نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

[ہو] ہیں حیران و خفا جوں غنچۂ تصویر ہوں — عمر گذ[ر]ی پر نہ جانا [کس لئے دلگیر ہو]ں
گذر جان سے اور ڈر کچھ نہیں — رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں
فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو — نکالا سر سے جائے مو مرے خار مغیلاں کو

نہیں یہہ بید مجنوں گردش گردونِ گرداں نے — بنایا ہے شجر کیا جانئے کس مو پریشاں [کو]

---

[1] 'کروں'، نسخۂ اصل'

نسیم مصر کب آئی سواد شہر کنعاں کو — کہ پھر جھولی [نہ] یہاں سے لیگئی گلہائے حرماں کو
زبان نوحہ گر ہو نہیں [تھنا] نے [کیا ملایا] تھا — مری طینت میں یارب سو وہ دلہائے نالاں کو
صدائے آہ جیسے تیر جی کے پار ہوتی ہے — کسی بیدرد نے کھینچا کسو کے دل کے پیکاں کو
تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا — جگر خوں گشتہ دل آزردہ میر [اوس] خانہ ویراں کو

چاہوں تو بھر کے کولی اوٹھا لوں ابھی تمہیں — کیسے ہی بھاری ہو [مرے آگے] تو پھول ہو

آ[را]م ہو چکا مرے جسم نزار کو — [رکھے خدا] جہاں میں دل بے قرار کو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو — ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو
اچھی لگے ہے [پیا]رے گلگشت باغ کسکو — صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

گل ہو آئینہ ہو مہتاب ہو خورشید ہو میر — اپنا محبوب وہی ہے جو اد[ا] رکھتا ہو

بکھر رہی ہیں موںہہ پر زلفیں آنکھ نہیں کھل سکتی ہے — [کیوں] کے [چھپے] میخواری شب جب ایسے راتے ماتے ہو

دل [صاف ہو تو] جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو — آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی — میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

[نور نظر کو کھو کے میں سوؤں گا] دیکھیو — [دل] بھر [رہا] ہے [خوب ہی روؤنگا دیکھیو]
عشق کی مرگ ابتدائی لو — جو نہ مانو تو انتہائی لو]
فاتحہ کو نہ آیا بعد مرگ — میر کے یار کی طرح دیکھو

لہ بکھری۔ کلیات ص۱۶۲ ،

ورق ۲۱۸

[گویا] ہمارے ہات سے آئینہ نے اوسے
[ا] لیسا جو پاوے آپ کو [مغرور] کیوں نہ ہو

ہردم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہ ہو
[کچھہ ہم نے کی] ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو

ہووے ہزار [وحشت] اوسے تو بھی یار ہے
اغیار تیرے سا [تم] جو ہو میر کیوں نہ ہو

جو میں نہ ہوں تو کرو ترک [ناز] کرنے کو
کوئی تو چاہیئے جی بھی [نیاز] کرنے کو

[ا] بتو نقاب موںہہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی
شر [مندہ] سارے دن تو [کیا] آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤں [کبتک اس] دل خانہ خراب کو

اوس کی طرز نگاہ مت [پوچھو]
جی ہی جانے ہے آہ مت پو[چھو]

جگر لوہو کو ترسے ہے [میں سچ کہتا] ہوں دلخستہ
دلیل اسکی نمایاں ہے میری آنکھیں میں خوں [بستہ]

[میرا] سے آگے نہیں ہنستا تو آ ایک صلح کرتا ہوں
بھلا روؤں میں دو دریا تبسم کر تو یک [پستہ]

میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے
کیا کہوں ریجھنے کی جا ہے یہ

[روسپیدی] ہے نقاب رخ شور مستی
ریش قاضی کے سبب پنبہ دہاں [ہے] شیشہ

چھلک گیا دیکھ کے میں میرا سے مجلس میں
چشم بد دور طرحدار جواں ہے شیشہ

کل بے تکلفی میں لطف اوس بدن کا دیکھا
نکلا نہ پڑ قبا سے اے گل بس اب ڈھکا رہ

کہتے ہیں اوسکے تو مونہہ لگا ہے
یوں ہی ہو یارب جوں ہے [یہہ] افواہ

کیا کیا نہ رنجیں تم نے بچشائیں
اچھا رجھایا اے مہربا[ں واہ]

---

[۱] از کلیات صفحہ ۱۶۱ [۲] کلیات صفحہ ۱۷۱ [۳] از کلیات صفحہ ۱۷۵ [۴] بچائیں - کلیات صفحہ ۱۸۲

کس گنہ کا ہے پس [از] مرگ یہ عـــذر جانسوز ‏ ‏ ‏ ‏ پاؤوں پہ شمع کے [پاٹتے] ہیں سـر پروانہ

درمیاں ایسا نہیں شے ہے آئینہ ‏ ‏ ‏ ‏ میری اوسکی اب[۲] صفائی ہو چکی
آج پھر تھا بے حمیت میر وہاں ‏ ‏ ‏ ‏ کل لڑائی [سی] لڑائی ہو چکی

کلی کہتے ہیں تیرا سا دہن ہے ‏ ‏ ‏ ‏ سنا کر تو کہ یہ بھی ایک سخن ہے

نہیں خالی اثر سے تصفیہ د[ل کا] محبت میں ‏ ‏ ‏ ‏ کہ آئینے کو ربط خا[ص] ہے صاحب جمالوں سے
[رگ گل کوئی کہتا] ہے کوئی اے میر مو اوسکو ‏ ‏ ‏ ‏ [کمر] اوس شوخ کی بندہ تی نہیں [ان][۳] خوش [خیالوں] سے

دل دو ہو میر صاحب اوس بد معاش کو تم ‏ ‏ ‏ ‏ خاطر تو [جمع] کر لو ٹک قول سے قسم سے

عشاق [پر جو] وہ صف مژگاں پھریں تو میـــر ‏ ‏ ‏ ‏ جوں اشک کتنے چو گئے کتنے ٹپک گئے

میرے لب پہ رکھ کان آواز سُن ‏ ‏ ‏ ‏ کہ اب تک بھی ایک ناتواں [آہ ہے]

دم مرگ دشوار دی جان اونے ‏ ‏ ‏ ‏ مگر میر کو آرزو تھی [کسو کی]

فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اسمیں ہم ‏ ‏ ‏ ‏ غبار راہ ہوتے [یا کسو کے] خاک پا ہوتے
کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانے ‏ ‏ ‏ ‏ انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

جاے روغن دیا کرے ہے عشق ‏ ‏ ‏ ‏ خون [بلبل چرا]اغ میں گل کے ‏ ‏ ورق ۲۱۹

۱ە از کلیات ص ۱۷۶ ‏ ‏ ۲ە 'اب' کلیات ‏ ‏ ۳ە کلیات ص ۱۷۹ ۔

دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
آئی ہو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی

اچھا لگا ہے شاید آنکھوں میں [یار اپنی
آئینہ] دیکھ کر جو حیران ہو رہا ہے

ہیں جو بولا کہا کہ یہ آواز
[ا]وہی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شاید
دیر سے بو کباب کی سی ہے
میر اون نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب [کی] سی ہے

اوس کی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہیں گے جو زندگانی ہے

اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے
بس [ہم نہ برا مانیں] تو کون برا مانے
بے طاقتی دل نے رسوا ہی کیا ہم کو
[پہ میر فقیر]وں کی یہاں کون صدا مانے

وصل کے دن کی آرزو ہی [ر]ہی
شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
زور زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
کس بھروسے [پہ آشنا]ئی کی

عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا
آدمی ہووے کسو پیشے کا جرأت چاہیئے

آہ میری [زبان] پر آئی
پھر بلا آسمان پر آئی

اپنے بھی جی [میں آخر ا]نصاف کر کہ کبتک
تو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں [گے]
اب چا[ند بھی] لگا ہے تیرے سے جلوے کرنے
شبہاے ماہ چندے تجکو چھپا رکھیں گے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش　　رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

کل میر نے کیا کیا کی مے [کے] لیئے بیتابی　　آخر کو گرو رکھا [سجا] دہ محرابی

ہمیں غش آگیا تھا وہ بدن دیکھ　　بڑی کل بل ٹلی [ہے جان] پر سے]
لیا دل اوس مخطط رونے میرا　　اوٹھالوں میں اوسے [قرآن پر سے]

سرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری لگیں نہیں　　احوال پر ہمارے تمہیں [کب] نگاہ ہے

اب سے یوں کیجے مقرر اوٹھیے جب کہسار سے　　وادی مجنوں پہ بھی اے ابر ایک دم روئیے

یکسو کشادہ [روئی] پر چیں نہیں جبیں بھی　　ہم چھوڑی مہر اوسکی کاش [اوسکو ہوئے کیں] بھی

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت [کی　　نگاہ چشم] ادہر تو نے کی قیامت کی

کس پاس جاکے بیٹھو [ں خرابی] میں ہائے میں　　مجنوں کی موت کیسی شتابی سے آگئی
سودا جو اوسکے سر سے گیا زلف یار کا　　تو تو بڑی ہی میر کے [سر سے بلا] گئی

گلا [اپنی] جفا کا سن کے مت آزردہ ہو ظالم　　نہیں تہمت ہے تجھپر تو جفا کاری کو کیا [جانے]
تیرا ابرام اوسکی سا [دگی پر] میر مانا میں　　بھلا ایسا ہی ناداں ہے وہ عیا [ری کو کیا جانے]

کہہ حدیث آنیکی اوسکے جو کیا شادی مرگ　　نامہ بر [کیا چلی] تھی ہم کو خبر کرنے کی

[برقع] کو اوٹھا چہرے سے وہ بت [اگر] آوے   اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے
ورق ۲۰۲ [اے ناقۂ لیلےٰ] دو قدم راہ غلط کر   مجنوں زخود [رفتہ] کبھو راہ پر آوے
[نہ پوچھ کچھ] لب ترسا بچے کی کیفیت   کہوں تو دختر رز کی . . . [جل] جاوے
نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب   مباد [آہ] کرے سب جہان جل جاوے

کرے ہے خندۂ دنداں نما [تو] میں بھی روؤں گا   چمکتی زور بجلی ہے مقرر آج باراں ہے

چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بت کی آج   خدا کے واسطے [صو]رت تو دیکھو مانی کی

ابھی ایک عمر رونا ہے نہ کھوؤ اشک [اے آنکھو]   کرو [کچھہ] سوجھتا اپنا تو بہتر ہے کہ دنیا ہے

بال [کھلے وہ شب کو شاید] بستر خواب پہ سوتا تھا   [آ]ئی نسیم صبح جو ایدھر پھیلا [عنبر] سارا ہے

جسکو پہلو سے یار اوٹھتا [ہے]   درد بے اختیار [اوٹھتا] ہے
اب تلک بھی مزار مجنوں سے   ناتواں سا غبار [او] ٹھتا [ہے]

لاعلاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارہ گی[۱]   کیجیے کیا میر صاحب بندگی بے چارہ گی[۱]

طاقت نہیں ہے جی میں [نے] اب جگر رہا ہے   پھر دل ستم رسیدہ ایک ظلم کر رہا ہے

مارا ہے [کس کو ظالم اس] بے سلیقگی سے   دامن تمام تیرا لوہو سے بھر رہا ہے
[پہنچا] تھا تیغ کھینچے مجھ تک جو بولے دشمن   کیا مارتے ہو اسکو یہ آپ مر رہا ہے
چل ہمنشین دیکھیں آوارہ میر کو ٹک   خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

[۱] کذا

تا چند تیرے غم میں یوں زار رہا کیجے] | ا[میر] عیادۃ پر بیمار رہا کیجے
دل جاؤ تو اب جاؤ خو[اں] ہو تو [جگر] ہوئے | ایک جان ہے کس کس کے غمخوار رہا کیجے

ذوق [جراحت] اوسکا کس کو نہیں ہے لیکن | بخت اوسکے جسکو اونے تیغ [جفا] لگائی
بالعکس آج اوس کے سارے سلوک دیکھے | کیا جا[نے د]شمنوں نے [کل] اوسے کیا لگائی

دل عجب جائے ہے ولیکن مفت | ہات سے یہ مکان جاتا ہے

نالے کا آج دل سے [پھر] اب تلک گذر ہے | [ٹک گوش] رکھیو ایدھر ساتھ اسکے کچھ خبر ہے
صید افگنو[ں] ہمارے دلکو[ ] جگر کو دیکھو | ایک تیر کا ہدف ہے ایک تیغ کا سپر [ہے]

اوسکے چلنے کی آن کا بے حال | مدتوں میں بحال آتا [ہے]

سر مار سنگ سے مردانہ جی دیا | فرہاد کے جہان سے جانیکو عشق ہے]

جب سے اوس بے وفا نے بال رکھے | صید [بندوں] نے جال ڈال [رکھے]
ہاتھ کیا آوے وہ کمر سے ہیچ | یوں کوئی جی میں کچھ [خیال رکھے]

دلی کے سبھی کوچے اوراق مصور تھے | [جو شکل] نظر آ[ئی تصویر] نظر آئی

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے [ہوئے] | [جان کو] اپنی گل و مہتاب انگارے ہوئے
پیار کرنے کا جو خوباں [ہم پہ] رکھتے ہیں گناہ | اون سے بھی تو پوچھیے تم [اتنے] کیوں پیارے ہوئے
لیتے [کروٹ] ہل [گئے] جو کان کے موتی تیرے | شرم سے [سرو] رگریباں صبح کے تارے [ہوئے] ورق ۲۱۱

لمہ کذا در ہر دو نسخہ

بہت سعی کریے تو مر رہیئے میرؔ   بس اپنا تو اتنا ہی [مقدور] ہے

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے   ایک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اٹھائے

یاقوت کوئی [ان کو سے کہے ہے] کوئی [گلبرگ]   ٹک تو بھی ہلا ہونٹ کہ ایک بات ٹھہر جائے

شوق تھا جو [پھر کے] کوچے میں ہمیں لایا تھا میرؔ   پانوں میں طاقت [کہاں اتنی] کہ پھر گھر جائیے

میرؔ صاحب گیا ہے دل تب سے   میں [تو کچھ ہو گیا] ہوں سودائی

ٹک تمہارے ہونٹ کے ملنے [میں یہاں] تھا ہے کام   اتنی اوتنی بات گر ہووے تو مانا کیجیے

[بھنتے] ہیں دل ایک جانب سکتے ہیں جگر یکسو   ہے مجلس مشتاقاں [دوکان] کبابی کی

طاقت نہیں ہے جی میں نے دل بجا رہا ہے   کیا ناز کر رہے ہے [ہوا] ب ہم میں کیا رہا ہے

اب خدا مغفرت [نصیب کرے]   صبر مرحوم تھا عجب کوئی

رونے کی ہے جا کر آہ [کر لیے]   پھر دل میں تیرے اثر نہ ہووے

چھن گیا سینہ بھی کلیجا بھی   [یار کے تیر جان لیجا بھی]
کیوں تیری موت آئی ہے اے غیر   سامنے [سے میرے پرے جا بھی]

سلہ از کلیات ص۱۲۰

گھبرا نہ میر عشق میں اس سہل زیست پر   [جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار] مر گئے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے   بلا سے چاک بھی ہو جاوے سینہ تک ہوا آوے
ہمارے دل میں آنے کا تکلف اوسکو بیجا ہے   یہ دولتخانہ ہے [اوسکا وہ] جب چاہے چلا آوے

ہم زمزمہ تو ہو گی مجھ نالہ کش [سے چپ رہ]   اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہاں ہے

پھر طرح جو کچھ [او] سنے دعوے کی سی ڈالی ہے   کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ [نکالی ہے]
دو گام کے چلنے میں پامال ہوا عالم   کچھ [ساری] خدائی سے یہ چال نرالی ہے

ناز چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے   [ٹہنی جو] زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے
باغ و بہار [ہے وہ میں کشت] زعفراں ہوں   جو لطف ایک اودھر ہے تو یہاں بھی [یکساں ہے]
از خویش رفتہ [اوس] بن رہتا ہے میر اکثر   کرتے ہو بات [کسے وہ] آپ ہیں کہاں ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمار[ے گذر گئے]   بس اے تپ فراق کہ گرمی سے مر گئے

کسکو ہے آرزوے رفا[قت] فراق میں   ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنبھل سکے

[کیا] غم میں ایسے خاک فتادہ سے ہو سکے   دامن پکڑ کے یا[ر کا جو ٹک نہ] سو سکے

طرف ہونا مرا مشکل [ہے میر اس شعر کے فن میں]   یوں ہی سودا کبھی ہوتا ہے سو جا[ہل ہے کیا جانے]

[روز] آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف   عمر بھر ایک [ملاقات چلی جاتی ہے]

سلہ سے ۱۰۱۰

[خرقہ] مندیل روامست لیے جاتے ہیں　　　شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے ورق ۳۲۲

[کب تلک جی] رکے خفا ہوئے　　　آہ کریے کہ ٹک ہوا ہووے
جی [ٹھہر جا] ے یا ہوا ہووے　　　دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہووے
بیکلی مارے ڈالتی ہے نسیم　　　دیکھیے اب کے سال کیا ہووے
مر گئے ہم تو مر گئے تو جی　　　دل گرفتہ تر[ا]ی بلا ہووے

پہنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر　　　اس پر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

نہیں وسواس جی [گنو] انے کا　　　ہاے [رہے] ذوق د[ل] لگانے کا

اس شوق کو [ٹک دیکھ] کہ چشم نگراں ہے　　　جو زخم جگر میر کا ناسور ہوا ہے

[بسکہ تیرا ہوا] بلا گردان　　　سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی [رنجش] ایسی باتوں میں　　　کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
دل کو کوہات [میں] رکھو [اب] تم　　　کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
کیوں نہ ہووے عزیز [ولہا میر]　　　کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

طفلی سے ہوے پیر [گیا عہد جوانی　　　ا]ے عمر گذشتہ میں تیری قدر نہ جانی

آتی ہے مجھے [ایک طلب بوسہ میں] یہ آن　　　[لکنت] میں او لجھ جا کے بتجھے بات نہ [آئی][۱]

۱؎ ازکلیات،

آج پر بے قرار ہیں ہم بھی — بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح — اسمیں بے اختیار ہیں ہم بھی
میر نام ایک جواں سنا ہوگا — اوسی عاشق کے یار ہیں ہم بھی

آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے بر میں لائیے — جنکے ہاتھوں سے قیامت [پر بھی] عرصہ تنگ ہے
صبر بھی کرتے بلا پر میر صاحب جی کبھو — [جب نہ تب] رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

فقیرانہ آ[ئے صدا] کر چلے — کہ [میاں] ان خوش رہو ہم دعا کر چلے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا — داغ ہوں اوسکی بے حجابی سے

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہمنے — اس گریبان [ہی سے] ہاتھ اوٹھایا ہم نے

ہے جو اندھیر شہر میں [خور] شید — د[ن کو] لیکر چراغ نکلے ہے

کرو توکل [کہ] عاشقی میں نہ یوں کروگے تو کیا کروگے — ا[لم جو یہ ہے] تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کروگے
غم محبت سے میر [صاحب] تنگ ہو نہیں فقیر ہو تم — جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو [میرے حق میں] دعا کروگے

مرنے کی کیا میر جی صاحب ہمکو ہوس تھی کیا] کہیئے — جی سے ہاتھ اوٹھائے گئے پر [او] سے دل نہ اوٹھائے گئے

کیا خط لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی — [لکھتا ہوں تو بھرے ہے] کتابت بہی بہی

---

۱ میاں د. و. — ۲ نکلا د. و. — ۳ 'نہ' دراصل

کلاہ کج سے جو غنچے [کی پیدا ہے گلستاں میں]　　کہ گیا کیا اس چمن [میں] دلبران لاابالی تھے

تری زلف [سیہ کی] یاد میں آنسو چمکتے ہیں　　اندھیری رات [ہے] برسات ہے جگنو چمکتے [ہیں]

میر پھر کہیو سرگذشت اپنی　　بارے [یہ کہہ] مزاج تو خوش ہے

[ترے فرا]ق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں　　تو کس خیال میں ہے تجکو کچھ خبر [بھی ہے] ورق ۲۴۴

میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر　　خوش نہیں [آتی] نصیحت گر کی غمخواری مجھے

کیا گرہ ان بال ابھی سے ڈھلک گئی　　ا[برو] تو یک طرف پلک اوسکی نہیں ہلی

مصرع زلف کا نہ نکلا پیچ　　شاعروں نے بھی فکر کر دیکھی

اونے دیکھا جو اوٹھکے سوتے سے　　اوڑ گئے آئینے کے [طوطے سے]

دیکھتا ہوں تو کام میرا میر　　اول عشق [ہی میں آ] خر ہے

ر[اہ] آنسو[ؤں] کی کب تلک تکیے　　خون دل ہی کا اب [مزہ چکھیے]
بید سا کانپتا ہے وقت مرگ　　میر کو رکھیو مجنوں کے تکیے

[چلی جاتی] ہے نکلی جان ہی تدبیر کیا کیجے　　مداوا سے مرض گذرا کہو اب میر کیا کیجے

پیر نہیں میرؔ تم نام خدا ہو جوان ۔۔۔ کاہلی اللہ رے کچھ تو کیا چاہیئے

قطعہ

شیخ اور برہمن کی تو ضد سے ۔۔۔ کعبہ [و دیر] میں نہ جائے گا
[اپنی ڈ] یڑھ [اینٹ] کی جدی بعد ۔۔۔ کسی ویرانے میں بنائے گا

دیگر

واجب [القتل اسقدر] تو ہوں ۔۔۔ کہ مجھے دیکھکر کہے ہے پکار
پھر تو آیا نہ سامنے میر[ے] ۔۔۔ لائیو [میاں] میری سپر تلوار

دیگر

میں یہ کہتا تھا کہ دل جنے لیا کون ہے وہ ۔۔۔ یک بیک بول اوٹھا اس [طرف] آ میں ہی ہوں
جب کہا میں نے [کہ تو] ہی ہے تو پھر کہنے لگا ۔۔۔ کیا کرے گا تو مرا دیکھوں تو جا میں ہی ہوں

[دیگر]

گر ساتھ لے گڑا[۱] [تو دل] مضطرب کو میرؔ ۔۔۔ آرام ہو چکا مرے اس[۲] جسم زار کو
بیتے جی فکر خوب ہے ورنہ [یہ بد] بلا ۔۔۔ رکھے گی حشر تک تہ و بالا مزار کو

دیگر

جس راہ ہو کے آج میں پہنچا ہوں تجھ تلک ۔۔۔ کافر کا بھی گذا [ر الٰہی] اودھر نہ ہو
یکجا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ ۔۔۔ جس میں [بجائے نقش] قدم چشم تر نہ ہو

دیگر

چلتا ہے رہ عشق ہے اسپر بھی تو چل[۳] تو ۔۔۔ پر ایک قدم چل[۴] کہیں زنہار نہ ہووے
صحرائے محبت میں قدم دیکھ کے رکھ میرؔ ۔۔۔ یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

دیگر

جبتک کڑی اوٹھائی گئی ہم کڑے رہے ۔۔۔ ایک [ایک] سخت بات پہ برسوں [اٹھے] رہے
اب کیا کریں [نہ صبر] ہے د[ل کو نہ] جی کو تاب ۔۔۔ کل [اوس گلی میں] آٹھ پہر غش پڑے رہے

---

۱ ۔ از کلیات 'گڑا' در ہر دو نسخہ ۲ ترے جسم زار ۱۔ و 'ترے مشت غبار' کلیات ۳ 'چلے' کلیات ۴ 'چل' کلیات ۔

دیگر

میں کہا میر جا[ں بلب ہے شوخ] — تونے کوئی خبر کو بھیجا بھی
کہنے لا[گا] نہ واہی بک [اتنا] — کیوں ہو[ا] ہے تری بلے جا بھی

دیگر

تربت میر پر ہیں اہل سخن — ہر طرف حرف ہے حکایت ہے
تو بھی تقریب فاتحہ سے چل — [بخدا واجب] الزیارت ہے

دیگر

ایک شخص مجھی سا تھا کہ [تجھ] [پہ تھا] عاشق — وہ اوس کی وفا [پیشگی][۵] وہ اوس کی جوانی
یہ کہہ [کے میں] رویا تو کہا جانے دے اے میر — سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں [کی] کہانی

رباعی

محشر میں اگر یہ آتشیں دم ہو گا — ہنگا[مہ سب] ایک لپٹ میں برہم ہو گا
تکلیف [بہشت] کاش مجکو نہ کر[یں] — ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہو گا

دیگر

[ہر د]نیا ایک تماشا دیکھا — ہر کوچے میں سو [جو]ان رعنا دیکھا
ورق ۳۲۴
دلی تھی طلسمات کہ ہر جاگہ میر — ان آنکھوں [سے آہ] ہمنے کیا کیا دیکھا

دیگر

تا چند تلف میر حیا سے ہو گا — شایستہ [صد] ستم وفا سے ہو گا
گر ترک ملاقات بتاں کیجے چل — اسنے ہو گا سواب خدا سے ہو گا

دیگر

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا — میخانے میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
ایک گوشہ عافیت جہاں میں ہمنے — [دیکھا تو محلہ] خمو[شاں دیکھا]

---

۵ از کلیات ،

دیگر

اغلب ہے وہ [غم] کا بار [کھیچے گا] میر — [مونہہ] دیکھ کر [شکل یار] کھیچے گا میر
بیٹھا ہے بنانے اب اس کی چشم] میگوں — [نقا]ش بہت خما [ر کھیچے گا] میر

دیگر

تسبیح کو [ا آمد]ن سنبھالا ہم نے — خرقہ برسوں گلے میں ڈالا ہمنے
اب آخر عمر [میر[۱]ے کی خاطر] — سجادہ گرو رکھنے [نکا[۲]]لا ہمنے

دیگر

اب شہر کی [گلیوں میں جو ہم] رہتے ہیں — مونہہ خون جگر سے دمبدم دھوتے ہیں
[یعنی کہ مر اک جائے پہ] جوں [ابر] بہار — عالم عالم جہاں جہاں روتے ہیں

[دیگر]

[بس حرص] و ہواسے میر [اب] تم بھاگو — غفلت کب تک کہے ہمارے [لاگو]
[چلنے] سے خبر دے ہے سفیدی مو کی — یعنی کہ ہوئی ہے صبح اب تو [جاگو]

دیگر

[یک مرتبہ دل] یہ اضطرابی آئی — یعنی کہ اجل میری شتابی آئی
بکھرا جا [تا] ہے ناتوانی سے جی — عاشق نہ ہوسے کہ ایک خرابی آئی

[دیگر]

گو عمر [کہ ا[۳]ب] فکر امیری کیجئے[۴] — بن آوے تو اندیشہ پیری کیجے
آگے مرنے سے خاک ہیچ اے میر — یعنی کہ کوئی روز فقیری کیجے

میرن

غیر از میرن سبزواری کہ [منا] قب می گوئند [ونجات] خود از [یں] عمل نیک می جوئند واشعار رطب و

۱؎ از کلیات ص ۹۰ — ۲؎ از کلیات — ۳؎ کلیات ص ۹۵ — ۴؎ 'کریے' در ہر سہ مصرع۔ کلیات

یا بس وصحیح وغلط دار[د] امانظر بر[مناقب] گوئی جناب ولائت مآب مرتضویہ علیہ السلام وکرم اللہ وجہہ ہمہ صحیح [بلکہ] اصح است تخلص دو کس بمن رسیدہ

اول

میران(۱) زبدہ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ جناب کرامت مآب حضر[ت ایشان] جامع علوم شرعیہ حاوی شئون صوفیہ وا[قف اسرار] غیبی آگاہ رموز [لاریبی] مجمع [کمالات] وہبی وکسبی مستجمع فیوضا[ت] فیضی ومکتسبی [پیر] روشنضمیر . . . . دلن بے نظیر شہباز بلند پر[واز] فضاے قدس شہسوا[ر] ربکہ تا[ز] مضمار انس بود شعرے فار[سی] خواہ ریختہ کہ گاہ [گاہ از خاطر] فیض مآثر ایشان می تراوید سراپا معرفت [و درایت بود] و سخنے کہ گلہے از زبان کرامت نشا[ن ش]ان باصول شاعری بر می آمد یکسر براہ فداجل واعلیٰ دلالت [وہدایت می فرمود] چار شعر ازاں مغز فتوحات وفصوص تیمنا وتبرکا [می نگارم قدس] سرہ ؎

ے عرش سے ثرا تک از پاسے دل پھرا ہیں — [جو آپ میں] لکھا تھا سب ہیں وہی لکھا ہیں

[ور[1] دیدہ و دل من تم سنے وطن کیا ہے — ہر ماسواے خود را بیروں زمن کیا ہے
زہد و فقر قناعت شہ توشہ رہ ما — حرص و ہواے دنیا زیر کفن کیا ہے
بر کرسی دل خود حق را نشان میرن — قربانش بر سر او ہم جان و تن کیا ہے]

دوم

ورق ۳۲۵ میر عسکری سلمہ ربہ وے جوانے است از دودمان نجابت وخاندان شرافت سعادت نشان شیریں زبان خوش طبع نیک کردار مزاح دوست پاکیزہ گفتار درست میثاق خوشگو شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثنا[ءاللہ] خان فراق ایں [دوازدہ] بیت اوراست ؎

ہم دل جلوں کے بر میں و[ہ شعلہ خو] نہ آیا — آ[را]م جی کو اپنے یارو کبھو نہ [آیا]
کہتے نہ تھے تجھے [ہم رندو]ں کے پاس مت جا — تو [شیخ ہو کے آخر سبلے آبر] و نہ آیا

---

[1] یہ تین شعر نسخۂ اصل میں درج نہیں ہیں ۔ انکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے [2] فرمان ۱۰۳

[یارا] سطرح سے آ میرے گلے سے لپٹا
ہو گئے [ر] شک [سے] بس میکے اغیار [خجل]

اس روش سے وہ گیا سیر چمن کو [ہمدم]
ہو گئے دیکھ اوسے یہ گل و گلزار خجل

روز لیتا ہے [قدم آن کے تیرے] میرنؔ
ایسی باتوں سے ہو بیارے تیری پیزار [خجل]

نہ آ [یا] نظر وہ پیارا ہمیں
ستانے لگا دل ہمارا [ہمیں]

نہ آرام شب کو نہ دن کو [قرا] ر
غرض تیری فرقت نے [مارا ہمیں]

دیکھ مری نبض کو روکے یہ بولا طبیب
گھیر لیا ہے اسے عشق کے آزار نے

حالی کی انگیا تیری دیکھ کے رشک پری
ہاتھ ملے بے طرح محرم اسرار [نے]

چرخ تو میرنؔ ترے درپے آزار تھا
تجکو بچایا بہت حیدر کرار نے

قطعہ

نشہ بنگ ہمیں ہووے ہے جس دم میرنؔ
کیا کہیں شکل ہم اپنے دل متانے کی

گھر میں لونگوں کے دھسے جاتے ہیں پربے وسواس
نہ خبر ہم کو زنانے کی نہ مردانے کی

حرف النون

درسطے ایں حرف ذکرسی شاعرکہ منجملہ آں سہ کس نامی و دو عزیز نادر و دو مرد نشار و دو شاعر ندیم و دو سخن گو فصیح [بودم] سخن سنج نظیر و سہ شعرگو نیاز تخلص [می کنند] اندراج یافتہ [و مجموع] اشعار انہا . . . . شعر است

ناجی

تخلص میر محمد شاگرد مرحو [م است] وے مردے بود سیادة پناہ منجملہ اساتذہ عہد آسودہ مہد حضرت

لہ گذا در ہر دو نسخہ

[فردوس آ] رامگاہ انار اللہ [برہانہ ومعاصرن] شاہ مبارک آبرو سپا [ہی] پیشہ نیک اندیشہ مدتے [در] سرکار دولت مدار نواب غفران مآب عمدۃ الملک امیر خان بہادر [بعز] ت تما [م] و حرمت تمام ایام بکام دل بسری برد طبیع [تش] جنب رد [یہ آں و] قت میل بایہام گوئی داشت و بیشتر ہمت [خود] بایں ر [و] یہ میگماشت ایں [شا] نزدہ بیت و دو بند مخمس کہ در احو [ا] ل یورش طہماسپ قلی ناد [ر بر] ہندوستان جنت نشان و پاشاں شدن لشکر پادشاہی [بنا برکینہ توزی] سران نفاق پیشہ و سپاہ آرام طلب تزئین اندیشہ گفتہ و [ایں] احقر [ب]راں دست یافتہ رقم زدہ کلک وقائع سلک می شود عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۲۴۶

کفن ہے سبز ترے گیسوؤں کے ماروں کا
مکان غم ہے ترے دہ کے بیقراروں کا

رکھے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب تلک بہلا
چلی جاتی ہے فرمائش کبھو یہ لا کبھو وہ لا

موزوں قد اوس کا چشم کی میزاں میں جب تلا
طو[بی] تب اوسے ایک درم اودہ کسا ہوا

ماہرو جب سفید پوش ہوا
ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا

تیری نگاہ کی کثرۃ سے اے کماں ابرو
ہمارے سینے میں تودہ ہوا ہے تیروں کا

ترے رخسار کے پرتو سے اے شوخ
پریخانہ ہوا گھر آرسی کا

اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا
بھور ہو دیکھ کر جمنا [اوسے] غوطے میں جا گنگا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم
لب صدف کے تر نہیں ہر چند گو [ہر میں ہے] آب

ؔ اشاں ۱۰۱۰

گر سلیماں کا تخت دیں مت لے — کہ سب آخر کو جا [ئے گا برباد]

بہا سستا [ہو] یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر — یہ [سب خرمن] اوسی [کے ہیں غذا] ہو جسکے پلے پر
انگوٹھی [لعل کی] کرتی قیامت آج اگر ہوتی — جنہوں کی آن [نہچی] اڑ موئے وہ ایک چھلے پر

اوس رخ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے — مہر اوسکے رو [بر] وسورج مکھی کا پھول ہے

نہ تو کو یار کے خط [کو] رکھتا یا منڈاتا ہے — میرے نشے کی خاطر [لطف سے] سبزی بناتا ہے

جہاں دل بند ہو ناصح وہاں آوے خلل [کرنے] — رقیب لا [ولد] ناجی گویا [لڑ] کوں کا باہے

شمع کافوری ہے واقف اس دل مشتاق [سے] — رات ہم زانو میں تھا اوس شوخ سیمیں ساق سے

بندہاے مخمس

لڑے ہوے نہ برس ہیں اونکو بیتے [تھے] — دعا کے زور سے دائی ددوں کی جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے — نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے
گلے میں ہیکلیں بازو اوپر طلا کی نال

قضا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھانا تھا — کہیں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا — ملے تہی دہان جو شکر تمام چھانا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکاں نہ غلہ و بقال

نامی

تخلص چارکس میدانم املکے ازاں ہا انشاء اللہ تعالی بہ تکملہ می نگارم وازاں سہ کس باقی

اوّل نامی (۱)

مرزا رجب علی بیگ است برادر زادہ حیدر بیگ خان مرحوم مدارکار سرکار دولت مدار نواب غفران مآب وزیر الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر ایں مطلع از واست ؎

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظارِ یار پر چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

دوم نامی (۲)

میر حسام الدین حیدر موسوی خلف الصدق مرزا محمد غیاث کہ یکے از صاحبزادہائے مشہورۂ ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر است عفی اللہ عنہ وے جوانے است رعنا زیبا منظر نیکو محضر شگفتہ [جبین] ظرافت آگین سخن سنج بذلہ گو نکتہ پیرا کشادہ رو گرم جوش خوش مزاج یکسر سرور سر بسر ابتہاج نہائت صاحب شعور و ہوشیار بغائت نیک طینت [وو] الاتبار اصلش از نجف اشرف ونسبش خیلے با عظمت و شرف بعضے از نیاگانش کہ از سادات رضویہ [اند بمرتبہ] اعلے جلیل القدر و بدرجہ قصوی عظیم المقدار بودند بصدارت آں بقعۂ متبرکہ عز امتیاز داشتند و بعضے از انہا کہ بفر قدوم میمنت لزوم ایشاں گلزار [جا] وید بہار ہندوستان جنت نشان رشک روضۂ رضوان و فخر باغ جنان گردید بامارۂ عظمی و سرداری کبری ممتا [ز و] سرفراز گشتہ سر بگردوں برافراشتند پدر والا قدرش در انشا پردازی ید طولے دارد و در نکتہ پیرائی و سخن آرائی دستگاہ علیا سخنش بے سخن سخن خاص مرزایان [ایر]ان کلامش لا کلام کلام فصاحت التیام بلغاے شیراز و اصفہان در قصید [ہ] کہ بمدح شریف الحکما رئیس الاطبا مقتداے متفلسفین پیشواے منطقین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت سرکردہ فضلاے جہان حکیم ورق ۳۲۷ محمد شریف خان مدظلہم وسلمہم ربہم انشاد فرمودہ صنائع بدائع بسیار بکار بر[دہ] و داد زباندانی ایرانیاں دادہ در تعریف ساختہ آں استاد والا نژاد میگوید ؎

طفل نہ ماہہ اگر یک ماشہ ایں معجون خورد عاقر صد سالہ را صد بار آبستن کند

مختصر کلام ایں در دریاے گرامی اعنی میر حسام الدین حیدر نامی آنچہ از اشعار آبدار خود باین ہیچدان سراپا نقصان فرستادہ ہر یکے ازاں لولوئیست لالا و گوہرے است بے بہا و پرتابہا با وصف در دو انداز و طرز

---

۱ نیشاپور ا۔ ۱۔ ۲ اکثر ا۔ ۱۔ ۳ موسوی ا۔ ۱۔

سوز و گداز از سخندانی سخن گو خبر میدہد و از [مستمع و] عصف باشعور بے اختیار بعرض تحسین و آفرین می رسد از انجملہ گوہر شاہوار ریختہ طبع دربار آں والا تبار زیب سلک آراستہ کلک ایں فقیر سراپا تقصیری شود منہ سلمہ ربہ ؎

اوٹھتے ہی تیرے یہ دل بے تاب نہ ٹھہرا ‏ ‏ میں گرچہ بغل میں بھی رہا داب نہ ٹھہرا
مرآت حقیقت ہے تو کیا خاک [ہے وہ د] ل ‏ ‏ جو آینہ خاطر احباب نہ ٹھہرا
میرا دل صدپارہ ہے اور آتش فرقت ‏ ‏ کہتے ہیں غلط آگ پہ سیماب نہ ٹھہرا
طوفاں ہے کہ پانی میں بہی جاتی ہے ایک خلق ‏ ‏ رونا تو یہ اے دیدۂ پر آب نہ ٹھہرا
کیا پھیر ستارے کا منجم ہے وہ بے مہر ‏ ‏ ایک دن بھی میرے گھر شب مہتاب نہ ٹھہرا

تڑپنا ہمصفیرو اب نہ دیکھو زیر دام اپنا ‏ ‏ مبارک ہو تمہیں سیر چمن آخر ہے کام اپنا
چھپا بیٹھا نہیں بالوں سے وہ بے مہر مکھڑے کو ‏ ‏ نہ ابر آ گیا ہے ہمنشیں ماہ تمام اپنا
گل و سنبل کی بو اب طبع کو آشفتہ کرتی ہے ‏ ‏ شمیم زلف سے کس کے معطر ہے مشام اپنا
مے گلگوں کی خواہش تھی ہمیں اس دور میں لیکن ‏ ‏ فلک نے بھر دیا مانند خور آتش سے جام اپنا
نہ دی چھوڑنے کبھو زلف اوسنے مجھ خاطر پریشاں کو ‏ ‏ رہا ہر سد اس دل کے الجھیڑے میں کام اپنا
بہت رویا کیے مجلس میں اہل درد سن سن کر ‏ ‏ پڑھا تھا کچھ حسام الدین حیدر نے کلام اپنا

کس کے سینے کی صباحت میں ہے اندازۂ صبح ‏ ‏ لگ کے جھانکے جو ہے خورشید بدروازۂ صبح
وہ سیہ بخت تو ہم ہیں کہ کبھی دوراں نے ‏ ‏ چہرۂ شب کو ہمارے نہ ملا غازۂ صبح
تابش خور سے وہ کس طرح نہ مرجھا جاوے ‏ ‏ عارض [یار] ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح
تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے ‏ ‏ کیوں سناتا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح
توبہ شب کیسی تھی تو آج جو گھر سے نامی ‏ ‏ سوے میخانہ چلا دیکھ کے خمیازۂ صبح

ہیں اداس نہال حسن کے ہم دل [پہ] بار حیف ‏ ‏ نخل امید عشق میں لایا یہ بار حیف
موے سیہ سفید ہوے روزگار حیف ‏ ‏ دیکھی نہ ہم نے صبح شب ہجر [یا] ر حیف

روتا ہوں ایک عمر سے میں زار زار آہ — دھویا گیا نہ دل سے ترے پر غبار حیف
رہ تو گلے لانہ تہ خاک سے چلے — ہم دل کے ساتھ حسرت بوس و کنار حیف
گو میں موا بحال تبہ ہجر میں پہ شکر — نکلا زبان یار سے بے اختیار حیف

ق

آواز دلخراش سے ایک عندلیب زار — کل کہہ رہی تھی اے فلک بے مدار حیف
اب کا برس بھی کنج قفس میں گذر گیا — افسوس گل دریغ چمن نو بہار حیف
ناگہ بگوش ہوش مرا دل یہ سن صدا — بولا بحال زار و بجان فگار حیف
میں نے عبث امید حصول وصال پر — برباد کی یہ زندگی مستعار حیف
پھر آپ ہی آپ [سوچ] کے کچھ بند ہوگیا — تصویر کی کلی کی طرح سے ہزار حیف
اوسکی گلی میں آمد و رفت صبا نے آہ — نامی بباد دی مری مشت غبار حیف

بعینہ ہر گھڑی ہر وقت جوں یعقوب روئے ہم — غرض اے رشک یوسف غم میں تیرے خوب روئے ہم

آتش رخوں کی قیمت عالم کو آنکتے ہیں — بازار حسن والے کیا آگ پھانکتے ہیں ورق ٢٢٨

نہیں کہتا اوسے یارو نہ تم آٹھوں پہر دیکھو — دلے تک شکل اوسکی میری صورت دیکھکر دیکھو
مقابل دونوا ون پلکونکے ہیں جب غور کر دیکھو — جگر کا میرے دل دیکھو میرے دل کا جگر دیکھو
نہ ہر یک مژہ خوابیدہ صد طوفاں ہیں اے مردم — سمندر کو نہ دیکھا ہو تو میری چشم تر دیکھو
کسی کو تمنے چاہا ہے کبھو یارو تو ہر ساعت — نہ سمجھا وسنے مجھے ٹک اپنے دل پر ہاتھ دھر دیکھو
بنا ہوں طائر تصویر گلشن کے تصور میں — قفس میں ہم صفیرو رنگ میرا آن کر دیکھو
دم آخر کرو مت چشم پوشی اپنے عاشق سے — کوئی دم کو ہوا جاتا ہے قصہ مختصر دیکھو
جنہوں کے حسن سے بزم جہاں روشن تھی اب کو[ئی] — چراغ و گل نہیں لاتا انہوں کی گور پر دیکھو
کبھو و نگ حنا آگے نہ اوسکے رنگ پکڑے گا — نہ باور ہو تو اپنے ہاتھ میرے خوں میں بھر دیکھو

سحر ہے کوچ شاید کاروان گل کا اسے ناجی — کسا ہے اپنا ہر غنچے نے اسباب سفر دیکھو

ہزار حیف کہ راہ چمن میں بھو[ل گیا] — قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ
ادھر سے آنکھیں تو موندیں ہیں پہ دکھا دینگے — کبھی ہمارے بھی چونکے جو بخت خواب زدہ
وفور گریہ سے کیا قدر و منزلت دل کی — کسے دکھاؤں میں جاکر یہ جنس آب زدہ
بحال غش سے میں آیا تو ہنس کے یوں بولے — بھلا لگے ہے بہت مونہہ ترا گلاب زدہ
کرینگے سایۂ جنت پہ طعن چن چن کر — گئے جو وہاں تیرے کوچے کے آفتاب زدہ
زمیں پہ ضعف سے کیونکر گروں نہ پیری میں — ہوئی ہے خیمہ تن کی ہر ایک طناب زدہ

کام اوسکو نہیں کچھ رخ نیکو سے کسی کے — وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے
دیوار سے یا سنگ سے پٹکوں تو بجا ہے — اس سر کو کبھو ربط تھا زانو سے کسی کے
کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات — ہم پہلو تھا پہلو میرا پہلو سے کسی کے
مت غیر سے باتوں میں ہو سرگرم کہ جوں شمع — سر کھینچے ہے آتش بن ہر مو سے کسی کے
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید — لگ آئی ہے گیسوئے سمن بو سے کسی کے
کس طرح مہ عید کو رو رو کے نہ دیکھوں — مانا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے
کیا قطعہ بموقع یہ پڑھا میں نے کل اپنا — مضطر او سے دیکھ آتے سر کو سے کسی کے
ہو جاؤگے سورت سے خفا یہ کہوں کیونکر — سوتے ہوے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسی کے
دل دھڑکے ہے مونہہ فق ہے لٹیں بکھری ہیں گیسو — تم آج نکل بھاگے ہو قابو سے کسی کے

ہیں دل پہ کھاؤں زخم ہوں جیسے کٹار کے[۱] — یہ پھل لاخیاں میں مژگان یار کے

---

[۱] زخم کھاؤں ہوں ا۔ ۹۔

خون آج کیا کس کا دامن کی جو زہ تر ہے　　اب گھر میں مرے چھپ رہ ظالم یہی بہتر ہے

کشتۂ داغ عشق بدن پر اپنے نہیں گل پرسوں سے　　ان پھولوں کی منڈی میں ہم بستے ہوئے ہیں برسوں سے

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے　　یاد م سرو سے میرے وہ کمر لچکے ہے

سیوم

نامی (۳)

لالہ منتھی لال وے کائت زادہ ایست از حضرت دہلی خوش اختلاط نیک ارتباط د. ابتدا شعر خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذرانید بعد ازاں کہ میر موسوم رخت سفر بر بستہ بدیار شرقیہ رحل اقامت افگند[۱]

ہدق ۲۲۹ به محمد نصیر الدین نصیر در پیوست شعر فارسی ہم میگوید این سہ بیت ریختہ از واست ؎

دامن سے اونے جھاڑی جو پی کر شراب گرد　　آئی یہ بو کہ ہو گئی بوے گلاب گرد

مے سے شبنم کی صراحی ہے بھری غنچے کی　　اے صبا دیکھیو یہ جائے نہ ڈھل بر سر گل

تجھے سیکھا چاہیئے انداز خوبی دل ربا　　ودم دکھاوٹ کا جدا ول لینے کا دم اور ہے

نالان

تخلص دو کس می شناسم اما ذکر یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم وآں دیگر مرزا عسکری جہان آبادی است کہ اول مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ و بعد ازاں اشعار خود از نظر سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق گذرانیدہ و بیشتر ایام عمر گرامی بمعلمی بسر فرمودہ بسیار نیک خو د خوش اختلاط خوشگو و مستحکم ارتباط واقع شدہ ایں یازدہ شعر از گفتہاے اوست ؎

---

[۱] منتخب ۱۰۱.

روز محشر میں ساقی کوثر　　تو ہی پشت و پناہ ہے میرا

عشق میں تا زیست یہ کیا کیا نہ دکھ پاتا رہا　　اس دوانے دلکو میں کیا کیا [نہ] سمجھاتا رہا

قاصد نہ کہا تو نے بھی پیغام ہمارا　　اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

شب اوسے قصۂ غم آہ سنانے نہ دیا　　طپش دل نے مجھے ہوش میں[۵۱] آنے نہ دیا

نے خواہش چمن ہے نہ گلزار کی ہوس　　رکھتا ہوں ایک میں تیرے دیدار کی ہوس

کتاب حسن پہ پرکار کا خط　　نہ دیکھا ہو تو دیکھو یار کا خط

کانوں پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف　　شمس و قمر رہتے ہیں[۵۲] گل ایک اسطرف ایک اوسطرف

دل میرا اضطراب کرتا ہے　　مجکو ناحق خراب کرتا ہے
اوسکا ہر موے زلف دیکھو تو　　مجھسے کیا پیچ و تاب کرتا ہے

یہ نگر اور یہ جو کھیڑا ہے　　زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

درد پہلوے جاں سے اوٹھتا ہے　　کس لئے کیوں کہاں سے اوٹھتا ہے

نادر

تخلص دو مرد میدانم

[۵۲] بھی، اصل نسخہ

اوّل

نادر (۱)

مردے موصوف بہ صفت خوشدلی مسمی بہ میر محمد علی صاحب ہنر و پرفن المعروف بہ میر جاکن دے کشمیری الاصل و جہاں آبادی المولد است گاہ گاہ فکر ریختہ بطور خود میکند ایں دو بیت ازوست ؎

ناخن مشکل کشا بن کیونکے ہو یہ وا گرہ — دل نہیں پہلو میں میرے غم کی ہے گویا گرہ
سو طرح سے بات اگر کہیئے تو کہتا ہے نہیں — تجھ میں اور مجھ میں نجانو پڑ گئی ہے کیا گرہ

دوم

نادر (۲)

لالہ گنگا سنگھ وے مرد نیک خو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و شخص صاحب فن و از تلامذۂ میر حسن است ایں مطلع او گفتہ ؎

قاصد تو اس فریب سے اوس پاس جائیو — کس کا یہ خط ہے اسکو مجھے پڑھ سنائیو

نثار

غیر از محمد پناہ خاں حکیم کہ پیشتر ہمیں تخلص متخلص بود تخلص دو کس می شناسم

اول

نثار (۱)

عزیزے بود از اہل قبول مسمی بہ میر عبد الرسول اکبر آبادی الاصل جہان آبادی المولد شیریں گو خوشخوان از معاصران سر آمد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر مدتے است کہ ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق تعالے شانہٗ در پیوستہ ایں چار بیت ازان آں مرحوم است ؎

اوس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم — جو زیر دام منت صیاد ہی رہا

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاوینگے ہم — یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاوینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم کو آسمانی ہے
اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے

نشار (۲)

دوم

میاں محمد امان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است ہوشیار ریختہ کار خوش طبع شیریں زبان مزاح دوست
ورق ۳۳۰ عذب البیان یار باش پاکیزہ معاش کشادہ پیشانی نیک زندگانی شاگرد استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم رحمش ہمت بمیدان فصاحت پوئد سخن پختگی و خوبی گوئد بہر گونہ سخن طرازی صنعتہا بر روے کار آرد و دیوانے ضخیم مملو انواع سخن. بر صفحہ روزگار بیادگار دارد مجلس سخن طرازاں درحین انشاد اژدرہ نامہ بہ محمد تقی میر طرف گردیدہ و غزلے بدیہہ در توصیف میر کہ مقطع آں بجاے خود سمت گذارش یافتہ برخواندہ (بہ) تحسین اہل مجلس دار رسیدہ در عمارت قصر ریختہ رنگے خوب ریختہ و در صحن بنا زبان اردوے معلے بآئین بہین فرس فراست انگیختہ نیا گانش در صنعت معماری ید طولے داشتند و دریں کار مجازی بناہاے عالیہ برافراشتہ اند گوئند کہ بناء خیر بنیاد مسجد جامع شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ریختہ یکے از کلانہاے وے است و وے نیز دریں کار استوار بسیار پرکار و چابکدست واقع شدہ در سرکار دولت مدار امراے نامدار بعہدۂ ایں کار بعزت تمام و حرمت مالا کلام ایام بکام دل بسر بردہ بالفعل بدیار لکھنؤ بملازمی سرکار آنجا بہمیں صیغہ اشتغال دارد و طراحی ہا بروے [کا] ر آرد بہر حال ایں سہ شعر تر منجملہ ریختہاے طبع سلیم اوست ؎

بوسے سے لعل لب کے محروم ہی رہا دل   گلقند آفتابی بیمار تک نہ پہنچا

اوسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا   خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

گذرا میرے غبار سے دامن سنبھالتا   کیا خاک اپنے دل کی میں حسرت نکالتا

دل دے کے تجھے عشق کا آزار خریدا   غنچے کے عوض ہم نے عجب خار خریدا

کیا جامہ پھلکار[ی] اوس تن پہ پہن کا تھا   جو تختہ دامن تھا سو تختہ چمن کا تھا
ہم آگئے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھاروگے   جس وقت گجر باجا تھا وہیں ٹھنکا تھا

شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آ رہا　　غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

مٹھی میں تیری کہہ تو ہے کیا اے نگار بند　　ہے طائر حنا کہ دل بے قرار بند

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر　　منتا ہے مر مٹیں گے ہم اپنی آبرو پر

ہاتھ پھیرا جو میں اوس شوخ کے رخساروں پر　　دیکھ کر غیر لگا لوٹنے انگاروں پر

یہاں گریۂ خونی سے ہے یہ رنگ مژہ پر　　ہر اشک ہے گویا گل اورنگ مژہ پر

شیشے سے رانکولائے دو شعلے میں چھپا　　ہے نیا مضموں یہ شیشے میں فانوس و چراغ

ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک　　دنیا میں بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

گذرتا ہی نہیں اوسکے مزاج لا ابالی میں　　کہ بیٹھوں اپنے عاشق کے کبھو آغوش خالی میں

کچھ مجھے اب زندگی اپنی نظر آتی نہیں　　ہمنشیں [مدت] ہوئی اوسکی خبر آتی نہیں

اوسے خدا نے بنایا ہے ناز کرنے کو　　ہمیں دیا ہے دل اوس کی نیاز کرنے کو

خیال گلرخاں دل میں جگہ پاوے تو پانے دو　　یہ دولت خانہ اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

اوس آئنہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے　　ظاہر میں [صفائی] ہے باطن میں کدورت ہے

اس دل کو نہ چھوڑا ترے کاکل کی بلا نے — ہر چند ہوے جمع زمانے کے سیانے

زخمی کو محبت کے ہر طرح سے راحت ہے — گر نون بھی تو چھڑکے کو نمک جراحت ہے

خداوندا بھلا کیونکر مجھے یوں صبر و تاب آوے — نہ آپ آوے نہ خط بھیجے نہ نامے کا جواب آوے

مجھ میں اور اوسمیں غرض کیا کرلڑائی ہوگی — یہ اوائی کسو دشمن کی اوڑائی ہوگی — ورق ۳۲۱

دنبالہ دار سرمۂ چشم بتاں مجھے — کھینچے ہے ہند سے طرف اصفہاں مجھے

دستار گلابی میں نہیں طرۂ زر تار — خورشید شفق میں وہ نمودار لکھے ہے

خط کے آنے سے نہ کچھ چل سکی تدبیر اپنی — بوسہ بازی کی لگی خلعے جاگیر اپنی
اپنے گھر میں جو یہ ہے رخنۂ دیوار نثار — اپنی غفلت پہ ہنسا کرتی ہے تعمیر اپنی

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کوئی سوجھتی نہیں — صاحب کی وضع اور میرا طور اور ہے
بندہ ہوں جاں نثار ہوں اوسکا میں اے نثار — آخر جو میں ہوں اور نہیں اور اور ہے

نجابت

تخلص سیدزادہ ایست سعادۃ الثیام میرزین العابدین نام وے از قصبۂ سہارنپور و مرد صاحب شعور است نسبت تلمذ بہ یکے از ولا[ئت] زبان اردو و بیشتر شعر فارسی برروے کار آرد ایں دو بیت تراویدۂ زبان اوست

گہ گاہے ریختہ گوست ؎

یہاں تلک سرکو پنک ہجر میں توڑے پتھر　　کہیں دامن کہسار میں چھوڑے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تس پر ہیں ٹپکتے آنسو　　بس بے ہجراں تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندیم

تخلص دو مرد میدانم

اوّل

ندیم(۱) مرزا علی قلی مرحوم وے ہندوستان زادے بود از معاصران سرآمد سخن سنجان فصاحت آ امرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میرکہ در حضرت دہلی بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در ہمیں سرزمین جنت آئین بمرد خداش رحمت کناد و بفردوس جناں رساناد این مطلع وے است ؎

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں　　بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

دوم

ندیم(۲) جوانے است خوبی القیام محمد قاسم نام بسیار خوش اخلاق شاگرد نعمان فراق این مطلع ازو راست ؎

عکس اوس فندق پا کا پڑے گر پانی میں　　جھاڑ گل مہندی کا آجائے نظر پانی میں

ندرہ

تخلص مرزا مغل مرحوم است وے از سخن گویان عہد قدیم و صاحب طبع قویم کشادہ رو خوش گو بود مرثیہ و سلام ہم موزوں می نمود و دراں ایامی تخلص می فرمود ایں دو بیت ازو است ؎

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو　　کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ہمیں تو پائے تخت عیش ہے نقش قدم اوس کا　　بڑی دولت ہے ندرہ گر میسر ہووے پابوسی

نزہت

تخلص مرزا ارجمند مرحوم است وے مرزے بود قابل نیک دل کہ بمنشی گری نواب مغفرۃ ایاب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر عز امتیاز داشت کلامش دردمندانہ وسخنش عاشقانہ است ایں دو بیت [آں] مرحوم [ا] گفتہ ؎

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اوبھاؤ گیا   ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

جب سے دیکھی ہے جھلک پانی میں   ڈوبی رہتی ہے پلک پانی میں

نسیم

تخلص راجہ کدار[۱] ناتھ نبیرہ مرزا راجہ رام ناتھ ذرّہ است وے نوجوانے است ملیح خوشرو شیریں زبان پاکیزہ گو خلیق شگفتہ جبین گرمجوش محبت آگین گاہ گاہ فرس فراست بہ مضمار سخنگوئی می پوید وشعر تر و پاکیزہ میگوید ایں پنج بیت از سخنان آں شیریں زبان است ؎

قتل ہاتھوں سے تیرے یہ دل رنجور ہوا   دردسر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

وہ[۲] جو بازار محبت میں دکاں رکھتے ہیں   دل میں کب وسوسۂ سود و زیاں رکھتے ہیں

برق ۲۳۲ برق نے کیوں کے نہ تعلیم شرارہ ہردم   گرمی حسن غضب شعلہ رخاں رکھتے ہیں

ق

شب اپنی بزم میں وہ مختلط غیروں سے بیٹھے تھے   یکایک مجکو واں وارد جو دیکھا دوہیں گترائے

دلی کہا میں نے کہ بس صاحب کبھی قول و قسم دیکھے   یہ سنکر چپ ہوئے اور سوچکر کچھہ جی میں شرمائے

۱؎ گلزار ۱۰۱۔ ۲؎ دہ ۱۰۱۔

نشاط

تخلص لالہ ایسری سنگھ عرف بسنت سنگھ فرزند ارجمند لالہ سندر داس منشی خالصہ شریف مست وے
جوانے خوش خلق و متین کشادہ رو باتمکین واقع شدہ مشق سخن از میر انشاء اللہ خاں انشا میکرد و بعد راہی شدن
وے ہدیار شرقیہ بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل جستہ ایں دوازدہ بیت از زادہائے طبع اوست ؎

کوئی تڑپے ہے مار زلف کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

دل نے ایسی جگہ چھپایا ہے
جس سے میں ہو الگ نہیں سکتا
پانو تک دسترس کہاں ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ تک نہیں سکتا

جی چاہے ہے جسکو ابتک ادسکے
ق کچھ وصل کی بن نہ آئی تدبیر
بیکل ہے بہت نشاط یہ دل
اب دیکھیے کیا دکھائے تقدیر

نتھ کے حلقے کا دیکھ کر عالم
ناک میں آرہا ہے اپنا دم

دے اجازت تو ذرا لیجیے دم سائے میں
تیری دیوار کے آبیٹھے ہیں ہم سائے میں
سرو آزاد جو بے برہے کہے ہے قمری
اسکے بیٹھا ہے کوئی سبز قدم سائے میں

تڑپھوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ
آوے وہ یا نہ آوے یارو بلا تو دیکھو

تیرے کوچے میں آکر ہاتھ اپنے دل سے دھو بیٹھے
رفیق اپنا جو رکھتے تھے سو اپنے ہاتھ کھو بیٹھے

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

یار کے اوٹھتے ہی کچھ دل پر اداسی آ گئی[۱] بے بسی سی چھا گئی[۲] اور بے خودی سی آ گئی

نصیر

تخلص سہ کس می شناسم لکن تحریر یکے از انہا بہ تکملہ گذاشتہ دو کس را در اینجا می نگارم

اول

نصیر(۱)

شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میاں کلو پدر والاقدر وے کہ شاہ غریب نام داشت و مرد نیک سیرت خوش طینت اسم با مسمی غریب خوش طالع و صاحب نصیب بدلق فقرا آراستہ بلباس درویشاں پیراستہ پرورش دادہ زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ بود و خیلے بہ ترفہ و آسودگی ایام عمر گرامی بسر می فرمود و در کسوۂ درویشی موسی آساعصے در دست میداشت و دلق ملمع پوشیدہ بہ تزئین لباس درویشی ہمت می گماشت و ایں محمد نصیر الدین بسیار با ناز و نعمت پرورش یافتہ والدما[جد]ش استادے ادیب و خدام متعددہ متکفل آموزش بروے گماشتہ بود مختصر کلا[م بعد] رحلت[آ[ں] صاحب اقتدار ایں ستودہ کردار شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ شاگرد شاہ محمدی مائل کہ نسبت خویشی با مرحوم داشت گردیدہ سلسلہ تلمذ وے بدو واسطہ کہ شاہ محمدی مائل و قیام الدین علی قائم بود بہ سرامد شعراے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا می رسد و باعتبارے بہمیں دو واسطہ و باعتبار دیگر بہ سہ واسطہ کہ قیام الدین علی قائم شاگرد استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت ہم ہست بہ مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد می پیوندد بہر کیف وے اگرچہ از احوال فن و قواعد سخن چنداں آگہی ندارد اما مناسبت کلی بہ سخن پردازی دارد بنا بر تناسب طبعی و سیر مشقی سخنش نغز و بسبب کثرۂ فکر و بسیاری توغل کلامش پر مغز معلوم می شود اکثرے از تازہ مشقان نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از ورق ۲۲۴ نوآموزان گفتۂ خود باصلاح وے رسانند خیال شاعری چناں در نہادش جا گرفتہ کہ تا سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و نکتہ پرداز بے نظیر محمد تقی میر در نظرش نمی [سنجند][۳] تا بدیگراں خوچہ رسد بے ہیچ با ہر کس نقاری دارد و خود را ملک الشعرا پندارد با وصفے کہ والد ماجدش بر قاسم ہیچمدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان

۱؎ آگئی ۱۰۱ ۔ ۲؎ چھاگئی ۱۰۱ ۔ ۳؎ سنجد در نسخۂ اصل ۔

زمان حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیۂ مودۃ و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم لائمۃ باطناب محل می کشند از ہمہ اغماض العین فرمودہ برخلاف چشم داشت پیش می آید ہے ہے غلط کردم و خطا گفتم جاے شکوہ نیست در اظہا[راو] صفات جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و[معذ]ور است ع [کل اناء] تیرشح بما فیہ

بہر حال او داند و کار او من بے چارہ کہ خاک پاے طلباے عالمم ع طبع مرا بزمزمۂ شاعری چہ کار شاعر نہ ام کہ در پوستین مدعی شاعری افتم از ہمہ اینہا درگذشتہ سی و یک شعر از زادہاے طبع مناسبش می نگارم او راست بداہ اللہ تعالے؎

پشت لب پر ہے تیری یہ خط ریحاں ایسا
موںہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا

سینے بٹھلا کے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا
قتل پر میرے رقیبوں نے اوٹھایا بیڑا

یوں دل صد چاک کومت دیدۂ تر بیچنا
یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا

میر انشاء اللہ خاں انشا گویند؎

دل کو رکھ کر پنجۂ مژگان تر [پر] بیچیے
یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر بیچیے

خدا داند ازین ہر دو صاحبان کہ ہر یکے خود در اخلاق المعانی پندارد کدام کس [بمال دیگرے] دست دراز کردہ منہ [عفی عنہ]؎

پہلو میں رکھ اوس تیر کے پیکان کا لوہا
اے دل وہ نگہباں ہے تری جان کا لوہا

نکلے تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تیری جان کا لوہا

رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
جھوٹ بولوں تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب

ل۵ مستدعیہ ۹۰۱۰

چڑائی چادر مہتاب شب میکش [نے] جبیوں پر
کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پر

او دی وسمے کی نہیں تیرے رزائی سر پر
یہ جبیں رات یہ تاروں بھری آئی سر پر

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکتے ہیں
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہیں

سر مژگاں سے وقت نالہ آنسو کو ترستے ہیں
یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہاتھ میں
دست چپ میں رکھ سپر شمشیر سیدھے ہات میں

مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنے پیر [ ] کو [ ]

خوف زلف یار چھٹ مانا ہے کن کا رات نے
کہکشاں سے [لے لیا] اتوں [میں] تنکا رات نے

گرمی بازار آہ دیکھ دلا اور ہے
کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہے

قبا دیکھی ہے پھلکاری کہ شب کس ماہ پارے کی
فلک جو کاڑھنی سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

قاصد یہ او سے کہیو زبانی کہ نہیں چین
میں کیا کروں حالت دل نالاں کی تحریر

قدم نہ رکھ میری چشم پر آب کے گھر میں
بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ بساغر مے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
مدام رند کریں کیوں نہ آستاں بوسی
حرم ہے شیخ مشیخت ماب کے گھر میں

ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی — چنے ہوئے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں
تڑپ کو دیکھ میرے دل کی برق آتشبار — خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر میں
دلا نہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتیں — حجاب کیا ہے اب اوس بےحجاب کے گھر میں
نصیرؔ دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے — ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر میں

ورق

دوم

نصیر (۲)

سید نصیر الدین غوثی جلیسری وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشوائے انس و جان قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم د مرد نیک دین پارسا خوش عقیدہ صاحب تقوی آگاہ دل بجد اشتغل در ومند یکروا رجمند فرخندہ خواست خلقے کثیر از انفاس متبرکہ اشں بہرہ یاب و جمے غفیر از فیض ارادتش بہ بضاعۃ زہد و تقوی کامل نصاب گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوید و جستہ جستہ دریں سرزمین رخش ہمت می پوئد ایں چار شعر از زادہاے طبع آں نیک ذات والاصفات است ؎

کس تجمل سے میرے گھر آج آئی ہے بسنت — حضرت گل کا مجھے پیغام لائی ہے بسنت
ماہرو پھولوں کی چھڑیوں سے کریں ہیں اہتمام — حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت
خاک بھی یارو کنھیا کی کرے ہے رقص واں — برج میں شاید کسی نے آج گائی ہے بسنت
اوس رنگیلے کو میرے مجھے لادے حق نصیرؔ — پیارے اب تو گلے میں سنے لگائی ہے بسنت

نصرت

تخلص لالہ گوبند رائے کائت است وے اگرچہ حسب ظاہر ہندو نژاد است اما اشعارش بہ بانگ بلند بر تصدیق باطنی وے گواہی مید ہند بہر کیف جوانے است مہذب خوش تقریر شاگرد محمد نصیر الدین نصیرؔ ایں نوزدہ [۱۹] شعر از گفتہاے اوست ؎

ساقی تو بھر کے دے مجھے پیالا شراب کا — خطرا نہیں ہے حشر کے دن کے عذاب [کا]

کمر کا خیال اوسکی جب آگیا　　　　توسب نے کہا [یہ عدم کو [چلا]
شہ دین و دنیا ہے مولا علی　　　　تو اوسکی صفت میں قلم کو چلا

دامن جلادیا ہے [فلک کا] اس آہ نے　　　　جلوہ شفق کے رنگ کا اے مہوشاں نہیں

دیکھکر رخ پہ ترے آج عرق کے قطرے　　　　اختر صبح انہیں سرو جواں کہتے ہیں
چرخ پر ابر سیہ یہ نہیں اے برق وشاں　　　　اسکو میرے دل سوزاں کا دھواں کہتے ہیں
قہر انداز ستم ناز [غضب ہے] غمزہ　　　　اسلیئے تجکو غرض آفت جاں کہتے ہیں

تاکتا ہے تو عبث چھپ چھپ کے اے زاہد اسے　　　　دخت رز تیری طرف تو دیکھنے والی نہیں
قصد اگر کیجے تو اے صیاد لے اوڑ بے قفس　　　　مانع پرواز کچھہ یہ بے پر و بالی نہیں　　　　ورق ۲۲۵ب

ہمکو کچھہ ہنگامۂ روز جزا کا ڈر نہیں　　　　شافع محشر ہمارے حیدر کرار ہیں

میرے حضور تو آنکھیں لڑا نہ غیروں سے　　　　مبادا ان سے نہ میری کہیں لڑائی ہو

ڈر نہ تو گردش افلاک سے نصرتؔ ہر دم　　　　کہ مدد کو تیری یہاں حیدر کرار بھی ہے

کس کو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا　　　　تجہہ بن لگے ہے ہر رگ گل نیشتر مجھے
نصرتؔ غلام ہوں میں شہ بو تراب کا　　　　لگتا نہیں [ہے] روز قیامت سے ڈر [مجھے]

کیا عجب ہے ہاتھ میں گر یہ عصا لے آہ کا　　　　دل تمہاری نرگس [مخمور] کا بیمار ہے
زلف سے نسبت نہ کیوں ہو خال عارض کو ترے　　　　[آپ] زنگی بادشاہ کشور تاتار ہے

عاشقوں میں کوہکن سا بھی نہ ہوگا سرفروش — وصف جسکا یہاں زبان تیشہ پر ہر بار ہے
ایکدن تو خوب سا سیدھا بنیگا دیکھیو — راستی کیشوں سے کیوں اے چرخ کجرفتار ہے
سوزش مہر قیامت کا نہیں ذرہ خطر — سب طرح نصرۃ کا مالک احمد مختار ہے

نظام

تخلص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است ازانجاکہ حسب و نسبش بنابر وضوح واضح و شیوع شایع مستغنی التحریر و بے نیاز از تسطیر است ازان درگذشتہ بہ ترقیم نبذے از اوصاف نفس نفیسش و نوشتن برخے از اخلاق ذات شریفش میگرائم وے ہزبرے بود در بیشۂ وغا و شیرے در بیداے ہیجا و امیرے بود صاحب شمشیر در مملکت کشورستانی و وزیرے بود صائب تدبیر در قلمرو حکمرانی در اول امر بہ نائرہ تفنگ و تیر و نیروے شعلہ ہوش و تدبیر از سواد حضرت دہلی بآیینہ رجم شیاطین نمود کہ ہرگز متصور و مطلقاً متوقع نبود در آخرہا بہ ثمرۂ نمک حرامی کہ باولی نعمت قدیمی از وے بظہور رسید آوارۂ دشت ادبار شدہ در چارسوے عالم حیران و سرگردان میگشت و در یکجا قرار نمی گرفت و سراسیمہ ایام بسر می برد عاقبۃ الامر ناکام و نامقضی المرام در بلدۂ کالپی جان بجان بخش سپرد از جودۂ عقل و تیزی فہمش چہ برطرازم کہ قلم حقائق رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تقریرش برنمی آ[ید] وا[ز] زیبا[ئی] روانی و کثرۂ ہنر[و] ریشش چہ نگارم کہ سمند خامہ عنبریں شمامہ [باوجود تیزگامیہا] در مضمار تحریرش تگاپو نمودن نتواند قطع نظر از صنائع سپاہگری و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و بدیہہ خوانی و ہفت زبانی و ہفت قلمی و فقیر پرستی و کشادہ دستی و معلومات اشغال فقرا و اطلاع بر اوراد صلحا و انشاپردازی بانحاء شتی و سخن طرازی بانواع لاتحصی و حصول علوم شرعیہ و وفور فنون نقلیہ و نیک دینی و خوش اعتقادی و کشادہ روئی و خداپادی بالسنہ متعددہ بکمال فصاحت و نہایت بلاغت سخن میگفت مخمس چند از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ ہر مصرع زبان دیگر دارد و بیشتر غزلیات عربی و ترکی از طبع وقادش تراوش نمودہ و دیوان ضخیمے فارسی مشحون جملہ اقسام مدون فرمودہ و بیرون ازین مثنویات چند خاصہ مثنوی کہ دران کرامات حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ فراہم آوردہ برشتۂ نظم کشیدہ و دراں داد سخنوری دادہ گاہے ریختہ ہم از طبع در بارش ریختہ ازاں روایں بے بضاعت بمیدان تسطیر چہل و دو شعر منجملہ ورق ۳۳۶

آنہا فرس خامہ برانگیختہ منہ ؐغفی اللہ عنہ ۔ ۵

زلف کا کھولنا بہانا تھا　　مدعی[۱] ہم سے مونہہ چھپانا تھا

دل گرمی نگاہ سے بے تاب ہو گیا　　جب تک میں اسکو تھا منوں جگر آب ہو گیا
اللہ رے تیری گرمی طینت کہ وہ سرشک　　پہلی تپش میں روکش سیماب ہو گیا

نظر[کا] اپنی سر رہ گذار باندھ دیا　　تیرے تو رونے نے اے دیدہ تار باندھ دیا
کمر تو ایک سر مو بھی نظر نہیں آئی　　سخنوروں نے یہ مضموں ہزار باندھ دیا
دل اسطرح سے تیری زلف میں ہے آویزاں　　شکار بند سے جیسے شکار باندھ دیا
کہیں ہیں لخت جگر ہے ترا گل دستار　　یہ باندھنو ترے سر کسنے یار باندھ دیا

بے مہر سے چاہ پوچھنا کیا　　گمراہ سے راہ پوچھنا کیا
گر جی کے دیئے وہ بات آوے　　لیجے واللہ پوچھنا کیا
رکھتا ہے نظام بیوفا سے　　امید نباہ پوچھنا کیا

نگہ اوس شوخ کی گر نہر میں ہو تیر انداز　　حلق ماہی میں تیقن ہے کہ جوں تیر ہو آب
مے تو یک طرف ہے ساقی تیری فرقت میں ہم　　چاہیں یک حلق کریں تر تو گلوگیر ہو آب
چٹکی بھر خاک اگر مشہد عشاق سے لے　　بحر پر چھڑکے صبا جائے تو اکسیر ہو آب

صبح بہار ہوتی ہے جس طرح دل کشا　　یوں میکشوں کے چاک گریباں پہ ہے بہار

گر شمع صفت آہ کرے مشتعل آتش　　جوں پھلجھڑی اشکوں میں گرے ہوکے دل آتش

---

۱ کذا، مدعا، ۵۲ آتی ۱۰۱۰

تجھ بن آرام یار ہے کس کو — تاب و صبر و قرار ہے کس کو
میں نہ کہتا تھا آ شراب نہ پی — [اب] یہ رنج و خمار ہے کس کو

بس اب ستانے مت زیادہ ہمیں داد خواہ کیجو — تمہیں اپنی ہی قسم ہے ٹک اب حسن نگاہ کیجو

طپش دل سے میری جان نکلتی ہے دیکھ — منتقل سینہ میں اب آگ ہی جلتی ہے دیکھ
کن اداؤں سے خراماں ہے میرا سرو رواں — سرو پابند تیری کیا یہاں چلتی ہے دیکھ
تو نے ایک روز میرے غم پہ نہ ماری ٹھوکر — تپش دل مجھے ہر لحظہ کھدلتی ہے دیکھ
میں نے بدلا نہیں دل شرط وفا سے ہرگز — نگہ یار تو کیوں رنگ بدلتی ہے دیکھ
گرچہ ہے مہر کے خورشید کا پرتو روشن — آہ یہ دھوپ کوئی گھڑیوں میں ڈھلتی ہے دیکھ
دل کے کہتے ہوئے بھولے ہے رہ عشق نظام — مشعل راہ تیرے پاس ہی بلتی ہے دیکھ

دل تڑپھے ہے اور دیدہ تکے راہ کسو کی — یارب نہ کسو جی سے لگے چاہ کسو کی

ہمارے جا [مہ] کہنہ سے مے کی بو نہ گئی — سیاہی موکی گئی دل کی آرزو نہ گئی

وہ نگاہ گرم چشم نیم خواب نرگسی — دل کو نت رکھتی ہے ہم چشم کباب نرگسی

کہاں طاقت جو ایکدم یار سے دل کو جدا کیجے — کہاں خلوت کہ اپنا راز دل اوسے کہا کیجے
جو ہم ایسے ہی تھے تو آپ کو لازم نہ تھا ہرگز — کہ سو سو منتیں کر دل کو ہم سے آشنا کیجے

موسی کو دوبارہ ہو تجلی — تجھ سے گر ہم کلام ہووے

پھر چمن میں کون اس خوبی سے مست ناز ہے　　جادۂ گل جسکے آگے فرش پا انداز ہے

ناز و ادا سے اونے جب تیوڑی چڑھائی　　سجدے کو آسماں نے گردن وہیں جھکائی　　ق۲۳۷

کس کے یہ حسن کا تجلا ہے　　جس سے ہر سینہ طور سینا ہے
آپ ہی سب میں جلوہ پیرا ہے　　خواہ مجنوں ہے خواہ لیلا ہے
شوخ کا انتظار مت کر دل　　کب وہ آتا ہے ایک میلا ہے
بے نمازی کہے ہے مجکو شیخ　　پر وہاں بھی تو خیر صلا ہے

ق

دل دیوانہ کا تمہارے پاس　　گو نہیں رتبہ پر وہ ایسا ہے
کہ ذرا بھی اگر اوٹھاوے سر　　تو سرافراز عرش اعلےٰ ہے

میرا[ا] سنکر غم دل راہ میں سے تیر پھر جاوے　　کماں ہو از سر نو حلقہ اور زہ گیر پھر جاوے
قصور بخت ہے یہ یا کہ گردش ہے زمانے کی　　کہ تو یکبارگی یوں ہم سے بے تقصیر پھر جاوے
لگوں سرگشتہ مژگانی کا تیری وصف اگر لکھنے　　قلم انگشت میں میری دم تحریر پھر جاوے
ہوا ہے اسقدر تو اے ستمگر مجسے روگرداں　　کہ ہو گر سامنے تیرے میری تصویر پھر جاوے

نظامی

تخلص سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی نبیرہ حضرت ذولسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ تعالے اسرارہم ونبسہ خواجہ بیرنگ فانی فاللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ سید نظام الدین احمد قادری است مدظلہ وسلمہ ربہ مدتے مدید و عہدے بعید حفاظت و نظامت شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد او سبحانہ جل شانہ متعلق بذات آں خلاصہ کرام و زبدۂ اہل نظام گردانیدہ و دریں

عرصۂ اطول بہرا علے واقل بسلوک مشفقانہ اشں را حتہار سانیدہ و از حفظ اوقات شریفہ اشں چہ بر نگارم کہ با وصف کثرۃ شغل اما [یک] دقیقہ از مشغولی حق و سر انجام دادن اوراد مقرریہ مطلق فرو نگذاشتہ از انجا کہ تعداد اوصاف ذاتی و اضافی این جناب خارج از حیطۂ تحریر و بیرون از احاطۂ تقریر است ازاں در گذشتہ بہ ترقیم...... شعر از اشعار صوفیانہ ریختہ طبع آں والا گوہر کہ گاہ گاہ بطور خود موزوں می فرمائند و بگوئندہا عنائت می نمائند کہ نقش درست کردہ بگوئند می پردازم لہ دام ظلہ ـــ[۱]

اے فاطمہ بتلاؤ اسے کوئے محمد　　یہ بندہ نظامی ہے ترا بندہ کرم کا

تحصیل جو تھی عشق کی اتمام رکو، پہونچی　　مکتب کا نظامی تو تو ملا نہ بنا ہے

گرچاہیئے نیکی تو کرو سب سے بھلائی　　ڈاڑھی نہ بڑھاؤ یہ خراسان نہیں ہے

برہنہ ہوا سر سے پا تک وہ جانی　　حقیقت نہیں اوسکی پھر تو نے جانی

نظیر

تخلص سہ کس میدانم اما نوشتن یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارم و ازاں دو باقی

اول

نظیر (۱)

شیخ ولی محمد اکبرآبادی است وے شاعرے است دیرینہ مشق کہ بالفعل دراں نواح علم استادی می افرازد و نزد محبت و اخلاص با ہر کس می بازد بسیار سلیم الطبع و خوش اختلاط و نہائت نیک طینت مستحکم ارتباط شنیدہ می شود بعلمی اوقات گذاری میکند و بکشادہ پیشانی ایام زندگانی بسر می برد ایں

---

[۱] اس موقعہ پر دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ؏

سی وہشت بیت ازان اوست ۵

چاند اپنا تو کسی اور کا ھالا نکلا   ہمنے سمجھا تھا جسے گل سو وہ لالا نکلا
تھا ارادا تیری فریاد کریں حاکم سے   وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا
مٹ گئے شور و فغاں جی کے نکلتے ہی نظیر   کچھ نہ سینے سے اوٹھی آہ نہ نالا نکلا ۳۲

ترے بیمار کو تجھ بن شفا ممکن نہ تھی ہونی   فلاطوں کیا اگر خود عیسی گردوں نشیں آتا
عجب احوال ہے کچھ اضطراب دل سے کیا کہیے   غرض ایکدم قرار اوس بن نہیں آتا نہیں آتا
میری بیتابیوں کی ابتک اوسکو بد گمانی ہے   اگر وہ بھی کہیں پھنستا تو اوسکو بھی یقیں آتا
مجھے یہانتک خوشی تھی اوسکے آنیکی کہ میں خوش تھا   اگر وہ قتل کو میرے چڑھائے آستیں آتا
بڑے حظ لوٹتے گر اس شب مہتاب میں یارو   ایدھر ساقی ایدھر مطرب ایدھر وہ مہ جبیں آتا

تو ہستی کی گرہ پر عقل کا ناخن نہ توڑا ے دل   کہ کس نکشود و نکشائد بہ حکمت ایں معما را
یہ ظالم سنگدل محبوب جادو گر ستم پیشہ   چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را

تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا   ہمارا دل بہوت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا
ہیں اوس پر مبتلا وہ غیر مذہب شوخ ابتر سا   قیامت ہے مسلماں عاشق اور معشوق ہے ترسا
ہوا بیمار تیرے عشق میں جو چرخ چارم پر   مسیحا پڑھ رہا ہے کچھ بچھا کر اپنا بستر سا
پکارا دور سے دیکر صفیر اوسنے جو ہیں مجکو   تو گیا میرا کلیجہ دھک سے ہو لوٹا کبوتر سا
نظیر ایک دو گلے کرنے بہوت ہوتے ہیں خوباں کے   چلو اب چپ رہو بس کھول بیٹھے تم تو دفتر سا

دیتے ہیں جان حور و ملک جس کی آن پر   کیونکر نہ ہو پھر اوس کا دماغ آسمان پر
سبزہ پڑا ہے کان میں اوس سبزہ رنگ کے   سر سبزیاں ہیں اب تو زمرد کی کان پر
جگنو پہ جان تڑپے ہے چنپا کلی پہ دل   اور روح لوٹتی ہے پڑی عطر دان پر

---

۵ "خان" در اصل نسخہ ۵۲ کا ۱۰۱

کوچے میں اوسکے جانیں تھے سینہ سپر کئے   کل تو میاں نظیر بھی کھیلے تھے جان پر

اوسکے بن دیکھے جو مرجاؤں میں آنکھیں پھیر کر   ڈر خدا سے اے فلک اتنا تو مت اندھیر کر
میں تو بے غیرت نہیں کیا جاتا اوس بدخو کے پاس   کونسا کم بخت پھرتا ہے مجکو گھیر کر
داغ مرنے کا وہی محروم جانے جس کو آہ   موت آپہنچی شتاب اور یار آیا دیر کر

کس کو کہئیے نیک اور ٹھہرائیے کس کو برا   غور سے دیکھا تو سب اپنے ہی بھائی بند ہیں

وہ چاندنی میں جو ٹک سیر کو نکلتے ہیں   تو مہ کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں

ہزاروں پھرتے ہیں یہاں غنچہ لب نہ ایک نہ دو   رکھے ہیں پر کوئی تیری سی چھب نہ ایک نہ دو
کہا جو ایک لے بوسہ میں دو لگا لینے   تو ہنس کے کہنے لگے چل بے اب نہ ایک نہ دو

جسدن چمن میں جا کر وہ گلعذار ہنس دے   غنچا بھی کھلکھلا کر بے اختیار ہنس دے
اے چشم زار اسدم رونا سنبھل سنبھل کر   ایسا نہ ہو کہ تجھ پر ابر بہار ہنس دے

قہر جھمکوں کی جھمک تس پہ غضب بالا ہے   اب کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے
خال چہرے پہ نہیں اوسکے یہ اللہ نے واہ   حسن کے [خوان][1] میں کیا خوب نمک ڈالا ہے   ورق ۳۲۹

کمر تک اوسنے زلفوں کو جو بل دے دے کے چھوڑا ہے   یہ دو زلفیں نہیں ہیں کافر ایک ناگن کا جوڑا ہے
سمند آسماں کب آپ سے دوڑے ہے اسیر تو   کسی کی ایڑ پر ہے ایڑ اور کوڑے پہ کوڑا ہے
دیا اوس سنگدل کے ہاتھ اپنے شیشۂ دل کو   جو سچ پوچھو تو میں نے لعل کو پتھر سے پھوڑا ہے

---

[1] 'خان' اصل نسخہ میں'

ق

یہی ہے دھوم کل سے وہ میرے ملنے کو آتا ہے — گلے میں ہار ہے اور تن میں نافرمانی جوڑا ہے
غرض میں تو نظیر اسے سمجھتا ہوں کہیں شائد — کسی کا نیل بگڑا ہے جو یہ طوفان جوڑا ہے

ہم کل ایک ایسے پریرو کے نظر بند ہوے — جس کا مونہہ دیکھ کے پریوں کے بھی پر بند ہوے
ایسے کم بخت ہوے ہاتھ ہمارے ہیہات — ایکدن اوسکی کمر کے نہ کمر بند ہوے
جو رتنپے نہ پری جن کی نزاکت کو نظیر — ایسے کچھہ حضرت آدم کے جگر بند ہوے

نظیر (۲)

دوم

گنپت راے کائت وے از تازہ مشقان حضرت دہلی وشاگرد محمد نصیر الدین نصیر است این دو بیت بوے نسبت دارد ؎

ہے جو غنچے کو تصور دہن جانی کا — دل میں ہے عزم مگر چاک گریبانی کا

کیا زرد ہوئیں عشق کے آزار سے آنکھیں — ہم چشم ہیں اب نرگس بیمار سے آنکھیں

نعیم

تخلص شیخ محمد نعیم جہاں آبادی است وے از شاعران دیرینہ مشق و از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ومرد سپاہی پیشہ باندیشہ نیک ذات ستودہ صفات بود مدتے است کہ جہان فانی را خیرباد گفتہ بسراے جاودانی شتافتہ خدایش رحمت کناد این دوازدہ بیت ازان آں مرحوم است ؎

پایا جو دل نے زلف میں آرام رہ گیا — جس جا ہوئی غریب کے تیں شام رہ گیا
کرنے لگے جہان میں ہم آکے کچھہ کا کچھہ — آئے تھے جسکے واسطے وہ کام رہ گیا

ﻟﻪ، پ، ۱۰۱ ء

گر پردہ اوٹھا دیجئے اوس پردہ نشیں کا — کھل جائے طلسمات ابھی چرخ و زمیں کا

خط یار کل جو پڑھا میں بس گلہ شکوہ اوس میں ہزار تھا — نہ سلام تھا نہ پیام تھا نہ تو عہد تھا نہ قرار تھا
ہمیں یہ امید نہ تھی صبا کہ یہ خاک یوں اوڑے جابجا — تیرے دربدر کے اوڑانے کو بھلا کیا میرا ہی غبار تھا

کوچۂ یار سے دل ہم سے اوٹھایا نہ گیا — مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

ق

یار تو کل ہم سے ملا تھا نسیم — نیک حجاب آہ دغا کر گیا
کچھہ تو اودھر شرم سے بولا نہ وہ — کچھہ میں ادھر آپ حیا کر گیا

ورق ٢۴٠ آفت کے نشانے ہی رہے ہم تو زمیں پر — جو سنگ بلا چرخ سے آیا سو ہمیں پر

عالم سے ہوا غیر میں اب یار کی خاطر — اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

آنکھوں میں تجھہ بغیر سن اے خوبی بہار — یہ سبزہ نو دمیدہ مجھے نوک خار ہے
بن دیکھے اوسکے جان نہ دوں گا میں اے اجل — مدت سے مجھہ میں اوس میں ہوا یہ قرار ہے

نگران

تخلص جوانے است از دودمان حری الاحترام میر بند علی نام وے از سکنہ قصبہ اجراڑہ و شاہ شمس الدین خانوادہ است قدس سرہ شعرش از خوبی ذہن وے خبر میدہد و گاہے بنا بر عدم گنجائش بحر لفظ نگران را عاشق تخلص میکند این مطلع از وے است ؎

جو چاہے آپ کو تو اوسے کیوں نہ چاہیئے — وہ چاہے یا نہ چاہے غرض یوں نہ چاہیئے

نوا

تخلص شیخ محمد ظہور است وے طالب علمے از طلبائے بلدۂ لکھنؤ و سلیم الطبع خوشگو قویم الطبیعت نیک طینت متصف باوصاف نیک نہادی شاگرد محمد بقاء اللہ اکبر آبادی است از حضور سراسر نور مرشد زادہ جہان و جہانیان مرزا جہاندار شاہ المعروف بہ مرزا جوان بخت مرحوم بخطاب مستطاب خوش فکر خانی عز امتیاز داشت و در خوش فکری نہائت ہمت می گماشت بیشتر قصائد بہ متانت و پختگی بانجام رسانیدہ و دراں داد خوش فکری دادہ در غزلیات ہم فکر رسائے دارد ہشت بیت از گفتہائش ایں خاکپائے طلبائے جہان می نگارد ؎

ہمارا نام لیکر دے ہے وہ دشنام قاصد کو
چھٹ اوسکے کچھ نہیں ملتا وہاں انعام قاصد کو

ق

خط آنا یک طرف اب چاہیئے پیغام برثانی
کہ جا کر دے میری جانب سے یہ پیغام قاصد کو

تو لینے خط کو آیا تھا کہ یہاں صورت پرستی کو
چل اپنے کام لگ اس کام سے کیا کام قاصد کو

نوا قاصد کو اپنے آپ وہ مفتون کرتا ہے
وہ آپ ہی خوب ہے کیا دیجئے الزام قاصد کو

اب اشک تو کہاں ہے جو چاہوں ٹپک پڑے
آنکھوں سے وقت گریہ مگر خوں ٹپک پڑے

پہنچی جو ٹک جھلک تیرے دانتوں [کی] گوش تک
خجلت سے آب ہو در مکنوں ٹپک پڑے

طغیاں سرشک کا تو یہاں تک ہے چشم سے
ایک قطرہ آب کا ہو تو جیحوں ٹپک پڑے

ڈوبا ہے بحر شعر میں ایسا نوا کہ اب
دے طبع کو فشار تو مضموں ٹپک پڑے

نیاز

تخلص شش کس بمن رسیدہ ذکر نوشتن سہ کس ازاں ہا بہ تکملہ انسب دیدہ و ازاں سہ کس باقی

اوّل

نیاز (۱)

میر محمد سعید اکبر آبادی است کہ بعلمی ایام بسر می برد اما بحسن سلیقہ بمجالس اہل علم و محافل ارباب دول بہ

آب و تاب میر سد مرد صاحب ہوش و باشعور فطانت کوش و بافرح و مسرور است و این ہشت شعر از آن دانش
پژوہ و نادانی نفور ے

ورق ۲۴۱ خیال اوس قد موزوں کا جب دو چار ہوا   سرشک آنکھوں میں آ سرو جوئبار ہوا
ہمارے اشک سے گوہر کو یار کیا نسبت   زمیں پہ جب وہ بہا بحر بے کنار ہوا

زلفوں سے مونہہ چھپا نہ تو اے بت خدا سے ڈر   کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

شاد اوسکے آنے سے دل ناشاد ہو گیا   ویراں یہ گھر پڑا تھا سو آباد ہو گیا
جب اسطرف سے وہ ستم ایجاد ہو گیا   عالم تمام محشر فریاد ہو گیا

کہاں ہے دسترس اتنی کہ پہنچے تیرے داماں تک   نہ پہنچا ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنا گریباں تک

نوک نشتر ہو رگ ابر ہو تار دامن   اشک گلرنگ جو ہو جوش بہار دامن
جانہ مرقد سے شہیدوں کے تو مانند نسیم   خاک نمناک کبھو ہو نہ غبار دامن

نیاز(۲)

دوم

سید زادۂ سعادۃ القیام میر محمد علی نام وے از حضرت دہلی است اما از چندے بدیار جنوبی رخت سفر کشیدہ به بلدۂ حیدر آباد سکونت ورزیدہ خداش خوش دارد بیشتر مرثیہ و سلام بر روئے کار می آرد این سہ شعر از گفتہائے اوست ے

اوسکے عارض یوں عرق سے تھے سحر بھیگے ہوے   جسطرح شبنم سے دو گلبرگ تر بھیگے ہوے
[ہے مژہ] نم اشک سے پہنچے گی کب اوس تک نگاہ   مانع پرواز [ہیں] طائر کے پر بھیگے ہوے
خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں ہو کیونکر نیاز   جنکے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوے

نیاز (۳)

سیوم

میاں نیاز احمد سلمہ اللہ الصمد تولدش در قصبۂ سہرند و نشو و نماے وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ مرد فاضل و صاحب ذہن سلیم و شخص عالم و مالک طبع قویم است مشقتہاے بسیار در تحصیل علوم رسمیہ کشیدہ و محنتہاے بے شمار در استحصال فنون کسبیہ بوے رسیدہ شاگرد رشید حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں است عفو اللہ المنان و اسکنہ بحبوحۃ الجنان در اوانے کہ ایں خاکپاے طلاب جہاں ہم چیزے بودہ کتابے چند ازیں خاکسار نیز تکرار نمودہ بہرکیف سرانجام کام جذبۂ حق ویرا در ربودہ کہ خود را مشغول عبادات شا[قہ] ساخت و مردانہ اسپ ہمت در مضمار طلب مولےٰ تاخت در بدو امر دعوی استفادہ ایں کار استوار از خدمت بابرکت والدہ ماجدہ خود کہ ویرا ادیسیۂ جناب طہارۃ انتساب حضرت بتول زہرا علیہا السلام میگفت میکرد در آخرہا دست بیعت بدست حق پرست سید عبد اللہ قادری علیہ الرحمۃ کہ از اولاد امجاد حضرت ذوالسانین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز بغدادی المولد بودند دادہ و مثال [اجا]زۃ ارشاد طالبان و خرقۂ خلافت تربیت سالکان یافتہ بہ تعلیم طلبا و ارشاد طالبان خدا بر مسند تعلیم و ارشاد در بلدۂ بریلی نشستہ فقیرانہ ایام بکام دل بسر می برد گاہ گاہ شعر فارسی صوفیانہ و ریختہ فقیرانہ میگوید ایں نہ بیت از زادہاے طبع اوست ؎ ورق ۲۴۴

تونے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب مونہہ سے اوٹھا دیا
وہیں محو حیرت و بیخودی ہمیں آینہ ساں بنا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن یار کی اوسے بھی زمیں سے مٹا دیا

جبھی جاکے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا
جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سبھی ایک پل میں بھلا دیا

کچھہ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں
صورۃ وحشت ہوں یا شکل جنوں

آہ و نالے نے مجھے رسوا کیا
ورنہ پنہاں تھا میرا راز درون

حسن جاناں جلوہ گر ہے ہر جگہ
دید میں اپنی نہیں کوئی زبوں

کیونکر نیاز ما سنے اوروں کی خوشش کلامی
اوسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بھا رہی ہیں

صبر و قرار و شکیب تاب و تواں عقل و دیں — سب نے تو لی اپنی راہ رہ گئی کیوں جان تو
پوچھے ہے ہر ایک سے کس کا ہے عاشق نیاز — تجکو نہیں ہے خبر ایسا ہے انجان تو

حرف الواو

درطے ایں حرف ذکر سیزدہ شاعر کہ منجملہ انہا دو مرد والہ تخلص میکنند [اندراج] یافتہ و مجموع اشعار ایشاں .... شعر ....

واقف

تخلص عزیزے است خوش اعتقاد درویش نہاد شیریں کلام واقف شاہ نام کہ در دیار شرقیہ علم استادی می افراخت و با نیک و بد درویشانہ درمی ساخت مدتے است کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ و برحمت حق درپیوستہ ایں بیت و یک شعر از گفتہائے آں مرحوم است ؎

ہوا ہے عشق سے آ کر مقابلہ دل کا — بڑا پہاڑ سے جاں بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے — عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے تو ڈر — مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا

خیال وعدے سے ازبسکہ تو نظر میں رہا — تمام رات میرا جی صدائے در میں رہا

ان رقیبوں سے گئے گذرے ہیں کیا اے یار ہم — وہ شریک بزم ہوویں اور نہ پاویں بار ہم

نہ یہ شرار سے ہیکل کے نگ دمکتے ہیں — یہ لخت دل ہیں ہمارے کہ میاں چمکتے ہیں

تو مثل برق ابھی جا کے یہاں سے وہاں چمکا　　ہم اوس جھلک سے پلک اب تلک سنپکتے ہیں

واقف شراب معلوم اس دور آخری میں　　ناچار کیا کریں ہم افیون گھولتے ہیں

جبکہ پردے سے یار نکلے ہے　　آہ بے اختیار نکلے ہے

عشق میں کیا فضل و ہنر چاہیئے　　آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے
نامہ و پیغام سے گذرا تیرے　　اوس میرے قاصد کی خبر چاہیئے
آٹھ پہر جسپہ ستم کی ہو مشق　　ٹک تو کرم کی بھی نظر چاہیئے

ایک ہووے سر داغ اس دل کا تو کوئی دھو سکے　　روز و شب کی کشت و شوے چشم کس سے ہو سکے　　ورق ۳۴۳
جاگتے ہی جاگتے آنکھوں میں کٹ جاتی ہے رات　　آہ جسکو درد ہوا ایسا وہ کیونکر سو سکے
صبح تک ہمان [ہوئیں] اور بھی اس بزم میں　　رو لے بالیں پہ میری اے شمع جبتک رو سکے
رہ نورد بیخودی گر کچھہ نہ ہو ہم سا تو ہو　　گو سرا [غ] اوس کا [نہ پاوے] آپکو تو کھو سکے
کون پہنچاوے میرا پیغام وہاں تک اے صبا　　کام واقف کار کا ہے تجبے ہو تو ہو سکے

[لی] وائے ہمرہوں نے رہ اپنے اپنے ہاں کی　　ہم رہ گئے بھٹکتے جوں گرد کارواں کی
این شعر را بعضے بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر [نسبت] کنند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال [۵]

ق

[یا] ران و ہمنشین و رفیقان و دوستدار　　سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب آنکھ موند گئی تو پھر ایدوست بعد مرگ　　پھٹکے ہے کون پاس کسی کے مزار کے

---

[۵] 'ہیں ہم' اصل نسخہ'

وارث

تخلص شاہ وارث الدین سلمہ رب العالمین است وے درویشے است ہفت قلم مخاطب بزمرد رقم خیال مشیخت در [سودا] رد درماہے یک بار رقص مہرویان شیریں شمائل و پری پیکران فتنہ خصائل بر روے کار می آرد و جماعتے از ہوسناکان شہر بتقریب تماشا دراں محفل سرور مجتمع می شوند و بہ حظ نفس و قوت روح محظوظ و سیر میگروند بیشتر بہ مشق اصلاح نوخطاں مشغول می باشد گاہے ریختہ درویشانہ ہم از طبعش می تراود ایں پنج بیت او راست ؎

خورشید و کا میرے جلوہ جہاں تہاں ہے ۔۔۔ ہر ذرے میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

الفت خدا سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے ۔۔۔ اور خاک دل کو کرنا اکسیر ہے تو یہ ہے
تقدیر [پرنظر] رکھ اور لاغرض ہو سب سے ۔۔۔ باللہ کہ عاشقوں کی تدبیر ہے تو یہ ہے
تجھ زلف عنبریں میں کب قید ہو سکے ہے ۔۔۔ مجنون دل کی میرے زنجیر ہے تو یہ ہے
ایک آن یاد حق سے غافل نہ ہو تو وارث ۔۔۔ قرآن کی جو دیکھی تفسیر ہے تو یہ ہے

[والہ]

تخلص دو کس میدانم

اول

والہ (۱) مردے وفا گستر مسمی بہ محمد اکبر وے از شعراے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ است شعرش بر دیہ آں زمان سعادۃ توامان مطلعش کہ سمت تحریر یافت مخبر بدل منہ عفی اللہ عنہ ؎

مونہہ تمہارا دمیاں ہے گا واگر نہ مجھے تی   آرسی کیا جان رکھتی ہے کہ ہم چشمی کرے

دوم

والہ(۲)

مرحمت خان مرحوم اصلش از خطہ دلپذیر کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا
اللہ عن الشر والفساد و سے و نیاگانش ہمیشہ بکام دل بعمدگی ایام بسر فرمودہ در آخرہا از قبل سران انگریز
واقعہ نگاری حضرت دہلی بوے متعلق بودہ مرد ہوشیار پختہ کار صاحب طبع سلیم و فکر قویم و خوش اختلاط
نیک ارتباط بود با ہرکس [عموماً آں] بہ اندیش و باقاسم ہیچمدان سراپا نقصان [خصوصاً] بیش از
بیش بخوبی پیش می آمد و تواضع می فرمود قصہ عشق خود بزبان اردوے معلیٰ بآئین خوب و باسلوب مرغوب
برشتہ نظم کشیدہ و در شعر فارسی کہ بیشتر میگفت ثاقب تخلص برگزیدہ ملخص کلام مرد خوب بود کہ درحین حیات ق ۲۴۴
باخاص و عام نرد محبت باختہ و بعد ممات کہ از چندے رحل اقامت بجوار رحمت ارحم الراحمین انداختہ نام نیک
برصفحہ گیتی گذاشتہ بہرکیف ایں پانزدہ بیت از گفتہاے آں مغفور است ؎

وہ کوئی تجھسے آشنا ہوگا   پہلے جو آپ سے جدا ہوگا

بیطرح پھر گیا ہے کچھہ اب مز[اج] دل [کا]   یارب میں کس سے پوچھوں جاکر علاج دل کا

کیا کہوں اوس خوش ادا نے کام کچھہ ایسا [کیا]   لے گیا دل ہنستے ہنستے اور میں دیکھا کیا

یاد صبا اوڑ[ا]دے مشت غبار میرا   ہووے نہ اوس پری کی خاطر پہ بار [میرا]

ازبسکہ دل ہے آئینہ دار اوس جمال کا   پرتو کو اوس کے [خوف] نہیں ہے زوال کا

تو ایسی اداسے جدھر جائیگا   [خدا جانے] کیا قہر کرجائیگا

دم مارے ہے غم دل سے میرے ہم نفسی کا — اے ہم نفساں وقت ہے فریاد رسی کا

گلشن میں میرے دلکے کوئی آن ابسا ہے — اس باغ کی کچھہ اورہی اب آب وہوا ہے

[نہیں ہے اوسکی] جو مرضی ادیھر کے آنے کی — ہر[ا] یک دم میں نئی بات ہے بہانے کی

سینے [تو] پنہاں کیا تھا پا[س] نام وننگ سے — حال دل ظاہر ہوا لیکن شکست ر[نگ] سے

ہے [عیا]ں جلوہ تیرا انسان [کی] تصویر سے — صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی [تحر]یر سے

چشم سے کچھہ جو مدعا ہے مجھے — محض تیرا ہی دیکھنا ہے مجھے

طور اوس شوخ کا بے طور نظر آتا ہے — آگے کچھہ اور تھا اب اور نظر آتا ہے

گنے تو بندوں میں اپنے جو ایک بار مجھے — تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے کس متاع کی یارب دکاں زمیں کے تلے — چلا ہے [جس لیئے یہ] کارواں زمیں کے تلے

واصل

تخلص واصل مان مرحوم است [و]ے از [نبیر] ہاے [رای ما]ن وا باعن جد سرکردہ دربانان دربار دُربار ظل اللہی بود گاہ گاہ فکر ریختہ می فرمود ایں بیت ازان آں مرحوم است ؎

سرگرم ناز کیوں نہ ہو وہ رشک آفتاب — عالم میں اوس کے حسن [کا با]زار گرم ہے

وجیہہ

تخلص نواب معلے القاب وجیہہ الدولہ وجیہہ الدین خا[ن بہادر] مبارزجنگ برادر کوچک نواب غفران مآب حسام الدولہ حسام الد[ین خا]ں بہادر مبارک جنگ مختار کار سرکار گردوں اقتدار بادشاہی و کار پرداز کارخانہ حضرت ظل اللہی است ایشاں درایام دولت برادر کامگار و روزگار اقتدار خویش باوجود ثر[وۃ] تام وشوکت تمام بہرکس بلطف ومدارا بیش ازبیش پیش می آمدند و کار خلق اللہ باعلے مر[اتبہ خوشش نمیتی] وارفع] درجہ نیک طینتی سرانجام می دادند حاصل کہ مردکریم الاخلاق عمیم الاشفاق محبت پرور کرم گستر نیک ذات ستودہ صفات شیریں زبان عذب البیان ہوشیار پختہ کار حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل است در ورق ۲۴۵
عروض وقافیہ مہارتے دارد درسخن آرائی صنائع بدائع بسیار بر روے کار آرد مثنوی ضخیمے دوازدہ ہزار بیت تخمینا بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ صنعتہاے بلیغہ دراں بمنصہ ظہور رسیدہ بیشتر غزلہاے فارسی بہ پختگی و سنجیدگی باتمام می رساند و بایماء استاد خود مرزا محمد فاخر مکین بریں تخلص می سازد برقاسم ہیچمداں سراپا نقصان ازہرچہ تمامتر اشفاق می نماند ومرہون عنا[یات بے غایات] خو[د] میفرمائد بہر کیف ایں نہ شعر از اشعار آبدار ریختہ طبع دُربارش کہ گاہ گاہ بزبان [ا]ردوے معلے جلوہ گرمی شود [سمت تحر]یر می پذیرد منہ دام [بہجتہ] ــہ

[ہے] عکس حقیقت رخ نیکوے محبت محراب طریقت خم ابروے محبت
[گو قتل سے] میرے تجھے کچھ ہات نہ آیا [سرخ] آ[گے وفا] کے [تو ہوا] اروی محبت
آ دیکھ بہار چمن دیدہ و دل کو کیا ہی یہ کھلے ہیں گل خود روے محبت

ادب سے اوسکے قدمبوس ہوجیو قاصد جو ڈھب بنے تو بلائیں بھی لیجیو قاصد

خون دل بسکہ رہا آن کے [ہم چ]شموں [میں] پانی پانی ہوں میں خجلت سے تو ہم چشموں میں
لخت دل جیسے میرے چشمہ چشموں سے بہے مچھلیاں [دیکھی] ہوں اس رنگ کم چشموں میں

تسکین در[و دل] کونے آج ہو[نہ کل] ہو — بے یار بیکلی ہے وہ ہی آ ملے تو کل ہو

سچ ہم میرے بالیں پہ کوئی آتا ہے — کہ مجھے مردے کو پھر گور سے جلاتا ہے

گرمی غیر جو ہم تک بھی گوارا کرتے — سرد آہوں سے یہ اوقات گذارا کرتے

وحشت

تخلص عزیزے است صاحب مکنت از شاگردان میاں جعفر علی حسرت ایں ہفت بیت از گفتہائے اوست ؎

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر — اب جگر نکلے ہے خونِ[دیدہ]ٔ[تر] سے باہر
کیونکے تم گھر سے نہ نکلو گے میاں دیکھینگے — ہم نکالیں[گے تمہیں لاکھ ہنر] سے باہر

میرے سامنے گر وہ ایک آن ٹھہرے — تو آنکھوں میں آکر میری جان ٹھہرے
تیری عقل ناصح بتا کیوں گئی ہے — بھلا ہم تو دل دے کے نادان ٹھہرے
عجب[یہ جنوں ہے] کہ ہاتھوں سے جسکے — نہ دامن رہے نے گریبان ٹھہرے
کہا میں کہ رونے سے وحشت نہ دیکھا — جو ایک دم تیری چشم گریان[ٹھہرے]
لگا کہنے میں ضبط کرتا ہوں لیکن — کہاں تک جگر میں یہ طوفان ٹھہرے

وصال

تخلص برخوردار سعادۃ [نشا]ن نصر اللہ خان خلف الصدق دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان

ؔ وہ ہی سے ۱۰۱.

فراقؔ است مدعمرہ و سلمہ ہا [بہ] وے نوجوانے است باحلم و مہذب بغائت سنجیدہ و نہائت [باادب] در ایام سالف گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد و نبذے از اوقات خود دریں شغل بسری برد بالفعل ازیں [سوداء خام بازایستا] دہ بہ پختگی تمام دامن برزدہ تحصیل علوم رسمیہ و استحصال فنون شعر [یفہ میکند و] مشقت بسیار و رنج بے شمار دریں کار استوارمیکشد خداش [بمراد] دل و عمر طبعی رسانادو بہ ثمرات دنیوی و اخروی بہرہ مند گرداناد ایں دو شعر از واست مد عمرہ و زاد قدرہ ؎

آیئنہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا | مونہہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا
گرمی عشق [کا کیا] کیجے بیاں تجسے دھاں | [دل] جلا جسم جلا جیب میں چھالا نکلا

وفا

تخلص مرزا عبد العلی است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی مردخوش فکر خلیق معلمی پیشہ نویسندہ نستعلیق محبت پذیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں چار بیت منسوب بوے است ؎ ورق ۳۴۶

[والہ] زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا | جسمیں جو انگشت حیرت ہے [سو] پیکاں تیر کا
آپ رکھا ہے بنا کر تجکو نقاش ازل | یک قلم نقشہ کھچے کسے تری تصویر کا

وقت رخصت اسقدر بیاں نالہ و زاری ہوئی | اشک کے نالے بہے اور جوے خوں جاری ہوئی
شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے | عشق خوباں [میں] وفا تجسے وفاداری ہوئی

ولی

تخلص سخن سنج شان جلی المشہور بہ محمد ولی است وے عزیزے بود از سکنہ دیار دکن و مریدان شاہ سعد اللہ گلشن علیہما الرحمت و ا [لغفرا] ن و امرہما اللہ تعالے فی روضات الجنان گویند نسبت تلمذ ہم

بجناب ایشان داشت و در [آخرہا] باستصواب شان ہمت بہ سخن طرازی می گماشت والعلم عند اللہ [تعالے شانہ] و عظم برہانہ بہرحال با تینی کہ از قدوہ متغزلان سخن پرداز شیخ شیراز قدس سرہ رویہ غزل از کتم عدم بمنصہ ظہور جلوہ گر شد تدوین دیوان ریختہ مروف و [مملو] انواع سخن و مشحون اقسام امور [ایں فن از وے] بصفحہ روزگار ثبت افتاد اگرچہ اشعار متفرقہ ریختہ پیش از وے ہم علی اختلاف الروایتین از طبع دُربار بلبل خوش نوائے گلزار قدس عندلیب دستاں سرائے ہمیشہ بہار انس خسرو سخن سنجان طوطی ہندوستان مظہر عشق حضرت اویس محمد کاسہ لیس قدس سرہما و روح روحہما سلطان نکتہ پردازی گیہاں خدیو سخن سازی [قدوہ متغزلان پیشوائے صاحبدلان صو[فی] صافی منش درویش پاکیزہ روش شیخ صاحب در دو زبدۂ حضرات سہروردر بادشاہ قلمرو بے نیازی سعدی شیرازی اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان یا سعدی دکنی علیہ الرحمت والغفران و دیگر سخن سنجان ہم ریختہ اما تدوین جملگی انحاء شعر از وے بظہور پیوستہ مختصر کلام [حقش برجملہ] سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت پیرخان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں

قطع نظر از زبان دکنی شعر سِش بمرتبۂ اعلیٰ شاعری و سخنش بدرجہ علیا [ے سخنور] ی است قصہ کوتاہ یک صد و نود و چار شعر از اشعار آبدار آں استاد والانژا [دمی] نگارم منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر ذرۂ عالم [میں] ہے خورشید حقیقی — یوں بوجھ کے[۱] [بلبل ہوں] ہر ایک غنچہ دہاں کا

آوے گا جب سخن میں وہ مایۂ لطافت — شرمندہ اوسکے آگے آب زلال ہوگا

تیری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں — کہ جسمیں مو برابر نہیں اثر بے اعتدالی کا

بدخشاں میں پڑا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا — ہوا ہے چین میں شہرا تیرے اس زلف پرچیں کا

---

[۱] 'کہ' در ہر دو نسخہ 'کے' از کلیات ولی مرتبۂ انجمن ترقی اردو'

پھر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا　　شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

باعث نشۂ دوبالا ہے　　حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت　　برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا ۲۰۰

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا　　سر اوپر اوسکے بگولا تاج سلطانی ہوا
بیکسی کے حال میں ایک آن میں تنہا نہیں　　غم میرا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا[۱]

مستی میں اب محشر تلک کونین کو بسرا[۱] ہے وہ　　جو تجھ نین کے جام سوں مد پی کے متوالا ہوا

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق شیدا ہوا　　ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں[۲] بے پروا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں　　جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سے آج　　وہ نقش پا جو زینت روے زمیں ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ　　دل صد چاک باغ باغ ہوا

جلوہ گر جب سوں وہ جمال ہوا　　نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خط خوباں　　در پے عالم خیال ہوا

طالب نہیں[۳] دکنا حشر میں ہووے وہ داد خواہ　　جس بے گنہ پہ تیری [نگہ سے ستم] ہوا

۱؎ 'سے بھولا' ا۔و　۲؎ سے ا۔و　۳؎ عشق ا۔ا

جو وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ [تجھ] جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

خدا نے مکھ پہ تیرے باب حُسن باز کیا — قد بلند کو تیرے تمام ناز کیا
مثال زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست — تری نگاہ نے جب آکے ترکتاز کیا

دیکھتا ہر صبح تجھ رخسار کا — ہے مطالع مطلع انوار کا
بلبل و پروانہ کرنا دلکے تیں — کام تھا تجھ چہرہ گلنار کا

آئینہ تجھے ہو کے ہم زانو — غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجھ نگہ سوں بسان شان عسل — دل ہوا گھر ہزار روزن کا

موج رفتار نے تجھ قد کی صنم — سرو آزاد کوں زنجیر کیا

مثل یاقوت خط میں ہے [شاگرد] — ساغر مے مدام تجھ لب کا

کیوں کرے آلودۂ زر جگ منے صید مراد — ہے علم اوپر معطل صورۃ شیر طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں — ہے [مہوس] کے سدا سینے میں تدبیر طلا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیرے بھواں کی مسجد نے — ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر نہیں راز عشق سے آگاہ — فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا — وقت آیا ہے سرفرازی کا

صحنِ گلشن میں [جب خرا] ام کیا　　　سروِ آزاد کوں غلام کیا
وہ بھواں ہمسے کیوں نہوں بانکے　　　ماہ نو نے جنہیں سلام کیا

طالب نہیں مہر و مشتری کا　　　دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
تو سر سے قدم تلک جھلک میں　　　گویا ہے قصیدہ انوری کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بیحجاب اوسکا　　　بغیر از دِ[یدہ] حیراں نہیں جگ میں نقاب اوسکا

عبث غافل ہوا ہے فکر کر کچھ پی کے پانے کا　　　صفا کر آرسی [دل کی سکندر ہو زمانے] کا[1]
ولی تجکو گنے گے شیر مرداں اپنی مجلس میں　　　رہیگا سگ ہو کر دائم نبی [کے آستانے] کا

کیا ایکبات نے واقف مجھے راز نہانی کا　　　لکھوں غنچے اوپر حرف اوس دہن کی نکتہ دانی کا
ولی جن نے نہ [باندھا] دلکو اپنے نونہالاں سوں　　　نپایا اونے پھل ہرگز جہاں میں زندگانی کا

ہے فرہاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا　　　اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار　　　مرہم نہیں عالم [میں] ولی داغ جگر کا

ترے لب ہیں برنگ حوض کوثر محشر خوبی　　　یو خال عنبریں تسپر بلال اسا کھڑ[ا] دستا
یو خط حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن　　　مطول کے معانی کا تمامی مدعا دستا　　　ورق ۲۴۸

یو گلکاری کمر پہ تیرے لے زلیخا دسش نہیں　　　سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر [طلا]

---

[1] صفا کر دے سے دل کے الخ در ہر دو نسخہ

کشور دل کو تیرے ناز نے تسخیر کیا — فوج مجنوں کوں تیری زلف نے زنجیر کیا

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقا خود نمائی کا — چڑھا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

موسی اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا — اوس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

بے رحم نہ ہو غصہ نہ کر بات میری سن — ڈرتا نہیں ایک بات کی سو بات سنا جا

نہیں کوئی سنے تا حال میری آہ و زاری کا — کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بیقراری کا

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن — اے چمن زار حیا دل کے گلستاں میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد — طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
بسکہ مجھ حال سے ہمسر ہے پریشانی میں — درد کہتی ہے تیری زلف مرے کان میں آ

نجاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکوں — بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ پوچھو اب ہوا ہے کم سخن وہ دلبر رنگیں — لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا — پوشیدہ میرے دل میں آتا ہے راز گویا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا — سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
اے ولی دل کوں آب کرتی ہے — نگہ چشم سرمگیں کی ادا

ہوا ہے سیر کا مشتاق بے تابی سوں من میرا — چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا

گر نہیں ہے خنجر بیداد خوباں کا شہید — دامن صد چاک گل کس واسطے پر خوں [ہو]ا

[آ] رزوے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

ولی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کوں — حلاوت فہم کو میرا سخن شہد [دشکر] دستا

تیرے جلوے سوں اے ماہ جہاں تاب — ہوا دل سربسر دریائے سیماب

ملا ہو گلبدن جسکوں اوسے گلشن سوں کیا مطلب — جو پایا وصل یوسف اوسکوں پیراہن سوں کیا مطلب
ولی جنت میں رہنا [ہی] نہیں درکار عاشق کوں — جو طالب لامکاں کا ہے اوسے مسکن سوں کیا مطلب

ہر ایک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سے تی — ہر ایک ساغر تیرے نیناں سے ہے سرشار ہر جانب

نہیں ایک عاشق و معشوق او سکے درد سوں خالی — گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

سبز چیرا ہے ترا اے سبز بخت — زہر قاتل ہو گیا دل لخت لخت

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست — جوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست
تا سرخ رنگ زرد کرے [اس سبب] یو غم — دل میں ولی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

بھاہے گر شہید سرو قد کوں — بناویں چوب سوں طوبی کی تابو[ت]

لب پہ تیرے کہ روح کا ہے قوت
کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
اے ولیؔ سبزۂ لب دلبر
خوشنمائی میں ہے خط یاقوت

کس کے آگے جا کہوں [فریاد] ایسے شوخ کی
ظالم بیداد ہے وہ آفت جاں الغیاث

اعجاز عشق دیکھ کے مجھ نا [توا] ن پر
اوس سخت دل کے دل کوں کیا مہربان آج
کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر
عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تو نے مان آج
اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر
آتا ہے کس ادا سوں وہ نازک میان آج

کیا ناز کیا غرور ہے اوس نوبہار میں
دیتا نہیں سلام[۵۳] کا میرے جواب آج
آگے تیرے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات
لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفاے قدح
کہ دست آئینہ رو ہے مدام جاے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دمساز
صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہاے قدح
اگر اشارۂ ابرو کرے وہ ماہ تمام
ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجاے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہوے پرستاں کوں
لکھیں جو قبر کے تعویذ پر دعاے قدح

کتاب عشق پہ شنگرف اشک خونی سوں
پلک کی کر کے قلم کھینچتا [ہوں] جدول سرخ
کیا ہے دفع مرے درد سر کو رونے نے
ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہ آتشیں نے ولیؔ
فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

عالم میں جسکے سر پہ گلدستۂ ادب ہے
وہ کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند
سوزن سوں تجھ پلک کی لے نور جان و دیدہ
ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

ص ۳۴۹

[۵۳] گلگا و رسنو د اصل ۵۴ سوال ۹.۹.

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن پر — گل ستارہ کریں گل گلاب کے مانند
ترے خیال میں لے بحر حسن دیدۂ تر — ہوے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کمان ابرو — گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
نگاہ گرم سوں اوس شعلہ قد نے مجلس میں — کیا [برشتہ] ولی کوں کباب کے مانند

ہمیشہ ہے بہار [سر] و آزاد — نجاوے دولت حسن خداداد

دلکو فرحت بخشتے ہے دائم ترے غم کا ہجوم — صاحب ہمت کوں ہے نت کثرۃ مہماں لذیذ

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر — بیوفائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ — اے شوخ مری آہ سے البتہ حذر کر

اے سرو خراماں نہ تو جا باغ میں چل کر — مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفحے پہ — تصویر بنائی ہے تری نور سوں حل کر
تجھ ابروے خمدار سے ہرگز نہ ٹلے دل — کیوں جاوے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

انکھیاں ہیں یو خوبان جہاں کی کہ نگیں ہیں — بوٹے نہیں نرگس کے صنم تیری قبا پر

نہ جانوں خط تیرا کس بے خطا پر — چلا ہے آج فوج شام لے کر

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر — اگر مقدمہ عشق کو کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں میں محیط — کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

مجکوں بھی اوس شکر لب کی خبر — حق شکر خورے کو دیتا ہے شکر
ساتھ پردوں میں رکھوں اوسکوں چھپا — آبسے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

بلبل شیراز کو کرتا ہوں یاد — حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب — حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اوس پر کہ آیا ہے ولی — درد دل کا تجکوں درماں بوجھ کر

رات کو دیکھا تھا تیری زلف کوں — دل میں باقی ہے پریشانی ہنوز
اس چشم اشکبار سے میری عجب نہ کر — سینے کا داغ تجکو دکھایا نہیں ہنوز

فصاحت کیا کہوں اوس خوش دہن کی — کسی کا وہاں نہیں ہوتا سخن سبز
اگر بجاے 'اوس خوش دہن' 'پستہ دہن' میگفت سبزی سخن می افزود مگر خطاے بزرگاں گرفتن خطا است منہ عفی عنہ

ہوا ہوں بلبل مستانہ نغمہ زن تجھ بن — ہوا ہوں جوں گل صد برگ باغباں پریش

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دلریش — جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں — بجھتا نہیں ہے باد صبا سے چراغ گل — ورق ۳۵۰

اے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے — بیٹھا ہے آ[فتاب] نکل ماہتاب میں

اپنے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج — اوس گلبدن کو اپنے گلے ہار کر رکھوں

۱؎ کذا۔

اوس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ   صنعت سے ولی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

بیاں زلف بدیعی کا ہے سعد الدین کا مطلب   ابھوں تک تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں

جبتک دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں   تیرے بھواں کو دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں   بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں
ہندوے زلف پر یو ہے پریشانی فروش   بیچ دیوے مجکو سودے میں اگر سودا کروں
رات کو آؤں اگر تیری گلی کوں اے حبیب   زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی   سرو قدکوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن   دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
عرفی و انوری و خاقانی   مجکو دیتے ہیں سب حساب سخن

پڑے سنکر اوچھل جوں مصرع [برا] ق   اگر [مصرع] لکھوں ناصر علی کوں

ایدل عقیق لب کے یو آئے ہیں مشتری   مو[تی] نہ بوجھ زہرہ جبیں کے بلاق میں

ہے تر[شے][1] لب سوں اے شکر گفتار   بات کہنا نبات سوں شیریں

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں   شہید شاہد گلگوں قبا ہوں

[1] "ترے" کی "ے" دونوں نسخوں میں چھوٹی ہوئی ہے۔

مجکو تجھ بن کسو سوں کام نہیں — فکر ناموس و ننگ نام نہیں

ہوا ہے جب سوں ترا تل سوار آتش حسن — سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہر شعر تے ولی کے عزیزاں بیاض میں — مسطر کے خط کو رشتۂ سلک گہر کرو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو — اپنے عاشق کوں کڑھایا نہ کرو

گل و بلبل کا گرم ہے بازار — اس چمن میں جدھر نگاہ کرو

آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ — کیوں نہ گذرے خیال کچھ کا کچھ
دل بیدل کوں آج کرتی ہے — شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوۃ میں گلرو سوں — خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

ہوا ظاہر خطاروے نگار آہستہ آہستہ — کہ جوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

گریاں ہے ابر چشم مری اشکبار دیکھ — ہے برق بیقرار مجھے بے قرار دیکھ

لالہ خونی کفن کے خال سوں ظاہر ہوا — بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی

قلم نرگس کی جب لیکر لکھوں تجھ چشم کی خوبی — ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی — کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سر سوں ہوش لیجاوے

آج سرسبز باغ و صحرا ہے — ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
سبب دل رُبائی عاشق — مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے

بولی ہے اہل دل نے یو بات نہ دلی سوں — عاشق کا دل بغل میں قرآن ہیکلی ہے

تیرا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے — طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے

تیری ابرو نے مجکوں قتل کیا — کیا بلا اوس میں آبداری ہے

کہو زاہد سے جاوے اوس گلی میں — اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنائت نامۂ یار — مثال شہپر روح الامیں ہے

ترا مکھ مشرقی حسن [انو] ری جلوہ جمالی ہے — نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم گلشن طبع دانا دل علی فطرة — زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے — اوسے گر [داب گرد دل] یاد آوے

بالی نہیں عزیزاں عاشق کے مارنے کوں — تا [گوش] کھیچتا ہے [زرین کمان] موتی

نہو ناصح کی سختی سوں مکدر اے دل شیدا — سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے

ے از کلیات ولی،

ورق ۳۵۱

جسے عشق کا تیر کاری لگے / اوسے زندگی جگ میں بھاری لگے

تجھ لب و زلف کے تماشے کوں / چل کے آئے ہیں مصری و شامی

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں / جنت سوں بہار کیوں نکلے جاوے

گر تجکوں ہے عزم سیر گلشن / دروازہ آرسی کھلا ہے

مجھ سوں کیونکر ملیگا حیراں ہوں / شوخ ہے بیوفا ہے سرکش ہے

ہاتھ سوں تجھ غمزۂ خونریز کے / داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

اب [خلاصی] عشق سوں ممکن نہیں / دام دل زلف دو دامی پوشش ہے

صنم مجھ دیدۂ و دل میں گذر کر / ہوا ہے باغ ہے آب رواں ہے

غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے / نگاہ پاکبازاں کیمیا ہے

عشق میں شمع رو کے جلتا ہوں / حال میرا سبھوں پہ روشن ہے

دیکھ اوسکی کلاہ بارانی / چاند پر آج ابر آیا ہے

غمزہ و ناز و ادا ہے ناز ہے / ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے[1]

---

[1] 'ادای نازنیں'، کلیات ولی

ساقی و مطرب آج ہیں ہم رنگ   نشۂ بے خودی دو بالا ہے

آتش شوق زلف سوں تیری   دل عاشق کباب شامی ہے

آشتابی نہیں تو جاتا ہوں   کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیونکہ کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں   عاشقی میں لباس ہوتا ہے

عدم میں تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر   اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی تیری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم   پشیماں ہے خجل ہے [منفعل ہے] سخت رسوا ہے

مدت کے بعد دل کی گرمی فرو ہوئی ہے   شربت ہے میرے حق میں اوس بیوفا کی گالی

زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن ا[س کا] اں غم نہیں   سبزۂ خط دلآرا مرہم زنگار ہے

کیونکے حاصل ہو مجکوں جمعیت   زلف تیری قرار کھوتی ہے

پہونچتا ہے دلوں کو ہر جاگہ   غم تیرا روزی مقدر ہے
تجھ بن اے نور چشم محفل دل   حال مجلس تمام ابتر ہے

نشہ بخش عاشقاں دو ساقی گلفام ہے   جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے

نہ جانوں کیا بلا لاویگی اوسکے کان کوں لگ کر   بلائے جان مشتاقاں کہ اوس کا نام بالی ہے
عیاں ہے شاہ بیت ابروی تجھ چشم جادو سے   کرشمہ تجھ بھواں میں معنی بیت ہلالی ہے

یار طناز گرچہ آنی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
آشنا نونہال سوں ہونا — ثمرۂ گلشن جوانی ہے
اے سکندر نہ پوچھ آبحیات — چشمۂ خضر خوش بیانی ہے

وؔلی مجھ دل کی آتش پر نظر کر — جہنم کی زباں پر الحذر ہے

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے — غمزۂ خونخوار ظالم بر سر بیداد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید — جا نماز زاہد عزلت نشیں برباد ہے

ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی — آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
صورت نارستہ خط ہے جلوہ گر — اسقدر چہرہ صنم کا صاف ہے

نکال خاطر فاتر سوں جام جم کا خیال — صفا کر آرسی دل کی سکند[ری یہ] ہے

ہر چند کہ اوس آہوے وحشی میں بھڑک ہے — بیتاب کے دل لینے کوں لیکن [بیدھڑ]ک ہے

ہمکو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے — شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

مستزاد

اوس شوخ نظر باز کی انداز نگہ کا — گر کام نہیں یو
دیوانہ مرے دل کو کہو کنے کیا ہے — جادو نظراں میں

ولا

ورق ۲۵۲ تخلص مظہر علیخاں عرف مرزا لطف اللہ خلف الصدق سلیمان علیخان وداد شاعر فارسی گواست وے مرد حریف ظریف خوش طبع مزاح دوست واقع شدہ از چندے بدیار[مشر] قیہ رحل اقامت انگندہ گویند در ینولا بکلکتہ ملازم انگریز است ایں دہ شعر ازاں وے است ؎

ہستی کو خوب دیکھا جاتے ہیں اب عدم کو　　در پیش ان دنوں میں یہاں عزم ہے وطن کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا　　پوچھ مجنوں سے مزا آبلہ فرسائی کا

ہاتھ او سکے تو یہ نسخہ بہ از اکسیر لگا　　خاکساران جہاں کرنے جو تسخیر لگا
مرغ دل تڑپھے ہے جوں طائر ناوک خوردہ　　کس کے مژگاں کا مرے سینے میں یہ تیر لگا

فوج اشک و لشکر داغ و علم ہے آہ کا　　دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالی جاہ کا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم خوب سے خوب　　نظر آیا کوئی لیک اپنے نہ محبوب سے خوب

قطرۂ اشک رہے یوں سر مژگاں سے لپٹ　　جسطرح اوس رہے خار مغیلاں سے لپٹ

ایک جیحوں ہے کہ پلکوں سے بہا آتا ہے　　کیا بلا ہے یہ مرے دیدۂ گریان کے بیچ

جو برگ گل اوس سینے پہ سمجھے تھے گراں وے
چھاتی [پہ مری دھر گئے] کیوں سل نہیں معلوم

ولائت

تخلص عزیزے است نیک سرانجام ولائت شاہ نام کہ بحسب اظہار عزیزاں درویش خوش مزاج باسرور وابتہاج شگفتہ پیشانی نیک زندگانی توکل پیشہ بے اندیشہ واقع شدہ در نواح قصبہ کول ایام حیات مستعار بسر می نماند و از اشعارش کہ بسمع سیدہ ہم بوے فقر و توکل می آید درویشے بود آزاد وضع بہمیں تخلص و نام بہ نہانت خوش طبع و شیریں کلام در جوار خانہ مقبول نبی خاں مقبول درسنے بستے اوقات گذاری می نمود و بغائت بشاش و بشاش زندگانی می فرمود بیشتر اشعار صاف بنام بعضے از نومشقاں مانند میر فضل علی جنوں میگفت و گل گل می شگفت مدتے است کہ رخت سفر بربستہ بضلعہ فرخ آباد تکیہ بستہ رحل اقامۃ افگندہ ظن غالب کہ ایں ولائت شاہ ولائت ہماں ولائت شاہ ولائت باشد والغیب عنداللہ تعالے شانہ بہرکیف ایں غزل پنج بیتی وے کہ بمن رسیدہ و از مطربہ ہاے شہر شنیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ و خوبی آں بچشم انصاف دیدہ ؎

نہ تنہا یہ تن بلکہ جاں بیچتا ہوں — میں ہستی کی ساری دوکاں بیچتا ہوں

یہ دل مول کرتا ہوں سنیو عزیزو — [جہا]ں اہل دل ہوں میں وہاں بیچتا ہوں

خبر جا کرو کوئی اون عارفوں کو — میں یہ گنج پنہاں عیاں بیچتا ہوں

زمیں آسماں تک سبھی جنس ارزاں — مگر ایک دل کو گراں بیچتا ہوں

ولائت مجھے کون تجھ بن خریدے
یہ میں بھی تو تجھ بن کہاں بیچتا ہوں

وہم

[میر] محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو تخلص میکند [وے از سکنۂ بلد]ۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولت مدار وزیر الممالک است ایں مطلع او گفتہ ؎ ورق ۳۵۳

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے — پہ وہم شرط یہ ہے [کہ وہ] لو لگی رہے

حرف الہا

درطے این حرف ذکرده شاعرکہ منجملہ آنہا وکس ہاشمی تخلص میکند اندراج یافتہ ومجموع اشعار اینہا
..... شعراست کہ ازانہا. . . رباعی واقع شده

ہادی

تخلص دوکس بسن رسیده تحریریکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیده واں دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمن است
وے درایام دولت نواب غفران مآب وزیرالممالک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ ترفہ ایام زندگانی بکام
دل بسرمی برد وبمصاحبت نواب مغفور وکوتوالی بازارشکر ظفر اثرآں منتخب الامراء اعزاز امتیاز داشت شاعر دیرینہ
مشق وکہنہ سخن سنج است درعروض [وقا] فیہ دستے دارد بیروں از دیوان مردف کہ مشحون انواع سخن است رسائل
بسیار درعلوم رسمیہ اعنی صرف ونحو وفقہ وفرائض وعروض وقافیہ وامثالہا برشتہ نظم کشیده ودیوانکے بے نقطہ
ومثلہ نقطدار ازوے برصفحہ دہر ثبت افتاده مختصر کلام مردے بزرگ خوش اختلاط پاکیزه ارتباط شگفتہ رو نیکخو
نہایت سنجیده اطوار بغایت پسندیده کردار واقع شده خدایش سلامت داراد کہ بقیۃ [ا] لسلف است
بہرحال ایں بست وپنج بیت از گفتہہائے آں حمیده خصال است ؎

بسکہ شب دلکے مقابل [ہیچ و] تاب نا [لہ تھا] — جو نفس گذرا لبوں سے شعلۂ جوالہ تھا
اس نگاه گرم کی تاثیر سے گلشن میں صبح — قطرهٔ شبنم لب گل کے لیئے تبخالہ تھا
کیا خنک باتیں تھیں منع گریہ کی ناصح کہ شب — دامن مژگان گوہر بار ابر ژالہ تھا
رات ساقی نے وه آتش کی تھی پیمانے میں حل — جس سے ہر لخت جگر ہم بزم داغ لالہ تھا

ق

ایک دل تھا سامنے مژگاں کے جسکے ہر طرف — کیا ہجوم خنجر وشمشیر و تیر و بھالہ تھا
اوسطرف یہ گرد فراوسکی بضاعت میں فقط — بے اثر ایک آه تھی یا بے تصرف نالہ تھا

طرفہ عالم سوز آتش تھی تیرے گھر پر محیط — کہہ تو ہادی برق تھی یا ترنم ساز نالہ تھا

وہ اشک گرم ہے دمساز دیدۂ تر کا — کہ باندھے ہر مژہ پر آشیاں سمندر کا
وہ دل کہ تھا نہ کبھو یاد گرم سے واقف — بنا ہے بزم میں تیری سپند مجمر کا
برس کے کھل گئے بادل اوتر چلے دریا — وسے گھٹا نہ کبھو زور دیدۂ تر کا
چمن میں ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنوں نے رگ گل سے کام نشتر کا

کاردیں اوس بت کے ہاتھوں ہائے ابتر ہوگیا — جس مسیحا نے اوسے دیکھا سو کافر ہوگیا

ہادی پہ نہ کی تونے کبھو بندہ نوازی — کیا تیری خدائی کو صنم یاد کرے گا

ایدل اب دیتا نہیں وہ داد یہ کیا ہوگیا — آج کچھ سنتا نہیں فریاد یہ کیا ہوگیا
رک گیا دل اوسکا جب تصویر تیری کھینچ لی — رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہوگیا[1]

لگے تھے تیر نگہ بسکہ ہادی اس دل پہ — رہا نہ نام و نشاں مطلق اس نشانی کا

جو [لالہ] اس چمن میں بلبل عدم سے آیا — پیغام خونچکاں ہے خاک آرمیدہ گاں کا
اوس زلف پر سمجھکر کیجو دراز دستی — اے شانہ اسمیں دل ہے حسرت کشیدگاں کا

ورق ۵۴'

اب کسی سے نہ چاہ کیجے گا — نہ کسی دل میں راہ کیجے گا
جب تلک دم میں دم ہے [مثل نے] — نالہ ہی سربراہ کیجے گا
اپنے بندوں پہ اے بتو للہ — مہر کی ایک نگاہ کیجے گا

سلہ در مصرع اول چیزے ہست فافہم (منہ)

مت پوچھ فریبندہ تیری زلف ہے یا خط　　ایک آفت نوزلف ہے ایک تازہ بلا خط

ماہ کہاں وہ رو کہاں غنچہ کہاں دہاں کہاں　　مشک کہاں کہاں وہ زلف سنبل گلستاں کہاں

تو اون لوگوں سے ملتا ہے کہ جن سے مجکو عار آوے　　مری اور تیری دیکھیں کس طرح صحبت برار آوے

کچھ فرق نہیں کعبہ و بتخانے میں ہادی　　یک منزل مقصود کوئی راہ کسو کی

ہاشمی

تخلص دو کس می شناسم

اول

ہاشمی(۱)

ہاشمی ہیچ نیک دین صاحب یقین خوشخو کشادہ رو از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشرو الفساد کہ نام نامیش بر صفحہ خاطر فاتر ایں احقر نماندہ واز مدتے تفرقہ ایں دیار ویرا بطرفے از اطراف عالم افگندہ ایں دو بیت وے گفتہ ؎

نشے نے میکشوں کے کیا فلک پر سر اوٹھایا ہے　　کہ بادل ہو سیہ مست اب چمن میں جھوم آیا ہے
مجھے تھا دھیان زلفوں کا کہ وہ خورشید رو آیا　　خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

دوم

ہاشمی(۲)

سیدزادۂ سعادۃ التیام میر ہاشم علی نام نیک خصلت پاکیزہ خو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ تیز فہم طبع رسا از شاگردان سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سوداؔ ایں پنج شعر از طبع زاد ہائے اوست ؎

میرا سو بار اوس تک نامہ پہ آرزو پہچا　　اودھر سے پرجواب صاف پہچا جب کبھو پہچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا سنبل کی نکہت سے　　مشام آرزو میں تو کسو کا کل کی بو پہچا

یہ دعوے سب کے باطل محکمے میں ہاشمی ہونگے　　اگر حاکم تلک وہ شوخ بار دے نکو بہچیا

آہ و نالے کے وہ مصرع جو کیئے ہیں موزوں　　صاحب درد ا سے شعر ثنائی سمجھا
وہ برہمن بچہ افسوس کہ اے ہم نفساں　　قصۂ درد میرا نام کہانی سمجھا

ہاتف

تخلص عزیزے است نیک فرجام مرا[نہ] امحمد نام کہ در روشن پورہ حضرت دہلی بجوار مزار نائکف الانوار زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ سکن داشت مرد درویش وضع شوخ طبیعت امانیک طینت بود مدتے است کہ بدیار شرقیہ رفتہ خدا داند کہ کجا است و نچہ عنوان ایام بسری برد ایں مطلع از واست

ے خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ مان رہے گا
ایسے میں اگر ملیے تو احسان رہے گا

ہدائت

تخلص سخن سنج [رد] شن زبان ہداشت اللہ خان افغان است عفی اللہ تعالے عنہ وعن [سائر المسلمین] در طے ذکر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق ایماے بہ [نسب آں] خان فتوہ نشان غفرہ اللہ المنان رفتہ اعادہ آں لاطائل انگاشتہ بہ تحریر برخے از اوصاف حمیدہ و ترقیم نبذے از اخلاق پسندیدۂ آں مغفور و مبرور عنان کمیت قلم واقعہ رقم مسترخی بسازم وے بزرگے بود درویش دل بخدا مشتغل سالک راہ خدا آگاہ سکیں نہاد والا نژاد سراسر علم سربسر حیا یکسر مہر یکقلم وفا نیک محضر پاکیزہ سیر محبت پرور مردہ گستر صاف دل یکرو صافی طینت فرخندہ خو نہ بر دل کس از وے غبارے نہ بفخر احدے او را عارے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان باوصف صحبت ستوفی در عرض چہل سال تخمینا گاہے ندیدہ کہ از وے کسے رنجیدہ یا بدل کس از دستش آزارے رسیدہ فصاحت کلامش [مستغنی] البیان است و بلاغت سخنش بے پروا از تبیان روزمرہ　ورق ۲۵۵

زبان اردوے معلی کہ بد[ستش] افتادہ بکسے کم دست بہم دادہ نہادہ ٔ گفتگوے ریختہ کہ بہ سہمش رسیدہ در شعر احمدے ایں احقر ندیدہ دیوانے مملو انواع سخن نہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار یادگار گذاشتہ و بیرون ازیں مثنویات چند خورد و بزرگ دارد کہ دراں علم سخنوری برا[فر]اشتہ و رسالہ مسمی بہ چراغ ہدائت کہ بوے عرفان ازاں بدماغ صافی طینتاں میرسد و اشعار فارسی اساتذہ سالفہ و شعرہاے ریختہ ریختہ طبیعت نیک طویت خویش آں درویش خدا اندیش مندرج ساختہ بر[اجز]اے چند برنگاشتہ واکثرے را از نکتہ سنجان ہندی زبان نسبت تلمذ بدواست وایں خوشہ[چین] خرمن اہل سخن منجملہ فیض اندوزان اوست از چندے دل از جہان فانی برکندہ[بسر]اے جاودانی رحل اقامت افگندہ خداش رحمت کناد و بجوار عنائت خود مسکن دہاد ایں . . . . بیت از گفتہاے آں استاد فن و سرکردہ اہل سخن است

ے ترے بھی عشق میں کیا کیا میں دلستاں دیکھا   جو کچھ خدا نے دکھایا سو ہاں میاں دیکھا

در نعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خطاب در حضور گوئدے

اے عالم امکاں کو شرف ذات سے تیری   اے تیرے سوا کون مکیں کون و مکاں کا

بیدار اسنے خواب عدم سے کیا مجھے   یارب برا ہو ہستی خانہ خراب کا

جسے کہ زلف سیہ نے تری ڈسا ہوگا   غرض وہ مر ہی گیا ہوگا کیا جیا ہوگا
بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدائت نے   تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہوکے کبھو   کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

گر عشق کی آتش ہے تو گلزار کے مانند   گھر اپنا جلا دیکھ مری جان تماشا

اپنا تو ایک دل تھا سو بیگانہ ہو گیا   کیونکر[کسی کے ہوتے] ہیں دو چار آشنا

کیا ہے خون جو مستوں نے آبگینے کا   ہوا ہے بزم میں کیا خوب کام مینے کا

لے کذا ۔

نہ پیو[سے] خضر پلاوے اگر جو آبحیات
مزا پڑا ہو جسے خون دل کے پینے کا

بتاں سے فائدہ اے یار دل لگانے کا
خدا سے کوئی کسو کو نہیں ملانے کا
کجی کو چھوڑ سر زلف راست کہہ مجھے
یہ کچھ سبب بھی بھلا پیچ و تاب کھانے کا

مریدیوں میں تری چشم کے گھرانے کا
یہ تجکو ننگ ہے ابتک مرے گھر آنے کا

وصال دل کو ہدایت فراق آنکھوں کو
نہیں شریک کسو کے کوئی نصیبوں کا

یہ تیر عشق دل کے تو اُب پار ہو چکا
ہونا جو کچھ گے تھا سو مرے یار ہو چکا

[اد]اؤ ناز سب کر[تے] ہیں خوبان جہاں لیکن
[تم]یاں یہ بھی کوئی ڈھب ہے کسو کے جی جلانے کا

کیا حسن سے انے آگاہ اوسکو
الٰہی ہو خانہ خراب آرسی کا

ابرو و چشم بتاں کو بھی ہدایت عشق ہے
جس جگہ مسجد[بنی] ساتھ اوسکے میخانہ بنا

ورق ۵۶ الف ہزار ہو تو مری جان عاقبت دل ہے
یہ آئینہ نہ ہو کوئی بلا سے ٹوٹ گیا

آتش سے داغ دل کے سراپا تو جل گیا
گلنار پھوٹے کیا کہ بدن سارا پھل گیا
اللہ رے انکھڑیاں کہ جنھیں دیکھ بزم میں
شیشے کا پاؤں مستی سے اکثر نکل گیا

ایسا ہی جو دل خفا کرے گا
جی لے گا اور کیا کرے گا

مینہ

سلہ نیگ د. و. سلہ کرا

دل کی گھنڈی تو کھول پیارے — اللہ ترا بھلا کرے گا

کچھ دن بدن ہے حال ہدایت ترا بتر — کیوں میری جان کیا تجھے آزار ہو گیا

بزم بتاں میں جسدم ہم بیٹھتے ہیں جم کر — اوٹھتے نہیں وہاں سے دستور ہے ہمارا
زلفوں کو چھوڑ اوسکی جاویں کدھر ہدایت — آئی ہے شام سر پہ گھر دور ہے ہمارا

کچھ زرد ہو گیا ہے ہدایت تو [ان دنوں] — ایسا یہ کس کی چشم کا بیمار ہو گیا

کر جاویں اب تو مار سیہ کو بھی زہر مار — زلف سیہ نے ہم کو بلا نوش کر دیا
مجلس میں اوسکی رات ہدایت میں سوز دل — یہاں تک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا

کوئی پھرا [ہے] ملک عدم سے نہ اب تلک — پایا جہاں کسو نے کچھ آرام رہ گیا
ہیں پختہ مغز سنگ حوادث سے پائمال — آفت سے بچ رہا جو ثمر خام رہ گیا

ہوا دل پر اپنے جو منکشف تو چراغ کشتہ سے یہ سخن — دیا اوسنے اپنے تئیں مٹا کہ خدا نے جس کو بڑا کیا

ابتک بھی تجکو دل کی ہدایت امید ہے — چھوٹا ہے دام زلف کا کوئی پھنسا ہوا

کوئی بھی چشم ہدایت ہے اشک سے خالی — بھرا ہو[ا] ہے یہ ہر یک حباب میں دریا

یاد میں کس کی آہ ساری رات — [د]رد دل سے میں بیقرار رہا

خفاش چشم آپ ہیں مردم و اگر نہ مہر ۔۔۔ اب اور اسے زیادہ کرے گا ظہور کیا
سچھ کہیو ہم بھی زہد و عبادۃ کیا کریں ۔۔۔ زاہد ملیں گے خلد میں غلمان وحو کیا

اوس ماہ رو کو دیکھنے پایا نہ ایک دم ۔۔۔ قسمت اولٹ گئی کہ میرا دم اولٹ گیا

ٹکڑے پڑے ہیں گل کے جگر کے ہزار ہا ۔۔۔ شبنم نے ظاہرا سے ہیرا کھلا دیا
دکھلا کے اپنی غنچہ و گل میں پھنک مشک ۔۔۔ بلبل کو چٹکیوں ہی میں دیکھو اوڑا دیا

وحشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا ۔۔۔ کارخانا ہی وہ سب عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجھسے تو اے طفل سرشک ۔۔۔ ہاے دنیا سے تو لڑکے یوہیں ناشاد گیا
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا ۔۔۔ روٹھ [کر گھر] سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدائت سے بنا ریختے کی تھی قائم ۔۔۔ حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

دیتے ہیں کس کو بھر کے یہاں خون دل سے جام ۔۔۔ قسمت سے اپنی دیدۂ خونبار مل گیا

دل سے آہستہ گذریو تو ذرا آہ جگر ۔۔۔ زخم سینے کا کہیں ٹوٹ نہ جاوے ٹانکا

موجب اس [اپنی] پریشانی کا بخت شوم تھا ۔۔۔ زلف کے یوں پیچ میں پڑنا کسے معلوم تھا

خط کو دیکھا آئنے میں تو نے کچھ خانہ خراب ۔۔۔ حال میرے دل کی بیتابی کا سب مرقوم تھا
چشم سے گرتے ہی ناپیدا ہوا طفل سرشک ۔۔۔ کچھ [نہ د] یکھا اوستے دنیا کا [عجب] معصوم تھا

ہر ایک سنگ ہدائت مجھے تو کعبہ ہے ۔۔۔ بتوں ہی [سے] جو بھرا ہیں تو بس خدا سے بھرا

انتہا ہی نہیں کچھ [طرز] جفا کاری کا　　یہ بھی شیوہ ہے میاں کوئی دل آزاری کا
سرپناہی کی ہے [تو] خسترزر تجھ کو قسم　　کوئی دیکھا ہے جواں اوس کی طرحداری کا

صبا شبنم بھی آتش پر گویا روغن چھڑکتی تھی　　کہ جوں جوں دامن گل کو بجھاتے تھے بھڑکتا تھا
خبر ہے تجھکو اے صیاد وہ تھا مرغ دل میرا　　[تیرا ی [پھٹکی] میں کوئی جانور بھی کل پھڑکتا تھا　ورق ۱۰۵

سخن سخت سے آتی ہے مرے [دل] پہ شکست　　کتنا نازک ہے کہ ٹوٹے ہے صدا سے شیشہ
بادۂ عشق سے معمور سدا رکھ دل کو　　خالی رہتا ہے تو بھرتا ہے ہوا سے شیشہ

خط سے عارض کو سیہ فام کیا　　کسو کی آہ نے کیا کام کیا
قصۂ غم تو میں چھیڑا ہی نہیں　　ابھی سے آپ نے آرام کیا

جی میں تھا درد دل کہوں اوسے　　کیا کہوں کچھ مجھے حجاب آیا

وقت خاص اپنے میں یا حضرت دل　　کچھ مرے حق میں دعا کیجے گا

یہی صورت ہے گر تیری پیارے　　ایک عالم فقیر ہووے گا
خاک پر لوٹتا ہے طفل سرشک　　یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا

آغاز ہی [میں] خط کے ہوا کام ہمارا　　کیا جانیے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھ شیشۂ دل کو تو بداشت تو سنبھالے　　اے یار کسو کو کہیں الزام نہ دینا

جوں رنگ پیدہ تیرے موںہہ پر — رنگ شب ماہتاب دیکھا
اے گریۂ چشم تیرے ہاتھوں — نت خانۂ دل خراب دیکھا
وردِ تہ جام مے سے ہم نے — ہر ذرے میں آفتاب دیکھا

آنکھوں میں ہے تیری وہ نشہ جلوہ گری کا — شیشے میں جھلکتا ہے گویا رنگ پری کا
کیا کہیے بیاں اوس لب شیریں کی حلاوۃ — آتا ہے مزا فال سے وہاں تلشکری کا

تجے فال سے بوسہ میں مزا اس شکری کا

گر دل دیا بتاں کو ہدائت میں اپنا شوق — کچھ عاشقی کے بیچ کسی کا اجارہ تھا

کیا ہی کل آیا نظر ایک چار وہ سالہ صنم — جس کا لعل لب گویا جام مے دو سالہ تھا

ہوا کیا ہم کو اس ہستی سے جوں نقش نگیں حاصل — وجود ناقص اپنے کو مگر ایک نام دھرنا تھا
ہدائت کی ہیں سیر قطب اشک و چشم و مژگاں سے — ادہر امرائیاں تھیں اور اودھر تالاب وجھرنا تھا

دل تو اپنی بیکلی پر ہر گھڑی روتا ہے کیا — یار مولے گر دوانے دیکھ تو ہوتا ہے کیا
شیخ سے شیطان یوں کہتا ہے اپنے فخر میں — جسکے وادے کو دغادی اوسکا یہ پوتا ہے کیا
اے ہدائت کچھ بھی رکھتا ہے اگر عقل و شعور — مل کے ان یاروں سے تو اوقات کو کھوتا ہے کیا
موںہہ جو پھیرے آشنا سے اوسکو انساں مت سمجھ — رخ کو ٹک معکوس کر کے دیکھ لے ہوتا ہے کیا
کچھ جو جی پر آ بندھا زلف پریشاں کا خیال — کیوں ہدائت کیسا ساری رات میں رویا کیا

جب ہی زباں پہ یار ترا نام آگیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

سلہ روتا رہا ۱۰۱۰ — سلہ سے ۱۰۱۰

اشک بے تاب نہیں یہ[ہ] ترے سے نکلا　　کوئی لڑکا ہے کہ وہ روٹھ کے گھر سے نکلا
سمجھیو لال مرے اسکو نہ تو بعض و گہر　　یہ وہ آنسو ہے کہ صد خون جگر سے نکلا

شعلۂ آتش دل آہ بجھایا نہ گیا　　راز دل گرکہ چھپایا یہ چھپایا نہ گیا

ق

ایکدن میں نے کہا ٹھہرا ذرا مجکو دکھا　　دل مرا مدت سے ہے مشتاق تیری دید کا
کہنے لاگا سے ہدائت تو دوانا ہے مگر　　چشم کے حق میں مضر ہے دیکھنا خورشید کا

نہیں تم سے تو کچھ پردہ بتاں آئینۂ دل میں　　کرم کرتے تو ہر صورت سے یہ تو آپ کا گھر تھا

او[س] بت کافر نے بھی کیا کیا مجھے حیراں کیا　　غارۃ دل غارۃ جاں غارۃ ایماں کیا
ایک عالم[کو] ڈبویا آہ اشک چشم نے　　کام اس لڑکے نے بھی دیکھو تو کیا طوفاں کیا
زخم دل پر کیا ہی چھڑ[کا] خندۂ لب سے نمک　　خوب میرے درد کا تم نے میاں درماں کیا　　ورق ۲۵۸

نو بہار آئی مبارک ساقیا ئل کی ہوا　　بحث غنچوں کے کھلے او[ر] پھر بند[ھ]ی گل کی ہوا
شاخ گل [پر] بیٹھتی ہے کس طرح سے پھول پل　　آج دیکھا چاہیئے گلشن میں بلبل کی ہوا
آہ کے شعلے سے اوٹھتا ہے ہدائت دود دل　　کس قدر دلمیں بھری ہے زلف و کاکل کی ہوا

اے ہدائت کچھ دوانا سا یوہیں بکتا ہے وہ　　کس کی چشم پرفسوں نے میر کو افسوں کیا

مثل حنا گلوں کا یکدست اوڑ گیا رنگ　　انداز تو نے دیکھا بلبل مری فغاں کا
رہتا[ہے] ذکر ہر دم نام خدا زباں پر　　تجکو بھی اے ہدائت کچھ عشق ہے بتاں کا

ہمارے آہ و نالے میں اگر کچھ بھی اثر ہوتا　　تو اتنا کیوں ہمارے حال سے وہ [بیخبر] ہو[تا]
[فلک] کرتا تو ہے تو فخر اپنی ذات قدسی پر　　حقیقت بندگی کی جانتا گر تو بشر ہوتا

وصل کی اسے ہدایت اب کسکے رہی ہے آرزو　　حالت ہجر میں ہی یہاں اپنا وصال ہو گیا

یہ تمہاری بات خو[ش] آئی ہدایت کو بجاں　　پھیر مونہہ پر ہات بتلاؤ بھلا جی بھوت خوب

دیکھ آمد عشق کی کہتے [ہیں] یوں عقل و شعور　　جلد ہو جاؤ خبردار او میاں آتے ہیں آپ

فریاد دل سے اشک رواں ہیں گجر کے وقت　　چل نکلے ہیں غریب مسافر سحر کے وقت

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات　　روتے ہی روتے گذری ساری رات

یہ کس کے چہرہ گلگوں سے یارب اوٹھ گیا گھونگٹ　　کہ فوج [صبر و طا]قت کھا گئی یکبارگی گھونگٹ
پڑا ہے ملک دل ویراں بغیر از اشک گلگوں [کے　　کہاں [ہے] اب وہ موتی ہٹ کدھر ہے اب وہ رنگین ہٹ
محبت میں تری پیارے کہوں کیا کیا میں درد اپنا　　اودھر وہ دل کی بیتابی ایدھر یہ جی کی گھبراہٹ

درد دل کہنا تو تجسے یار جسانی ہے عبث　　جو نہ سمجھے اوس کے آگے شعر خوانی ہے عبث
گر نہ ہو دل میں ہدایت عشق سے جوش و خروش　　زندگانی محض لاحاصل [جو] انی ہے عبث

اوس بے نشاں کی شان میں ہے گفتگو عبث　　محنت عبث تلاش عبث جستجو عبث
مجکو تو ہے جنوں اسے سودا ہوا ہے کیا　　ناصح کرے ہے جیب کو میری رفو [عبث]

ؔ یہ مصرع صاف نہیں پڑھا گیا

شربت دینار دیجے یا اوسے مغز فلوس ق ہو سکے تو کیجیے دنیا میں مفلس کا علاج
اے طبیبان جہاں تم پاس ہے سب کی دوا عاقبت کرتے ہو تم ہر روز جس تس کا علاج
چند مدت سے ہدایت کو بھی [ہے] آزار عشق ہو سکے یارو بھلا تم سے بھی کچھ اسکا علاج

جہاں سے اوٹھ گئے اشراف رہ گئے سو پولج غرض کہ مر گئے گھوڑے ہوا گدھوں کو راج

کس کے دہن کا وصف کیا تھا کہ اب تلک آتی ہے بو گلاب کی میرے دہن کے بیچ

چشم انجم سے رو گئی صبح کلفت دل شب سے دھو گئی صبح
تار رگ گل میں شبنم زار موتی سے گویا پرو گئی صبح
مانے ہے مرا کہا تو اب مان کیا فائدہ جبکہ ہو گئی صبح
کٹتی [ہی] نہیں یہ ہجر کی شب یارب آج سو گئی صبح

جل گیا اور دم [نہ] مارا شمع مجلس کے حضور جی سے خوش آئی ہمیں یارو یہ پروانیکی طرح

خیرجاں فرسودگی آسودگی جگ میں کہاں کیوں ہدایت چلیے اب بس دیکھ لی یہاں کیطرح

ہدایت اوسکی [گلی میں] یہ کیا خجالت ہے کہ صبر بے ادب و نالہ و فغاں گستاخ ورق ۴۵۹

کب وصل کی د[ل سے جائے اُمید] [آخر] دنیا ہے جائے امید

چھاتی کے تیری کھل گئے جب میری جان بند آئینہ [ساز کر] گئے اپنی دکان بند

دہن یار ہی کا دھیان سدا رہتا ہے　　کس قدر اپنی طبیعت [بھی] ہے دشوار پسند

بوسہ لبوں سے لیکے پھر آنکھوں کو چومیے　　شیریں [کے بعد] ہے نمکیں بیشتر لذیذ

یاد آتے ہی زلف کے بے قہر　　پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

فوج غم امڈے ہے یوں دل پر کہ جوں کالی گھٹا　　ساقی ایسے وقت میں کچھ جامداری ہے ضرور

بادۂ عشق سے رکھ شیشۂ دل کو معمور　　بے خبر مرگ ہوتا شہد و شکر سے بہتر

گرے نہیں خون د[ل] پیا کر　　بیکار مباش کچھ کیا کر
گر شبنم و گل سے کسب عبرت　　گر کوئی ہے تو رو دیا کر
کیا غم ہے جو مر گیا ہدائت　　صدقے تیرے میں تو جیا کر

چشم کو کھول دید عالم کر　　جام کی طرح بیٹھ تو جم کر
چرخ نیلی ہے خانۂ ماتم　　گر ہے محرم تو نت محرم کر
کون کہتا ہے بس کر ابر مژہ　　جتنا چاہے برس لے تھم کر

رقیب دیکھ ہمیں کیوں نہ دور سے بھونکے　　کہ ہے محلے میں اپنے ہر ایک کتا شیر

آئینہ وار اوس کے ہدائت ہے روبرو　　[دیدار] ہے پہ کچھ نہیں دیدار کی خبر

خورشید بہت اپنے تئیں کھینچتا ہے دور　　ذ[ر]ہ نمود تو بھی ہو آ پشت بام پر

لے "ملک" در نسخۂ اصل۔

گلرو میرا ہو نشت بدانت اگر [ملے] چادر چڑھاؤں پھولوں کی تیرے مزار پر

خواہ ناخواہ میں کچھ بول اوٹھوں گا مونہہ سے [ا] مثل طنبور [تو ہر دو] قسمت مجھے یار نہ چھیڑ

گلزار جہاں بھی ہے کوئی نسترن تماشا [شا] [جلوہ یہ سب] اوس کا ہے کہیں سرخ کہیں سبز

برجا ہے جو کوئی کھائے افسوس | [حوال میرا ہے جائے] افسوس
ہم مرگئے پر بدانست اونے | اتنا نہ کہا کہ ہائے افسوس

تیرے قدم ہیں سر پہ میرے گر کرے کرم | پشمینے سے کیا ہے نہیں بالاے [با] م فرش

اوٹھے ہے دل سے فغان تم سے بے اشک رواں | جرس اگرچہ بے نالاں [لاں] پہ کارواں خاموش

بیساختہ دل کو دلسے ہے راہ | اپنے نہیں اختیار اخلاص

حب ہے یا ہے بغض دلمیں محض تیرے واسطے | ورنہ کیا ہمکو کسی کے مہر و کینے سے غرض

یہ جراحت میں راحت ہے مجھے | [کر] نہ زخم دل سے مرہم اختلاط

حق تعالے انہیں دنیا میں رکھے خوش خورم | کیا ہی کرتے ہیں مجھے دیدۂ گریاں محظوظ

متصل ابر مژہ سے [ہوے] قطرات شروع | بے طرح اب کے ہوا موسم برسات شروع

کیا سرکشی کرے کوئی یہاں اتنی زیست پر — ہوتے سحر کے مٹ ہی گیا سب غرور شمع
سرکو کٹائے پر نہ کہے سر دوست کو — دیکھا تو اپنے بت[۱] (؟) سے ہے باہر شعور شمع

آنکھ اوٹھا کر دیکھنا ہرگز نہ عاشق کی طرف — اے بتاں اللہ رے چشم تغافل کا دماغ
ایک دن زلفوں سے تیری اوسنے کی تھی ہمسری — چھوٹ گیا دیکھا نہ آخر تو نے سنبل کا دماغ

ہے دلیل جادۂ گم گشتگاں نقش قدم — کس طرح معلوم ہو یارب ہمیں دل کا سراغ

برجا ہے مجکو سرو چراغاں اگر کہیں — سوز جگر سے ہے میر[ے] ہر[مو] سے تن چراغ
آیا تھا کون بزم میں سب جس کے روبرو — خاموش شمع بزم [تھی بے] دہن چراغ

کیا دیکھتے ہو غیر کو ادھر کرو نگاہ — ہر ایک جا پہ خوب نہیں امتحان [تیغ] ورق ۲۶۰

[چشمک] زدن میں ہو گئی آخر بہار حیف — نے گل رہا چمن میں نہ بلبل ہزار حیف

[و] لفگار [تنا] ہے کیوں تو شانۂ گیسوے یار — میرے دل کی سی طرح تو بھی ہے کیا نخچیر زلف
اسے ہد[ا]یت [صبح تک یک] لخت میں دو تار ہا — رات کو کچھ آ گئی تھی درمیاں تقریر زلف

بجا ہے گر ہو[وے] سرمۂ چشم اہل بینش غبار عاشق — کہ طور موسیٰ سے کچھ نہیں کم یہ سنگ لوح مزار عا[شق]

نہیں کچھ کام اوسکو جنت سے — جو ہے دیدار یار کا مشتاق
عجب نہیں کہ میری خاک پر نسیم بہار — گذر کرے تو کرے وہ بھی ایک بار عرق

[۱] کذا در ہر دو نسخہ،

ہجراں شمع نہ پوچھ حال دل کا　　پہنچی ہے کارد استخواں تک

جو اہل زر ہیں اون کی بھی خاطر نہیں ہے جمع　　اوراق گل بھی دیکھیے پریشان آج کل

بندجامے کے ہیں وا پیچ ہیں [پگڑ] ی کے کھلے　　یارو تم دیکھتے ہو اوس بت خونخوار کی شکل

صبحدم [باغ میں جاکر یہ] پکاری بلبل　　اے مرے گل تو کہاں ہے ترے واری بلبل
شاہدان چمن حسن اوسے کچھ نہ کہو　　آفت عشق کی ماری ہے بچاری بلبل
صحن گلشن کو جو دیکھا تو پڑا ہے سونا　　باغ جنت کو مگر آج سدھاری بلبل
نالہ ہے درد ہے فریاد و فغاں زاری ہے　　تیرا منصب ہے مگر ہیچ ہزاری بلبل
عاشق زار کے ہیں ہم تو ہدایت عاشق　　طائر روح سے ہے ہم کو پیاری بلبل

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں سب سے تو بیگانہ ہے　　باوجود اسکے تجھی کو آشنا رکھتے ہیں ہم

کشتۂ غمزۂ صد نرگس عیار رہتے ہم　　شوخی و ناز کے سوجی سے خریدار رہتے ہم
ایک طرف ہم بھی پڑے رہتے چمن میں جوں خار　　باغباں کیا ترے اتنے بھی نہ درکار رہتے ہم
تم نے گر قتل کیا ہم کو بہت خوب کیا　　ہاں میاں سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار رہتے ہم

شب کو کہتے ہیں ہوگیا یار　　یہ بھی قسمت کہ سوگئے ہم
روے گل کی کچھ فقط بلبل نہیں نظارہ باز　　رکھے ہے گلشن میں ہر یک [رخنۂ] دیوار چشم
آرسی سا ہے [مکھ] ترا روشن　　چشم بد دور چشم ما روشن
اے ہدایت شب جوانی کا　　[کچھ ہوا تجھ پہ ماجرا] روشن
صبح پیری ہوئی نمود آخر　　چل مسافر کہ دن ہوا روشن

اشک گلگوں جیب و دامن پر مرے غلطاں ہیں — اس زمانے کے تو لڑکے بھی کوئی طوفان ہیں

زلف پھرتی ہے یوں مرے دلمیں — جیسے لیلیٰ پھرے ہے محمل میں

کر جاؤں میں جہاں سے جو یارب سفر کہیں — یہ بیکسی مری نہ پھرے در بدر کہیں

ہم یہاں باندھتے ہیں اپنے ہی نزدیک خیال — اور وا[ہا]ں اوسکے خدا جانے کہ ہے کہ نہیں
ایسے ظالم سے جو ملتا ہے ہدایت سنتو — اپنی کچھ جان کا بھی تجکو خطر ہے کہ نہیں

ہیں خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں — پیش آتی ہیں [وہی باتیں] جو ہیں پیش آنیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش — ہم دوانوں کی بھی ہیں باتیں سبھی دیوانیاں
میرے ہی سر کی قسم تجکو ہدایت سچ یہ بتا — کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیاں

غرض جب وحشت دل نے مچایا رنگ صحرا میں — مری صحبت سے جی مجنوں کا آیا تنگ صحرا میں

خورشید رو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں — مہتاب کے بھی پھر گئیں مونہہ پر ہوائیاں

یہاں تک عیاں ہوا کہ نہاں ہو گیا ہے یار — ہے پردۂ ظہور ہدایت حجاب حسن

روداد شب فراق مت پوچھ — بارے [مر مر] کے میں جیا ہوں
الفت نہیں ہوتی ایک طرف سے — تو چاہ مجھے میں تجکو چاہوں

اب کوئی جیتا رہیگا سو وہ پھر کھیلے گا پھاگ — جو جفا[ئیں] یار کی ہو[نی] تھیں ہم پر ہو لیاں

ہوا ریش دراز شیخ سے معلوم یوں ہم کو
کہ یہ زاہد بھی ایک پولے تلے گذران کرتے ہیں

ورق ۲۶۱

گاہ جیتے ہیں گاہ مرتے ہیں
ہم بھی دنیا میں زیست کرتے ہیں

ایسا ہی تو میں نہیں ہوں دل جو [اپنا] مفت دوں
آپ نے دیوانہ سمجھا ہے مگر میرے تئیں

سنگ دیر و کعبہ میں پاتا ہوں اپنے لعل کو
کچھ تو ہے بارے جواہر کی نظر میرے تئیں

ق

کیا کہوں تجھسے حقیقت شب کی میں اے ہمنشیں
بیدماغی نے لیا تھا کس قدر میرے تئیں

برگ گل پر جا رہا تھا خواب میں پاے خیال
اب تلک نزلے سے ہے ایک درد سر میرے تئیں

کچھ تو بھی بول غنچۂ گل عندلیب سے
کیوں میرے لال کیا ترے مونہہ میں زباں نہیں

آئینہ میں وہم کے موجود ہوں میں اسطرح
جس طرح سے یار کا میرے دہن ہے اور نہیں

ٹھہر چکی تھی جی پہ یہ جاؤں نہ کوے یار میں
آہ پر اوس کو کیا کروں دل نہیں [اختیار میں]

وحدۃ و کثرۃ ایک ہے نقطہ ہی کا ہے اسمیں فرق
ورنہ الف تو ہے وہی سو میں ہو یا ہزار [میں]

اشک سے ہے مناسبت تب ہے یہ قدر و قیمت آہ
ورنہ ہنر ہے کونسا گوھر آب دار میں

کیا ہی دکھلاتی ہیں گلشن میں گلوں کی ڈالیاں
گہری گہری سبزیاں اور چہچہاتی لالیاں

ہو گیا بدحال زاہد دیکھ تیری چشم مست
جو کوئی صوفی ہو کافی ہیں اوسے دو پیالیاں

درد دل اپنا جو کل اوسکو سنایا ہمنیں[1]
آپ بھی روے اور اوسکو بھی رلایا ہمنیں

کوئی کانوں سنی کہتا ہے ہمنیں آنکھوں دیکھی ہیں
ہدایت رب نہ دکھلاوے کسو کو ہجر کی راتیں

[1] کذا

ہم بھی جام شراب رکھتے ہیں　　یعنی چشم پر آب رکھتے ہیں
آپ اپنی بغل میں ہم دشمن　　دل خانہ خراب رکھتے ہیں

کہنے کو دل ہے پاس مرے پر کہاں ہے دل　　یک قطرہ خوں رہا ہے سو وہ کس حساب میں

[شب کو] سن نالے ہدانت کے لگا کہنے وہ شوخ　　یک عا[لم] مرگیا کم [بخت] یہ مرتا نہیں

درد رہتا ہے کبھو دل میں کبھو غم اسے ولے　　کونسا [دن ہے] کہ یہاں ایک دو مہماں نہیں

کبھو دیں ہلتے کبھو غم

کس طرح اوسے ملوں یارب بھلا میں کیا کروں　　اوس کو پاتا ہوں تو پھر میں آپ کو پاتا نہیں

نہ کنج عزلت میں ہے فراغت نہ سیر گلشن میں ہے حلاوت　　جہاں میں گر لطف زندگی ہے تو ہے ملاقات دوستداراں

لے چکیے دل کو جان مری ورنہ آج کل　　خواہندہ ایسی جنس کا عالم بہت ہے یہاں
عمر دراز جگ میں ہو یارب نصیب خضر　　خوش گذرے زندگی کا جو ایکدم بہت ہے یہاں

امید خدا سے [تو ہے یو]ں عشق بتاں ہم　　دل ہاریں تو ہاریں بھی پہ ہمت تو نہ ہاریں
افلاک بھی دیکھا تو ہنڈولے سے نہیں کم　　جتنا یہ چڑھاویں اوسے اوتنا ہی اوتاریں

کیا ستم ہے یہ کہ پاایں درد و غم جیتے رہیں　　اے دل مرحوم تو مرجائے ہم جیتے رہیں
دل تو مردہ ہو گئے زندہ ہیں پر حرص و ہوا　　دوست مرجاویں یہ دشمن ہے ستم جیتے رہیں
اسطرح کے لوگ مجکو جی سے کچھ بھاتے ہیں اب　　جنکے لب ہوں خشک اور ہوں چشم نم جیتے رہیں
اپنی بیدردی پہ آتا ہے ہدانت ہم کو حیف　　درد دنیا سے سدا ہاریں اور ہم جیتے رہیں

دیکھا خزاں کے روز جو ہیں بلبلوں کا رنگ   پھرتی ہیں جیسے باغ میں کوا اوڑانیاں

گالیاں کیسا بلکہ ماریں کھائیاں   عشق میں کیا کیا سہیں رسوائیاں
دل کو میرے دکھ دیا تھا عاقبت   انکھڑیاں تیری بھی دکھنے آئیاں
[خوبہا] ر[ن]آ[ئ]ی ہے جوں عہد شباب   چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

دل فسردہ کہاں ا[و]ر سیر باغ کہاں   رکھوں گلوں سے ہیں صحبت ولے دماغ کہاں   ورق ۳۶۲

مدت کے [بعد] بارے آج اپنے [ڈ]ھب چڑھے ہو   ہم تم کو جان میری اب کوئی چھوڑتے ہیں

ہدایت اپنے خاکستر میں لخت دل ہیں یوں روشن   کہ جیسے راکھ کی ڈھیری میں انگارے چمکتے ہیں

کسنے پایا ہے اوس دہن کا نشاں   کہنے سننے ہی کی ہیں یہ باتیں
کوئی دن اپنے اشک کی دولت   کیسی کیسی ہوئی ہیں برساتیں

میرے گلرو کا جسدم بلبلیں مذکور لے چلیاں   چمن میں گل نے گل کھائے ہوئیں کلیونکو بیکلیاں
بہار آئی ہے تمکو بلبلو یہ دن مبارک ہو   چمن میں آجکل کرلو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں
ترے دنداں لب خنداں میں پیارے یوں نمایاں ہیں   کھلی [ہیں] باغ میں جوں موتیا را بیل کی کلیاں
نہیں [ہے] پاس جز خون دل و لخت جگر پیارے   مثل ہے یہ کہ مانپا شور با ہے اور گیتی[۱] ڈلیاں
تری شوخی کے آگے برق بھی ہے گرد ہے ظالم   ارے کافر صنم اللہ رے یہ تیری اچپلیاں
ہدایت یاد اون کی سانپ کی سی لہر ہے دل پر   کہ تھیں جوں کوچۂ زلف بتاں چو[۲]رام کی گلیاں

۱؎ اور کنی ا۔و۔ ۲؎ جو رام ا۔ا۔

سرشک چشم سے طوفان ایک برپا کیا ہم نیں — غرض کیا کہیئے آپ اپنے تئیں رسوا کیا ہمنیں
دل و دیں ایسے ظالم کو یونہیں مفت دے بیٹھے — یہی افسوس آتا ہے ہدائت کیا کیا ہمنیں

ستمگر دیکھ کر حال دل افگار ہنستے ہیں — کہ جوں جوں زخم ر[و]تے ہیں لب فار ہنستے ہیں
بجا ہے خندۂ گل گریہ ہائے زار شبنم پر — جو ہیں نادار اون کے حال پر زردار ہنستے ہیں
برنگ شیشہ و ساغر عجب صورت ہے مجلس کی — کہیں دو چار روتے ہیں کہیں [د]و چار ہنستے ہیں

ق

ہے مثل مشہور یہ نرگش بہیں حالش مپرس — درد دل اپنے کو ہم تجسے چھپا سکہتے نہیں
عندلیب طبع بھی اپنی ہے وہ نغمہ سرا — روبرو جس کے یہ ہمت خان بھی گا سکہتے نہیں
اے ہدائت اپنے نالوں میں ہے وہ درد واثر — نورخاں بھی سن کے بین اپنی بجا سکہتے نہیں

یاران رفتہ خوش اور محظوظ ہیں عدم میں — پر تجکو اے ہدائت سب یاد کر رہے ہیں

اے ہدائت جو سخن فہم ہیں اون کے نزدیک — میر و مرزا کا جہاں ذکر ہے وہاں ہم بھی ہیں
شعر کہنے کا سلیقہ جو کہو سو معلوم — ہاں مگر کہنے کو استاد زماں ہم بھی ہیں

کیا در سوا تمہارے کہیں ہم کو جا نہیں — ایسے بھی تو کسو کے بتاں تم خدا نہیں

اب اور تو میں تجکو اے عشق کیا کہوں پر — میری طرح سے تو بھی خانہ خراب پھریو

تم نہ فریاد کسو کی نہ فغاں سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو
سرکشی سے تو میاں بادہ کشی بہتر ہے — یہ جو فرماتے ہیں کچھ پیر مغاں سنتے ہو

جب نظر آتی ہے کوئی شکل گل بے اختیار　　یاد کر روتا ہوں میں اپنے دل صد چاک کو

آج تو زور ہی بہار پہ ہو　　واہ وا میری جان جیتے رہو

تجھ بن [تو] چاہتا نہیں جی سیر باغ کو　　لگتی ہے ٹھیس نکہت گل سے دماغ کو

نہ بولو کوئی اوسے گر لہو پیوے تو پینے دو　　خدا کیواسطے یا[ر] وکوئی دن ہم کو جینے [د] و

نہیں ہیں چشم سرخ اوسکے نمایاں طاق ابرو پہ　　رکھے ہیں بادہ گلگوں سے بھر کر آبگینے دو

نہیں ہے ساون اور بھادوں سے کچھ کم چشم تر اپنی　　کہ عین شدۂ برسات کے ہیں یہ مہینے دو

لبوں کو تیرے کوئی لعل اور یاقوت نہ پہچے ہے　　تراشیں سے لگے ہیں ہات اپنے یہ نگینے دو

ہماری چشم تر نے غرق بحر خوں کیا ہمکو　　و[ا] گر نہ ڈوبتے ہیں کم جو ہوں باہم سفینے دو

تمہاری ایک خاطر ہے کہ باتیں سبکی سہتے ہیں　　میاں یہ چپ رہے دیں گالیاں بھی گر کسی نے دو

دوانا ہو گیا ہے کیا گئی ہے عقل ناصح کی　　ہدایت سے یہی کہتا ہے مجکو جیب سینے دو

لازم ہے دستگیری افتادگاں نسیم　　لے پہنچ اوس گلی تئیں میرے غبار کو

اللہ رے کارخانۂ تقدیر ذو الجلال　　یہ اعتبار ہستی بے اعتبار کو

گر دل ہو صاف آینہ روے یار ہے　　نقاش پر شرف ہے یہاں سادہ کار کو

عزیزو مرا کوئی ماتم نہ کیجو　　خوشی میری کرتے ہو تو غم نہ کیجو

غم دلدار کو ... [۱] نہ کوئی ہو جیو مانع　　ہمارا دل گھر اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

ہمارا دل خدا کا [گھر] ہے بس اتنا اوسے کہدو　　وہ کافر کیش اسپر بھی جو اب ڈھاوے تو ڈھانے دو

ہمیں تو یوں نظر آتا ہے داغ دل نہ جاویگا　　بھلا جی چشم تر اوسکو جو دھووے ہے تو دھونیدو

کہو کچھ مت ہدایت کو عزیزو وہ دوانا ہے　　جو ہنستا ہے تو ہنسنے دو جو روے ہے تو رونیدو

(ورق ۳۶۴)

[۱] کنا در ہردو نسخہ ،

مانند چشمہ چشم کو ہے آب اشک سے — کس چشموں میں وہ چشم ہے جو چشم نم نہ ہو
زاہد ادھر تو چشم تامل سے دیکھیو — داغ جگر ہے یہ گل باغ ارم نہ ہو
نشو و نما کو قطع تعلق ضرور ہے — پھیلے ہے شاخ گل کوئی جبتک قلم نہ ہو
مستوجب اس کے ہم ہیں اگر کیجئے کرم — غیروں پہ د[یکھیئے] کہیں جور و ستم نہ ہو

ہدائت جب تمہیں سنتے ہیں آہ و نالہ ہی کرتے — کوئی دم [را]ت کو تم بھی کبھو آرام کرتے ہو

کسے میں خواب میں دیکھا ہے شب ہدائت آہ — کہ چاہتا نہیں دل چشم باز کرنے کو

کوئی بجاوے بھلا ایک ہاتھ سے تالی — میاں جو ایک طرف سے ہو چاہ کیونکر ہو

میں دیکھوں اپنی آنکھوں شیفتہ او[ر] مبتلا تجکو — کہیں تو بھی ہو عاشق اور تو دوں کیا دعا تجکو
میاں جور و جفا تو کرتے ہی آئے (ہیں) عاشق پہ — یہ تو بھی ایک ہے اس کام کا رکھے خدا تجکو
عجب ہی رسم دیکھی ہم نے اس شہر محبت کی — کرے تو قتل ہم کو اور ہم دیویں دعا تجکو

گردش نصیب و بخت سیہ ہیں ازل سے ہم — تقصیر چشم کی ہے نہ کچھ زلف کا گناہ

ذرۂ مہر ہے درد تہ مینائے شراب — باوجود اس کے مکدر ہے صفائے شیشہ

وابستگی [ہے] دلکو مرے درد و غم کے ساتھ — لیے ہی تو دو رفیق ہیں ایک اپنے دم کیساتھ

ق

دل لیا چاہے (تو) تو حاضر ہے — جان تجھے عزیز کیا ہے یہ
کب کہا میں کہ تجھ پہ عاشق ہوں — میرے مونہہ سے کبھو سنا ہے یہ

کون کافر کسو کو چاہے ہے — جھوٹ ہے محض افترا ہے یہ

اشک نے میرے تو عالم کو ڈبویا یارو — کوئی لڑکا ہے غضب قہر ہے طوفان ہے یہ

موج بحر جاں شکن ہے چین پیشانی یار — کیا قیامت ہے کہ ہے چیں بر جبین آئینہ

دیکھئے کیونکر رہے گی آبروے آئینہ — دیکھتا ہے شوخ کچھہ بے وجہ سوے آئینہ
صاف کھوے ہے ترے مکھڑے کو پیارے حیف ہے — اب تلک تجکو نہیں معلوم خوے آئینہ
صافی دل کو ہے صد زنگ کدورت یکنفس — [آ]ہ سینے کی مرے حق میں ہے ہوے آئینہ

کیہہ مکھڑے پر ترے گرد سفرائے سادہ رو — [مل] گئی سب خاک میں آخر بہار آئینہ

چشم سے انصاف کی گرد دیکھیے روشند لال — پہنچے ہے [د]ل کی صفائی کو صفاے آئینہ

قدر عاشق نہیں معشوق کو ہرگز ورنہ — حرز جاں شمع کرے بال و پر پروانہ

اپنی آنکھوں بھی ہم کبھو اوس کو — چشم بر انتظار دیکھیں گے ورق ۳۶۴

کسو کے عیب [یہ] کوئی اگر نگاہ کرے — تو پہلے مثل محک اپنا رو سیاہ کرے

ہو[ا]ئت آن کر دیکھے ہماری شکل وصورت کو — نہ دیکھی ہو کسو نے گر کبھو تصویر مجنوں کی

اوس عارض گلگوں کی کچھہ ہم سے نہ پوچھو تم — شعلہ ہے شرارہ ہے انگر ہے بھبوکا ہے

کسو کا دل جو لیتے ہو تو پھر لے کر نہیں دیتے بتاں کیا آج کل [گھر میں] تمہارے ہی خدائی ہے
نہیں ہوتے ہیں روشندل مگر فقر و فاقے سے ہمیشہ آینے کے گھر میں دیکھا تو صفائی ہے
نہ پوچھو اوس بت شیریں کی ہے حسن و خوبی کو سراپا عشوہ ہے ناز و ادا ہے دل ربائی ہے

کتنا میں ناتواں ہوں ہدایت کہ ضعف سے بار گراں ہوا ہے یہ تار نفس مجھے

تیرے دل سوختوں کی آہ جگر سینہ گویا کباب کی سی ہے

خفا ہوں سخت میں داغ جگر ہے آتش دل کہ ایسی گرمی میں خوش آئے ہے چراغ کسے

ذرا تو جاگیے اتنی بھی نیند کیا ہے میاں ابھی تو غم کی مرے داستان باقی ہے

کعبے کو دیر سے اب جاتا تو ہوں ہدایت یہ بھی بھلا میں دیکھوں اللہ کیا کرے ہے

سرشک چشم [تر] کی آبداری کا میں کشتہ ہوں نہیں کچھ کم مرے آنسو بھی بوندی کی کٹاری سے

سایہ ماہتاب موتہہ پہ ترے عرق آفتاب کھینچے ہے

ق

اوسکے کوچے میں ہر گھڑی جاتے جی تو اپنا حجاب کھینچے ہے
پر ہدایت میں کیا کروں کہ مجھے دل خانہ خراب کھینچے ہے

کاٹی شب فراق کہ تا ہووے صبح وصل تکلیف کھینچتے ہیں تو [آ]رام کے لیئے

نہ وہ شمع ہے نہ چراغ ہے نہ وہ عشق ہے نہ وہ داغ ہے نہ وہ دل ہے [اور نہ] دماغ [ہے] نہ وہ غم رہے ہے نہ الم رہے ہے

داغ الفت نے مرے دل پہ وہ گلکاری کی کہ تماشے [کے] لیئے حسن نے تیاری کی
کوئی آزاد بھلا مجھسا جہاں میں ہوگا دل قسم ہے تجھے اپنی ہی گرفتاری کی
کونسی کونسی اوس شوخ کی میں بات کہوں بے وفائی کی تغافل کی دلازاری کی
بس ہدائت نہ کہے سچ تو مجھی کو کھاوے کسنے سیکھا ہے تو یہ طرح جگرخواری کی

دید عالم کا دمبدم کیجے کسکی شادی وکس کا غم کیجے
دیدہ و دل تو گھر تمہارا ہے آئیے بیٹھیے کرم کیجے

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے استخواں شمع صفت بہہ گئیں روتے روتے

کب تلک آوے نہ تجکو رحم رونے پہ میرے طفل اشک آخر لیغل پروردہ تاثیر ہے

عصا لے ہاتھ تو بھی سن تجھے مجلس میں آئی ہے یہ نرگس باوجود اسکے کہ ہے معذور آنکھوں سے

نالہ و آہ تمکو بھی دیکھا بس یہی کچھ اثر تمہارا ہے

کچھ نہ معلوم [ہوا] اسکا ہدائت باعث دل کو اپنے جو میں دیکھا تو خفا یوہیں ہے

ق

کیا کہوں تجسے ہدائت کہ مری شام و سحر یاد میں زلف ورخ یار کے کیونکر گذری
دن جو گذرا تو مجھے روز قیامت سے دراز رات گذری تو شب [مرا] گ سے بدتر گذری

تو اوں غنچۂ چمن آگے ترے گل خوار خستہ سا ہے ۔۔۔ گریباں میں منہ ڈال کیا موںہہ لیکے ہتا ہے
تیری دوری سے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے ۔۔۔ اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر مینہ برستا ہے
شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے ۔۔۔ ہدایتؔ بھی تو کوئی زور ہی شہید (کذا) شکستا ہے

پختہ مغزان جنوں سے ہر کسی کو جنگ ہے ۔۔۔ جو ثمر لپکا سو پامال جفائے سنگ ہے
غنچۂ دل کو نہیں جائے شگفتن زخم وار ۔۔۔ عرصہ گلزار دوراں مجھ پہ اتنا تنگ ہے ورق ۳۶۵

صدقے ترے گلعذار جی سے ۔۔۔ ایک جی سے تو کیا ہزار جی سے
ہاں ابر مژہ برس تو بارے ۔۔۔ نکلے [یہ] ذرا [بخار] جی سے
ظالم نہ ستم روا ہے اوپر ۔۔۔ جو آپ پہ ہو نثار جی سے

ق

جو شخص (کذا) محب نہیں ہدایتؔ ۔۔۔ اون کا ہوں میں دوستدار جی سے
میں بلبل گلشن علی ہوں ۔۔۔ کیا کام ہے مجکو خار جی سے

مردم چشم سے بھاگے ہے نپٹ طفل سرشک ۔۔۔ جانتا ہے کہ مرے واسطے یہ افیوں ہے

ہر دم کنار اشکؔ سے نکلا پڑے ہے اشک ۔۔۔ لڑکا مچل گیا ہو تو کیونکر سنبھل سکے

بس ہے یہ نوش خند ہی غصہ نہ کیجئے ۔۔۔ جو گر دیے مرے اوسے کیوں زہر دیجئے
جاتے ہیں اب گلی سے تری او رہی ہے دھن ۔۔۔ قبلہ ہو اسطرف تو کبھو موںہہ نہ کیجئے
مانند شمع چاہیے کیجے مصاحبت ۔۔۔ سر دیجئے تو دیجئے پر سر نہ دیجئے
گم کی تھی راہ زلف کے کوچے کی ہم نے رات ۔۔۔ ایکے جو چلیے ساتھ ہدایتؔ کو لیجئے

لہ کذا در ہر دو نسخہ چشم ؟

اس جنس کے بہوت ہیں خریدار آج کل — لینا ہے دل تمہیں تو مری جان لیجئے

وفا کرتی ہے جمعیت کوئی نازک مزاجوں سے — پریشاں ہوگئے اوراق سب ایک آن میں گل کے

جب اپنے روبروسے وہ بسنتی پوشش آتا ہے — اوڑا جاتا ہے رنگ اور جی میں کیا کیا جوش آتا ہے
صراحی کے گلے لگنے کا کتنا شوق ہے اسکو — کہ [ساغر بزم] میں کھولے ہوئے آغوش آتا ہے

زندگی بھی ہے کوئی آن گذر جاوے گی — جس طرح ہوگا مری جان گذر جاوے گی

کیونکر نہ گرہ در گرہ ہوں کام سب اپنے — ابرو میں ترے چین ہے زلفوں میں شکن ہے

نخچیر تری چشم کا آہوے ختن ہے — ما [ر] اہوا چھب کا تری طاؤس چمن ہے
ایسے دہن تنگ کو [ا]ے اہل سخن تم — تشبیہ دو غنچے سے تمہارا یہ دہن ہے

قاصد ذرا تو رہ جا لکھتا ہوں یار کو [خط] — فرصت مجھے ہو ٹک بھی گر آہ و اشک غم سے

طبیب کون رہا جس کی اب دوا کیجے — کہوں میں حضرت دل سے کہ کچھ دعا کیجے
میں کیا کہوں کہ تماشائے روے یار ہے مفت — مثال آینہ گر چشم دل کو وا کیجے

سینے سے بیقرار ہو نکلا پڑے ہے دل — اے ہمنشین ہاتھ سے ٹک اسکو داب لے

ق

پیر طریق آہ ہدایت ہوں آج میں — دشت جنوں میں کون ہے میرے مقابلے
صحرا کے خار چومتے ہیں پاؤں آن کر — ہوتے ہیں بلکہ میرے قدمبوس آبلے

ابرو اوس قاتل کا گر شمشیر خون آشام ہے — ہم بھی حاضر ہیں کہ مر جانا ہمارا کام ہے
خال پر دوڑا تھا لیکن زلف میں جا پھنس گیا — مرغ دل کیا جانتا تھا دانہ زیر دام ہے
صفحۂ دل ہے عبارت نقش اسم یار سے — ورنہ دیکھا تو نگیں بھی ایک برائے نام ہے

زلف کج مونہہ پر جو چھوڑی ہے — کیا یہ سیدھی نگاہ تھوڑی ہے
دل کے ٹکڑے پڑے ہیں یہاں افسوس — کیا گلابی کسو نے پھوڑی ہے
سر راہ میں اوسکے روز و شب ہے رواں — اشک بھی قاصدوں کی جوڑی ہے

ق

کسی بیدرد نے چمن میں آج — گل کی جا کر کلی جو توڑی ہے
شاخ گل خم نہیں کسو نے گویا — بانہ معشوق کی مروڑی ہے

جوں شمع تمام بہہ گئے عضو — کہنے کو ہے زبان باقی

دل تو کیا چیز ہے میں جان تلک حاضر ہوں — یہ بھی کوئی بات ہے اب آپکے فرمانے کی

خندہ لب کو تیرے پہچے کوئی سو معلوم — یوں تو غنچے کو بھی کہتے ہیں دہن رکھتا ہے

ق

اے ہدایت نہیں کچھ اوس کو سخن سے بہرہ — شعر پر میرے جو کوئی کہ سخن رکھتا ہے ورق ۳۶۶
لب و لہجے کو پہچانتا ہے کوئی بلبل کے — گو کہ منقار ہر ایک زاغ و زغن رکھتا ہے

ق

رات اوس شمع رو کے پاس گئے — ہم بھی کچھ لے کے التماس گئے
جو ہیں وہ شعلہ خو نظر آیا — ہوش جاتے رہے حواس گئے
جب سنا میں نے غم ہدایت کا — سنتے ہی میرے بس حواس گئے

تجھے میرے ہی سرکی ہے قسم پیغامبر سچ ہہ کہہ
کبھو میرا بھی اوس کی بزم میں مذکور ہوتا ہے

جیدھر کو نگاہ یار گذری
برچھی تھی کہ دل کے پار گذری

رہا ابتک جو میں جیتا تو اس تیرے تغافل سے
تو ہی انصاف کر اسمیں بھلا تقصیر ہے میری

گر آئینے کو رکھے روبرو وہ مہ رخسار
دو چند حسن جو اوس کا ہے چار چند کرے

ساقی اب ہمکو کہاں فرصت مے نوشی ہے
بادۂ چشم بتاں دار وے بیہوشی ہے

یہاں تلک گوشہ خاطر سے ترے محو ہوں میں
کہ مری یاد بھی از جملہ فراموشی ہے

سخن راز کو [اظہار نہ کر] مجلس میں
شیشہ مے کو بھی یہاں جام سے سرگوشی ہے

رتبہ عشق بھی دیکھا تو نہیں حسن سے کم
نالۂ شب کو سر زلف سے ہمدوشی ہے

کسطرح آپ سے جانوں میں جدا دلبر کو
کہ شب و روز مجھے دل سے ہم آغوشی ہے

سبزۂ خط سے ہوئی آتش حسن اور بلند
بادکش سرکشی شعلہ کو خس پوشی ہے

اے ہدایت کوئی دم جگ میں اگر ہے آرام
عالم خواب ہے یا عالم خاموشی ہے

یار دکسی طرح سے مرے جی کو چین ہو
کہتا میں یہ نہیں کہ وہ مجسے ابھی ملے

تک رہی بھی گر تیرے مونہہ کی طرف معذور رکھ
کچھہ نہیں آ [تا] ان آنکھوں کو بجز نظارگی

عشق میں کہتے ہیں خوباں کے ہدایت مرگیا
اے عزیزاں کیجیے کیا بندگی بیچارگی

موجب صد عیش و عشرت ہمکو تیرا دید ہے
لگ گئے جسدن گلے تیرے وہی دن عید ہے

دل مرا کیونکر ہو غافل گور سے — گھر نظر [آتا] ہے اپنا دور سے
دار بست سینۂ پر آبلہ — لد رہی ہے سر بسر انگور سے

چمن میں [گرم] تبسم جو میری جان ہوے — کلی کی کھل گئیں آنکھیں گلوں کو کان ہوے
ہو گئے کیوں نہ مرے ضعف اور پیری پر — کہ خیریت سے مری جان تم جوان ہوے

خدا جانے صنم آوے نہ آوے — بھروسا کیا ہے دم آوے نہ آوے

اتنا بھی مت چڑھا تو سر پر اسے پیارے — مکھڑے کے [آگے] تیرے یہ زلف کیا بلا ہے

ضعف دل و دماغ ہدائت کے واسطے — یاقوتی سرشک سے بہتر دوا نہ تھی

ہوا معلوم مجکو صورتِ درہاے ایواں سے — کہ نت اپنے خرابی پر ہر اک تعمیر ہستی ہے
ہدائت قدر ہو گر اپنی [مشت] خاک کی ہم کو — وجود اپنا طلا [ہے بلکہ جوں] اکسیر ہستی ہے

غیر سے کہنے لگا دیکھ کے صورت میری — کون سے صاحب ہیں یہ ان کی ثنا کیجئے

اتنے جو بولتے ہیں ترے دم سے جانمن — فوارہ چھوٹتا ہے تو پانی کے زور سے

برنگ شمع غیر از استخواں اب — کچھ ہم میں شعلہ خو باقی نہیں [ہے]

لالہ و ہزارہ یہ افیون جو کھا بیٹھے — دیکھا ہے کسو کے سر کیا چہرۂ خشخاشی
ہے شدۃ گرمی سے جوشِ خفقاں مجکو — ہاں بادِ صبا اس دم پنکھا ہو تے فراشی ورق ۲۰۷

اب اتنے قد پر تو ہو قیامت خدا یہاں میں رکھے سلامت | جو کل کو تم ہو گے سرو قامت غضب کرو گے ستم کرو گے
عجب مکاں ہے عجب فضا ہے عجب فراغت کی ایک جا ہے | بہت ہی عش عش کرو گے یارو جو سیر ملک عدم کرو گے

بھلا بتاؤ تو کیا کرو گے بلاکشان محبت آخر | جو تیر اندوہ و درد و غم کا نہ اپنا سینہ سپر کرو گے

عقل کے ہاتھ سے بچاں ہو نہیں | لے جنوں وقت دستگیری ہے

دل اوسکی انکھڑیوں کا [آ]خر خمار کھینچا | کہتا نہ تھا میں تجکو مت مل شرابیوں سے

سب جو اہل بزم سوز دل مرا سننے لگے | شمع بھی رونے لگی شعلے بھی سر دھننے لگے

ایک ہی نیم نگہ پر ہیں یہاں سو سو ناز | دل جو پائیں ہیں میاں آپ نے سستے سستے
کارواں بیچ [ہدائت] جو کبھو اچھیا نا | ق | دیر بھی ہووے تجھے بار کے کستے کستے
شاہ راہ عدم اب نہیں کچھ یار چھپا | پوچھتا چاہے چلا جا (رستہ[1]) رستے رستے

دود سیاہ خط سے لگا داغ حسن کو | کس دل جلے کی ہائے تجھے بد دعا لگی

شانہ تری زلفوں سے کہتا ہے یہ کھڑے پر | دل ٹوٹیں اگر کتنے تب اتنے شکن نکلے

اگر منزل کو تیرے پیچھے ہم واگہ [د] و گام پر بیٹھے | [د] بٹے مٹ کر ہی جوں نقش قدم جس گام پر بیٹھے
کوئی مہر و کرے اودھر کو اپنا رخ تو میں جانوں | اگر وہ ماہ آکر اپنی پشت بام پر بیٹھے

برنگ دستۂ گل صحبت باہم غنیمت ہے | خوشی سے کوئی دم گذرے تو یارو دم غنیمت ہے

[1] کتنا مد میرو نسخہ 'اسی' ؟

قاصدا وسکو خط تو لکھوں ہیں ولے کیا فائدہ　　دل کو ہوتی ہے تسلی نامۂ وپیغام سے

دل تو اپنا ہوا ہے بیگانہ　　پھر بھی دیکھا تو آشنا ہے یہی

اللہ رے نازکی کہ بوقت خرام ناز　　مانند شاخ گل کمر اوس کی لچک گئی
دامن کو میں نے ہاتھ لگایا تھا پر وہ شوخ　　ایسا ہی کسمسایا کہ چولی مسک گئی
مکھڑا چھپا کے زلف میں جب اوسنے ہنسدیا　　جیسے اندھیری رات مین بجلی چمک گئی
کتنا ہوں نا قبول کہ باد صبا بھی آج　　دامن سے اپنے خاک کو میری جھٹک گئی

ق

اے ہدایت جناب حق سے ہے　　نا امیدی کمال بے ادبی
وہ کریم آپ جب یہ فرما دے　　سبقت رحمتی علی غضبی

ہے خال سیہ کافر اوس زلف کے [حلقے میں　　دل اسے] حذر کرنا گولا ہے یہ زنجیری

میری جان یہ چھوڑ دے زشت خوئی　　رہے گا نہ کوئی رہے گی نکوئی

تپ فراق سے اے دل نہ اسقدر گھبرا　　فقیر بھی تری خاطر دعائے خیر میں ہے

گو کہ ابتر ہے اشک لڑکا ہے　　میری آنکھیں ہے اور کلیجا ہے
ابتو ہم چاہتے ہیں تمکو بتاں　　دیکھیے کیا خدا نے چاہا ہے

اوس شعلہ رو سے جب سے ایک لاگ لگ رہی ہے　　جوں شمع میرے دل میں کیا آگ لگ رہی ہے

میرا دل برا مجھے گو سر بسر ہے — نہیں غیر آخر یہ اپنا جگر ہے

ہدایت اوسکی کیفیت حلاوۃ ہم سے کوئی پوچھے — کہ خال لعل لب اوس [شو]خ کا [افیو]ن مصری ہے

رباعی

ایک عمر اگر پیر فلک کھووے گا — لوح امکاں لکھیگا اور دھوویگا
احمد یہ ہوا[۱] خدائی کا ظہور — ایسا نہ کوئی ہوا ہے نے ہوویگا

دیگر

یہاں بہتوں نے جمع زر کیا ہوویگا — ساتھ اپنے کوئی نہ لے گیا ہوویگا
ہاں لے بھی گیا تو ایک قاروں لیکن — جسطرح سے لے گیا سنا ہوویگا

دیگر

ورق ۲۶۸ کیا وقت کا بادشاہ اور کیا درویش — اس مرگ کے ہاتھ سے سبھی ہیں دلریش
کوئی [آج] سد[ھار]ے خواہ کوئی پیچھے — آخر یہی راہ ہے سبھوں کو درپیش

دیگر

اے وہ کہ تجھے ہے بادشاہی کا دماغ — دیکھا نہیں تونے یہاں گدائی کا دماغ
تو اپنی لیے پھرے ہے شاہی اے یار — یہاں اپنے تئیں نہیں خدائی کا دماغ

دیگر

الحق یہ دعوے بجا ہے یا شاہ — یعنی کہ وہ [میں] ہوں نقطۂ بسم اللہ
وہ نقطہ کہ جس کی شرح قرآن شریف — پتلی مری آنکھوں کی ہے وہ خال سیاہ

[دیگر]

سنی ہو خواہ کوئی شیعہ [ہو و]ے — اوگیگا وہی جو تخم دل میں بووے
وہ شخص ہے جنتی ہدایت بیشک — غم [میں] حسنین کے جو کوئی روے

---

۱ کذا در ہر دو نسخہ ۔ لیکن ہوا کے بعد "جیسے" یا اس کا ہم وزن لفظ چاہیے +

[دیگر]

دنیا سے] اخیر عمر بیزار ہوئے — جب مرگ سر اوپر آئی ہشیار ہوئے
اس عقل و شعور پر ہدایت افسوس — اب سونے کے وقت آپ بیدار ہوئے

دیگر

گو آپ فریدوں ہوئے ضحاک ہوئے — رکھ تاج شہی کو سر[بہ] افلاک ہوئے
بس اہل جہاں کو بھی ہدایت دیکھا — مرنا ہی ہوا تو پھر یہ کیا خاک ہوئے

دیگر

اس بزم جہاں میں دور جب چلتا ہے — ہر دم دل آگاہ کا جی جلتا ہے
مجلس کا رنگ دیکھ روتی ہے شمع — شعلہ کف افسوس پڑا ملتا ہے

دیگر

کوچے میں ترے جو آن کر بیٹھ گئے — اتنا روئے کہ چشم تر بیٹھ گئے
جس سمت کو تو نے آنکھ اوٹھا کر دیکھا — مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

دیگر

کعبے تو گیا میں اوٹھ بتاں کے ڈر سے — پر کھا گئی تپ غم کی جگر اندر سے
تھی کس کو ہدایت آس جینے کی میرے — لے یار پھرا ہوں میں[۱] خدا کے گھر سے

دیگر

کیا حاشیہ میر و شرح ملا پڑھیے — جسمیں ہو شہود حق کچھ ایسا پڑھیے
کہتے ہیں کہ ہے علم حجاب الاکبر — پڑھیے بھی تو نام حق کریما پڑھیے

دیگر

آئینہ پہ صد صفات دیکھی ہم نے — اپنی بھی عجب ہی ذات دیکھی ہم نے
وابستہ ہمیں سے ہے ہدایت سب کچھ — بس حق ہی کائنات دیکھی ہم نے

۱؎ "پہ" اصل نسخہ

دیگر مُستزاد

یہ جسم طلسم ہے کوئی پانیرنگ — کر ٹک تو نگاہ
اور روح گرفتار با[یں] قید فرنگ — باحال تباہ
گر چشم بصیرت ہے تو کر سیر ایسی — جوں لالہ و گل
اس گلشن ہستی کے بھی ہیں کیا کیا رنگ — اللہ اللہ]

ہرچند

تخلص ہرچند کشور پسر کنور پریم کشور فراقیؔ است کہ گاہ گاہ ریختہ میگوئد این بیت او راست ؎

جس گھڑی صہبائے الفت کا ہمیں ساغر دیا — وو ہیں مینائے دل محزوں کو خوں سے بھر دیا
پردۂ ظلمات دلپر سے وہیں سب اوٹھ گئے — شمعرو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

غافل نہ ہو اسے نا[دا]ں اس دم کے گذارے پر — کشتی ہے لگی آ کر دریا کے کنارے پر
کھیچے ہے کوئی خنجر تولے ہے کوئی برچھی — تروار کی نوبت ہے ایک تیرے نظارے پر

ہمت

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ می نگارم و دیگری شخصے است درا[مپور] بہ اخوند] ہمت مشہور معلمی پیشہ بہ اندیشہ این سہ شعر ازان وے است ؎

عجب گردش [سے] اپنی اندنوں اوقات کٹتی ہے — برنگ مہر و مہ پھرتے ہی دن اور رات کٹتی ہے
خدا جانے کہاں یہ گردش ایام پھینکے گی — غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے
بھلا میں کس کے موتہہ پیغام کہہ بھیجوں کہ وہاں اہتو — زبان نامہ بر کہتے ہوے ایک بات کٹتی ہے

ہمرنگ

تخلص میر عزیز الدین است وے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلہ علیہ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میگیرد و شعرش باصلاح مولوی غلام کبریائی مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است و شعر فارسی نقیر از بطور خود میگو[ید] میرسد دیوانچے بر دو جزو کہ دیباچہ اش خود نوشتہ و در [سنہ] یکہزار و دو [صد] و ہشت باشارہ اوستاد کامل خود تدوین فرمودہ این احقر مشاہدہ نمودہ این ہفدہ شعر از وے چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ دام بہجتہ ؎

قیامت ہم پہ گذرے ہے تیرے قامت کے دیکھے سے
پر آنکھوں کی نہیں تقصیر دل کم بخت مائل تھا

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش بتاں سے
معلوم یہ ہوتا ہے کہ میخانہ بنے گا

دنیا میں میں تو آکے گنہ گار ہو گیا
اس فاحشہ کا ہاے گرفتار ہو گیا

رقیبوں سے بہت خلطہ ہے تیرا
کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد
رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد
داغ فرقت [سے تو جلتے] ہیں کئی اے ظالم
نہ کیا تو نے کبھی ایک گرفتار کو یاد

لے گیا رخ دکھا پری رخسار
جان و دل عقل و ہوش و صبر و قرار

ورق ۱۱۳

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر بے حاصل دریغ
مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

مرجائے جو عاشق تو جلاتا ہے سخن میں ۔۔۔ ہے خضر نہاں آب بقا اوس کے دہن میں

اگر یک نعرہ ماریں وادیٔ وحشت کے دیوانے ۔۔۔ تو سن کر کوہ لرزیں آسماں یکبار ہل جاویں

اے ہمرنگ دیکھیں گے بیت الحرم بھی ۔۔۔ بھلا اب تو بیت الصنم دیکھتے ہیں

گر امید ہر کو تیرا گذارا ہو ۔۔۔ تو مجھے زندگی دوبارا ہو

میری آنکھیں ہیں تیری خاک قدم سے روشن ۔۔۔ سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار ۔۔۔ بتلا تو شیخ کون بھلا نیک بخت ہے
ہمرنگ اپنے دل کو دیا پھر بتوں کے ہات ۔۔۔ تونے مزاج اون کا نہ جانا کرخت ہے

ہے تری یاد ہی سے زندگی میری ورنہ ۔۔۔ بیخودی دن کو ہے اور رات کو بیخوابی ہے

ہنر

تخلص محمد داؤد حیدرآبادی است گویند کہ وے مرد اہل تیز عقل با ہوش صحبت [کوش] واقع شدہ این دو بیت رباعی در مدح آقاے خود گفتہ رباعی

رکھ فضل و کرم سے اپنے رب العزت ۔۔۔ آقا کو مرے بعز و جاہ و حشمت
رخشاں ہیں فلک پہ جب تلک یہ انجم ۔۔۔ روشن رہے اوس کے گھر چراغ دولت

ہوش

تخلص دو کس میدانم یکے را بہ تکملہ انشاء اللہ تعالیٰ می نگارم و دیگر عزیزے است از خاندان [ا]ن واجب

الاحترام میر شمس الدین نام وے مردے است نیکخو از بلدہ لکھنؤ فصاحت افروز از تلامذہ محمد میر سوز این سہ بیت از اوست ؎

مراجس نازسے تونے لیا دل　　　خدا جانے ہے اوسکو یا مرا دل

یارہتا ہے چشم تر کو دیکھ　　　گر یہ تک اپنے تو اثر کو دیکھ
دست و پا گم کریں ہیں مو کمراں　　　نازنیں تیری اس کمر کو دیکھ

حرف التحتانی

درتحت این حرف ذکر ہشت شاعر کہ دو از ان یکرنگ تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار.... شعر است و منجملہ آن .... رباعی واقع شدہ

یاد

تخلص میر غلام حسین مرحوم است وے جولنے بود از قرابتیان عالم باتمیز مولوی عبدالعزیز مدظلہ و از مریدان زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بسیار خوش خلق و یار باش و نہایت شگفتہ جبین و نیک معاش کامل ایمان حافظ قرآن تولدش در قصبہ سونی پت رو نمودہ شعرش را محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق اصلاح فرمودہ در عین جوانی برائے جاودانی شتافتہ بجوار رحمت ایزدی جا یافتہ این سہ شعر از ان آں سیدزادۂ مرحوم است ؎

نہ لے گا نام کبھو پھر وہ آشنائی کا　　　فلک نے جس کو دکھایا ہو دن جدائی کا
پھسا جو زلف میں شانا تو چھٹ نہیں سکتا　　　خدا کسو کو نہ دے پیچ مبتلائی کا

ہے کون جو ہو ابر وے خمدار کے آگے　　　رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یحییٰ[1]

تخلص منشی [یحیی] خان مرحوم است وے مردے بود نیک طینت خوش طبیعت مقرب درگاه خاقانی واقف اسرار سلاطین گورگانی بسیار بجاه وعزت [و] ثروة [و] تمکنت ایام بسر [می برد در] آخرہا بنا برافراط وتفریطے کہ بحضرت دہلی روداد وحوادث زمانہ امور سلطنت برہم ساخت رخت سفر بربستہ بقلعہ جات سورج مل جاٹ رحل اقامت افگندہ مشار الیہ وجودش را مغتنم انگاشتہ بخوبی ہرچہ تمامتر پیش آمدہ تادم واپسین ضروریات معاششش مہیا می ساخت درہمان نواح بجوار رحمت حق مسکن ساخت عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین اشعار متفرقہ وارد این سہ بیت از گفتہاے آں مرحوم ایں احقر می نگارد ؎

رقیبوں کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے • بھلایا ہمیں واہ جی واہ دل سے

ورق ۲۷۰

خوشی کا سخن مجھسے کیا پوچھتے ہو کہ مدت ہوئی غم کو ہے راہ دل سے

ہے یحییٰ تو بندہ تیرا اور تجکو گرانا [وے خواہ] ناخواہ دل سے

یعقوب

تخلص میر یعقوب علی است وے جوانے بود از [یارا] ن حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ بمحمد اسحق خاں تمنا [ربط] مستحکم داشت و باتفاق یکدگر خدمت خروسان شاطر حضرت ایشان میکردند مدتےاست کہ بدیار شرقیہ رحل اقامتہ افگندہ حالا از حال وآتش اطلاعے نیست گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سہ بیت او راست ؎

شیشہ ہمارے ہات سے لے یار دیکھنا دل ہے پلک نہ دیکھو خبردار دیکھنا

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں اے یار کبھو پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کبھو

ہے اوسکی یہ خوگھر سے جو پل پل میں نکلے پر ہم بھی ہیں ازہ تنگ کہ ٹلتے نہیں ٹالے

یقین

تخلص انعام اللہ خان مرحوم است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے [مجددیہ و نبسۂ]
حمید الدین خاں نیمچہ و جوان یار باش عمدہ معاشش ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج پاکیزہ خو بود جدش را حضرت
خلد مکاں انار اللہ برہانہ بدستور خاص بعزت برچہ تما [متر] شقہا قلمی فرمودہ و قاسم ہیمدان سراپا نقصان آنہا
را نزد مقبول نبی خاں مقبول براے امین مشاہدہ نمودہ پدرش قطع نظر از پیرزادگی بمصاحبت حضرت فردوس
آرامگاہ نور اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسماں می سود خودش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد
الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بجاہ و تمکنت ایام بکام دل بسری فرمود از ارشد ترین شاگردان سخن سنج
فیض گستر مرزا جان جاں مظہر است عفی اللہ عنہما وانکہ [شاعر بے نظیر] محمد تقی میر در تذکرہ خود قلمی نمودہ کہ دیوان
وے از ان مرزاے مغفور [راست] افتراے محض و کذب خالص است کہ از فرط حسد از وے سرزد اکثر [غزلہا]
بدیہہ بحضور سراپا سرور آگاہ رموز خفی و جلی سید فتح علی خاں حسینی دام ظلہم گفتہ مخص کلام وے شاعرے بود
فصاحت آئین بلاغت آگین شیریں زبان عذب البیان نکتہ سنج معانی را گنج طرز نوے بدستش افتادہ انداز
جدید را رونق تازہ دادہ ہمیشہ غزل پنج بیتی میگفت اما بطرز بہین در معنی می سفت دیوانے مختصر دہ صد بیت
علی التخمین در کمال عذوبت و شیرینی دارد این یکصد و ہفتاد و پنج بیت از اشعار آبدارش کہ قاف تا قاف
عالم را فرا گرفتہ این عاصی بانواع المعاصی می نگارد متنا عفی اللہ عنہ ؎

نہ تھا یہ وادی ایمن یہ کوہ طور نہ تھا | ترا تو ہی تھا تجلی نہ تھی ظہور نہ تھا
اگر تجکو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی | تماشا ماہ کنعانی [کا] اوسکو خواب ہو جاتا
کیوں نہ ہو تر دامنوں کو شست و شو کی آرزو | میکشاں پر آیۂ رحمت ہے باراں کی ہوا
یہ کوہ طور سرا ہو گیا سارا ہی کیا کہیے | کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا
برہمن سر کو اپنے پیٹتا تھا دیر کے آگے | خدا جانے تری صورت سے بتخانے پہ کیا گذرا
ورق ۱۷۱ مجھے گر حق تعالے کار فرماے جہاں کرتا | بتوں کو میں [ہزاروں] بیکسوں پر مہرباں کرتا
خدا دیتا مجھے گر میر سامانی خدائی کی | تو میں ان بلبلوں کو گلشنوں کا باغباں کرتا
زباں فرہاد کی ہو [تب جواب] کوہکن دیوے | غضب ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

[شب] ہجراں میں پیش از صبح کام اوسکا ہوا آخر ۔ یقیں کے داغ پر [یہ مرہم] کا [فور کیا] کرتا

کسو کا تو کبھو رکھا کرو دل تم کو لازم ہے ۔ وگرنہ دلرباؤں کا لقب دلدار کیوں ہوتا

گرا میں آنکھ سے تیری جہاں کے ہات کیا آیا ۔ مجھے پٹکا زمیں پر آسماں کے ہات کیا آیا
یہ بیلدار آپ مرجاتا جو بیتا اونکے کام آتا ۔ یقیں کو مار کر زور آوراں کے ہات کیا آیا

تری زلفوں سے دل بشیوں میں ہے ایسا اگر بکتا ۔ صدا اس چینی مودار کی فغفور رو دیتا

عطش

اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے تپش دل کی ۔ ساقی مجھے اتنی سی مے [پینے سے] کیا ہوگا

[نہ ہو جو سر سے میرے دو[ر ظل عا]طفت غم کا ۔ نہ پڑے یو داغ پر میرے الٰہی سایہ مرہم کا

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں ۔ گھر سے جو باہر گیا لڑکا [سو ابتر ہو گیا]

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا ۔ ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

جو کچھ کہیں یہ تجکو یقیں ہے تری سزا ۔ بندا جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

کیا گرا دی ایک تیشے نے بنا فرہاد کی ۔ کر دیا کس گھر بسے نے خانۂ شیریں خراب
نہ جیوے ہجر [میں ا]وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا ۔ تکلف بر طرف بلبل کو پروانے سے کیا [نسبت]

ہلا ڈا شور سن مجنوں کو بھولی طرز نالے کی ۔ [کوئی شیر]دل کے [مونہہ] پرنے بجا سکتا ہے کیا قدرت

ــــہ کہ گرا ۔ ۹

تصور کر کے [لیتا ہوں مزا] ایں اوسکی باتوں کا — مرے اس چپکے رہنے کا ہے وہ شیریں دہن [با]عث

بات کہتے ڈالتے ہیں پھوڑ بس شیشا سا دل — کس قدر یہ سنگدل ہوتے ہیں خوباں الغیاث

زخم دل ہونے دے ناسور نہ کر اسکا علاج — جو [مزا] اور دیں ہے سو نہیں درمان کے بیچ

رنگ گل کی آگ پر دامن نہ مارے باد صبح — کیا کریں گی بلبلیں پھر آشیانے کا علاج

سو جگہ سے دل گریباں پھاڑ دیوانے کی طرح — زلف کی زنجیر میں آخر پھسا شانے کی طرح
پھوڑ ڈ[الا کو]ہکن سا لعل یوں پتھر سے ہاے — کیسے سیکھی تھی یہ شیریں کام فرمانے [کی طرح]
جی نکل جاتا ہے میرا جب کبھو آتی ہے یاد — وہ قسم [کھاکر] اوسی [ساعت مکر جانے کی طرح

خار سے مژگاں کے جی ڈرتا ہے میرا بیطرح — رکھ مری [آنکھوں] پہ دیتے ہو کف پا بیطرح
بولنے تیرے سے جی اوٹھتے ہیں جن میں جی نہیں — پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

[رنگ] سے مہندی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر — رکھ کے ان پاؤوں پہ سر کوئی اوٹھاوے کسطرح

خال گورے مونہہ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا — اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

کیا قیامت ہے کہ صفحے پر چمن کے رات دن — کربلا کی واقعی [تحریر کرتی] ہے [بہا]ر ورق ۲۴۴

سچ کہو اے بلبلو کس باغ سے آتی ہو تم — ہے ہمارے بھی تمہیں کچھ آ[شیا]نے کی خبر

سلہ ۵ 'پاؤں' در نسخۂ اصل'

گریباں پھاڑتے ہیں دیکھ خوبان چمن کیونکر
نہ کیجے چاک ناصح اس ہوا میں پیرہن کیونکر

[بہار آخر ہو] ئی ہے ابتو سینے دے گریباں کو
یقیں کر [تا] ہے کوئی اس قدر دیوان پن، کیونکر

[راگ جوں بھرا آتا ہے نے میں اسطرح [کی] آگ سی]
[بھر رہی ہے] اے ہمان استخوا [نو] ں کو نہ چھیڑ

[باو] جود اس کے کہ ہے زخموں کے مارے خوں میں غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا [ہنوز]

پروا نہیں ہے ابر کی اس مشت خاک کو
کرلیں گے اشک سرخ ہمارا مزار سبز

نزع میں دیکھ مجھے یار جھجھک کر بولا
کیا بری طرح سے مرتا ہے یہ بیمار کہ بس

کچھہ پر و بال میں طاقت نہ رہی جب چھوٹے
ہم ہوے ایسے برے وقت میں آزاد کہ بس
تو نہ تھا ہائے یقیں ورنہ دوانا ہوتا
آج اسطرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس

ترے ستم سے مزاج نہیں دھڑکتا ہے
[خو] شی سے قتل کی کرتی ہے جان [محو] ں [قص]

سرو کہتا ہے [زب] بان حال سے تجہ [قد] کو دیکھ
کیونکہ کیجے ہائے اوس رعنا جواں سے اختلاط

[وصل میں] بھی دردمندوں کو نہیں راحت [نصیب
دیکھ لیجے] شمع کے ملنے سے پروانے کا حظ

رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع
دیکھ تیرے حسن کے شعلے کو [جل جاتی] ہے شمع

لہ ۱۰۱ میں درج نہیں۔ اور نسخۂ اصل میں سوراخ ہے، منقول از دیوان یقین مرتبۂ مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۹۳۰ء

دن جنوں [کے آن] پہچے ہوشیاراں الوداع — فصل گل نزدیک آئی اے گریباں الوداع
بے نگاہ گرم رہتا ہے مرا باطن سیاہ — حسن کا شعلہ ہے میرے دل کی خلوۃ کا چراغ
سالہا شور محبت کو چھپایا ہے یقیں — ہاتھ آخر ہوگیا میرے گریباں کا حر[یف]
[اس ہوا میں رحم] کر ساقی کہ بے جام شراب — دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے بار[ان کی] طرف
اس [د]کھ میں دیکھ مرگ بھی مجکو سرک گئی — کیا غم نے کر دیا مجھے زار و نزار حیف

جنوں کے ہاتھ سے ایکدم نہیں محفوظ رہ سکتا — رفو کرنا یقیں میرے گریباں کے نہیں [لائق]

جو پیتا ہے میرے دل کا لہو لے لیکر آہستہ — خدا شاہد کہ ہے شیشے سے [ز]یادہ یہ [سبو] نازک
لبوں پر زخم کے جی آرہا ہے مت نکل جاوے — [خدا کیواسطے] کیجو نہائت ہی رفو نازک

جلتے بلتوں سے نہ مل [ان تیلیاں کپڑوں]کے ساتھ — جی دھڑکتا ہے مبادا لگ اوٹھے دامن کو آگ
دفن کیجو مجکو آہستہ کہ میرے استخواں — ہو رہے ہیں مارے زخموں [کے] تنگ جوں شاخ گل

[چمن] میں مجھے دیوانے کے لیجانیکا [کیا حا]صل — دکھا کر گل جنوں کو شور پر لانے کا کیا حاصل

جفائیں باغبانوں کی یقیں کیا کیا اوٹھاتی ہے — وفایوں چاہیئے شاباش بلبل مرحبا [بلبل]

ہاتھ لگتا گر زنان مصر کو یہ آفتاب — خواب ہو جاتا اونہیں اوس ماہ کنعاں [کا] خیال
کیوں تو سیتا ہے عبث ناصح یقیں کا چاک جیب — ہاتھ اوسکا چھوڑتا ہے کب گریباں کا خیال
اس [دلبر]ی پہ ٹک نظر کیجو — کس ست ہے [چشم چار میراد] ل
[میرا]ی [آ]نکھوں میں نشے نے اسطرح مارا ہے جوش — ڈالتے ہیں جسطرح بدمست میخانے میں دھوم

لہ ۱۰۱ میں یہ شعر درج نہیں، از دیوان یقیں،

کروں میں کیوں کے قید [ز] لف سے چھٹنے کی تدبیریں   [پڑ] ی ہیں میری ہر انگشت میں جوں شانہ زنجیریں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں   مرتا [ہے یہ] دیوانہ [اب] کھول دو زنجیریں
ماریں ہیں بتاں ٹھوکر پاؤں پہ [جو] سر رکھیے   ہیں بندگیاں ان کے آئین میں تقصیریں

ہجر میں جینے سے بہتر ہے ہلاک روز وصل   یہ طرح کیا خوب راس آئی ہے پروا [نیکے تئیں] صدق ۲۷۴
اوٹھ گیا کہتے ہیں دیوانا یقیں عالم سے اے   اونے کیا آباد کر رکھا تھا ویرانے کے تیں

[ہاے میرا ہاتھ] مت پکڑو کہ جیب گل کی طرح   چاک ہی کرنے میں ہے میرے گریباں کی پھبن

[نہ گذرا ہوگا] رنگیں کوئی مجسا باولے پن میں   گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
[پڑی کہتی تھی یہ بلبل] بہار آوے بہار آوے   پڑا چین اب لگی جب رنگ گل سے آگ گلشن میں
یقیں [سے جلتے جلتے] کی خبر کیا پوچھ کر لیگے   پڑا ہوگا وہ دانا سوختہ سا کنج گلخن میں

ہم گئے کام سے مرغانِ چمن سے کہیو   فرض کیجے کہ چھٹے طاقت پرواز کہاں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجکو   کیا عیش کر گیا ہے ظالم [دوا] ن پن [میں]
کعبے بھی ہم گئے نہ چھٹا ان بتوں کا عشق   اس [د] رد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
ہمسے گر سر نہ نوا اہل تکبر کا تو کیا   فخر آدم ہے جو ابلیس کا مسجود نہیں
یہ سینہ عشق میں محروم در [دو] داغ نہیں   ہزار شکر کہ یہ ملک بے چراغ نہیں

کوئی بھی دیتا ہے لڑکوں کے ہات شیشۂ دل   [یقیں میں غور سے دیکھا] تو کچھ شعور نہیں
[من] یقیں کے باغ میں جا کر بتاں کہتے ہیں سب   سیر گل میں جی نہیں لگتا وہ سودائی نہیں

ہر ایک نے راہ میں اوس کی کیا ہے چشم کو جاری   کرے کس آبجو پر رحم وہ سرو رواں دیکھیں

گالی بھی سہہ گئے ہیں ماریں بھی کھائیاں ہیں   کیا کیا تری جفائیں ہم نے اوٹھائیاں ہیں
خسرو کے مونہہ پہ چڑھنا اور بے ستوں سے بھڑنا   کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں

کوئی دن چلنے پھرنے دیں عبث زنجیر کرتے ہیں   دوانا مجھا کب جیتا ہے کیوں تدبیر کرتے ہیں
[نمکہ کرنے میں ان کے] کام ہوتا ہے تمام اوس کا   یقیں کے حق میں یہ خوباں بہت تقصیر کرتے ہیں

چمن کے بیچ کلیاں ہے جیسے شاخ سنبل کی   ہوتے ہیں اسقدر دل جمع اوس زلف پر [یشاں] ہیں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اسکو کہتے ہیں   پھر اوٹھنا بے دماغوں کا [قیامت] اسکو کہتے [ہیں]
ہوئی جا یار شیریں کوہکن [کے] بعد خسرو کی   وہ کیا تھا زخم تیشے [کا جراحت ا] سکو کہتے ہیں
یقیں مارا گیا جرم محبت پر زہے طالع   شہادت اسکو کہتے [ہیں سعادت اسکو کہتے ہیں]
مے گلرنگ جوں شیشے سے جھلکے معنی شوخی   نمایاں ہیں تر[ی] صورت سے موت[ل] اسکو کہتے ہیں
چمن میں شاخ [ہل] جاتی ہے جیسے گل کے کھلنے سے   لہک جاتا ہے دم لیتے نزاکت اسکو کہتے ہیں

[عمر آخر ہے] جنوں کر نو بہا[را] ں پھر کہاں   ہاتھ مت پکڑو مرا یارو گریباں پھر کہاں
چشم تر پر گر نہیں کرتا ہوا پر رحم کر   دے لے ساقی ہم کو مے ابر بہارا ں پھر کہاں
یار جب پہرے جواہر کر چکے لے دل جی نثار   جل چکے اے پروانہ یہ رنگیں چراغاں پھر کہاں
اس طرح آزاد کب صیاد چھوڑے گا تمہیں   بلبلو دھومیں مچاؤ یہ گلستاں پھر کہاں
ہے بہشتوں میں [یقیں سب] کچھ [ولیکن د] رد نہیں   بھر کے دل رو [لیجئے یہ] چشم گریاں پھر کہاں

ل "زنجیر" در ہر دو مصرع در نسخۂ اصل۔ ۹-۱ میں یہ شعر مرقوم نہیں "تدبیر" از دیوان یقین

تم ہیں کرتے ہو یوں پامال اے خوش قامتو — دیکھتے ہو قمریوں کو سر پہ بٹھلاتا ہے سرو
جو کرنی ہے تو اپنی فکر کر[لے نو] بہار آئی — خدا کیواسطے یہ بات دیوانے سے کہہ یجو

اسیران قفس کی ناامیدی پہ نظر کیجو — بہار آوے تو اے صیاد مت ہمکو خبر کیجو
نہ کر شوخی مبادا آناب کھا جاوے کمر تیری — ٹک اس قد کی نزاکت پر نظر اے مو کمر کیجو
یقیں سے جلتے بلتے کا سر اتنا بھی نہ ٹھکراؤ — اس آتش سے ارے دامن دراز و ٹک عذر کیجو

کھڑا ہے سرو نپٹ بن بنا کے رعنا ہو — جو یار پردے سے نکلے تو [کیا تماشا ہو] ق۲۷۳
[لہو] یقیں کا جو پیتا ہے تو میں ڈرتا ہوں — خدا کرے کہ تجھے یہ غذا گوارا ہو

اپنی بیدردی کی سوگند ہے تجکو اے مرگ — تو نے دیکھا ہے یقیں سا کوئی رنجور کبھو

جی نکل جائے گا عشاق کا بلبل کی طرح — گلرخاں جامۂ رنگیں کو معطر نہ کرو
باندھ کر [مجھپہ کمر لطف] نہیں غیر کا قتل — اپنی بیداد کے مضموں کو مکرر نہ کرو

[حنا] کی طر[ح] میں اپنا بحل کیا ہے خوں — بتاں شہید کرو خواہ دستگیر کرد

گرہ کھولو نہ زلف یار کی شانے کو مت چھیڑو — چھوا[و] مت دل کی زنجیر ایسے دیوانے کو مت چھیڑو
یہ محراب نماز بے خودی ہے زاہد و سمجھو — خدا کے واسطے مستوں کے پیمانے کو مت چھیڑو

میں پوچھا اے صنم ہم بھی کبھی کچھ یاد آتے ہیں — کہا [او]س شوخ نے ہنس ہنس کہ اکثر عید قرباں کو

جو نہ جی سکتے ہوں بیتابی میں پھر وہ کیا کریں — جی نکل جانے میں کیا ہے بیقراروں کا گناہ

نمک ڈالا ہے مجھہ میں اے ہما شور محبت نے — کبھو کھاے ہے تو تے اس مزے کے استخواں سچھہ کہہ
ہزاروں آبجو آنسو کے تیرے ساتھ پھرتے ہیں — تو کس گلزار کا ہے سرو اے رعنا جواں سچھہ کہہ

کہاں تاثیر ہے نالوں میں اے مرغ قفس چپ رہ — عبث صیاد کو آزردہ کیوں کرتا ہے بس چپ رہ
یقین یہ نالہ تیرا کیا بلا لاوے گا ڈرتا ہوں — لگا مت آگ اپنے گھر کو اے آتش نفس چپ رہ

مونہہ اپنا نہ دیکھا کر ہو جاوے گا دیوانہ — آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ
کچھہ عمر میں نہیں باقی ساقی تو شتاب آجا — ڈرتا ہوں چھلک جاوے لبریز ہے پیمانہ
ہوں دور پہ جی میرا راتوں کو ترے گھر پر — پھرتا ہے پڑا جیسے فانوس پہ پروانہ

[او سبز بختی] پوش سے آغوش رنگیں کیجیے — جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

بہار آئی ہے اور ہم گلستاں میں جا نہیں سکتے — خدا کے واسطے تو ہی کہہ اے صیاد کیا کیجے

بہار آئی ہے جب سے تب سے رگ میں تھم نہیں سکتا — دعا اس مشت خوں کی نشتر فصاد کو پہچے

نہ بجھنے دیجو اسکو گرم رکھیو آہ و نالے سے — یہ دل ہے مشت خاکستر کا تیری اخگر اے قمری

یقیں کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا — یہ دیوانا کچھہ ایسا تو نہ تھا بیمار کیا کہیئے

گلا تو پھٹ گیا نے کی طرح فریاد سے میرا — قیامت دور ہے کس دن ملیگی داد کیا جانے
ہمیں کانٹا قفس کا شاخ گل سا جی میں چبھتا ہے — اسیری کے مزے کو بلبل آزاد کیا جانے
درختوں سے نہ دے تشبیہ اوس قد کو یقیں ہرگز — اس اٹھکھیلے کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

[خطا] ہے آپ مرکر یار کو دشنے رقیبوں کو — ہماری ہم سے پوچھو کوہکن کی کوہکن جانے
مزا پاتا ہے ہکلانے سے اوسکے اور مت پوچھو — چپکنے کی لبوں کے وجہ وہ شیریں دہن جانے[1]

جدا ہم سے ہوا تھا ایک دل نام اپنے یاروں میں — خبر اوسکی نہ پائی کیا ہوا اوس کو خدا جانے
میرے آنسو بھی مارے ضعف کے اب چل نہیں سکتے — کیا اے عشق مجکو ہاے ایسا ناتواں تونے
نہیں جوں پنجۂ گل ہاے ان ہاتھوں میں گیرائی — داگرنہ [یہ] گریباں [نذر] خوبان چمن کرتے

یہ وے آنسو ہیں جن سے دہر آتشناک ہو جاوے — اگر پیوے کوئی یہ آب جل کر خاک ہو جاوے
گنہ گاروں کو ہے امید یہ اشک ندامت سے — کہ دامن شائد اس آب رواں سے پاک ہوجاوے
نہ جا گلشن میں بلبل کو خجل مت کر کہ ڈرتا ہوں — یہ دامن دیکھکر گل کا [گر] یباں چاک ہو جاوے
عجب کیا ہے تری خشکی شامت سے جو توڑا ہو — نہال تاک بھٹلا وے (تو) وہ مسواک ہو جاوے
دعا مستوں کی کہتے ہیں یقیں تاثیر رکھتی ہے — الٰہی سبزہ جتنا ہے جہاں میں تاک ہو جاوے ورق ۲۷۵

دیار حسن تو ہے خوش ہوا پر یہ پڑی[2] مشکل — کہ لٹ جاتا ہے یہاں جو کارواں جنس [وفالا] وے

یقیں زنجیر میں ہے تب تو عالم میں نہیں چہلیں — جو ٹک چھوٹے یہ دیوانہ تو کیا دھومیں مچا دیوے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات ایک مجنون عریاں سے — کیا کیجے کہاں تک چاک گذرے ہم گریباں سے

بتا [ں کی سج] نے دیوانا کیا ہے ہم کو محشر میں — گریباں کا ہم اپنے خون لینگے ان کے دامن سے
یقیں کچھ دام میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں ہم کو — پر اتنا ہے کہ ٹک آباد تھا یہ گلستاں ہم سے

۱؎ یہ شعر ا۔ا۔ میں نہیں، ۲؎ بڑی ا۔ا۔

گذر جاؤں سے گر ہجر میں دیکھے رضا اوسکی　　محبت میں یقیں لینا ہے نام مدعا کوئی

نگاہ یار کی کوئی زباں ابتک نہیں سمجھا　　یہ وہ باتیں ہیں نازک جس میں آئنہ بھی حیراں ہے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے　　زا برا نہیں یہ شغل کچھ [بھلا] بھی ہے
اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں　　یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے ہمیں خاک میں ملانے کا　　کسو کا دل کبھو پانو تلے ملا بھی ہے
یہ آرزو ہے کہ اوس بیوفا سے میں پوچھوں　　کہ میرے بے مزہ [لا] رکھنے میں کچھ مزا بھی ہے
یقیں کا شور جنوں سن کے یار نے پوچھا　　کوئی [قبیلہ] مجنوں میں کیا رہا بھی ہے

ابتو ناصح کو بھلا سینے دو [میرا] چاک جیب　　تار تار اس [ضد] سے کر ڈالوں گریباں تو سہی
اپنے بندوں کو بلا کر داغ کرتے ہیں یقیں　　ان بتوں کی ضد سے ہو جاؤں مسلماں تو سہی

مفت کب آزاد کرتی ہے گرفتاری مجھے　　جی ہی آخر لے کے چھوڑیگی یہ بیماری مجھے
میں جو بن غمخوار ہرگز جی نہ سکتا تھا کبھو　　ان دنوں کرنی پڑی ہے دل کی غمخواری مجھے
کیا لگا لیتا ہے خوباں کو یقیں کرتی ہی داغ　　آئنہ کی سادہ لوحی سا تھہ پرکاری مجھے

کم نہیں جوہر فولاد جواہر سے یقیں　　ہے بہ از سلک گہر عشق میں زنجیر مجھے

یار آیا پہ مجھے ہوش نہ تھا کیا کہیئے　　نہ کیا اس دل دشمن نے خبردار مجھے

یقیں جاتا رہا گر بلبلوں کے ساتھ جانیدے　　کوئی اس بے مروۃ دل کو اپنے پاس کیا رکھے

زنجیر میں بالوں کی پھنس جانے کو کیا کہیئے　　　کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے تو قع کیا　　　اپنے نے کیا یہ کچھ بیگانے کو کیا [کہیئے]

جو یار غیر کے ساتھ اسطرف سے ہو گذرے　　　خدا کے واسطے کوئی مجھے خبر نہ کرے

حق مجھے [با] طل آشنا نہ کرے　　　میں بتاں سے پھروں خدا نہ کرے
دوستی بد بلا ہے اس میں خدا　　　کسو دشمن کو مبتلا نہ کرے
رو میرے کو خدا قیامت تک　　　پشت[1] پا سے تری جدا نہ کرے
ہے وہ مقتول کا فر نعمت　　　اپنے قاتل کو جو دعا نہ کرے
ناصحو یہ بھی کچھ نصیحت ہے　　　کہ یقین یار سے وفا نہ کرے

قیامت آپ پر اوس قد سے لا چکے ہم تو　　　کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

جگر چبھتی ہے دل میں تیرے ابرو کے پھڑکنے سے　　　واگرنہ تیر لگتا ہے [پریشاں] جو کماں لرزے

اگر پاوے گلی تیری تو بلبل گلستاں بھولے　　　تیرا نقش قدم دیکھے تو اپنا آشیاں بھولے

[نہ دی] فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھ کام ادہی نکلے　　　ہم آخر ہو نگے دامنگیر [اس] چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشت [پا] پر متصل تیرے　　　گریباں پھاڑتے اسپر کہ [کیا] طالع تھے داماں کے
جو مجنوں آہوان دشت سے خوش تھا تو وہ جانے　　　یقین ہم تو دوانے ہیں اسی[2] شہری غزالاں کے

بہار آئی بجلدی [عندلیبو سا] زعشرت] کے　　　گئیں [حسرت] کی [و] سے راتیں گئے وے دن مصیبت کے

---

[1] کف و. ا. [2] کذا در ہر دو نسخہ،

ہمیں مارِ سیاہ زلف کے کاٹے سے کیا ہووے — کہ [ہم] ایک عمر سے عادی ہیں خالِ لب کی افیوں کے

بتاں کی بادشا[ہی] کے سپہ [سا]لار عاشق ہیں — بٹھائے بے ستوں میں کوہکن نے نقش شیریں کے

مو آجاتا ہوں مت اتنا بھی کس کر باندھ بالوں کو — ٹک ایک ڈھیلی تو کر دے جان زنجیر اس دوانے کی — ورق ۲۷۶

یکرنگ

تخلص دو کس ہیئتنا اسم

اوّل غلام مصطفےٰ خاں مرحوم وے از شعرائے قدیمی و از دوستان صمیمی و از تلامذۂ سخن سنج فیض گستر — یکرنگ (۱)
مرزا جان جان مظہر علیہما الرحمۃ والغفران است گویند کہ بسیار سیر مشق و خوش فکر و در عالم آشنائی وحید
عصر و فرید دہر بود ایں سیزدہ شعر از آں مرحوم است ؎

زبانِ شکوہ ہے مہدی کا ہتو[1] پات — کہ خوباں نے لگائی ہے مجھے ہات

یکرنگ پاس اور سخن کچھ نہیں بساط — رکھتا ہوں دو زمین جو کہو تو نظر[2] کروں

فیہ شئے لکن جاز فی لسان الاقدمین ؎

ہوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال — یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

یکرنگ نے تلاش کیا ہے بہت و لے — مظہر سا اس جہاں میں کوئی میرزا نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو — ایک جاگہ آگ پانی کیوں کے ہو

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل — دل بلبل شکستہ کرتا ہے

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے — دل سے صبر و قرار جاتا ہے

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد — ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

---

۱ سیدانم ا.ا. ۲ کذا در ہر دو نسخہ - ہر پات؛ ۳ کذا در ہر دو نسخہ ۴ ا.و میں یہ شعر نہیں،

جس کے درد دل میں کچھہ تاثیر ہے　　　گرجواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

لگے ہے خوب کانوں میں بتوں کے　　　سخن یکرنگ کا گویا گہر ہے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے　　　نہ مجکو وہ دماغ و دل رہا ہے

کیا جانیے کہ وصل تیرا ہو کسے نصیب　　　ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے

او سکو مت جانو بتاں اوروں کی طرح　　　مصطفےٰ خاں آشنا یکرنگ ہے

یکرنگ (۲)

دوم

زرگر پسرے صاحب شعور در قصبۂ سہارنپور ہند دنژاد لیکن خیلے نیک نہاد این بیت ازوست ؎

سخت مشکل ہے لکھوں صاف تو ہوتے ہو خفا　　　اور جاتے ہو سمجھ ٹک بھی جو ایہام لکھوں

یکدل

تخلص ولاور خاں مرحوم است وے برادر کوچک مصطفےٰ خاں یکرنگ و از شعراے صاحب فرہنگ وصاحب دیوان و پاکیزہ بیان بود گویند کہ در بدو حال ہمرنگ تخلص می نمود اما از بزرگے ثقہ بدریافت رسیدہ کہ تخلصش ہیرنگ بود محتمل کہ ہر سہ تخلص متخلص شدہ باشد بہر کیف این چار بیت از زادہاے طبعش این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا　　　یہی توحید میں مصرع [ع] سر دیوان ہے میرا

این مطلع سر دیوانش اشتہار تمام دارد ؎

نہیں مطلب مجھے کچھہ باغباں سے　　　میں دیوانا ہوں گل کی رنگ و بو کا

ورق ۲۱۷

خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا　　کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

یار کا جب خیال آتا ہے　　ہوش میرا تمام جاتا ہے

یوسف

تخلص میر یوسف علی است سلمہ ربہ دام مجدہ وے جوانے است از دودمان شرافت وخاندان نجابت کہ دست بیعت بدست حق پرست آگاہ رموزات صفتی وحینی سید فتح علی خاں حسینی دام مدظلہ و سلمہ ربہ وازخدمت سراپا برکت جناب ہدایت انتساب حضرت ایشاں فیوضات دنیوی واخروی می رباید وکسب سعادات کونینی می نماید گاہ گاہ کہ شعر ریختہ از طبعش سر می زند باصلاح برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق میر سد مدعمرہ وزاد قدرہ ایں ہفدہ شعراز گفتہاے آں والانژاد مسکیں نہاد است سہ

باتیں پڑے بنائیے دیتا ہوں دل کوئی　　سمجھوں ہوں خوب آپ کے ہیں داؤگھات کو

یہ تو ظالم تری شوخی نہ خوش آئی مجکو　　غیر کو لطف سے دشنام رکھائی مجکو
دل جلا جان جلی بلکہ کلیجہ دہکا　　گرمی عشق نے یہ آگ لگائی مجکو
صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی　　تونے اے شوخ بھلی راہ دکھائی مجکو

نہ کچھہ دل نے [بدی] کی اور نہ آنکھوں نے برائی کی　　میری قسمت ہی کھوٹی تھی کہ اوس سے آشنائی کی
تجھے کاہیکو دل دیتا مصیبت مول کیوں لیتا　　اگر ہوتی خبر پہلے سے تیری بے وفائی کی
نہ آیا میری بالیں پر کبھو وہ مہ جبیں ہرگز　　عزیزو بارہا اپنی سی طالع آزمائی کی
نہ جا سکتے ہیں اوس تک ہم نہ قاصد پہنچ سکتا ہے　　صبا تو ہی خبر لے جا ہماری نارسائی کی
نہ کی بے درد کے دلمیں ذرا تاثیر اے یوسف　　ہوا کیا آہ نے گر عرش اعظم تک رسائی کی

غلط فہمی ہے یہ کہنا کوئی اوسکو کہاں دیکھے ۔۔۔ اگر چشم بصیرت ہو جہاں چاہے وہاں دیکھے
نہ دیکھے آنکھ اوٹھا کر پھر کبھو محراب کعبے کو ۔۔۔ اگر [تو یک] نظر اے شیخ وہ ابرو کماں دیکھے
برنگ لالہ جو آٹھوں پہر جلتا ہو فرقت میں ۔۔۔ وہ اے رشک چمن پھر خاک سیر گلستاں دیکھے
ولا جاتا ہے تو اوس پاس میرا جی دھڑکتا ہے ۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو تجھکو رقیب بدگماں دیکھے
صبا یہ عرض کیجو جاکے اوس رشک زلیخا سے ۔۔۔ رہے در پر ترے یوسف اگر تیرا مکاں دیکھے

وہ سرخ شال اوڑھے ہوئے مست خواب ہے ۔۔۔ یا یہ شفق کے بیچ چھپا آفتاب ہے
یوسف اوسے خیال نہیں اور کچھ یہاں ۔۔۔ سیماب وار دل کو غضب اضطراب ہے

یوں تو سبھی عاشق ہیں ترے یوسف ثانی
یوسف سا یہ جانباز خریدار کہاں ہے

ورق ۲۸۸

تکملہ

در تذکرہ شعرا کہ نامہا یا احوال آں کماہی بدریافت نرسیدہ یا بعد تحریر ایں نامۂ عنبریں شمامہ بر اسامی سامیہ ایں سخن طرازان یا بر برخے از احوال [خیریت] اشتمال ایشاں مطلع گردیدہ وازیں ہر دو نوع ..شاعر است کہ بترتیب حروف ہجا دریک سلک کشیدہ شد و مجموع اشعار شاں ...... شعر است کہ منجملہ آنہا... رباعی واقع گردیدہ

آزاد

تخلص عزیزے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ ایں یک شعر ازان آں مغفور است ؎

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں پر جسے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعضے از معاصران میر عبدالولی عزلت زبانی آں عالی مرتبت بدیں طور استماع ایں شعر نمودہ اند ؎

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں پر ایسا ہنر نہ آیا جسے کہ یار ملتا

و در دیوان ولی بہ تضمین آں صاحب شان جلی مصرع ثانی چنیں دیدہ شد ؎

آزاد سوں سنا ہے یو مصرع مناسب "جسے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا"

آشنا

تخلص چار کس کہ دو کس ازاں مجہول الاحوال اند معلوم ایں کس است

اول

آشنا (۱)

کسے کہ ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جا کروں اوسکے　　نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آشنا کیا بنے گی آخر کو　　تجھے خانہ خراب کی صورت

آشنا (۲)

دوم

مہا سنگھ کھتری کہ شعر فارسی ہم موزون میکند این شعر از وے است ؎

تیری برگشتہ مژگاں جب سے میں دیکھیں ہیں اے ظالم　　وہی آن اب تلک جی میں میرے ہر دم کھٹکتی ہے

آشنا (۳)

سیوم

حکیم میر علی سہارنپوری وے از سادات آں قصبہ و ملکیان آنجا بود مدتے بمتصدیان سرکار دولتمدار نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر صحبت گرم داشتہ سلیقۂ عملداری بہم رسانیدہ عالی پرگنات می کرد و در طبابت ہم دستے داشت در سرکار نجف قلی خاں مرحوم بصیغہ طبابت در آخرہا[1] لازم بود و سرانجام کام پرگنات ہم می نمود مردے بود خوش اختلاط بہ نیک ارتباطی ہمت می گماشت نظرے بر کتب نظم و نثر ہم داشت شعر فارسی و ریختہ بطور خود می گفت این چار شعر از واست ؎

ابتو شبنم کی طرح کیجے گذر آخر شب　　لیجئے گل سے ٹک ایک بوسۂ تر آخر شب

گل اگر ذرا دیکھے میرے چاک داماں کو　　تار تار کر ڈالے اپنے بھی گریباں کو
ورق ۲۷۹ موسم بہار آیا جوشش ابر و باراں ہے　　آہ کچھ بھی آتی ہے شرم چشم گریاں کو
گردباد کے مانند دم کا آشنا تھا دل　　اوڑ گیا خدا جانے کون سے بیاباں کو

آشنا (۴)

چہارم

مرزا جگن مرحوم پسر دویم قاضی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ بسیار جوان صالح و نیک خو و خوش طبع و کشادہ رو بود گاہ گاہ فکر شعری کرد این [دو شعر] ازان اوست ؎

[1] کذا در ہر دو نسخہ کار؟

نام خدا جوان ہو شوخی کو چھوڑ دو — مہدی لگا کے نچلے رہو تو لگی رہے
گر ذبح مجکو کرنے لگے آشنا ہے تو — گردن جدا تو کیا کروں ایک جو لگی رہے

آگاہ

تخلص عزیزے است فرخندہ فرجام نور خاں نام ایں مطلع ازو است ؎

مونہہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

احمد

تخلص سہ کس کہ بدو کس ازاں اشارتے در حرف الالف رفتہ می شناسم

(احمد ۱) اوّل عزیزے از قدما کہ دیدہ شد چندے از اشعارش در دیریں سفینہا ایں سہ بیت او راست ؎

گر بیضۂ زاغ کسے در زیر سیمرغ نہد — از اصل خود نامد بروں آخر گلیلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خوانندہ و عالم شود — اصلے کہ دارد کے رود آخر زنبورا ہوئے پر
گر بچۂ شیرے کسے با شیر رو بہ پرورد — مردی کہ دارد کے رود آخر بگہیلا ہوئے پر

(احمد ۲) دوم شخصے از سکنۂ دار السرور برہانپور شیریں کلام غلام احمد نام ایں دو شعر او ست ؎

شکر خدا نشاط جہاں میں ہے آشکار — غنچے دلوں کے کھل گئے گلشن میں ہے بہار
یہاں تک ہوا ہے جشن کہ شبنم چمن کے بیچ — گوہر کے ڈالتی ہے گلوں کے گلوں میں ہار

(احمد ۳) سیوم مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلّو بیگ[1] شور اشعار متفرقہ دارد خوش می گویند ایں چار شعر ازو است ؎

نہ پہنچے جسکی وسعت کو کبھو دامن بیاباں کا — یہ لے دست جنوں وہ چاک ہے اپنے گریباں کا
خوشی سے پیرہن میں پھول کب پھولے سماوینگے — کیا جب قصد تو نے گلبدن سیر گلستاں کا
اس اپنی آفتابی ڈھال اور تیغ مہ نو پر — پھرے ہے حسب کج ظالم فلک بھی ہے بڑا بانکا

[1] چھپے ۱.۱.۲ کذا۔ لہو بیگ؟ دیکھو شور جلد اول۔

میں اپنے کلبۂ احزاں میں بستر غم پر		پڑا تھا جوں گل صد برگ باول صد چاک

احسن

شاعرے است از جنوبیاں کہ محمد مولیٰ نام دارد و بر تشبیہ و کنایہ بیشتر ہمت می گمارد ایں دو شعر او راست ؎

کیوں عید نہ ہو ہر مہ اس ظلم کے مارے پر		نکلے ہے ہلال اوس کی ابرو کے اشارے پر
دو عکس نظر آدیں پانی میں مہ و خور سے		تو شب کو جو آجاوے دریا کے کنارے [پر]

احسان

تخلص عزیزے است از دودمان حری الاحترام میر غلام علی نام کہ در خجستہ بنیاد حیدرآباد سکونت دارد و خلق آنجا ویرا از زمرہ سخن طرازاں می انگارد ایں مطلع اوست ؎

حاسدوں کی عقل نافرجام حیراں ہوگئی		عید بھی آکر ترے در پر سے قرباں ہوگئی

اخگر

تخلص لالہ ٹیک چند دیوان مرزا خورم[1] صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم است ایں چار شعر ویراست ؎

کون کہتا ہے کہ ہم نے مے پرستی چھوڑ دی		رات دن پیتے ہیں مے پر مے پرستی[2] چھوڑ دی
ہوگیا دریائے عصیاں ہم کو بحر مغفرت		آنکھ جب اشک ندامت میں برستی چھوڑ دی
دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار		ایسی شے نایاب ہے ہے مفت سستی چھوڑ دی
کیوں کیا اخگر نے یارو ترک لذات جہاں		کس کی خاطر اوس نے یوں خاطر پرستی چھوڑ دی

---

[1] مرحوم ق.و. [2] کذا در ہر دو نسخہ و تذکرۂ کریم الدین ص۲۸۶ ۔

اسد

تخلص رائے کیرت سنگھ کھتری شعرش خالی از کیفیت نیست این دو شعر از واست ؎ ورق ۲۸۰

ہر شمع پر کے آنے سے شعلے کا گل کھلا　　پروانہ بلبلوں کو جو آیا بہار کا

چشم کو حال سے عاشق کے یہ بیہوشی ہے　　دل جو حیراں ہے تو یہاں سر نہ خاموشی ہے

اشرف

تخلص عزیزے است نیکو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد اشرف نام این مطلع او راست ؎

آ بیٹھو تو ٹک باتیں کریں تم سے میاں ہم　　پھر دیکھیے ایکدم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اطہر

بطاء مہملہ تخلص شریف زادہ ایست صاحب بصارۃ از اہل بیت طہارۃ سعادۃ آغاز فرخندہ فرجام میر غلام علی نام این شعر گفتۂ وے است ؎

نہیں یہ مردمک چشم ساتھ آنسو کے　　نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

امید

تخلص شاعرے است از شعرائے خجستہ بنیاد حیدرآباد این بیت از گفتہائش کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ ؎

کیا جواہر خانۂ الفت میں آب و رنگ ہے　　معدن کونین جسکے آگے کم از سنگ ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشدآبادی است وے در شعرائے آنجا خوشگو معلوم می شود این مطلع او

راست ٥

عمر کٹنے تو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی — دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

امیر

تخلص میر علی است وے سید زادہ ایست خوبی التیام شیریں کلام مولدش شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد گردش دور دوار دریں ایام نافرجام ویرا بدیار دکن افگندہ این ۂ شعر از ان وے است ٥

عجب کیا ہے جو تربت میری ایک مخزن ہو پیکاں کا — کہ دل پر ہے جراحت اب تلک اوس تیر مژگاں کا

یہ برج دلو میں ہے زحل یا اب دیکھیو کوئی — نظر آتا ہے خال اوس ماہ رخشاں کے زنخداں کا

جلا دیویں قفس اور دام آتشبار آہوں سے — اگر یکدم ہمیں صیاد دیوے حکم افغاں کا

عجب ایک حسرت آتی ہے مجھے جب رقص میں اوسکا — کبھو جو یاد آتا ہے اوٹھا لینا وہ داماں کا

امیر اوس خط نورستہ کے کشتے کا نشاں یہ ہے — کہ ہوگا اوسکی تربت پر درخت ایک سبز ریحاں کا

بجھائیں کون سی تدبیر سے ہم اے ساقی — لگی ہے خرمن دل میں شراب سے آتش

نامہ بر سوز جگر میں جو رقم کرتا تھا — ہوگیا سوختہ کاغذ وہیں تحریر کے ساتھ

درد ہوتا ہے یہاں اب بھی جو گلہ ہے گلہ ہے — دل کے پھوڑے میں کوئی چرکہ مگر باقی ہے

جب وہ دل لے کے چلے میں نے کہا آؤ گے پھر — ہس کے یوں کہنے لگے جان و جگر باقی ہے

انوار

تخلص کسے است کہ ایں مطلع وے بمن رسیدہ و بس ٥

کس تجمل سے چمن میں آج آئی ہے بہار — مژدۂ عیش و طرب گلشن میں لائی ہے بہار

ببر

تخلص سخن سنجے است نیکخو از معاصران شاہ مبارک آبرو و ایں مطلع وے علیہ الرحمۃ کہ از سفینہاے ورق ۲۸۱
دریں بدست افتادہ بزبان قلم در دادہ ؎

لم یلد مولیٰ تو ہی بے شک ہے خاص و عام کا — سب ترے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

برق

تخلص لالہ بھگوان دت لکھنوی است لطف طبعش ازیں شعر کہ مرقوم قلم حقائق رقم گشتہ معلوم می شود ؎

نتھ کے حلقے میں تمہاری یہ لٹکتا ہے بلاق — خون مرا پینے کو گویا آپ نے مچھر پالا

بیجان

تخلص عزیزے است افغان مسمّی بہ عزیز خان ایں سہ بیت از وراست ؎

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانیں گے — ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

پیچ دیتا ہے تجھے کہہ کے برادر یہ رقیب — اوسے دستار نہ اے خانہ بر انداز بدل

نہ بوے مشک ہوا ایسی نہ بوے عنبر تر — جو لپٹیں آتی ہیں گل رو ترے پسینے سے

بینوا

تخلص نوجوانے است کہ در عین عنفوان شباب ترک تعلقات دنیوی گزیدہ آزاد گشتہ و دست بیعت بدست حق پرست قدوۂ علماے حقیقت آگہیں مولوی رفیع الدین دام برکاتہم دادہ بے نوایانہ ایام بسری برد اما نماز گزار و متشرع واقع شدہ گرد منہیات و مسکرات نمی گردد بہ مقبول شاہ اشتہار دارد شوق مرثیہ [خوانی]

۱؎ کذا در ہر دو نسخہ، ۲؎ 'خانی' در نسخۂ اصل،

ہم بہم رسانیدہ از حافظ محمد حفیظ حفیظ تخلص کہ دریں زمانہ تبہ حالی یادگار میر عبداللہ مرحوم است مشق می نمائد و فوائد قواعد شعریہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ میرباند ایں چار شعر ازان وے است سلمہ ربہ

پڑے دست جنوں کے ہاتھ ہم جبدن سے اے ہمدم
گریباں ٹکڑے ٹکڑے دھجیاں داماں رکھتے ہیں
یہ رتبا ہیں نے پایا عشق میں اوس شاہ خوباں کے
بندھی سر پر ہے سیلی اور فقیری شان رکھتے ہیں

کہیں اوس زلف کی لٹ کھل گئی ہے
چلی آتی ہے بو مشک ختن کی
شہید تیغ ابروے بتاں ہوں
مجھے حاجت نہیں غسل و کفن کی

بیتاب

تخلص سہ کس است کہ نرسیدہ ازاں نام دو کس بایں کس و بر اسم سیوم کس ظفر یافتہ و بس

بیتاب (۱) اول بزرگے ایہام گو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں سہ بیت از وے است

ابرو اوس کے ہلال کے مانند
خال اوس کا بلال کے مانند
کیوں نہ ہم سے ہو وہ سجن باغی
قد ہو جس کا نہال کے مانند
گلرخوں کی گلی میں اے بیتاب
خاک پا ہے گلال کے مانند

بیتاب (۲) دوم شخصے از تلامذۂ قیام الدین علی قائم ایں شعر وبر است

بیتاب بھی کیا جواں تھا اے واے
ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب (۳) سیوم ہندوے مطیع الاسلام سیوک رام نام ایں دو شعر او گفتہ

نہ رہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم
پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
ورق ۳۱۲ اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص
کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

تاثیر

تخلص میر صادق علی حیدر آبادی است ایں شعر کہ در توصیف شمشیر کسے است از وے است

اعدا کی صف پہ جب چلے وہ تیغ آب دار — ہوں ایک کے [تو] دو وہیں لو دو کے دو ہیں چار

تمنا

تخلص میر اسد علی جنوبی است و ایں مطلع از قصیدہ گفتہ او سے

کرتا ہے کار بستہ سے نت چرخ واگرہ
ناخن ہلال پاس ہے انجم ہے تاگرہ

تھانیسری

تخلص شاہ امام بخش تھانیسری است وے درویشے است نیک نہاد سعادت بنیاد از سلسلہ علیہ قادریہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کہ نسبت ارادۃ بہ یکے از اولاد امجاد حضرت تمیش قادری قدس سرہ دارد و اوقات سعشیاِ روزی خود درویشانہ بسر می آرد گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ از طبع [ش می] تراود ایں [چہار] شعر از وے است سے

اس جہاں میں اوس [جہاں] میں کون ہے — ہر نہاں میں ہر عیاں [میں کو]ن ہے
ہے جو د کھلا[تا] تجلی دمبدم — ہر جمال دلبراں میں کون ہے
تو کہے میں گفتگو سے پاک ہوں — پس یہ گویا ہر زباں میں کون ہے
لوگ کہتے ہیں خدا ہے لامکاں — پھر زمین و آسماں میں کون ہے

جعفری

تخلص مردے است از ممالک شرقیہ کہ ایں قطعہ دو بیتی در تاریخ بلدہ سرورنگر از و است سے

بنی ہے تازہ یہ آبادی سرور فزا — بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ — رہے ہمیشہ یہ آبادی سرورنگر

ا؎ سہ شنبہ ۱۰۱۔

جلال

تخلص عزیزے است از سکنۂ خیر بنیاد فیض آباد کہ ایں شش شعراو راست ؎

قدر عاشق کی وہ کیا جانے کہ آپ ہی شب و روز — عشق رکھتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی کا[1]

دل دیا مفت اب اوس آئینہ رو کو افسوس — میں تو حیراں ہوں جلالؔ اس تیری دانائی کا

اب تلک بازار میں بیٹھے ہیں جس کی دید کو — کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس بے دید کو

کیا ہوا قہر جو کل جانب ابرو دیکھا — اتنی تم بات پہ بس کھینچنے تلوار لگے

ایک عالم ہو خریدار نہ کیوں سوجی سے — بیٹھنے جب کہ وہ یوسف سر بازار لگے

جوشش

تخلص [دوکس] می شناسم

جوشش (۱) اول شخصے سعادت التیام محمد روشن نام ایں روشن مطلع وے راست ؎

دل میں ہے اب قرب میں آئینہ ساں پیدا کروں — وہ مجھے دیکھا کرے اور اوسکو میں دیکھا کروں

جوشش (۲) دوم محمد عابد عظیم آبادی کہ ایں دو شعر وے بمن رسیدہ و از لطف طبعش طبیعت محبت طویت خیلے خوشدل و محظوظ گردیدہ ؎

جوں آئنہ یہ ستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو دنیاں نے آستیں پکڑی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی نامی قزلباش است کہ ازیں مطلع گرم و پر سوزش جوہر قابلیت وے مستنبط

---

[1] فیہ شئی (منہ)

می شود ؎

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیاں ہو　　اے مرغ نالہ کچھ ہو یکمشت پرفشاں ہو

جہانگیر

تخلص میر جہانگیر لکھنوی است وے مردے است کہ بہر دو زبان سخن میگوید و رخش ہمت بمیدان فارس و ہندی پوئید از بزرگ زادہاے بلدہ موسوم و از شریف زادہاے آں مرز بوم است اکثر بعمدگی ایام بسر فرمودہ[1] حالا در دوار ویرا سخت تنگ نمودہ خداش فلاح نصیب کند ایں غزل پنج بیتی خود بمن نوشتہ دادہ او راست ؎

وہ کافر میرا درد کیا جانتا ہے　　جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے
غم و درد ہجراں سے واقف نہیں ہے　　یہ ناصح فقط مغز کھا جانتا ہے
یہانتک ہے او سپر دل زار مفتوں　　جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے
محبت جسے کہتے ہیں ہے وہ مشکل　　سو وہ ایسی باتوں کو کیا جانتا ہے[2]
ہساتا ہے ہر یک کو وہ شوخ ظالم　　جہانگیر کو ہی رولا جانتا ہے

حامد باری

عزیزے بود از قدما بزبانے کہ داشت سخن سرا حسب رواج آں وقت نکتہ پیرائی می فرمود ایں ہفت بیت [آں] ایں احقر تحریر نمود منہ عفی اللہ عنہ ؎

عزم سفر چوں کردی ساجن نینو نیند نہ آوے جی　　قدر وصالت ناد انستم تم بن برہ ستاوے جی
موسم و وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جاے بجا　　تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھ نہیں ساجن بھاوے جی　ورق ۳۶۲

---

[1] نمودہ ا۔ ا۔　　[2] ا۔ ا۔ میں یہ شعر نہیں،

جانم برلب آمد جاناں اپنو مکھ دکھلاؤ جی
دیدم روے بسے درجہاں میاں کرونک آؤ جی
قوس دو ابرو تیر از دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ
کشتۂ خود را باز ندیدہ ایسی ماں نہ لاؤ جی
چشم دو قاتل برند قرارم غمزہ سنے تاب ندارم
زلف تو گوندھ ہردم مارم جب لگن لگاؤ جی
من ز فراقت جوگی بہیا کانوں مندرا لگن گیا
گشت کنم ہر دیس بدیسا سیامی بہچاپاؤ جی
صبر بکن تا چند بنالی اے دل خستہ حامد باری
حمد بگو یا حضرت باری تو مجھ آن ملاؤ جی

حمائت

تخلص عزیزے نیک نہاد در بلدۂ حیدر آباد کہ علم شاعری دراں نواح برافراشتہ و ہمت خود بیشتر بقصیدہ گوئی برگماشتہ ایں دو بیت از یک قصیدہ اش کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

آج کے دن جو کھلا باغ مسرۃ کا در
دیکھتا کیا ہوں کہ ہے جشن چمن میں یکسر
اوسطرف نعرہ کناں سرو پہ قمری ہے وہاں
اسطرف بلبل شیدا ہے تصدق گل پر

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی است کہ ایں مطلع او راست ؎

ہے کدھر کو تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیرۃ

تخلص میر مراد علی مراد آبادی است کہ ایں دو شعر تر از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا یہ جہاں نقش بر آب آخر کار
تاج سر پر سے گرا مثل حباب آخر کار
سادہ رویوں کی دلا مہر محبت پہ نہ بھول
مونہہ پہ دیوینگے تجھے صاف جواب آخر کار

ص ۵ ' ا ' د ۰ ا

خاص

تخلص عزیزے است از ممالک جنوبیہ کہ ایں دو بیت دعائیہ از قصیدۂ مدح ناظم آں دیار بمن رسیدہ و در رشتۂ تحریر کشیدہ ؎

خاصؔ اس تازہ مضامین کے چمن پھولوں کا
تا رکھے قطعہ گلشن کو جہاں کے مشموم
شمع تابندہ ایوان رواق کسریٰ
سروزیبندۂ گلزار دکن آصف جاہ

خیال

غیر از غلام حسین خاں سلمہ الرحمن تخلص کائنات زادہ الیست خوبی القیام جبسکہ راج تام کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند و خیال طلب علوم عربیہ در سر دارد و بالفعل کتاب مستطاب فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا کہ از نفائس فوائد نفس نفیس ملائے نامی مولانا عبدالرحمن جامی است قدس سرہ میخواند بہر حال ایں چار بیت از و است ؎

تو جور و ستم کر نہ سکھائے سے کسی کے
کچھ پھل نہیں پانے کا ستائے سے کسی کے
حسرت ہی رہی جی میں میرے آہ پس از مرگ
بالیں پہ دم نزع نہ آئے سے کسی کے ورق ۳۸۴
اے یاسمن اوسے نہ مقابل ہو کہ جس کا
میلا ہو بدن ہاتھ لگائے سے کسی کے
پھر داغ جگر ہو گئے [غیروں کے] بھی تازہ
تربت پہ میری پھول چڑھائے سے کسی کے

دارا

تخلص در نشین دریائے سلطنت و ظل اللٰہی گوہر آبدار معدن خلافت و شہنشاہی فرزند دلبند قرۃ العین ہیبن پور بادشاہ جمجاہ نبیرہ شاہزادۂ ولیعہد مرزا اکبر شاہ وارث تاج و تخت مرزا دارا بخت است طال اللہ عمرہ و زاد قدرہ طبیعت صافی طویت آں نہال بوستان شہریاری گل سر سبد گلستان تاجداری مناسبت کلی بدیں فن شریف دارد و شعر تر و خوب از زبان گوہر فشان ایشاں می تراود ایں پنج بیت از ریختہائے طبع

لہ رای ۱۰۱

دربار آں والا نژاد است ؎

کیوں کے بیزار نہ اس عاشق غمخوار سے ہو | اب تو ملنے لگے تم اور بھی دو چار سے ہو
استراحت نہ کرے سایۂ طوبی میں بھی وہ | جسکو آرام ترے سایۂ دیوار سے ہو
گو تکو سہے دہن یار کا عقدہ یارو | کیونکہ ظاہر یہ بھلا اب لب اظہار سے ہو
کسنے دل لے لیا بھولے سے تمہارا دآرا | آج بیٹھے ہوے خاموش جو ناچار سے ہو

دل

تخلص دو کس می شناسم

دل (۱) اوّل غلام مصطفے خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں [بیوتات[۱]] است د[ر] جوانے بود
قابل و قابل دوست بسیار متعیشانہ اوقات بسر می برد [و] خوش زندگی می کرد این سہ شعر از گفتہاے
اوست ؎

سرمہ تیری آنکھوں کا ہوا بسکہ گلو گیر | محشر میں تری کیا کوئی[۲] فریاد کرے گا

سماگھٹا کا خدا تیرے بن نہ دکھلاوے | برا لگے ہے یہ ابر سیاہ آنکھوں میں

کیا کیا سمے گذر گئے آنکھوں کے دیکھتے | گویا کہ خواب بھی وہ خیالوں میں اب نہیں

دل (۲) دوم شخصے جدید الہدایۃ صاحب دراثۃ از قوم کھتریاں کہ خود را بزور آور خاں موسوم ساختہ افغان
می گویاند این دو بیت او راست ؎

رات کی نیند گئی دن کا سب آرام گیا | زلف خوباں میں بھلا تو دل بدنام گیا
یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام | خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

۱؎ 'بیوتات'، نسخۂ اصل ' ۲؎ کوئی کیا تری '

ذوق

تخلص نو مشقے است از شاگردان محمد نصیرالدین نصیر کہ گاہ گاہ در مجلس شعرا حاضر می شود و غزل طرحی هم سرنجام می دہد این دو بیت منسوب بدوست [۱]

مت ورسے اوٹھا بہر خدا اپنے تواے بت   بیٹھا مجھے اب رہنے دسے دربان سمجھ کر

ٹک دیکھ اپنا تو چشم حقیقت سے اسکو ذوق   ہر طرف جلوہ گر ہے اوسی کا ظہور حسن

رجا

تخلص کسے است کہ این دو شعر او راست

چنچل نچلا رہتا ہی نہیں اچپل اٹھکھیلی بغل میں بھی
ہر بار جھجک چھاتی سے لگے بوسے پہ اٹک پھر ویسی ہی
کوا جو چلے گا ہنس کی چال د[ہ اپنی] چال بھی بھولے گا
اب دیکھیں رجا کوئی کہوے تو ہر بیت مکمل ایسی ہی

ورق ۳۸۵

رحمان

تخلص سخن گوے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ [ولی] گفتارش برویہ آنوقت است مبالات غلطی حرکات و اندیشہ تنگی الفاظ این صاحبان را اصلا نیست بہر کیف این چار بیت از گفتہاے این بزرگ منجملہ اشعار کہ در سفینہاے قدیم یافت درینجا نگاشت منہ عفی اللہ عنہ

نازک لطافت نازنین نازک میرا دلدار ہے   نازک دہاں نازک زباں نازک عجب گفتار ہے
نازک ہے رو نازک ہے مو نازک ہے بینی اور گلو   نازک بھواں نازک مژہ نازک عجائب پیار ہے

---

[۱] یہاں نسخۂ اصل میں نشان دے کر "ذوق و عشق ہاست یا" بے سبب" حاشیہ پر مرقوم ہے جو ا۔ ۱ میں درج نہیں۔ آخری لفظ "بے سبب" بھی پڑھا جا سکتا ہے اور 'ہاست' بھی ہو سکتا ہے'

نازک مزاج سیم تن نازک ہے سینا جوں سمن — گل سے نرم نازک شکن نازک گلے کا ہار ہے

نازک پیارے کا دہن رحمان کرنا اک نظر — از بسکہ نازک گل ہے وہ نازک نظر درکار ہے

رحیم

از معاصران رحمان و ہمزبانان وے و مرد درویش نہاد است ایں ہشت شعر او راست کہ ایں عاصی پر معاصی لاابالی و جان خوشش می آیند ؏

رتی بھر رات نہیں ہینا نہ مجکو چین دن اتنا — سکھی بھولی پھری بپتا بتھا میری سناوے کو

اری نادان تیں اپنے سجن کو کیوں رُٹھایا ہے — روٹھا کر پیو کو جگ میں کنھونے ذوق پایا ہے

کیا کر پیو کی خدمت خوشی ہو ہو بھلی بدہ سوں — نفع اس بیچ ہے [تیرا] تجھے میں کہہ سنایا ہے

بہت پچھتاوے گی میری نصیحت مان کہتی ہوں — سکھی کر رات دن سوہی پیارے کو جو بھایا ہے

تری سوں ہووے گا تجھ مہرباں اور پھر نہ روٹھیگا — روٹھلے کو منائے بن تجھے کیسے سہایا ہے

[سناج] تو دیکھ تو اوسکو رہیگا کب تئیں روٹھا — تو کرلے جو کچھ اونے حکم تجھ اوپر چلایا ہے

کہا کر بول اپنے سجن کو لاؤ چھاتی سے؟ — جیون کا پھل یہی جگ میں بڑے لوگوں بنایا ہے

کہا کچھ نا سمجھ اچھوں سیانپ ہے سجن سیں مل — رحیم اپنا کرم کرلے سو پہلے تجھ بتایا ہے

رسوا

وے شاعرے است از شعرائے قدیم صاحب طبع قویم از پیران کہن سال بہ تحقیق پیوستہ کہ وے غیر از آفتاب رائے جدید الہدایت است کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیرالامرا [نجیب] الدولہ بہادر [ر] عفی اللہ عنہ درگذشتہ بہرحال ایں رسوائے قدیمی خوش میگوئند و ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؏

کفن میرے پہ یارو یہ لکھانا — کسوسے کوئی دل کو مت لگانا

ایسے ظالم سے محبت کی ہے میں کیا پاؤں گا — یوں نظر آتا ہے مجکو روہی رو مرجاؤں گا

اشک رہتے ہیں بھرے دیدۂ گریاں کے بیچ — آنکھ لاگی ہے مگر چاہ زنخدان کے بیچ

رسا

تخلص مرزا الٰہی خلف [الصدق] مر[زا عیدو] است وے (از) سلاطین تیموریہ و مطمورہ نشین
نو محلہ است ایں دو شعر منسوب بدو است ؎

مثل سیماب ہوگیا اوس بن ۔۔۔ اس دل بے قرار کا عالم

[ہم بھی ہیں رسا وقت کے یہاں اپنے] سلیماں ۔۔۔ ہے قید میں ہر ایک پری زاد ہماری

رضا

تخلص دو کس میدانم
اول محمد رضا [دکنی] ایں دو بیت از قصیدۂ وے است کہ در مدح کسے گفتہ ؎ رضا(۱)

ہیں کہاں ایسے بے عدیل و نظیر ۔۔۔ رائے جن کی موافق تقدیر ورق ۲۸۶
سیکھ جاوے یہاں ارسطو بھی ۔۔۔ علم و حکمت فراست و تدبیر

دوم [مولوی عبد الرضا تھانیسری وے از مریدان شاہ امام بخش تھانیسری و مرد دانشمند است رضا(۲)
ایں سہ بیت از واست ؎]

آدمی بلبلا ہے پانی کا ۔۔۔ کیا بھروسا ہے زندگانی کا
کبھو ہنسنا کبھو دکھانا آنکھ ۔۔۔ یہی شیوہ ہے دلستانی کا
اہتو تھانیسری رضا کو شاہ ۔۔۔ دیجئے حکم کامرانی کا

روشن

تخلص شخصے است کہ ایں شعر گفتۂ اوست ؎

جی میں یہ تھا کہ جان کیجے نثار ۔۔۔ ایکدم بھی وہ بے وفا نہ رہا

زمان

تخلص کسے است کہ ایں دو شعر از گفتۂ اوست در مدح خدابندہ خان افغان مدار المہام سرکار دولتمدار نواب غفران ایاب احمد خان بنگش گفتہ ؎

باشان و باشکوہ وہ عالی مقام ہے — جس شخص کا خدا کی خدائی میں نام ہے
لاکھوں ہی اوسکے سایہ میں پاتے ہیں تربیت — تابع ہیں اوس کے سب وہ مدار المہام ہے

سبحان

تخلص مردے است سخنگو از شاگردان شاہ مبارک آبرو ایں بیت او راست ؎

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تیری مجھے جانا

سپاہی

تخلص عزیزے است شجاعت التیام شاہ قلیخان نام ایں مطلع او راست ؎

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے
کس کس کا مونہہ موندوں میاں کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

سخن

تخلص صاحب سخنے است از دیار جنوبیہ کہ ایں ہفت بیت از قصیدہ گفتہ اوست ؎

جلوۂ حسن شقایق کی کہوں کیا میں مثل — آتش طور بھڑکتی ہے بہر دشت و جبل
رنگ ہے رنگ چمن پر کہ تماشے کے لیئے — شاہد نکہت گل آئے ہے پردے سے نکل
فیض واشد ہے اس ایام تمام ایسا کچھ — خود بخود ہووے ہے حل عقدۂ مالاینحل
اسقدر سبز ہے صحرا بھی کہ اب گلشن سے — سرو اک پانو سے ہے سیر کا مشتاق کہ چل

دیکھ کر خوبی شاخ گل شبوے چمن — کیا عجب ہے پڑے فوارہ گر ایکبار اچھل
اسلیئے تیغ دو دم کھینچے ہے نت صبح بہار — تا خزاں کا چمن دہر سے مٹ جائے خلل
شاہد رنگ گل آغوش میں شاید آجائے — اسلیئے قوس قزح کھولے ہی رہتی ہے بغل

سرور

تخلص سیدزادہ البت سعادہ التیام میر فیض علی نام وے از اولاد امجاد سید ابراہیم برادر سید شمس الدین است قدس سرہ کہ مزار فائض الانوار ایشاں در قصبہ اجڑاڑہ کہ بدو مرحلہ از حضرت دہلی است واقع شدہ یزار و متبرک بہ وایں بزرگ از ساداۃ کبراویہ است وطریقہ علیہ اش شطاریہ کرامات وخوارق عادات شے دراں نواح شیوع شایع دارد ودر سالے یکبار بایام رحلت آں بزرگوار اعنی در ماہ ذیقعدہ از بعدہم گرفتہ تا بیستم مردم از اطراف واکناف فراہم آمدہ داد نیک اعتقادی میدہند حاصل کہ ایں میر فیض علی جوانے
ورق ۲۸۷ است سعادۃ نشان نیک بنیان نہائت بعزت آراستہ وبغائت بمسکنت پیراستہ صالح پاکیزہ دین خوش عقیدہ سعادۃ آگین شوق تحصیل علوم عقلیہ بمرتبہ اعلیٰ دارد واشتیاق حصول فنون نقلیہ بدرجہ قصوی محض بنا بر کسب ایں سعادۃ عظمی از وطن مالوف ہجرۃ گزیدہ بکلبہ ایں خاکپاے طلاب جہان بحضرۃ دہلی سکونت ورزیدہ دامن برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر ازیں بے بضاعۃ استفادہ می نمائد وگاہ گاہ بنا بر تفنن ہمت بریختہ گوئی گماشتہ اشعار ریختہ طبع خود از نظر تربیت اثر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ میرساند او سبحانہ جل شانہ بمراد دلی رسانیدہ بعمر طبعی رساند ایں غزل پنج بیتی از گفتہاے وے بدعمرہ ایں عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

نہ قصد کعبہ ہمکو نے سر بتخانہ رکھتے ہیں — تصور دل میں ترا را تدن جانانہ رکھتے ہیں
صدف ہم کس لئے منت کش باران نیساں ہوں — کہ چشم تر سے ہر آنسو در یکدانہ رکھتے ہیں
خوشی رہوے کہاں یارو بھلا انصاف تو کیجے — یہ دل ہے ایک جسمیں ہم غم جا[نانہ] رکھتے ہیں
نہیں کچھ کام اے ہمدم ہمیں اب شیخ و زاہد سے — کہ ہم پیر طریق اپنا مغ میخانہ رکھتے ہیں
سرور اب اندنوں ہر آشنا بیگانہ بشہ مجکو — خفا آزردہ رنجیدہ خوشی بیگانہ رکھتے ہیں

سلمان

تخلص شخصے است کہ ایں مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیے طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بل بے جگرداری دل

شوق

تخلص شخصے است از تلامذہ سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا رفیع سودا ایں دو بیت از واست

سرشک چشم سے دل ہے کباب در تہ آب ہوا ہے چشم کا خانہ خراب در تہ آب

شوق گو عشق میں رسولے دو عالم ہے ولے شکر صد شکر ترے پیچھے تو بدنام نہیں

شہید

تخلص نکتہ سنجے است خوشگو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں دو بیت او کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت بہار آخر ہوئی تب ہم ہوے آزاد یا قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرۃ میں جی دینا ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہدا

نیز تخلص سخن گوے ایام سالف است و ایں مطلع از زادہاے طبع اور حمہ اللہ تعالے ؎

رہے ہے کوہ میں فرہاد قیس بن میں رہے فلک یہ شہدا بتا کس جلا وطن میں رہے

فیہ شیئان جاز اعند القدماء تامل

شہرۃ

تخلص دو کس بنظر رسیدہ

شہرۃ (۱) اول شخصے است در بلدۂ لکھنؤ صاحب خبرۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں قطعہ دو بیتی اوراست ؎

دو دن کی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جنکے ساتھ — اب قبر پہ ہماری جو اون کا گذار ہے
آپس میں یوں وہ کہتے ہیں اب پڑھ کے فاتحہ — شہرۃ تھا نام جسکا یہ اوسکی مزار ہے

شہرۃ (۲) دوم عزیزے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اوست ؎

ہے کجروی پہ ہمیشہ یہ چرخ ناہموار — کروں میں اوسکی جفاؤں کا تا کجا اظہار
ہر ایک نگاہ میں بدلے ہے سو طرح کے رنگ — بشکل بوقلموں مثل شیشۂ زنگار

صبا

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بہ میر ضیاء الدین ضیا دارد و ایں ہیچمدان سراپا نقصان پنج بیت وے در اینجا می نگارد ؎

ورق ۳۸۸ جمع کر کر درد سارے تونے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر تونے کیا حاصل کیا

نہ کر محروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اوسے دیتے ہیں جسکو قتل کرتے ہیں

یہ ماتم کس دوانے کا [ہے] یارب آج صحرا میں — کہ سیلیں رو[تی] پھرتی ہیں بگولے خاک اوڑاتے ہیں

بھول کر بھی کبھو نہ یاد کیا — ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے

کیا جور کیا تعدی جو کچھ کرو بجا ہے — بدلا ہے دل دیے کا اس کی یہی سزا ہے

صبر

تخلص نونہال گلستان سعادۃ و اقبال گل نودمیدۂ گلشن عزت و جلال برگزیدۂ حضرت ذو المنن المسمی بہ مرزا غلام حسن است مدعمرہ و زاد قدرہ وے نوجوانے است سعادۃ آگین سراپا عز و تمکین، خوشخو شیریں مقال شگفتہ رو پسندیدہ خصال بغائت مہذب نہائت مودب یکسر محبت سراپا مودۃ سربسر حیا مو بمو وفا ابا عن جد د فن طبابت علم آباؤ اجدادش اہل علم و فضل یک قلم نیاگانش بہ تقرب سلاطین کامگار زندگانی بسر فرمودہ بزرگانش بہ مصاحبت امراے عالی مقدار روزگار حیات مستعار سپری نمودہ با جد امجدش آغا عسکری علیہ رحمۃ الباری احمد ابدالی بااوجباری[١] سر حساب درخور داشت نواب مستطاب معلے القاب غفران مآب امیر الامرا ضابطہ خان بہادر بااو[١] طمطراق امارۃ ہرچہ تمامتر بعزۃ پدر والا قدرش مرزا ابو علیخان سلمہ الرحمن ہمت می گماشت و ایں نوجوان سعادۃ توامان درکسب علوم رسمیہ جد و جہد بسیار بکار می برد و شعرش باصلاح سراپا صلاح برخوردار سعادۃ دثار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ میرسد بہرکیف ایں پنج بیت از زادہاے طبع ایں خوبی بنیان سعادۃ قران است ؎

ربط و اخلاص وہ ڈوبے[٢] تمہیں اپنی ہے قسم
کبھو آیا تو کرو اپنے گنہ گار کے پاس

جب تلک ہے دم میں تو ہم تجھ سے نباہیں جانمن
ہے ارادا یوں ولے تقدیر سے واقف نہیں

کشتۂ تیر نگہ جس کا ہوں میں اے واے صبر
وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نخچیر سے واقف نہیں

چلمن سے اوس نگہ نے کیا دلفگار ہے
یہ وہ مثل ہے ٹٹی کے اوجھل شکار ہے

صدق

تخلص شاعرے است از شعراے خیر بنیاد حیدرآباد ایں ہفت شعر او راست ؎

رگ گل سے بھی نازک تر ہے پیارے
گلابی پیرہن کا تیرے ہر بند

بوقت اشک اب نکلے ہے شائد
ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند

١؎ بااوجباری ا. ا. اصل نسخہ میں 'اون' ہے جو 'آن' کی جگہ لایا گیا ہے ' ٢؎ توڑ دیا ا. و. ع. کذا

ہوا جو صاف مشرب آئنہ ساں — رکھے خلقت کے موہنہ پر کب وہ در بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

سخن وروں کو کرے تنگ معنی باریک — جو مو کمر کا مرے ذکر درمیاں نکلے
نکلے جو قافلۂ اشک دل سے نکلے آہ — فغاں کرے ہے جرس جبکہ کارواں نکلے
نگاہ گرم سے دیکھا ہے شمع نے شاید — جو آپ بزم سے برہم عرق فشاں نکلے

صفا

تخلص کسے است کہ ایں مطلع منسوب بوے است ؎

محتسب جھوٹ ہے مے کس نے بھری شیشے میں — رہ گئی ہے کہیں آنسو کی تری شیشے میں

صفدری

تخلص شاعرے است کہ کلامش بکلام قدما می ماند و ایں بے بضاعت یک بیت او[1] می نگارد ؎

خاتم دست سلیماں ہے پری روکا دہن
لعل لب کا جس [پہ] یاقوتی نگینہ ہے عجب

ظہور

تخلص طالب علمے است قدیمی قوی الذہن ایں مطلع از وے است ؎

چشم گریاں حسن سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

عابد

تخلص سخن گوئے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی غالب کہ از دکن باشد کہ زبانش

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ، ۵۲ الف و ۱۰۱۔

بزبان شعرائے آں نواح کہ دراں آوان بودندی ماند ایں پنج شعر او راست ؎

عجب چنچل ہٹیلے نے دکھو مجھ کیا کمر کر کر — لیا ہے جیو مجھ تن سوں نجانو کیا سحر کر کر
پکڑ کر مجکوں کس فن سوں اپن دیکھو ارے یارو — کھلایا زہر قاتل نے کمر سوں مجھ شکر کر کر — ورق ۴۰۹
وہ پلکاں تیر جوں خنجر چلایا جب میرے اوپر — لیا اوس وار کوں ثابت جگر کی میں [سپر کر] کر
خبر میری نہ تی مجکوں وسے کچھ کچھ سمجھتا تھا — جھلک کمہ کی دکھا چنچل [ستا] با سنے خبر کر کر
پرم ڈوری سوں بندہ کر رکھا ہے سج عابد کوں — پیا کے کمہ کنول اوپر رکھا مجکوں بھور کر کر

عاشق

شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد ایں مطلع او راست ؎

لائی ہے ایکے سال عجب کچھ بہار رنگ — ہر برگ گل میں آئے نظر بے شمار رنگ

عاکف

شاعرے بود از تلامذہ (سرآمد[1]) سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا شعر شس را کہ مرزائے موسوم مرحوم در واسوخت [خود تضمین] فرمودہ ایں، حقر در اینجا ثبت نمودہ او راست ؎

کہہ باغباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار — داماں گل پکڑ کے جو یہ خار رہ گئے

عاصی

تخلص بزرگے است صاحب شعور در قصبۂ رام پور نیک مذہب قادری مشرب ایں دو بیت او راست

؎ سنتے ہی میرا حال کہا جلدی سے مونہہ پھیر — میرا تو میاں کام سدا دل شکنی ہے
کیا تاب کہ اس مونہہ سے کروں غوث کے اوصاف — عاصی وہ جگر گوشۂ شاہ مدنی ہے

عباس

تخلص مغل زادے است خوبی التیام عباس علی بیگ نام ایں مطلع از وے است ؎

[1] "سرآمد" دونوں نسخوں میں درج نہیں،

بہار آئی ہے گلشن میں کیا چلی ہے ہوا — ہر ایک غنچے نے کھولا دہان بہر دعا

عزت

تخلص عزیزے است صاحب ذہن ساطع المسمی بہ شیخ عبدالواسع ایں مطلع وے است ؎

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا — سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عسس

تخلص مردے است ظرافت القیام شیخ بدرالدین نام کہ ایام حیات مستعار خود بہ کشادہ روئی و لطیفہ گوئی بسر می برد و بمصاحبت دنیاداران صاحب دول بزبان آوری بے مثل و بدل اخذ و جر حطام دنیوی می کند و خوش می زید و پرواے ہیچ کس و نا کس نمی کند گاہ گاہ [بنا بر] مصلحت وقت شعر ریختہ ہم بزبانے کہ دارد موزوں می کند ایں پنج بیت او راست ؎

گیا ہے بحر سے گوہر[1] جو لے کر تشنہ کام اپنا — کریگا حسن کے دریا میں وہ لبریز جام اپنا

ملے آہو نگہ جس کا حرم اور دیر ہووے اس کا — وہ کافر ہو کرے پھر ان بتوں کو یار و رام اپنا

ہزاروں آہ و نالے سے تیرا مضموں بالا ہے — کیا ہے شعر نے تیرے عسس گردون بام اپنا

تیرے جو عشق میں کشتہ ہے اوسکو حشر میں دیکھو — ضعیف اور زرد لکلیگا زمیں سے کاہ کی صورت

درگذر تو تو عسس کو[2] کہ تیرا مجرم ہے — گرچہ اکر بہ تیرا عرق کدو پی جاوے

عشقی

تخلص دو صاحب عشق بمن رسیدہ

عشقی (۱) اول شاعرے است نیک نہاد از قصبۂ مراد آباد ایں مطلع بدو منسوب است ؎

---

[1] لیکر جو گوہر و. د. [2] کذا در ہر دو نسخہ

کوئی تو ہے گلچہرہ کوئی سرو رواں ہے　　دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جاں ہے

عشقی (۲) دوم سخن گوے مرحمت انتیام شیخ رحمۃ اللہ نام این مطلع را بدو نسبت می کنند ؎

کہنا تو قصور اوسکو ہے اب حور کی گردن　　صانع نے بنائی ہے تیری نور کی گردن

عشاق

شخصے بود از کھتریان حضرت دہلی و از شعراے طبقہ ثانیہ کہ تخلص خود بلفظ جمع بنا بر مبالغہ قرار دادہ و این مطلع وے بکثرۃ ہر چہ تمامتر بافواہ خاص و عام افتادہ او گفتہ ؎

[آنے] سے خط کے دونا ہوا حسن یار کا　　آخر خزاں نے کچھہ نہ او باڑا بہار کا

عظیم

ورق ۳۹۷ جوانے بود سپاہی پیشہ نیک اندیشہ صاحب وولہ از قصبہ انولہ کہ بدین تخلص متخلص بود و این احقر سہ شعر وے کہ بران ظفر یافتہ تحریر نمود او راست ؎

قطعہ

کارواں اشک کا ہوتا ہے رواں آنکھوں سے　　تکو بھی آہ و فغاں ہم یہ خبر کرتے ہیں
کوئی گر تم [میں سے] چلتا ہے تو آجاے شتاب　　ورنہ اب یار تو کوئی دم میں سفر کرتے ہیں
کچھہ نگہ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار　　جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیدۃ

تخلص [کسے است کہ] این دو بیت از قطعہ وے است کہ در مدح اعظم خاں گفتہ ؎

کریں ہم سعی یارو [کس لیئے] اکسیر کی ناحق　　کہ ورد اسم اعظم سے ہے اوسکے فیض مفلس کو
تہ اقدام والا کے اوٹھالے خاک کی چٹکی　　اگر تحصیل کرنا کیمیا کا ہو مہوس کو

غازی

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن کہ ایں مطلع او راست ؎

تمہیں مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی   کہ بوے گل سحر دوش ہوا اوپر سوار آئی

غیرۃ

تخلص سہ کس می شناسم

غیرۃ(۱) **اول** عزیزے خوشخوا از بلدۂ لکھنؤ صاحب ہوش و خبرۃ [شا] گرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں سہ شعر او راست ؎

یا کسی ڈھب سے آپ آؤ جی   یا ہمیں کو کہیں بلاؤ جی

جان آنکھوں میں آ رہی [ایجاں]   ابتو صورت کہیں دکھاؤ جی

وہ بگاڑے ہزار تم غیرتؔ   اب اوسی سے بنائے جاؤ جی

غیرۃ(۲) **دوم** شخصے پاکیزہ گو ہم در بلدۂ لکھنؤ ایں مطلع او راست ؎

اس غم سے اب یہ آہ دل زار گرم ہے   غیروں سے جو طبیعت سرکار گرم ہے

غیرۃ(۳) **سیوم** شاعرے کہ طرز گفتارش بشعراے بلاد جنوبیہ حسب رواج آنجا در اینوقت می ماند غالب کہ از ہماں نواح باشد ایں مطلع از قصیدہ گفتۂ اوست ؎

مجھے چھوڑ اب سپہر زنگاری   [اس] روش کجروی و مکاری

فدا

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میرا] مام الدین نام طرز گفتارش بگفتار سخن سنج ملاحت آگین انعام اللہ خان یقینؔ می ماند غالب کہ از تلامذۂ آں مرحوم باشد ایں ہفت شعر از وے است ؎

[کہو اوس بیوفا] سے یہ تو تم سے دوستاں ہوگا   کہ اے نامہرباں پھر بھی کسو پر مہرباں ہوگا

بہار آئی ہے اب کے خوب سا دیوان پن کر لیں   کہ یہ شور جنوں اور موسم گل پھر کہاں ہوگا

چلوں کیا بہرطوف کعبہ باندھ احرام اسے زاہد — یہ کافر دل میرا وہاں بھی پرستار بتاں ہوگا

کیا کروں جاؤں کہاں اب اے بت خود کام میں — عشق میں تیرے ہوا ہوں جابجا بدنام میں

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل میرا تیری باتیں — مری نظر میں ہیں سب بیوفا تیری باتیں
تو بات بات میں ہوتا ہے مجھسے آزردہ — یہی تو کچھ نہیں اے دل [ربا تیر]ی باتیں

اگر چھٹتے جنوں میں ابکے ہم تو [اشک] خونی سے — ہر ایک جنگل فدا آرو روکے مثل گلستاں کرتے

فرصت

تخلص عزیزے است نیک نہاد در بلدہ الہ آباد و این دو شعر از زادہائے طبع اوست ؎

رشتۂ جاں بھی اگر ہو تیرا تار دامن — آہ اسپر بھی سمجھتا ہے تو بار دامن
اشک آنکھوں سے مری پونچھے ہے یا اے فرصت — ہوویں مژگاں نہ مبادا کہیں خار دامن

فراقی

تخلص شاعرے است قدیم از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ چیزے بطریق طنز در حق شاعر مشار الیہ گفتہ و وے در جوابش میگوید کہ ؎

تیرے شعر ایسے [نہیں ہیں اے فرا]قی — کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

وہم بملاحت طبع و [تضمینے صحیح] جائے بنا مش تصریح کردہ گفتہ ؎

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم — کمر سوں ایچپا خنجر چڑھا تا آستیں آوے ورق ۱۹۱

لمغص کلام کلاش بردیہ آوقت [است] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ بریک مطلع آں مرحوم مغفور از سفینہا [ے قدیم] دست یافتہ دریں جانگاشتہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہمنا کے دل کو جسدم تم لے چلے پیارے — مونہہ تکتے رہ گئے یہ ہمدم سبھی بچارے

[فیضی]

[از] شعرائے قدیم است ایں مطلع وے در سفینۂ از سفینہائے دیرینہ یافتہ شدہ ؎

قرباں شوم اے سرو رواں ہنس کے چلن کوں ہر غنچہ دہاں بند شدہ چھر کے دکھن کوں

قبول

تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ ایں شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا [ہے نعرہ زن] تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

قدر

تخلص مردے است [قدیمی] کہ قید مذاہب مطلق ندارد اما ایں مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو [تم] جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قرین

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیاں جعفر علی حسرتؔ دارد وایں مطلع وے کہ بایں احقر رسیدہ در اینجا می نگارد

؎ پیارے بیوفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو

کم گو

تخلص شخصے است از سکنۂ خیرآباد و ایں مطلع اوست بلطافت بے داد ؎

مجھے [یہ سبزہ] نوخیز خط حیرت میں لایا ہے کہ چار ابرو ہے [جا] نل یا کہ ابرو کا [یہ] سایا ہے

کمتر

تخلص عزیزے است از سکنۂ فرخ آباد کہ ایں سہ شعر وے شخصے را بود یاد ؎

---

[1] قدیم ۱۰۰

دل اوسکی ابروؤں پہ ہے مائل کماں آہ
شیشہ رکھا ہے ہم نے یہ طاق بلند پر
رہتا ہے جس جگہ کہ وہ صید افگن جہاں
کیا دخل اوس جگہ کہ جو مارے پرند پر
گلشن میں [ایک مر]غ جو کمتر اسیر تھا
کنج قفس میں رہ گئے اب اوسکے چند پر

کمال

تخلص عزیزے [است] سعادۃ توامان از شاگردان اشرف علی خان فغاں این دو بیت از وے است ؎

[واسطے جسکے سبھی] مجھکو برا کہتے ہیں
وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کرتے ہیں[۱]
[تری یہ] تیغ میاں مجھ پہ کاش چل جاوے
چھٹوں عذاب سے جھگڑا مٹے خلل جاوے

کمال الدین

شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمیں کہ تمام و کمال نام خود تخلص میکند امارد عاشق مزاج معلوم می شود طرز گفتار حسب رواج آن وقت دارد پنج شعروے کہ در سفینہاے قدیم [نوشتہ] شدہ ایں عاصی پر معاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

برہ کے بیچ سوں مجکوں چھڑاتا جا چھڑاتا جا
ٹک ایک مہرو وفا کر مکھ دکھاتا جا دکھاتا جا
نہ جانی تیں قدر میری کروں جوگی کے سے پھیرے
درس کی بھیک اے [ظالم دلاتا] جا دلاتا جا
کمال الدین ترا عاجز محبت کر محبت کر
اشارے سے کبھو اسکوں بلاتا جا بلاتا جا
اے صنم تجھ عشق میں جی کوں گنواؤں تو سہی
عاشقی کے پنتھ میں عاشق کہاؤں تو سہی
ہجر کے غم سوں اگرچہ جلتا ہی ہے مجھے
پانی سوں نیناں کے آتش کوں بجھاؤں تو سہی

گوہری

تخلص شخصے است از باشندگان قصبہ بداؤں ایں شعر وے است ؎

آخرش مارا پڑا ہاتھوں سے ان کے گوہری
ہم نہ کہتے تھے کہ ان بانکے پٹھانوں کو نہ چھیڑ

[۱] جنتوا ۱.۱. ۵ع کذا۔ کہتے ہیں ؟

[ماہ]

تخلص عزیزیست است خوبی التیام میر محمد علیخاں نام نیکذات پاکیزہ نہاد از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد این رباعی وے کہ در مبارکباد عید و نور[وز] [آصف جاہ گفتہ و بمن دست بہم داوہ در اینجا ثبت افتادہ **رباعی** صفحہ ۹۲

نوروز ہے اور عید ہے اے آصفجاہ
ہوں تجکو مبارک یہ بحسب دلخواہ

ہو حکم ترا ماہ سے لے ماہی تک
دور فلک [نظام از فضل الہ]

مبتلا

تخلص مردے است از قصبۂ میرٹھ سعادۃ لزوم بہ غلام [محی الدین موسوم] کہ بیشتر بہ عشق متخلص بود و شعر عاشقانہ موزوں می نمود[این شعر او راست] ؎

پانوں کی نہ ہہدی ہیں نہ صندل کسو سر کے
ہم عشق کے رگڑے میں ادھر کے نہ ادھر کے

مجنوں

تخلص مردے است نیک نہاد [از] باشندگان عظیم آباد صاحب صدق و صفا از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا این دو بیت او راست ؎

کرتا ہوا میں ایک[1] زمیں آسماں رہوں
مانند ریگ شیشۂ ساعت جہاں ہوں

دن میں سو سو بار [اوس کے] روبرو جانا مجھے
اسمیں سودائی کہو یا کوئی دیوانا مجھے

محشر

تخلص کسے است از قصبۂ بداؤں کہ این سہ شعر او راست ؎

تھنبے[2] ہے یار اگر یک نفس زباں میری
بہے ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشاں میری

جدھر کو لے اوڑے دل کی طپش کروں فریاد
نہیں ہے برق صفت ہاتھ میں عناں میری

ثنائیں زلف کی ازبس کیا کیا محشر
قلم کی طرح سیہ ہو گئی زباں [میری]

---

[1] رنگ و. و. [2] یہی ہے و. و.

مدہوش

تخلص شخصے است از شاگردان شاعر طبع افروز محمد میر سوز کہ این مطلع از واست ؎

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل   خدا جانے ہے اوس کو یا میرا دل

مدحت

تخلص مردے است نیکخو از سکنۂ بلدۂ لکھنو صاحب ہوش وخبرۂ از شاگردان میاں جعفر علی حسرۃ [این دو بیت] از واست ؎

لے گیا ہجر ترا گور میں یار آخر کار   روز فرقت نے دکھائی [شب تار آ] خرکار

خاکساری کی یہانتک میں لگی ہیں اوسکی   خاک ہو اوڑنے لگا [اپنا غبار آ] خرکار

مسرور

تخلص برخوردار سعادة وثار محبت نشان مودة توامان [فر]حت قرین مسرۃ آئین خوش منش پاکیزہ روش مائدہ مہر و وفا راجو شان دیگ مرزا اصغر علی بیگ المعروف بہ مرزا سنگی بیگ است مدعمرہ وعظم قدرہ وے نوجوانے است مغل زاخوبی آما بہ اندیشہ سپاہی پیشہ کہ بہرہ از فن فارسی دارد و اوقات شبار وزی خود بفرح وسرور میگذاند و اشعار خود از نظر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میگذراند این ہفت بیت از زادہائے طبع آں نونہال گلشن عمرو اقبال است منہ سلہ ربہ وطال عمرہ ؎

سدا اوس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں   صراحی کی ہوس نے خوا[ہش] پیمانہ رکھتے ہیں

خدا کی کیا پرستش ہو بتوں کا دھیان ہے دل میں   بغل میں ہم بجائے کعبہ ایک بتخانہ رکھتے ہیں

زلف و رخ کی گر بہم تصویر کھیچا چاہیئے   گرد مہ کے حلقۂ زنجیر کھیچا چاہیئے

واہ ری وحشت کہ ہم سے لڑکے یوں کرتے ہیں چھیڑ   اس دوانے کی خدا زنجیر کھیچا چاہیئے

پائے رنگیں کا نہیں میں نے لیا ہے بوسہ   مجھپہ طوفاں یہ عبث وزد حنا باندھے ہے

مرغ دل کو میرے کر صید سنا اے مسرور ق لے کے فتراک سے وہ گرم جفا باندھے ہے
ہو کباب آہ یہ کہتا ہے رقیب کم بخت پھیک نے اسکو پرے تیری بلا باندھے ہے

مشہور

تخلص کسے است کہ این سہ شعر از وے است ؎

تیرے گرنے سے مونہہ پر داغ چیچک یوں چمکتے ہیں کہ جیسے چاندنی میں مہ جبیں تارے [جھمکتے] ہیں
خوشی سے کیوں نہ اے مسرور اب بغلیں بجادیں ہم ملے گا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہیں ورق ۲۹۲
نہ لچکے کس روش موج صبا سے صحن گلشن میں رگ گل سے بھی نازک ہے اوس گل کی کمر دیکھو

مشتاق

تخلص عزیزے است نیک راہ مسمی بہ شیخ ثناء اللہ وے از شیخ زادہاے قصبۂ [فتح پور مضاف] صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد است کہ مزار فائض الانوار حضرت سلیم چشتی قد[س] سرہ در انجا واقع شدہ این سہ شعر او راست ؎

نظروں سے نہاں جبدم پیارے تو ذرا ہوگا ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا
اوس چاند سے مکھڑے پر ابرو بھی ہلالی ہے مہ رو کی مرے یارو سج دھج ہی نرالی ہے
دل کو لے دینے لگے آزار یوہیں چاہیئے مرحبا [شاباش] اے دلدار یوہیں چاہیئے

مغموم

تخلص جوانے است مغل زاد سراپا مہر و وفا خوش عقیدہ نیک دین صافی طبیعت صاحب یقین صاف دل کشادہ پیشانی خوش طبع پاکیزہ زندگانی مودۃ التیام مرزا اسحاق بیگ نام آباء کرامش ہمیشہ بعمدگی تعیش نمودہ امداد ذوی الاحترامش پیوستہ بکام دل ایام زندگانی بسر فرمودہ وے بنا بر کساد بازار جوہر شناسی بقدر قلیلے کہ از سرکار گردون اقتدار بادشاہی می یابد اکتفا ورزیدہ بکسب علوم مکتسبیہ اشتغال می ورزد و بہ سد رمقے کہ از مائدۂ سراپا فائدہ حضرت ظل اللہی می رباید پسندیدہ بہ تحصیل فنون رسمیہ دامن بر زدہ جد و جہد

لہ چمکتے، در نسخۂ اصل سہو کتابت

بکاری بر در رسائل صرف و اعراب از پیش نظر برخوردار سیادۃ انتساب جویاے فضل و تفوق[۱] میر سید محمد المتخلص بہ تعشق میگذراند و اشعار ریختہ طبع صفوۃ شعار خود باصلاح سراپا صلاح میر عزت اللہ عشق مد عمرہما و زاد قدرہما میرساند و بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و در کوچہ مطلب نویسی و انشاپردازی گذرے بالجملہ این ہفت بیت از گفتہاے آن جوان سعادۃ نشان محبت و مودۃ توامان است منہ سلمہ ربہ و عظم قدرہ ؎

آگے ہی یہ گریباں تھا تار تار اپنا — کیا حال اب بناوے دیکھیں بہار اپنا
خط آتے [ہی] ہم سمجھے کہ خط آپ کا آیا — سبزے کی ہوئی سیر جو تحریر کو دیکھا
رنگ آزادی نہ دیکھا ہمنے اس گلشن میں آ — گل ہیں پابند چمن بلبل گرفتار قفس
ذکر ملیح آپ کا جس جگہ اے یار ہو — شاہد مصری کی سرد گرمی بازار ہو
مایوس پھیریے نہ اس امیدوار کو — پورا ہی آج کیجیئے کل کے قرار کو
یار بولے یہ بغل میں دل صد چاک کو دیکھ — ہم نہ کہتے تھے نہ تو اوس بت سفاک کو دیکھ
تھی صبا تیز روی پہ بہت اپنی مغرور — اوڑ گئے ہوش ترے توسن چالاک کو دیکھ

مفتون

تخلص شخصے است نیک نہاد از باشندگان بلدۂ الہ آباد کہ این دو رباعی از وے است رُباعی

جوں آئینہ چشم دل سے کرتا ہوں جو غور — بے وجہ ہے ان تیرے رخوں کا کچھ طور
کیا خاک ملیں ہم ایسے بے دردوں سے — مونھہ پر کچھ اور پیٹ[۲] پیچھے کچھ اور ورق ۲۹۴

ڈوبا دن اور اضطرابی آئی — مفتوں کیا شام غم شتابی آئی
جوں توں یہ پہاڑ سا تو کاٹا تھا دن — پھر رات ہوئی بڑی خرابی آئی

ممتاز

تخلص مردے است والا نژاد متوطن بلدہ فیض آباد از تلامذہ سرآمد سخن سنجان فصاحت اما [مرزا] محمد رفیع سودا این مطلع او راست ؎

ہمارے رونے سے دل سے بخار اوٹھتا ہے — کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

۱ تقوی د.ا. ۲ کذا

منور

تخلص شاعرے است از متقدمین کہ از وے است ایں مطلع دلنشین منہ عفی عنہ ؎

اے میاں دل میرا زنہار نہ بیزار کرو   غم کا مارا ہوں محبت سے ذرا پیار کرو

منعم

تخلص دو کس میدانم

منعم (۱) **اول** عزیزے از سکنۂ مبارک بنیاد فرخ آباد سیادۃ و سعادۃ التیام سید رحمت علی نام ایں مطلع او راست ؎

نے تیرے کوچے سے جا سکتے[۱] نہ ہلتے ہیں   وہ مثل ہے آ گیا ہے ہاتھ پتھر کے تلے

منعم (۲) **دوم** مردے محبت التیام شیخ محمد منعم نام وے از قاضی زادہاے دیار شرقیہ است فی الجملہ از بعضے علوم رسمیہ بہرۂ دارد باراضی و مدد معاش ارثیہ اوقات می گذارد بسیار پر گو است مثنویات متعددہ بزبان فارسی کہ دارد موزوں نمودہ بعضے قصص قرانیہ و شطرے از غزوات نبویہ علیہ السلام والتحیہ ہم منظوم فرمود[ہ] بآئین شعراے صلہ خوار مدح و قدح مردم شعار خود ساختہ بملاقات ہر کس و ناکس رسیدہ نرد اختلاط و ارتباط می بازد و بہر عنوان کہ دست میدہد بحواشی و خدام اہل دول می سازد بیشتر بمیدان شعر فارسی فرس ہمت می دواند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم بزبانے کہ دارد و بمہاورہ[۲] کہ گفتن ریختہ بداں تواند موزوں می نماید گویند کہ [را]جہ ٹکیت راے مدار کار مختار دولتمدار نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر غفر اللہ عنہ ویرا رخصت وطن مالوف نمیداد خطے بزبان ریختہ از قبیل زوجۂ خود منظوم نمودہ بمجلس راجہ موسوم انشاد نمود وے ازاں دلخوش گشتہ رخصت فرمود ایں دو شعر ازاں مکتوب منظوم کہ بایں احقر رسید برشتہ نظم درکشید منہ سلمہ ربہ ؎

. . . .

[۳]

. . . .

نامی

تخلص شاعرے است کشادہ رو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ کہ ایں نہ شعر او راست ؎

ٹکڑے دامن کے اوڑے چاک گریباں کیا   تیری وحشت نے کچھ اب اور ہی سامان کیا

---

۱ کذا در ہر دو نسخہ ۲ کذا در ہر دو نسخہ ۳ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

پھر کسو چشم سے چشم اوسکی نہو آہ دو چار　　چشم تیری کو اگر نرگس شہلا دیکھے

ق

آتش عشق سے ناؔمی کا جگر جلتا ہے　　آپ ہس ہس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ایک بندھی ہے اسدم　　گھر کسو کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

طبیب اوسکو کس امید پر دوا دیوے　　تیرے مریض کو پیارے خدا شفا دیوے

مجنوں کے جنوں کا بزم میں کل　　ہوتا تھا کچھہ ایک ذکر و تذکار
وحشت کا میری جو ذکر نکلا　　تو سنکے لگا یہ کہنے دلدار
ناؔمی کا فریب میں ہی سمجھوں　　دیوانہ بکار خویش ہشیار　　مق ۳۹۹

نالاں

تخلص دوکس بمن رسیدہ

اوّل　　نالاں (۱)

عزیزے است نیک نہاد از سکنہ بلدۂ عظیم آباد ایں سہ بیت اوراست ؎

اپنے تئیں جہاں میں بدنام ہم کو کرنا　　جس میں خوشی ہو تیری وہ کام ہمکو کرنا
تو آوے یا نہ آوے پر تیری آرزو میں　　گھر کا چراغ روشن ہر شام ہمکو کرنا
کچھہ ان دنوں تو تم نے یہ زور خو نکالی　　ملنا کسو سے جا جا بدنام ہمکو کرنا

دوم　　نالاں (۲)

مردے نیک باطن وخوش ظاہر المسمی بہ شیخ عبدالقادر　وے از اولاد امجاد حضرت شیخ عبدالحق محدث بود قدس سرہ بہر دو زبان سخن می گفت و بقدر حوصلہ خود درمعنی می سفت دیوان فارسی و ریختہ ہر دو مروف گفتہ و بحسب استعداد خویش گوہرہاے معانی سفتہ اما در سرقہ و بردن مضامین کہ اکثر بطریق

مشتغ[1] می بود بسیار دلیر بود بہر کیف از فرخ آباد جا بجوار رحمت حق نمود خداش رحمت کناد . . .[2] از وے است ؎

دل ہمارے کو کیا کس کس بہانے سے جدا ۔ ہاتھ مشاطہ کا یارب ہووے شانے سے جدا

نالاں ہے دل ہمارا اکثر اسی ہوس میں ۔ دیکھوں کسی طرح میں دلبر کو اپنے بس میں

جی میں آتا ہے کہ ہم تم آج گلبازی کریں ۔ بیٹھ یکجا برلب جواب سخن سازی کریں

نجف

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر او راست ؎

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو ۔ انس ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو
مجکو بتلا تو صبا باغ میں تو نے آ کر ۔ کس لیئے ٹکڑے کیا گل کے گریبانوں کو

دل کو کہتا ہوں شاد اب سمجھے ۔ پر یہ خانہ خراب کب سمجھے

ندا

تخلص سخن گوے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اش [رسیدہ] بمن ؎

صبح ہاتف آج میرے دل کے کانوں میں پکار ۔ یوں کہا دیوانے کیا سوتا ہے اوٹھ ہو ہوشیار
واشد دل مدعا ہے گر تو کر سیر چمن ۔ دیکھ آنکھیں کھول کیسی دھوم ڈالے ہے بہار

---

[1] مسح و . و . [2] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

نصیر

تخلص مردے است سراپا خوبی از شعرائے دیار جنوبی کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دے ایکے سال گر مجھے سیر بہار دست — بے جام ایک دم نہ رکھوں لالہ وار دست
پامال کردے گو کہ میرا مزرعہ امید — او سے نہ پر اوٹھاؤں کبھی زینہار دست
جوں غنچہ آنکھ ڈھانپ قناعت پہ رکھ نظر — آگے ہر ایک کے گل کی طرح مت پسار دست

نظیر

تخلص کسے است کہ در محمد آباد بنارس اظہار شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت امامرزا محمد رفیع سوداؔ میکند و زعم بعضے آنکہ ایں نظیر ہماں شیخ ولی محمد اکبرآبادی است کہ در حرف نون مذکور شدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہرحال ایں مطلع بدو منسوب است ؎

جب ترے کوچے سے ہم اوٹھ کے چلے جاتے ہیں ورق ۲۹۶
شعلۂ آہ کی گرمی سے جلے جاتے ہیں

نوید

تخلص کسے است کہ بایں کس ایں شش بیت از گفتہائش رسیدہ کہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

ہوا آہنگ برپا جس گھڑی مجھ سے خوش الحاں کا — چھپا پردہ میں جا کر زمزمہ ہر ایک غزلخواں کا
یہ خط سبز کو نشو و نما ہے لعل خوباں پر — لب جو پر ہو جیسے جلوہ گر سبزہ گلستاں کا
کیا کس بادہ کش نے جلوہ گلشن میں کہ دیکھوں [ہوں] — گل و غنچے کو جوں میناؤ ساغر مے پرستاں کا
چمن میں وہ سنا ہے جس گھڑی گذرا ہوا ظاہر — دل بلبل سے یارو یہ جو تھا مضمون افغاں کا

خراماں تیغ پکڑے ناز سے آیا کوئی کہہ دو ۔ کہ ہے عاشق کے تیرے آج دن سا عید قرباں کا
لب یاقوت جب سے اوس مسیحا کے ہویدا ہیں ۔ نہ پاوے گا اگر چھانے کوئی معدن بدخشاں کا

نوا

تخلص عزیزے است سعادة نشان المسمی بہ ظہور اللہ خان ایں مطلع از وے است ؎
تیر پہ تیر یار کا دل پہ مرے گذار تھا ۔ زخم پہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

نیاز

تخلص سہ کس میدانم

نیاز(۱)

اول

شخصے کہ از شعرش طرز جنوبیاں می تراود ایں رباعی وے کہ در تہنیت غسل دست شکستہ کسے گفتہ ایں احقر می نگارد

رُباعی

حق سے مانگوں ہوں ہمیشہ یہی اے والا دست ۔ عافیت سے ہی رہے ذات تیری دست بدست
دست بستہ رہے حاضر تری خدمت میں عیش ۔ فضل حق سے ہو مبارک تجھے یہ صحت دست

نیاز(۲)

دوم

نومشقے از قاضی زادہاے بلند شہر کہ بیکچند شاگردی محمد نصیر الدین نصیر کردہ ایں یک بیت منسوب بدوست ؎
مانگ اوسکی ایک سیدھی راہ ہے ظلمات کی ۔ ہے شب تاریک اے دل خضر کو آگاہ کر

نیاز(۳)

سیوم

مردے از تلامذہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ایں مطلع اوراست ؎

کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں ہیں ناشاد رہے　　تو سلامت رہے اور تیری یہ بیداد رہے

ہادی

تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ ایں چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

قطعہ

ذات عالی ہے تیری واسطہ رونق دہر　　فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے تیرا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار　　ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر

بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر　　تھے جو وہ کیسہ مفلس ہوئے سب معدن و بحر
خورم و شاد رہیں دوست تیرے تا دم زیست　　جو کہ اعدا ہوں تیرے اون پہ خدا کا ہو قہر

ہمت

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن ایں دو بیت قصیدہ کہ در مدح امیرے از امرائے
آں نواح است منجملہ طبع زادہائے آں عزیز باصلاح است ؎　ق ۳۵۷

جلو میں تہنیت گویاں ظفر ہیبت نمایاں ہو　　جناب اعظم الامرا کو جو دم عزم میداں ہو
خدا محفوظ رکھے تجکو چشم زخم اعدا سے　　بہ بزم و رزم تائیدات غیبی فضل یزداں ہو

ہوش

تخلص تازہ مشقے است نوجوان کہ گاہ گاہ حاضری شود بہ مجمع سخنوران اغلب کہ محمد نصیر الدین نصیر
اوستاد اوست و ایں چار بیت منسوب بد و ؎

خوبی قسمت تو دیکھو دست گل خوردہ میرا کیا گلے میں یار کے بنکر حمائل رہ گیا
خاک اپنی زندگی اوس نے بسر لے ہوش کی یاد حق سے جو کوئی دنیا میں غافل رہ گیا

دل مرا سینے میں جوں برق ہے کل سے بیکل کس نے یاد اوس کے تبسم کی دلائی مجکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن جان منظور نہیں تیری جدائی مجکو

یکرو

تخلص شاعرے است از شعراے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش بردیہ آں وقت است و ایں دو بیت از زادہاے [طبع] آں مرحوم نیک بخت سہ[5]

لے گئے بیرحم بیکس کر گئے ایک تھا عاشق کے غمخوار و نمیں دل
ابتو اے یکرو یہ جینے کا نہیں جا پڑا ہے سخت خونخوار وں میں دل

ھذا اخر ما تیسر لی من تسوید تلك التذکرة و اسأل اللہ الغفار المغفرة والتمس الاخوان ان یسدوا الخلل و یعرضوا عن الخطایا و الزلل ویجوموا حول اصلاح ما وجد واقیھا من الفساد ولا یروموا روم المعاندین من الجھلة الی الفساد و اصلی علی حبیبہ المختار والہ الاخیار و صحبہ الکبار و السلام

[بعد[5] مدر برخے از اوان و مضی شطرے از زمان از تبئیض چوں ایں نامہ عنبریں شمامہ بمطالعہ سامعہ نواب معلے القاب سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ دام بہجۃ واستمر فرحۃ رسید بحکم آنکہ من ارتقی مدارج الکمال لایلتفت الی من قال بل ینظر الی کیفیۃ المقال پسند خاطر دریا

[5] یہ عبارت نسخہ و، ا، میں زیادہ ہے۔ مگر عربی عبارت مرقومہ بالا سے پہلے درج ہوئی ہے +

مقاطر آن در دریاے شرافت وہنرپروری و دری فلک نجابت و نصفۃ گستری گردید ساعتے بہ بحر تفکر غواصی نمودہ جویاے گوہر خوش آب مادہ تاریخ بودند کہ سبوحیان دریاے قدس کمال لذت گوش ہوش آں آشناے بحر معانی بہ دریکتاے کمال لذت گوہرامود فرمودند ایں جوہر شناس بعبارۃ اساس انزامۃ بہ نظم فارسی و اخری بسلک ریختہ کشیدہ منتظم و منسلک ساخت

نظم فارسی

ایں تذکرہ تصنیف حکیم فاضل　　قاسم متخلص است و نامش قدرت
اوصاف حمیدہ اش زحد بیرون است　　دارد بمن از ہمیشہ الفت شفقت
باتمکہ بالتمام سیرش کردم　　گویم کہ ہزار آفرین و صد رحمت
از خواندن ایں کتاب و سال تصنیف　　حقا کہ رضی یافت **کمال لذت**

سلک ریختہ

یہ تذکرہ بے نظیر آیا جو نظر　　دل کو ہوئی اے رضی نہایت فرحت
کیا خوب فصاحت سے کیا ہے تصنیف　　قاسم کے سوا کس میں ہے اتنی قدرت
کس کس خوبی سے شاعروں کا احوال　　ترقیم کیا ہے سب بزیب و زینت
ازبسکہ کمال لذت اس میں پائی
تاریخ بھی سوجھی ہے **کمال لذت**]

تمام شد

فہرستِ اسماءِ اشخاص

(خط کشیدہ ہندسے شعرا کے تراجم کی طرف اشارہ کرتے ہیں)

فہرستِ کتب و مقامات و دیگر امور

—+—

عرضِ ضروری

یہاں بعض اُن اغلاط کی طرف بھی ایما کر دیا جاتا ہے جو مولف تذکرہ کے قلم سے بعض اسما کی تحریر کے وقت اتفاقیہ سرزد ہوئی ہیں:

ص۱۴۹ سطر ۱۱ - ثابت کے والد کا نام مرزا احسن بخت چاہیئے نہ مرزا حسن بخت ' ص۲۰۱ سطر ۲ - محمد میر خاں غلط ہے - صحیح نام میر محمد خاں ہے جیسا کہ جناب مولف نے ص۲۹۴ پر درج کیا ہے ' ص۳۴۶ سطر ۶ - قتیل کا نام مرزا محمد حسن ہے - نہ مرزا محسن ' ص۳۶۴ سطر ۶ - نظیر کا نام ولی محمد چاہیئے نہ محمد ولی حالانکہ جلد دوم میں ص۲۸۱ صاف ولی محمد مرقوم ہے - ضمیر کے ذکر میں یہی غلطی بہ تقلید مولف اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے - دیکھو فہرست اشپرنگر ص۲۱۹ '

جلد دوم ص۴۸ سطر ۴:- " دو ازاں لطف تخلص میکند" اس عبارت میں لطف کی جگہ لطیف بیان مابعد کی روشنی میں صحیح نظر آتا ہے ' جلد دوم ص۳۷ سطر ۲ - فدا کا نام لچھرام دیا ہے۔ حالانکہ جلد اول میں صاف بچھے رام تحریر ہے - اشپرنگر نے یہ نام بحوالۂ قاسم و ذکا لچھمی رام دیا ہے ؁

ساتھ ہی ان لغزشوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے - جن کا مرتب ذمہ دار ہے :-

ص۴ سطر ۷:- میر علیخاں غلط اور میر غالب علیخاں صحیح ہے ' ص۶۲ سطر ۱۸ :- مولوی نور احمد کا تخلص ممتاز ہے مختار غلط لکھا گیا ہے ' ص۱۲۳ سطر ۱۹ :- جانجاناں کی جگہ جان جان صحیح ہے ' ص۱۷۱ سطر ۱۰ - بشیر محمد خاں کی جگہ شیر محمد خاں چاہیئے ' ص۱۶۹ سطر ۱۴ :- جنون اوّل کا نام قمر الاسلام ا - ا سے منقول ہے - نسخۂ اصل کرم خوردہ تھا اشپرنگر نے بسند ذکا فخر الاسلام (فہرست ص۲۴۴) رقم کیا ہے - اور کوئی تعجب نہیں اگر فخر الاسلام درست ہو '

ص۲۵۸ سطر ۶ :- دیوانہ کا نام سرپ سنگھ غلط ہے - سرب سکھ چاہیئے '

ص۲۹۱ سطر ۱۳ :- نسخۂ اصل میں سخنور کا نام دیوالی سنگھ ہے - مرتب نے دیوالی سنگھ پڑھا - اشپرنگر نے (فہرست ص۲۵۲) بحوالۂ قاسم و گلشن بیخار دیوالی سنگھ دیا ہے - خمخانۂ جاوید میں دیوالی سنگھ ص۱۴۴ جلد چہارم اور اسکی فہرست میں دیوانی سنگھ دیا ہے '

جلد دوم ص۱۹۶ سطر ۱۴ :- مضطرب دوم کا نام درگا پرشاد صحیح اور دوارکا پرشاد غلط ہے - یہ ا . ا کی قرأت ہے

جلد دوم ص۲۲ سطر ۷ :- منیر سوم کے باپ کا نام شاہ پیر (؟) علی اور ا . ا میں بند علی ہے۔ اصل نسخہ میں 'سرعلی' ہے - اشپرنگر نے (فہرست ص۲۶۴) بسند قاسم شیر علی اور بحوالۂ ذکا ببر علی دیا ہے - اور میں سمجھتا ہوں ببر علی زیادہ درست ہے '

جلد دوم ص۳۸۷ سطر ۸ :- رضای اوّل کا نام بجای رضای دکنی محمد رضای دکنی پڑھنا چاہیئے ؁

اردو املا اور اُس کے متعلقہ مسائل پر

ایک جامع کتاب

اردو املا

دقیقہ رس محقق رشید حسن خاں کی برسوں کی

دیدہ ریزیوں کا ماحصل

اِس کتاب میں پہلی بار اردو املا کے قواعد و
ضوابط سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور علمی
دلائل کی روشنی میں اُن کا تعین کیا گیا ہے

ترقیِ اردو بورڈ کے اہتمام سے جلد
شایع ہو رہی ہے